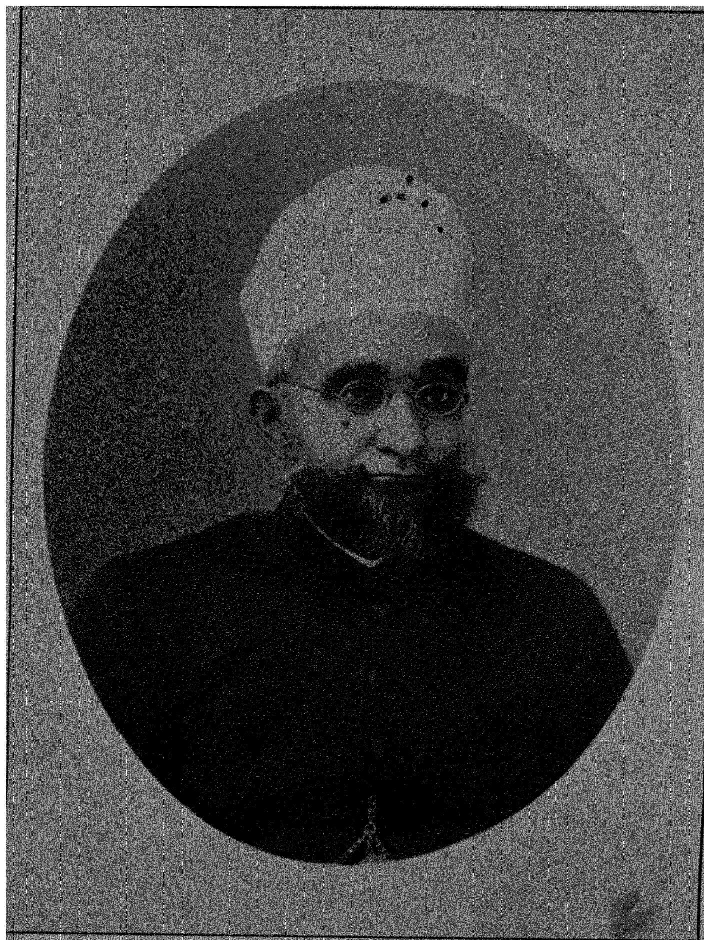
نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف و مصنف



آصف اللغات

طبع اول

۵۰۰ جلد

جامع الفاظ مفردہ و مرکبۂ اصطلاحی و استعمال فارسی زبان و مقولہای عجم ملتزم باسناد

متقدمین و متاخرین مسلمۃ الاستناد و برای ہر یک لفظ

ترجمۂ با محاورۂ زبان اردو مع اسناد کلام زباندانان ہند

جلد پنجم

مؤلفہ خان بہادر شمس العلما مولوی ابو احمد عبد العزیز نائطی (نواب عزیز جنگ بہادر) وظیفہ یاب حسن خدمت

سرکار آصفیہ

سنہ ۱۳۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۱ فصلی

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

اعزاز و شکرانۂ اعزاز

اعزاز | (۱) مین اپنی اس تالیف کی اعلیٰ کامیابی پر خداوند کریم کا شکر گزار ہون اور یہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے کہ اس کا نام میرے آقاے ولی نعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے مبارک تخلص کو اپنے سر پر لئے ہوے ہے اور اسکا آغاز آپ ہی کی مبارک جوبلی چہل سالہ کی تقریب مین ہوا۔

(۲) مین ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بالقابہم گورنر جنرل ہند کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے براہ عنایت مجھکو اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کا ڈڈی کیشن آپ کے نام نامی سے کرون۔ صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد بذریعہ مراسلہ نشان (۴۲۵۸) ۲۴ جون ۱۹۰۹ء مجھکو اطلاع دیتے ہین کہ ہز اکسلنسی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے انکو ایسی عالمانہ تالیف مین اونکی یادگار قائم ہونے کا موقع دیا۔

اعانت | (۳) مین ہز اکسلنسی ویسراے موصوف کا دل سے شکر گزار ہون کہ آپنے

با جلاس کونسل یہ حکم فرمایا کہ مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح
وہ شائع ہوتی جائے پان پانسو روپیہ کا آنریریم (صلۂ تالیف) عطا کیا جائے
(۴) مین اپنے آقای ولی نعمت اعلیٰ حضرت والی سلطنت دکن
حضور پر نور سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم کا شکریہ بجان ودل ادا
کرتا ہون کہ سرکار ممدوح نے حکم فرمایا کہ سلطنت آصفیہ کے شاہی خزانہ سے بھی
مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جائے
پان پانسو روپیہ کا انعام صلۂ تالیف عطا کیا جائے (دیکھو مراسلۂ معتمد فینا نس
نشان (۳۰۹۱) مورخہ ۱۶ - آبان ۱۳۱۸ف موسومہ معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ
(۵) حیدرآباد کے امراے عظام سے جناب نواب فخر الملک بہادر
معین المہام صیغۂ تعلیمات وعدالت وطبابت وامور عامہ کی علم دوستی کا بھی
شکرگزار ہون کہ آپ نے اپنے خانگی خزانہ سے اس تالیف کی ہر ایک جلد پر سو روپیہ
کا اعزازی انعام مقرر فرمایا ہے -
شکریۂ عملی | (۶) اگرچہ اس کتاب کی ہر ایک جلد کے پانسو نسخون کی طبع کا حقیقی
صرفہ بقدر الالعہ سکۂ محبوبیہ ہے اور معاونین بالقابہم کی امداد کا مجموعہ ہنوز وقت
تک تقریبًا الماک سکۂ محبوبیہ - لیکن محض اس خیال سے کہ پبلک کو نفع پہونچے
مین نے مصارف کے ایک خفیف سے حصہ کا بار اپنی ذات پر اٹھاکر جملہ نسخہای
مطبوعہ کو مع حق تالیف کتاب بلا کسی معاوضہ کے پبلک کے لئے وقف کر دیا ہے

معزز ناظرین کتاب پر روشن ہے کہ یہ (۲۸) جلد کی کتاب ہے اور بکمال اہتمام کے ساتھ چھ مہینے مین ایک جلد شائع ہوتی ہے اور بظاہر مجھکو صرف خداوند کریم سے توقع ہے کہ مین اس کتاب کی تکمیل اپنی باقی ماندہ عمر مین کرسکون۔ وہو علی کلِ شئی ءٍ قدیر۔ اعلان وقف آخر کتاب پر طبع ہوا ہے۔

پبلک کا فدائی

احمد عبدالعزیز نائطی
(خان بہادر شمس العلماء) (عزیز جنگ بہادر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کہ نوبت بآغاز جلد پنجم این کتاب رسید و وقت آن بود کہ بہ تکمیل جلد پنجم شسشم را آغاز می کردیم حیف است کہ در اوائل سال ہزار و سہ صد و بست ہجری صحّت ما قائم نماند و مبتلای مرض ذات الجنب شدیم و شش ماہ صاحب فراش ماندیم تا نوبت بہ جراحی رسید کہ از پہلوی ما مقدار کثیر آب مجتمعہ را خارج کردند۔ باری مرض لاحقہ زائل شد ولیکن ناتوانی بدرجہ غایت بگذاشت کہ کم کم توانا می شویم حالا دہمی ماہ است کہ بعد ختم جلد چہارم امتثالاً لامر الطبیب محنت دماغی را الوداع گفتہ ایم شکر ایزدیست کہ حالا درخور آن شدیم کہ باز بہ شغل خود گرائیم۔

(۲) طالبان تحقیق لغت و شائقین این کتاب پریشان خاطر نشوند کہ جلد پنجم ہم متعلق بالف است و بخیال ما عجبی نیست کہ ششم و ہفتم ہم الف را نگذارد حقیقت این است کہ الف مقصورہ بہ نسبتی از لغات ممدودہ شامل است و بوجہ آنکہ اکثری از لغات دیگر ردیف با بالف وصلی متصل است

بیانش بهدرین ردیف آمده وصلهٔ آن هم باعث طوالت این ردیف شده است - ما بخیال خود مجموعه
جلدهای این کتاب را بر چهار حصص تقسیم کرده‌ایم - ربع اوّل متعلّق باشد بالف ممدوده ومقصوره و ربع
دومش بای عربی وفارسی راست ودر ربع سوم وچهارم لغات جیم تا یاست - اگر حیات مستعار دست
دهد واعتدال مزاج باقی ماند قریب است که دست بحصهٔ دوم زنیم - السعی منی والاتمام من الله تعالی

خاکسار - عزیز جنگ - مؤلف

اسامیس بقول ضمیمۂ برہان بروزن نوامیس بابونۂ صحرا را گویند صاحب محیط بر بابونہ فرماید کہ اسم فارسی است ومعرّب آن (بابونج) ودر مغرب (بابونق) وبعربی (زہر الملک) و(حبق البقر) وبیونانی (ماماليون) و(اسامیس) وبسریانی (قوبلا) وبمصری (کرکاش) وباندلسی (سقار) وبافریقہ (رجل الدجاج) وبفارسی (کرہانک) وبہندی (سونبھل) و(سوناموتی) و(مرہی) گویند بقول شیخ خشک در اوّل وگویند در دوّم وگویند گرم وخشک باعتدال مفتح وملیّن ومنقّی بدن ومقوّی ومحلّل بغیر جذب ومنافع بسیار دارد (اردو) بابونہ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ ایک قسم کی بوٹی نباتات مین سے ہے جس کے پھولون کا پروردہ روغن اکثر درد وغیرہ کے کام مین آتا ہے

اسب بقول ناصری بکسر اوّل (۱) موی زہار وآن را آرم نیز گویند۔ صاحب برہان وہفت بہ بای فارسی در آخر گوید کہ موی دُبر را نیز گویند و (۲) بفتح اوّل معروف است کہ بعربی فرس خوانند و (۳) نام یکی از مہرہای شطرنج۔ صاحب جامع نسبت معنی اوّل فرماید کہ موی سفید ہم وذکر معنی دوّم وسوّم ہم کردہ صراحت کند کہ بہ بای فارسی است صاحب جہانگیری بہ تخصیص بای عربی بمعنی اوّل قانع یعنی موی زہار ودبر وصاحب مؤید بہ بای فارسی ذکر معنی دوّم وسوّم کردہ معنی اوّل را ترک کرد وصاحب رشیدی بہ بای فارسی بمعنی دوّم قناعت کردہ بہار ذکر این بہ بای عربی کردہ گوید کہ معروف ودر ہندی کتابی (اسو) بہ واو است وصاحب انند اسب بہ بای عربی را بکسر الف بحوالۂ منتہی الارب لغت عرب گوید بمعنی موی فرج وموی زہار ودبر وبہ بای فارسی ہمزبان بہار۔ صاحب سخندان

فارس فرماید که بزبان سنسکرت اسپ را (اشو) گویند. صاحب ساطع گوید که (اشو) بشین معجمه و (اسو) به سین مهمله هردو آمده. پس بخیال ما (اسو) اصل است و فارسیان بقاعدهٔ خود واو را به بای موحده بدل کرده اسب کردند چنانکه (آو) و (آب) و (نوشتن) و (نبشتن) و پس ازان بای عربی به بای فارسی بدل شد چنانکه (تپ) و (تب) و این هم ممکن است که واو (اسو) را به بای فارسی بدل کردند. چنانکه (وام) و (پام) و جادارد که از (اشو) (اسپ) ساختند. به تبدیل سین معجمه به سین مهمله. چنانکه (شار) و (سار) و تبدیل واو به بای فارسی چنانکه بالا مذکور شد نسبت معنی اول ما را با صاحب انند اتفاق است که (اسب) بکسر اول و سکون بای عربی بمعنی اول لغت عرب است که صاحب منتهی الارب این را بمعنی موی زانو و موی فرج و موی کون آورده و آنانکه بدین معنی با بای فارسی گرفته اند نسبت آن خیال ما این است که فارسیان از عربی گرفته اند و به تبدیل بای عربی به بای فارسی مفرس ساخته اند و معنی سوم استعاره باشد برای مهرهٔ شطرنج که آنرا هم اسپ نام است. مخفی مباد که معاصرین عجم این را بمعنی دوم و سوم به بای عربی و فارسی هردو. استعمال کنند. صاحبان بهار عجم و انند صفات اسپ را بیان کرده اند و برای آن ما هم یافته ایم و همه را ذیل عرضه دهیم (۱) آب گردش (۲) آتش پای (۳) آتشین پای (۴) آتش مزاج. (۵) آهخته گوش (۶) آهن خای (۷) آهن عصب (۸) آهو پای (۹) آهو سرین. (۱۰) آهو شکم (۱۱) ابرگردش (۱۲) باریک دم (۱۳) بحرنورد (۱۴) پلنگ هیئت (۱۵) چشم چراغ (۱۶) چیده میان (۱۷) حلقه شکن (۱۸) حیلت گر.

(۱۹) خاراول (۲۰) خورشیدفر (۲۱) خوش جلو (۲۲) خوش رفتار (۲۳) خوش عنان۔
(۲۴) خوش گام (۲۵) خوش لگام (۲۶) درازگردن (۲۷) درازگیسو (۲۸) رویین
سم (۲۹) رہ انجام (۳۰) زمین سپر (۳۱) زمین کوب (۳۲) سندان جگر (۳۳) ضرغام
بر (۳۴) طوطی پر (۳۵) عقاب طلعت (۳۶) عنقاشکوہ (۳۷) غرغاودم (۳۸)
فراخ کفل (۳۹) فربہ سرین (۴۰) قمرسم (۴۱) قوی قوائم (۴۲) کشتی گذار (۴۳) کوتاہ
سم (۴۴) کوہ پیکر (۴۵) کوہ توان (۴۶) کیوان منش (۴۷) گردشکم (۴۸) گوزن سرین
(۴۹) لاغرمیان (۵۰) ہوانہاد و از تشبیہات او (۵۱) تدرو (۵۲) زندہ پیل (۵۳)
شیر (۵۴) عزم (۵۵) کلاغ (۵۶) وال۔ سند ہر یکی در اشعار ذیل می آید و ما تعیین
نشان سلسلہ بر آن قائم کردہ ایم (حکیم سنائی رہ) ازنعل او پرمہ زمین در گام اوکوتہ
زمین ؛ دزهنگ او آگہ زمین در طبع او حالی غضب ؛ باد بہاری خویش او نار دحولا
کیش او ؛ صحرا و دریا پیش او چون مہرہ پیش بوالعجب ؛ آہو سرین ضرغام بر کیوان منش
خورشیدفر ؛ خارادل وسندان جگر رویین سم و آہن عصب ؛ (ولہ رہ) بسہم شیر و بتن
زندہ پیل و چشم چراغ ؛ چو عزم بر سر کوہ و چو وال در دل یم ؛ قوی قوائم و فربہ سرین و چیدہ
میان ؛ درازگیسو و آہختہ گوش و گردشکم ؛ (اوحدالدین انوری رہ) پلنگ ہیبت و غرغاو
دم گوزن سرین ؛ عقاب طلعت و عنقا شکوہ و طوطی پر ؛ قوی قوائم و باریک دم فراخ
کفل ؛ درازگردن و کوتاہ سم میان لاغر ؛ بگاہ پویہ ہوا در دو پای او مدغم ؛ بوقت حملہ صبا
در دو دست او مضمر ؛ بوقت جلوہ گری چون تدرو خوش رفتار ؛ بگاہ حیلہ گری چون کلاغ

حیلت گر ؛ خروش مور شنیدی زروم در کابل ؛ خیال مور بدیدی زہند در شستر ؛ (عثمان بخاری سے) آتش مزاج وکوہ توان وہوا نہاد ؛ کشتی گذار وبحر نورد وزمین سپر ؛ (ملا طغرا سے) چراگاہ این اسپ آہو شکم ؛ رمیدہ ز ہمشیرگیٔ ارم ؛ (عبد الواسع جبلی سے) آباد بران بارۂ میمون ہمایون ؛ خوش گام چو کیموم ورہ انجام چو دلدل ؛ (ابو طالب کلیم سے) ہمہ اعضاش از ہم سبقت اندیش ؛ کفل داغ است از پس ماندن خویش ؛ (نظامی سے) خرامندہ ختلی فش دم سیاہ ؛ تگاور تراز باد در صبحگاہ ؛ چو وہم از ہمہ سوی مطلق خرام ؛ چو اندیشہ در تیز رفتن تمام ؛ (اردو) (۱) موی زہار - بقول آصفیہ (فارسی وعربی) اسم مذکر - زیر ناف کے بال - سرین کے بال (۲) اسپ - بقول امیر (فارسی) فرس - گھوڑا مذکر (کیف سے) دنیا کے مال وجاہ پہ غافل نہ کر دماغ ؛ کیون چڑھ کے اسپ وفیل پہ تنتا ہے خر دماغ - (۳) اسپ بقول امیر شطرنج کے ایک مہرے کا نام جو ڈھائی گھر چلتا ہے (سودا سے) مانند اسپ خانۂ شطرنج اپنے پاؤن ؛ جز دست غیر کے نہین چلتا ہے زینہار ؛

اسبا	بفتح اول وسوم بقول صاحب رہنما بحوالہ سفر نامۂ ناصر الدین شاہ قاچار جمع اسب

است کہ گذشت - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ جز این نباشد کہ مخفف (اسبان یا اسبہا) است بحذف نون آخر یا ہای ہوز فارسیان در روزمرۂ خود در بسیاری از الفاظ حرف آخر وسط را حذف کنند واین ایجاد معاصرین است کہ حذف زبان را در کتابت ہم داخل کردند وما بر لفظ (اسب) صراحت کردہ ایم کہ بہ بای فارسی وعربی ہردو آمدہ واز ماخذش ہم

ہمدرین‌جا ذکری کرده ایم (اردو) گھوڑے (گھوڑا) کی جمع -

اسباب | بہار گوید کہ بالفتح جمع سبب و فارسیان بمعنی رخت و اثاثہ استعمال کنند و بالفظ برساختن و بستن و بہم افتادن و در ہم چیدن و کشیدن مستعمل و باہم افتادن کنایہ از پریشان شدن باشد و صاحب انند نقلش برداشتہ صاحب بول چال ہم ذکر این بمعنی آلہ و اوزار کرده مؤلف عرض کند کہ لغت عربی است و جمع سبب و سیب بقول صاحب منتخب بفتحتین رسن و ہرچہ بدان بدیگری پیوستہ بود و پیوند و خویشی و در شعر یک حرف ساکن و یک حرف متحرک (انتہی) بخیال ما استعمال فارسیان باہر مصادر بیان کردۂ بہار منحصر نیست و معنی مرکبات این در ملحقات می آید - ما استعمال این بدون ترکیب مصدر ہرکجا کہ دیده ایم (۱) بمعنی وجوه و سامان یافتہ ایم و معاصرین عجم (۲) بمعنی آلہ و اوزار ہم استعمال کنند - صاحب بول چال بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده است و این مجاز معنی اوّل باشد (ظہوری ؎) سرفرازی در خور افتادگی ٭ کامران تر ہرکہ بی اسباب تر ٭ (ولہ ؎) ز ترتیب اسباب دل فارغم ٭ غم و عیش در یک دگر ریختیم ٭ (ولہ ؎) ازان اسباب ایمانی کہ برہم میشو و ایمان ٭ فدای چشم کافر ماجرائی می توان کردن ٭ (انوری ؎) اوصاف بزرگیش چہ اصلی چہ مالیست ٭ کانرا ہمہ اسباب فلک فرع و زکاتست ٭ (عرفی ؎) ایکہ گوئی باعث غم خوی غمگین روی باش ٭ غم ز بی باکی ندارم ورنہ خود اسباب ہست ٭ ولہ ؎) اسباب عفو راچہ بما جلوه میدہی ٭ ما تو بہ دشمنیم و ستم بر نصوح تست (اردو) (۱) اسباب

بقول امیر سبب کی جمع وجوہ - ذریعے - اثاثہ - ضرورت کا سامان (گلزار نسیم ؎) اسباب نہ جمع کر ضرر کے ٭ رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے ٭ (وله ؎) اسباب کو کشتیوں پہ کر بار ٭ سونپا سب ناخدا کو گھر بار ٭ (۲) کل - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث مشین کام کرنے کا آلہ - جیسے کپڑا سینے کی کل - برف کی کل -

اسباب بخار | استعمال - باضافت - مرکب اضافی بمعنی لفظی سامان بخار است و معاصرین عجم این را بمعنی آلہ استعمال کنند کہ بزور دخان حرکت کند - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) دخانی کل - صاحب آصفیہ نے لفظ (دخانی) کی ذیل میں (دخانی کل) کا ذکر فرمایا ہے - یہ وہ مشین یا آلہ ہے جو دھوین کے زور سے حرکت کرتا ہے -

اسباب برابر نہادن | استعمال - بحث این برابر اسباب نہادن می آید و سند این ہم ہم در آنجا مذکور (اردو) دیکھو اسباب برابر نہادن

اسباب بردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی زائل کردن سامان و باقی نگذاشتن آن باشد (کلیم ہمدانی ؎) در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید ٭ خوب شد اسباب ما را یک قلم سیلاب برد ٭ (عرفی ؎) ای خواجہ کہ از تو مرگ - جان خواہد برد ٭ اسباب زمانہ را زمان خواہد برد ٭ (اردو) سامان اور اثاثہ لے لینا - قبضہ سے نکال لینا - ضائع کرنا - چھین لینا -

اسباب برساختن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی مہیا کردن سامان است (نظامی ؎) بود ہر کی را قدر مایہ بیش ٭ کزان بیش

برسازد اسباب خویش ﷺ (اردو) سامان مہیا کرنا ـ سامان درست کرنا ـ

اسباب بستن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از بیخود جامی سند پیش کند (ﮯ) بستہ بیخود آفتاب غم اسباب سفر ﷺ میدود چون سایہ در پی بخت ناسازم ہنوز ﷺ بخیال ما ازین سند (اسباب سفر بستن یعنی سامان سفر مہیا درست کردن و آمادہ سفر شدن پیدا می شود و از مجرد (اسباب بستن) ہم ہمین وجہ آمادگی سفر ظاہر ولیکن این را سند باید (اردو) سامان سفر کرنا ـ تہیۂ سفر کرنا اسباب باندھنا بھی کہہ سکتے ہین جس سے روانگی کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے ـ دکن مین ایسے مواقع پر باندہا بوندھی کرنا کہتے ہین ـ

اسباب جر ثقال استعمال ـ بکسر بای موحدہ دوم و رای مہملہ در محاورۂ معاصرین عجم آلۂ جر ثقیل را گویند کہ بواسطہ آن بارہای گران را بسہولت بردارند مخفی مباد کہ اثقال بقول صاحب محیط المحیط جمع ثقل است و معنی لفظی این (سامان کشیدن وزن ہا) وکنایہ باشد از آلۂ خاص ـ صاحب رہنمای ذکر این کردہ از سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) وزنی اشیا اٹھانے کی کل جر ثقیل کی کل کہہ سکتے ہین ـ

اسباب چیدن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از باقر کاشی سند آوردہ (ﮯ) ای معارض بیش ازین در ہم مچین اسباب بحث ﷺ دم مزن کان خاطر نازک ندارد تاب بحث ﷺ **مؤلف** گوید کہ ازین سند (اسباب چیزی درہم چیدن) بمعنی جمع کردن سامان چیزی باشد و بمعنی حقیقی مجرد (اسباب چیدن) را بمعنی جمع کردن سامان استعمال توان کرد (اردو) سامان جمع کرنا ـ سامان فراہم کرنا ـ سامان مہیا کرنا ـ

اسباب چیزی بهم افتادن استعمال۔
بمعنی مهیا شدن وحاصل شدن سامان چیزی
باشد چنانکه انوری گوید (ع) در بلخ چو پیری
وجوانی بهم افتاد ٭ اسباب فراغت بهم افتاد
جهان را ٭ (اردو) سامان جمع هونا۔ سامان
مهیا هونا۔

اسباب چیزی درست شدن استعمال
بمعنی ساز وسامان چیزی بهم رسیدن باشد۔
(عرفی ع) با وجود آنکه عشق آورد صد
داروی تلخ ٭ بهر درد ما نشد اسباب درمانی
درست ٭ (اردو) ساز وسامان درست هونا۔

اسباب چیزی درهم چیدن استعمال۔
بحث این بر اسباب چیدن گذشت وسند
هم همدر آنجا مذکور شد (اردو) کسی چیز کا سامان
فراهم کرنا۔ جمع کرنا۔ مهیا کرنا۔

اسباب چیزی فروچیدن استعمال۔
مرادف اسباب چیزی درهم چیدن است که
گذشت (ظهوری ع) فروچیدیم بکام خویشتن
اسباب ناکامی ٭ بباز و برگ خود را بر سر برگ
مراد آرم ٭ (اردو) دیکهو اسباب چیزی
درهم چیدن۔

اسباب حلوا ناتمام است (مقوله)
صاحب ناصری فرماید که کنایه باشد از نقصان
کار است ٭ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این
نکرد۔ معاصرین عجم تصدیق این می کنند۔ فارسیان
چون در کاری سامان آن را نامکمل وناقص
بینند این مقوله را استعمال کنند (اردو) سامان
ناقص هے دکن مین جب کسی کام کا اهتمام
یا سامان ناقص نظر آتا هے تو کهتے هین "حلوا
پهیکا هے" "چاول کچے هین"

اسباب خانه استعمال۔ صاحب انند
فرماید که مرادفات این در اثاثه گذشت مولف
عرض کند که مقصودش چنین نباشد که این مرادف
رخت خانه وترجمه اثاث البیت است۔

مرکّب اضافی است (اردو) اثاث البیت (عربی) بقول امیر۔ مذکر۔ اسباب خانہ داری گرستی کی چیزین۔

اسباب خرازی | استعمال۔ بفتح خای معجمہ بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار فروشندۂ ہمہ قسم سامان را گویند۔ صاحب برہان بر لفظ (خرز) فرماید کہ اسباب خردہ فروشی را گفتہ اند از مہرہ و آئینہ و شانہ و امثال آن چہ (خرزی) خردہ فروش باشد (الخ) پس معاصرین عجم لفظ اسباب در اوّل خرزی زیادہ کردہ اند و بعد رای مہملہ الف ہم۔ و این قسم الف زائد نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و در قاعدۂ فارسی ہم آمدہ و صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ چنانکہ (مہاب و ماہار) (اردو) خوردہ فروش۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ بساطی پرچونیا۔ پھیری پھر کر بیچنے والا۔ دکن مین منیار کہتے ہین۔

اسباب دادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی حقیقی سپردن اسباب و سامان است و (۲) بمعنی پیدا کردن اسباب (ثانی شہدی ۵۰ھ) ہر چہ اسباب طرب ہست بہ بیدردان دہ ؛ و آنچہ در دست بجان من رنجور گذار ؛ (انوری ۵۴۰ھ) تا خاک کف پای ترا نقش نہ بستند ؛ اسباب تب لرزہ نداوند ستم را ؛ (اردو) (۱) اسباب حوالہ کرنا۔ دینا (۲) اسباب پیدا کرنا۔

اسباب دارغ وزدیدن | استعمال۔ بمعنی پنہان کردن سامان دارغ باشد کہ کنایہ از جمع و فراہم کردن است و عیبی نیست اگر بجای دارغ لفظ (چیزی) استعمال کنیم۔ مخفی مبادا کہ (دزدیدن) بقول صاحب بحر بالضم بمعنی پنہان ساختن و ربودن ہم آمدہ (عربی ۵

منعم کہ بہر دل اسباب داغ می ورزدم ؂
نسیم گلشن دل در دماغ می ورزدم ؂ (اردو)
داغ کے اسباب جمع کرنا۔

اسباب دروگری | استعمال۔ بقول معاصرین
عجم آلۂ درودن کاہ یا غیر آن کہ ارہ و امثال
آن ہم داخل آنست۔ صاحب رہنما بحوالۂ
سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ
مخفی مبادکہ (درو گر) بقول صاحب برہان
مخفف (درودگر) بحذف دال مہملہ دوم بضم
اوّل و فتح کاف فارسی۔ استاد چوب تراش
باشد کہ بعربی نجّار گویند و بکسر اوّل و فتح ثانی
شخصی کہ غلّہ درو می کند و آن را بعربی حصّاد
خوانند (انتہی) پس باید کہ (۱) آلہ درودن
کاہ و امثال آن را بکسر دال مہملہ خوانیم و (۲)
آلہ نجّاری را بضم دال و یای تحتانی آخر۔
مصدر ریست وحذف دال بقاعدۂ فارسی
درست است چنانکہ (بدتر) و (بتر) و (زودتر)
و (زوتر) (اردو) (۱) درانتی۔ بقول صاحب
آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ہنسیا۔ گھاس
کاٹنے کا قوس نما اوزار۔ (۲) نجّاری کا سامان۔ مذکر

(۱۵۵۰) **اسباب درہم کردن** | استعمال بمعنی پریشان
کردن سامان است و اصل این (اسباب
چیزی درہم کردن) باشد ہمچو اسباب طرب
و اسباب شکیب وغیرہ (ظہوری ؂) کردہ ام
خوش درہم اسباب شکیب و طاقتی ؂ می کنم
بی تابی و خوش سر بسامان می کنم ؂ (اردو) اسباب
پریشان کرنا۔ بگاڑنا۔ سامان درہم برہم کرنا۔

(۱۵۵۱) **اسباب درہم کشیدن** | استعمال آراستہ
و درست کردن سامان باشد (ظہوری ؂)
چہ سرگرمی کہ اسباب دکانداری کشی درہم ؂ شرار آسا
در جگر کش آتش کالای دکان شو ؂ (اردو)
اسباب و سامان درست کرنا۔ قرینہ سے رکھنا

(۱۵۵۲) (الف) **اسباب دلبری** | (الف) بمعنی سامان
(ب) **اسباب دنیا** | دلبری۔ یعنی ناز

وانداز وعشوه وکرشمه وغیره که خاصهٔ معشوقان
است (عرفی سه) اسباب دلبری همه جنسش
به فتنه داد ؛ در عهد حسن او که بسامان فتنه است ؛
صاحب انند ذکر (ب) کرده از معنی ساکت
مؤلف گوید که (ب) بمعنی حقیقی سامان دنیا است
(حافظ شیراز سه) جمشید جز حکایت جام از جهان
نبرد ؛ زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی ؛ پنهان
مباد که از سند بالا استعمال -------

(ج) **اسبابِ دنیوی** | پیدا است که لغات عده
فارسی - بزیادت یای نسبت در آخر کنایه باشد
از شان وتزک و دولت که منسوب به سامان
دنیاست (اردو) (الف) دلبری کا ساز
وسامان - مذکر - یعنی عشوه وکرشمه - ناز وادا
وغیره (ب وج) دنیوی ساز وسامان زندگی
یعنی دولت - احتشام - شان وتزک وغیره

اسباب دیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت واز شانی مشهدی
سندی آورده (سه) بحسرت هر دم آن
خال وخط وزلف وذقن مبینم ؛ بچشم آرزو اسباب
مرگ خویشتن بینم ؛ مؤلف گوید که بمعنی حقیقی
مشاهده کردن سامان چیزی است (اردو)
ساز وسامان کا دیکهنا - مشاهده کرنا -

اسباب ساختن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت واز یحیی
لاهجی سند آورده (سه) برای وصل او هر دم
اگر صد حیله انگیزم ؛ فلک یک یک برای دورم
اسباب می سازد ؛ مؤلف گوید که بمعنی سامان
کردن وتهیه کردن وانتظام کردن باشد (اردو)
سامان کرنا - بقول آصفیه کسی چیز کی درستی کا
انتظام کرنا - تیاری کرنا -

اسباب سفر بستن | استعمال - همان است
که بر اسباب بستن بحث این گذشت وسندش
همدر آنجا مذکور وسندی دیگر از کلام ظهوری
هم بدست آمده (سه) صبر می جوشد و

منم کہ بہر دل اسباب داغ می ذردم ؛
نسیم گلشن دل در دماغ می دزدم ؛ (اردو)
داغ کے اسباب جمع کرنا۔

اسباب دروگری | استعمال ۔ بقول معاصرین
عجم آلہ دروردن کاہ یا غیر آن کہ ارہ و امثال
آن ہم داخل آنست ۔ صاحب رہنما بحوالہ
سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ
مخفی مبادکہ (درو گر) بقول صاحب برہان
مخفف (درودگر) بحذف دال مہملہ دوم بضم
اول و فتح کاف فارسی ۔ استاد چوب تراش
باشد کہ بعربی نجار گویند و بکسر اول و فتح ثانی
شخصی کہ غلہ درو می کند و آن را بعربی حصاد
خوانند (انتہی) پس باید کہ (۱) آلہ درودن
کاہ و امثال آن را بکسر دال مہملہ خوانیم و (۲)
آلہ نجاری را بضم دال و یای تحتانی آخر ۔
مصدر لیست و حذف دال بقاعدۂ فارسی
درست است چنانکہ (بدتر) و (تبر) و (زودتر)
و (زوتر) (اردو) (۱) درانتی ۔ بقول جناب
آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث ۔ ہنسیا ۔ گھانس
کاٹنے کا قوس نما اوزار ۔ (۲) نجاری کا سامان ۔ مذکر

(۱۵۵۰) **اسباب درہم کردن** | استعمال بمعنی پریشان
کردن سامان است و اصل این (اسباب
چیزی درہم کردن) باشد ہمچو اسباب طرب
و اسباب شکیب وغیرہ (ظہوری ۵) کردہ ام
خوش درہم اسباب شکیب و طاقتی ؛ می کنم
بی تابی و خوش سر بسامان می کنم ؛ (اردو) اسباب
پریشان کرنا ۔ بگاڑنا ۔ سامان درہم برہم کرنا ۔

(۱۵۵۱) **اسباب درہم کشیدن** | استعمال ۔ آراستہ
و درست کردن سامان باشد (ظہوری ۵)
چہ سرگرمی کہ اسباب دکانداری کشی درہم ؛ شرار
درجگر کش آتش کالای دکان شو ؛ (اردو)
اسباب و سامان درست کرنا ۔ قرینہ سے رکھنا

(۱۵۵۲) (الف) **اسباب دلبری** | (الف) بمعنی سامان
(ب) **اسباب دنیا** | دلبری ۔ یعنی ناز

وانداز و عشوه و کرشمه وغیره که خاصهٔ معشوقان
است (عرفی ـه) اسباب دلبری همه جنسش
به فتنه داد ؛ در عهد حسن او که بسامان فتنه است
صاحب آنند ذکر (ب) کرده از معنی ساکت
مؤلف گوید که (ب) بمعنی حقیقی سامان دنیا است
(حافظ شیراز ـه) جمشید جز حکایت جام از جهان
نبرد ؛ زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی چنین
سیاد که از سند بالا استعمال ---------

(ج) اسباب دنیوی | پیدا است که لقاً
فارسی - بزیادت یای نسبت در آخر کنایه باشد
از شان و تزک و دولت که منسوب به سامان
دنیاست (اردو) (الف) دلبری کا ساز
وسامان - مذکر - یعنی عشوه و کرشمه - ناز و ادا
وغیره (ب وج) دنیوی ساز و سامان زندگی
یعنی دولت - احتشام - شان و تزک وغیره

اسباب دیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت و از شانی مشهدی
سندی آورده (ـه) بحسرت هر دم آن
خال و خط و زلف و ذقن بینم ؛ بچشم آرزو اسباب
مرگ خویشتن بینم ؛ مؤلف گوید که بمعنی حقیقی
مشاهده کردن سامان چیزی است (اردو)
ساز و سامان کا دیکھنا - مشاهده کرنا -

اسباب ساختن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از یحیی
لاهجی سند آورده (ـه) برای وصل او هر دم
اگر صد حیله انگیزم ؛ فلک یک یک برای دوریم
اسباب می سازد ؛ مؤلف گوید که بمعنی سامان
کردن و تهیه کردن و انتظام کردن باشد (اردو)
سامان کرنا - بقول آصفیه کسی چیز کی درستی کا
انتظام کرنا - تیاری کرنا -

اسباب سفر بستن | استعمال - همان است
که بر اسباب بستن بحث این گذشت و سندش
همدر آنجا مذکور و سندی دیگر از کلام ظهوری
هم بدست آمده (ب ـه) صبر می جوشد و

اسباب سفر می بندد؛ پختگی کرد داغ آرزو خام مرا؛ (اردو) سفر کی تیاری کرنا۔ سامان سفر کرنا۔

اسباب سوختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از شفائی اصفہانی سند آوردہ (ے) آزادگان غلام در خانہ تو اند؛ اسباب عقل سوختہ دیوانہ تو اند؛ مؤلف گوید کہ اگرچہ معنی لفظی این سوختن سامان است ولیکن از سند پیش کردہ اش (اسباب عقل سوختن) کنایہ باشد از بیعقل شدن از قبیل دست از عقل شستن (اردو) ساز و سامان جلا دینا۔ بے عقل ہونا۔

اسباب طرب استعمال۔ بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی سامان نغمہ و سرود باشد (اردو) سامان عیش و نشاط (مذکر) صاحب آصفیہ نے سامان عیش پر لکھا ہے کہ اسم مذکر۔ نشاط کے لوازمات۔ جیسے ناچ رنگ۔ دہن دوست وغیرہ۔

اسباب عقل سوختن (مصدر اصطلاحی) بحث این بر (اسباب سوختن) کردہ ایم۔ (اردو) دیکھو اسباب سوختن۔

اسباب کردن چیزی را استعمال بمعنی سامان کردن و انتظام کردن برای آنچیز اظہوری (ے) لکن گو خواجہ این اسباب کبر و نخوت خود را؛ کہ در چشم گدایان حشمت قیصر نمی آید؛ (اردو) سامان کرنا۔ دیکھو اسباب ساختن۔

اسباب کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از دانش مشہدی سندی آوردہ (ے) توشۂ ما پارۂ دل بار بار خاطر است؛ ناتوان موری درین رہ میکشد اسباب ما؛ مؤلف گوید کہ بمعنی نقل اسباب و سامان کردن است (اردو) سامان اٹھانا ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا۔

اسباب گذاشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت واز کلام ابوالفرج رونی سند آورده (ص) که رحیل که نگذاشتم همی اسباب ٭ زآب دیده همی گشت گردمن گرداب ٭ مؤلف گوید که بمعنی حقیقی فروگذاشتن سامان و باخود نگرفتن اسباب باشد (اردو) سامان - اسباب چهوڑ دینا

اسباب گنجیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت واز کلام شانی مشهدی سند آورده (ص) اسباب صنم پرستی ما ٭ در هیچ کلیسا نه گنجد ٭ مؤلف گوید که بر آخر این باید که (در چیزی) زیاده کنیم و بمعنی حقیقی است یعنی وسعت و گنجایش اسباب و سامان داشتن چیزی - همین معنی ازین مصدر به طریق لازم پیدا می شود (اردو) اسباب و سامان سمانا -

اسباب مفرغی استعمال - صاحب انند این را بحواله سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاجار بمعنی (از فلزات ساخته شده) گوید و مقصود ش جزین نباشد که در قالب ریخته شده مخفی نماند که (فرغ) بالفتح بقول صاحب انند لغت عربی است بمعنی خنور و خنور بقولش لغت فارسی است بمعنی ظرف و کاسه و کوزه و سبو و مانند آن مطلقاً و (مفروغ) بقول غیاث بمعنی ریخته شده پس عجبی نیست که معاصرین عجم بر آخر (مفروغ) یای تحتانی نسبت زیاده کرده صفت اسباب قرار داده باشند و (اسباب مفروغی) سامان در قالب ریخته شده را گفته باشند و آو بکثرت استعمال حذف شد پس باید که رای مهمله را مضموم خوانیم و حذف واو از وسط کلمه مطابق قاعدهٔ فارسی است چنانکه (هوشیار) و (هشیار) (اردو) ڈهلا هوا سامان سندکر -

اسباب مکانیک استعمال - صاحب

رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار
نوشتہ گوید کہ آلہ را گویند کہ بوسیلۂ آن چیزی بکشند
صاحب بول چال صراحت کند کہ این مفرس
است کہ از (میگ نی ٹک) لغت انگلیسی
زبان ساختہ اند بمعنی آلات جاذبہ و کنایہ
از آلہ کہ ازان آب برکشند (اردو) پانی
کھینچنے کی کل ۔ (انتہی) پپ (انگریزی)

اسباب نمودن استعمال صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از میلی
ہروی سندی آوردہ (ص) تا خجل از
تنگدستی سازدم در بزم خویش ۞ مینماید غیر
اسبابکیہ می سوزدم ۞ مؤلف گوید کہ
بمعنی حقیقی است یعنی نشان دادن و بنظر
آوردن سامان ۔ (اردو) سامان دکھلانا

اسباب نوردمانند استعمال صاحب
رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ
قاچار ذکر این کردہ چیزی است سطبر و
مدور و طویل در آلہا کہ آنرا در اردو بلین
خوانند کہ از گردش و دورش ۔ دیگر اجزای
آلہ کار کند و بعربی محور گویند و این مرکب است
از (اسباب) و (نورد) و (مانند) معاصرین
عجم مطلق آلہ را اسباب گفتہ اند کہ بجایش گذشت و (نورد)
مخفف نوردیدہ اسم مفعول (نوردیدن) و (مانند)
بمعنی مثل ۔ پس (نوردمانند) چیزی است کہ
مشابہ باشد بہ چیز نوردیدہ شدہ ہمچو جانماز
یا بوریای نوردیدہ کنایہ از ہمان محور کہ ذکرش
بالا گذشت و آن فی الحقیقت مشابہ بوریای
نوردیدہ باشد ۔ پس بترکیب اضافی (نورد
مانند اسباب) محور آلہ باشد و قلب اضافت آن (اسباب
نوردمانند) دیگر ہیچ (اردو) بلین ۔ بقول آصفیہ
(ہندی) اسم مذکر ۔ محور ۔ ہماری رائے مین آپنے اسکی
تعریف دلخواہ نہین کی ہی ۔ ہم کہتے ہین کہ وہ لوہے یا لکڑی
یا اور کسی دہات کا گول اور طولانی اوزار جو کل
کے درمیان ہوتا ہے جس کی مدد سے کل کے

اجزا گھومتے ہیں جیسے چھاپے کی کل کا بیلن

اسباب نهادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از کلام نظیری نیشاپوری سند آورده (ع) اسباب رزم و بزم برابر نهاده ؛ مؤلف گوید که بخیال ما ازین سند (اسباب برابر نهادن) پیدا می شود که بجای خودش نوشته ایم بمعنی مساوی داشتن سامان و مجرد (اسباب نهادن) بمعنی قائم کردن و داشتن سامان بمعنی حقیقی باشد (اردو) سامان مساوی رکھنا - اسباب رکھنا

اسبانبر بقول صاحب برهان و هفت و آنند با بای بالف کشیده و بنون زده و ضم بای دیگر و سکون رای قرشت نام شهریست که انوشیروان بنا کرده و طاق کسری در آن بود - با بای فارسی هم آمده - جامع این را (اسفانبر) و (اسفابر) نوشته بخیال ما این مرکب است از (اسپ) و (اَنبُر) اسپ بمعنی فرس گذشت و انبر بقول برهان بفتح اول و سکون ثانی و ضم بای عربی آلتی باشد از آهن که زرگران و مس گران طلا و مس تفته را بدان گیرند و بعربی کلوب خوانند پس (اسپ انبر) قلب اضافت (انبرِ اسپ) باشد بمعنی آله که اسپ را می گیرد و شهری را بدین نام نامزد کردند که در کمال وسعت آبادی باشد و این انتهای مبالغه در وسعت آن شهر است که اسپ بقبضه اش چنان بود که طلا در انبر تا به مردم پیاده چه رسد یعنی اسپ با وجود گرم سیری نمی توانست که سیر آبادیش کند و نمی توانست که از معموره اش بیرون رود و از کثرت استعمال هم بزبان و هم در رسم الخط بای اول بالف دوم پیوسته (اسبانبر) علم قرار یافت و در (اسفانبر) بای عربی بقاعده تبدیل بافا بدل شد چنانکه (زبان) و (زفان) و در (اسفابر) نون بکثرت استعمال حذف شد - صاحب

سروری ذکر این کردہ فرماید کہ در اصل اسفابور و اسفابر نیز گویند۔ مؤلف عرض کند کہ اندرین صورت اسفار لغت عرب باشد بقول منتخب بالکسر بمعنی روشن شدن و بقول صاحب منتہی الارب روشن شدن صبح و نور۔ بقول منتخب بالضم فاسد گشتہ پس (اسفار بور) بمعنی (فساد در روشنی صبح پیدا شدہ) باشد و نام شہری کہ بلندی عمارتش روشنی صبح را زائل کند و ظاہر نکند۔ اندرین صورت فا بقاعدۂ تبدیل فرس بہ بای عربی بدل شد ہمچو (زفان) و (زبان) و رای مہملہ بہ نون چنانکہ (تار) و (تان) و واو بکثرت استعمال حذف شد چون (ہوشیار) و (ہشیار) پس (اسفار بور) (اسابنر) شد و در (اسفابنر) صرف تبدیل رای مہملہ بانون و حذف واو واقع شد و در (اسفابر) کہ مخفف (اسفار بور) باشد حذف رای اوّل و واو ہردو۔ واللہ اعلم بالصواب (اردو) اسابنر ایک شہر کا نام ہے جس کو نوشیروان نے آباد کیا تھا اور طاق کسری اسی شہر میں تھا۔ مذکر۔

اسباہ | بقول برہان و ہفت بکسر اوّل و سکون ثانی و بای بالف کشیدہ و بہ ہای زدہ (۱) لشکر۔ انبوہ سپاہ باشد و (۲) سگ را نیز گویند کہ بہ تازی کلب خوانند و حالا بہ تخفیف (اسبہ) مشہور است و با بای فارسی نیز۔ خان آرزو در سراج بر (اسپاہ و اسپہ) گوید کہ لشکر و سگ و سپاہ و سپہ مخفف آن و ازین ماخوذ است (اسپاہان) کہ ہمیشہ موضع اقامت سپاہ ایران بود و در ان سگ نیز بسیار بود۔ پس بدین وجہت منسوب باشد زیرا کہ الف و نون در اسپاہان برای نسبت است چنانکہ صاحب تاریخ اصفہانی گفتہ مؤلف گوید کہ نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ اصل این (سپاہ) بود بہ بای فارسی بمعنی اوّل و معنی دوم

مجاز آن بوجہی کہ خان آرزو ذکرش کرد۔ بای فارسی با عربی بدل شد چنانکہ (تپ) در (تب) و (اسپ) و (اسب) والف وصلی در اولش آوردہ (اسباہ) کردند و (اسپاہ) بہ بای فارسی ہم ہمین معنی می آید پس (سپاہ و سپہ) را مخفف (اسپاہ) نتوان گفت چنانکہ خان آرزو نوشتہ و صراحت (اسپاہان) بجایش کنیم (اردو) (۱) سپاہ ۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث ۔ فوج ۔ لشکر ۔ (۲) کتا ۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر کلب ۔ سگ ۔ ایک مشہور جانور کا نام جو راتون کو بھونکتا اور آدمیون کا کمال رفیق ہوتا ہے ۔

اسبغول صاحب ناصری در آغاز کتاب بذیل آرایش سوم فرماید کہ این نباتیست شبیہ بہ گوش اسپ ۔ چہ غول بمعنی گوش آمدہ و انرا بپارسی اسپرزہ نیز گویند و بعربی بذر قطونا و آنرا شعرا در شعر بہ (شپش) تشبیہ دادہ اند و آنرا (اسبغول جانور) خوانند و جانور بمعنی جان دار ۔ صاحب سروری ذکر این کردہ و وجہ تسمیہ مبینہ صاحب ناصری ہم آوردہ بمعنی بذر قطونا قائم ۔ صاحب برہان این را بہ بای فارسی و بکسر اول و فتح ثالث آوردہ بذکر وجہ تسمیہ بالا فرماید کہ چون برگ آن بگوش اسپ شبیہ است بنابرین اسپغول خوانند و گوید کہ بعضی بہ شپش تشبیہ کردہ اند و بفتح اول ہم درست است خان آرزو در سراج بہ بای فارسی نوشتہ نسبت وجہ تسمیہ گوید کہ اصح آنست کہ خود شبیہ بگوش اسپ است نیز فرماید کہ برین تقدیر باید کہ بفتح اول خوانیم صاحب رشیدی فرماید کہ اسپغول ۔ و اسپیوش و اسفیوش و سپیوش و سقیوش ہمہ مرادف یکدیگر است بمعنی گیاہ معروف

بشباہت گوش اسپ و غول گوش باشد۔ مؤلف گوید کہ نسبت مرادفات این بجای خود بحث کنیم درینجا ہمین قدر قابل عرض است کہ تخم معروف است نہ گیاہ معروف صاحبان ہفت و ذرئی و پہلوی و شمس و آنند و جامع و مؤید ہم ذکر این بہ بای فارسی کردہ اند بخیال ما بای فارسی و عربی چیزی نیست۔ فارسیان بایکدیگر تبدیلش کنند چنانکہ بر (اسپ) ذکرش کردہ ایم و در وجہ تسمیہ این کہ بالا مذکور شد اتفاق محققین فرس است و ما ہم اتفاق داریم و نسبت فتح الف ما را با خیال خان آرزو اتفاق است و وجہی نیست کہ اکثر مکسور گیریم و معاصرین عجم نیز بالفتح خوانند۔ صاحب محیط فرماید کہ اسم فارسی است و بفارسی قدیم (اسپیوس) و (اسفیوس) و (اسفیدش) می نامند و در اصفہان باسم (اسپرزہ) و در شیراز بنام (بنگو) یعنی شکم دریدہ) معروف و بعربی (بذر قطونا) و برومی یا یونانی یا سریانی (اشبولیون) و بیونانی (قسلیون) و بسریانی (قاطو) و بترکی (قارنی بارق) و بہندی (اسپغول و ایسگول) و (کستیلا) گویند۔ نبات آن در زمین مزروعہ می روید بقول شیخ سرد و تر در دوم و گویند سرد در سوم و مائل برطوبت اندک۔ گویند کہ کوفتہ این در حرارت شدید تر و آن از تحلیل ظاہر خالی نیست ضماد آن منضج و منفجر اورام و منافع بسیار دارد (اردو) اسبغول۔ بقول امیر فارسی (مذکر) بزر قطونا۔ ایک قسم کا لعابدار تخم جو پیچش اور بعض اور امراض کے لئے مفید ہوتا ہے اس کا مزاج سرد و تر ہے۔ کُٹّا اور بھوسی نکالا ہوا تخم ہے۔ مسلم پھانکا جاتا ہے یا لعاب استعمال کرتے ہین (سودا ؎) صاحب پیچش کو تبلا یا کھول ہند واسطے ہیضے کے لکھا اسبغول ؎

اسبغول جانور (اصطلاح) صاحب
ناصری در آرایش سوم آغاز کتاب بر
(اسبغول) وخان آرزو در سراج وصاحب
رشیدی بر لفظ (اسپغول) ذکر این کرده اند۔
کنایه باشد از شپش که بقول برهان جانوریست
معروف که در سر پیدا می شود محققین بالا گویند
که جانور درینجا بمعنی جاندار است و بدین وجه
که شپش مشابه باشد به اسبغول۔ آن را
اسبغول جاندار گفتند (بهرامی سرخسی ۵)
بهیچ گاه نیارم بخانه کرد مقام ؛ چرا که خانه پر از
اسبغول جانور است ؛ صاحب جهانگیری
همین شعر را به سند (اسپخول) آورده و در
مصرع ثانی (اسبغول بغین معجمه) را (اسپخول
به خای معجمه) نقل کرده - اهل تحقیق بر لفظ (اسبغول)
و (اسپغول) براو اعتراض کرده اند و خود صاحب
جهانگیری بر (اسپخول) فرماید که انچه (هندوشاه
و حافظ اوبهی) این شعر را سند (اسبغول) بمعنی
بذر قطونا آورده اند ظاهرا بمعنی نرسیده اند
(الخ) وصاحب ناصری بر لغت (اسبغول)
جوابش داده مؤلف گوید که اعتراض
جهانگیری بر (هندوشاه) و (حافظ اوبهی)
بسیار درست است که در شعر بهرامی (اسبغول)
بمعنی بذر قطونا نیست و آنرا سند بذر قطونا
آوردن درست نباشد بلکه شعر مذکور متعلق
از (اسبغول جانور) است که کنایه از شپش
باشد ولیکن ادعای جهانگیری هم درست نباشد
که درین شعر اسپخول را به خای معجمه نوشته بمعنی
(فگندگی مرغان) گرفته است - اهل تحقیق را
درین معنی کلام است وما بجای خودش بر
لفظ (اسپخول) تصفیه آن کنیم چون این شعر را
در نسخ متعدده دیدیم - در مصرع ثانیش
(اسبغول به غین معجمه یافتیم نه به خای منقوطه
ازینجاست که ما این را سند (اسبغول جانور)
قرار دادیم (اردو) جون۔ بقول آصفیه

(ہندی) اسم مؤنث شپش - وہ کیڑے جو بالون | یا کپڑون مین عفونت جسم یا میل کے سبب سے پڑجاتی ہین -

اسپور | بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل و ضم ثالث لغت فارسی است بمعنی احمق - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این بہ بای عربی نکرد و ماصراحت این برد (اسپور) بہ بای فارسی کنیم کہ می آید (اردو) دیکھو - اسپور -

اسبونتن | بقول برہان با تای قرشت بروزن پہلوشکن بلغت ژند و پاژند بمعنی (۱) دیدن و مشاہدہ کردن و (۲) بمعنی دوانیدن - صاحب ناصری بحوالہ برہان بر معنی اوّل قانع - صاحبان ہفت و انند این را بہ بای فارسی آوردہ اند و صاحبان موارد و جہانگیری ہمین لغت را بہ تای فوقانی (استونتن) ہم بمعنی اوّل نوشتہ اند و صاحب موارد بہ بای فارسی ہم ذکر کردہ **مؤلف** گوید کہ (اسب و اسپ) بیای عربی و فارسی ہر دو یکیست و (ون) بقول برہان بفتح اوّل بمعنی شبہ و نظیر و مانند آمدہ و (تن) علامت مصدر - پس (اسپ ون تن) بمعنی حقیقی مانندگی اسپ وجا دارد کہ بمعنی دوانیدن گیرند بہ تصرف حرکات و بدین وجہ کہ (است - بہ تای فوقانی) مخفف استر است - (استونتن) بہ معنی (مانندگی استر) من وجہ باد وانیدن تعلق دارد و بقول برہان (است) بہ تای فوقانی بمعنی اسپ ہم آمدہ - ولیکن برای معنی اوّل ہیچ بفہم مانمی آید و تبدیل بای عربی و فارسی با تای فوقانی ہم خلاف قیاس است و چارہ نیست بجز اینکہ برای معنی اوّل اسبون و اسپون و استون را بلغت ژند و پاژند بمعنی مشاہدہ - اسم جامد گیریم - حیف است کہ ذخیرہ موجودہ بہ تحقیق این کفایت نکرد (اردو) (۱) دیکھنا (۲) دوڑانا -

اسبه بقول صاحبان برہان وہفت و جامع واننده بکسر اول وسکون ثانی وفتح بای ابجد وظهور ہای ہوز۔ مخفف (اسباه) است که گذشت و فرمایندکه بابای فارسی ہم گفته اند مؤلف عرض کندکه ما ہمه آنجا تحقیق کامل کرده ایم (اردو) دیکھو اسباه۔

اسبیل بقول صاحب سروری بحوالهٔ تحفه بعد از سین بای موحده بوزن مندیل دزد اسپ را گویندکه بغیر از اسپ دزدیدن کار دیگر نکند۔ صاحبان برہان ورشیدی وہفت وجامع وناصری واننده ذکر این به بای فارسی کرده اند وما بر لفظ (اسپ) صراحت کرده ایم که به بای عربی وفارسی ہر دو آمده خان آرزو در سراج فرماید که ظاہراً در اصل (اسپ بیر) بود مرکب از (اسپ) و (بیر) ببیر بمعنی یاد وحفظ وچون او غیر از اسپ چیزی نه وزدد او را بدین۔ موسوم کردند که گو یا یاد اسپ وارد و چیز دیگر بخاطرش نمی گذرد و بعد ازان یک با بسبب اجتماع دو با محذوف شده ورا به لام تبدیل یافته (انتهی) مؤلف گوید که اگرچه بقاعدهٔ فارسی تبدیل رای مهمله به لام درست است چنانکه (چپار) و (چپال) ولیکن خیال ما اینست که اصل این (ایل اسپ) است۔ مرکب اضافی از لفظ (اسپ) و (ایل) اسپ بمعنی او دست و ایل بقول برہان بمعنی شجاع وپہلوان ودلاور وآویختهٔ چیزی۔ پس معنی لفظی (ایل اسپ) پہلوان اسپ یا آویختهٔ اسپ وموسوم کردند بکسی که به دزدی اسپ مخصوص است و شک نیست که اسپ را دزدیدن خیلی دلاوری وپہلوانی است پس قلب اضافت این (اسپیل) شد یا اینکه اصل این (اسپ ایل) باشد۔ ایل بقول برہان بکسر اول بزبان ترکی بمعنی دوست ورام باشد پس (اسپ ایل) اسم فاعل ترکیبی بمعنی دوست دارندهٔ

اسپ و رام کنندهٔ اسپ باشد کنایه از آن دزد - الف دوم از کثرت استعمال حذف شد چنانکه (ازاین) را بحذف الف دوم (ازین) کردند وجادارد که اصل این (اسپ بر) گیریم بفتح بای عربی بمعنی برندهٔ اسپ اسم فاعل ترکیبی - کنایه از اسپ دزد که اسپ را می برد - رای مهمله آخر بقاعدهٔ فارسی که بالا گذشت به لام بدل شد (اسبل) شد و از اجتماع دو با - یکی را حذف کردند (ابل) بماند و میان با و لام یای تحتانی آوردند برای سهولت تلفظ چنانکه (شبخون) و (شبیخون) والله اعلم بحقیقة الحال - نیاز دارد عبارت برقیاس است وبس (اردو) گھوڑ چورا - مذکر - وہ شخص جو گھوڑے چرایا کرتا ہے

اسپ | همان اسب است که بیای عربی بجایش مذکور شد و کیفیت تبدیل بای عربی به فارسی وصراحت ماخذ همه آنجا کرده ایم (اردو) دیکھو (اسب)

(الف) **اسپ آتش فعل** | (اصطلاح) بقول صاحب هفت قلزم اسپ تیز گام وتیز رو را گویند - اگرچه دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند و فارسیان آتش پای و آتش مزاج را بصفت اسپ آورده اند چنانکه بر لفظ (اسب) گذشت پس آتش فعل هم صفت اسپ تواند شد که تیزی و تندی او مقتضی آنست فارسیان مجرد (آتش فعل) هم اسپ جلد و تند و تیز رو را گفته اند چنانکه در ممدوده گذشت - صاحب انند این را -

(ب) **اسپ آتش نعل** | به نون - تو نبشته و صاحب مؤید هم - و در ممدوده مجرد (آتش نعل) هم بمعنی اسپ تند رو گذشت پس عیبی نباشد اگر آتش نعل را بالفظ اسپ بصفت او استعمال کنند که در تیز روی آتش از نعلش می جهد (اردو) الف و ب تیز رو گھوڑا (مذکر)

اسپِ اصطرلاب | اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم چیزی است که بشکل حیوانی ساخته بر اصطرلاب نصب کنند - خان آرزو در چراغ ذکر این کرده و از اشرف سند آورده که به هجو اسپ گفته است (ســه) بگسلد از یکدگر در دم چو تار عنکبوت ٭ گر کنی چون اسپ اصطرلابش از آهن جدا ٭ صاحبان انند و بهار عجم اسطرلاب را به سین مهمله نوشته اند و در سند اشرف هم به سین نقلش کرده اند تحقیق کاملش بر (اصطرلاب) کنیم (اردو) اصطرلاب کا گھوڑا - مذکر - وہ حیوانی شکل جو اصطرلاب پر نصب کی جاتی ہے -

(الف) **اسپ افگن** (اصطلاح) بقول صاحبان برهان و بحر و جامع و هفت و جهانگیری مردم دلاور و بهادر و دلیر و شجاع را گویند که تنها و یکه بر فوج غنیم اسپ اندازد یعنی بتازد صاحبان ناصری و سروری از فردوسی سند آورده اند (ســه) بر آشفت آن پور اسفندیار ٭ جوانی بد اسپ افگن و نامدار ٭ و بهار از واله هروی (ســه) اسپ افگن میدان دلیری بدلیری ٭ در هم شکن جوشن فولاد بفولاد ٭ مؤلف گوید که اسم فاعل ترکیبی است از مصدر ----------

(ب) **اسپ افگندن** | که دو معنی دارد (۱) سوار بر اسپ خود را بمیدان افگندن و (۲) به زور بازو اسپ را بر زمین افگندن (امیر خسرو ســه) رد تو دران بقعه بکن پیل بند ٭ اسپ بخواهم من ازین سو فگند ٭ سندی که بر الف گذشت معنی دوم (ب) را هم بکار خورد - بهار ذکر (ب) کرده از معنی ساکت صاحبان برهان و ناصری (الف) را بابای عربی آورده اند و دیگر محققین آنرا به بای فارسی - ما بر لفظ اسپ بیان کرده ایم که (اسب و اسپ بابای عربی و فارسی) هر دو

صحیح است و ہمہ را آنجا ذکر ماخذ ش ہم کردہ ایم
آنچہ محققین اوّل الذکر در معنی الف بہ تعریف
شجاع و دلیر (تنہا و یکہ بر فوج غنیم اسپ
انداختن) را نوشتہ اند بخیال ما درست نیست
بلکہ (الف) ہم مثل (ب) دو معنی دارد (۱)
بمعنی اسپ افگندہ در میدان وغیر ذلک
یعنی سوار بر اسپ خود را بمیدان افگندہ
(۲) برد ربا زد اسپ را بر زمین افگندہ
واز ہمین معنی کنایہ باشد از مرد شجاع و دلیر و
این کنایہ را من وجہٍ با معنی اوّل ہم متعلق توان
کرد (اردو) (الف) (۱) گھوڑا اڑانے والا
(۲) دلیر۔ شجیع (ب) (۱) گھوڑا اڑانا بقول
صاحب آصفیہ کسی رخ پر گھوڑے کو دوڑانا
گھوڑا سرپٹ کرنا۔ کسی کے پیچھے گھوڑا لپکانا
گھوڑے سے تعاقب کرنا (۲) گھوڑے کو
گرا دینا۔

(الف) اسپاناخ بقول صاحب رشیدی
مرادف (اسپناخ) ولا سپاج) ومعرب آن
اسفاناخ بمعنی ترہ معروف وصاحب برہان
(ب) اسپاج فرماید کہ بابای فارسی بالف
کشیدہ و فتح نون وسکون جیم مرادف اسفناج
و آن سبزئی است کہ در آش کنند۔ صاحب
ناصری ذکر ہر دو کردہ فرماید کہ ترہ ایست کہ
در آش کنند و ازان بورانی سازند امولوی
معنوی (ب ۵) اسپانج خوشیم خوان
تا ترش شود شیرین ؎ باہر دو شدم پختہ تا با تو
بپیوستم ؎ صاحب سروری بذکر (ب) فرماید
کہ با خای معجمہ اصح است اگرچہ با جیم شہرت
دارد۔ صاحب جامع ہم ذکر (ب) کردہ گوید
کہ اسفناج معروف است خان آرزو در سراج
بر ذکر (ب) قانع و گوید کہ ببای پارسی با الف
کشیدہ و فتح و نون وسکون جیم بمعنی اسفناج کہ
سبزی معروف باشد صاحب انند بذکر الف
فرماید کہ اسفناخ معرّب آنست و آنرا۔۔۔

(ج) اسپانخ | نیز گویند و نسبت (ب) نوشته که مرادف (الف) است صاحب محیط برد (اسفاناخ) گوید که این را برومی (اریقیا) و بفرنگی (اسپس) و بفارسی (اسفناج) و (اسپناج) و (اسپانک) و بهندی (پالک) گویند بقلهٔ مشهور است - سرد و تر در آخر اوّل وگویند معتدل در گرمی و سردی و تری و برای ابدان یابسه و صاحبان وسواس و صداع را غذای نیک و نافع و منافع بسیار دارد - صاحب سوا السبیل آورده که اسم یونانی این (سپنا گیا) است مؤلّف عرض کند که فارسیان از همین اسم یونانی (اسپانک) ساخته باشند بزیادت الف وصلی در اوّل و تبدیل کاف فارسی بعربی و حذف یا و الف آخر و تقدیم الف بر نون و این قسم تصرّف خلاف قیاس در لغات السنه بغیر یافته می شود در تفریس - پس اصل این در فارسی (اسپانک بکاف عربی) باشد - حیف است که لغات فرس ازین ساکت اند و مجرّد صاحب محیط ذکر (اسپانک - لغت فارسی) کرده با تی حال مبدّل همین (اسپانک) (اسپانخ) است به تبدیل کاف عربی بخای معجمه بحسب قاعدهٔ فرس همچون (تلک) و (تلخ) و به تبدیل خای معجمه به جیم عربی (اسپانج) کردند که صاحب قوانین دستگیری ذکر این قسم تبدیل خای معجمه به جیم عربی کرده است و هم در آنجا فرموده که بهمین قاعده (اسفاناخ) را (اسفاناج) کردند و بای فارسی به فا هم بدل شود - چنانکه (پیل) و (فیل) و هم ازین قبیل است تبدیل بای فارسی به فا در (اسفاناخ) و (اسفاناج) و (اسفناخ) و (اسفناج) و زیادت الف سوّم در (اسپانخ) هم بقاعدهٔ فارسی درست است چنانکه (میرد) و (امیراد) و (مهار) و (ماهار)

پس متحقق شد که (اسپاناخ) وجمیع مرادفات
آن که بالا مذکور شد مفرّس است و ماخوذ از
لغت یونانی (اردو) الف- ب- ج
دیکھو اخیروس-

(الف) اسپ انداختن (مصدر اصطلاحی)
(ب) اسپ اندازی (الف) مرادف
هردو معنی اسپ افگندن باشد که گذشت
و(ب) حاصل بالمصدر (الف) صاحب
رهنما بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاجار
ذکر (ب) کرده است و صاحب بول چال
هم (اردو) (الف) دیکھو اسپ افگندن
(ب) اسی کا حاصل بالمصدر- گھوڑا ڈالنا
مصدر کے وزن پر آتا ہے-

(الف) اسپ انگیختن (اصطلاح)-
(ب) اسپ انگیز (ب) بقول
برهان و هفت که به بای عربی آورده (آهنه
را گویند و آن آهنی باشد سر تیز که بر پاشنهٔ
کفش و موزه نصب کنند و (۲) اسپ انگیزاننده
را نیز گویند که سوار باشد و (۳) امر باین معنی
هم هست یعنی اسپ را برانگیز و بجهان- صاحب
ناصری ببای عربی بمعنی اوّل قانع و همچنین
خان آرزو در سراج به بای فارسی و صاحب
بحر ببای فارسی معنی اوّل و دوّم را آورده
و صاحب مروری به بای فارسی ذکر هرسه
معنی (ب) کرده مؤلف عرض کند که بای
عربی و فارسی هردو درین لغت یکی است
که صراحت آن بر لفظ (اسب) کرده ایم
(الف) اصل است بمعنی برانگیختن و هوشیار
کردن اسپ باشارهٔ مهمیز یا مجرّد پاشنه یا چیز
دیگر و (ب) امر حاضر و اسم فاعل ترکیبی لفظ
و معنی اوّلش کنایه باشد به معنی فاعلی (اردو)
(الف) ایڑ کرنا- بقول امیر گھوڑے کو تیز کرنے
کے لئے ایڑی مارنا- گھوڑے کو ٹھکرانا بقول
صاحب آصفیه مهمیز کرنا بھی انھیں معنوں میں

مستعمل ہے (ب) (۱) مہمیز۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی (اسم مؤنث) وہ آہنی میخ جو سواروں کی ایڑی پر لگی ہوتی ہے۔ (۲) ایڑ کرنے والا۔ مہمیز کرنے والا (الف) کا اسم فاعل (۳) ایڑ کر۔ مہمیز کر۔ الف کا امر حاضر۔

اسپانیول بقول صاحب رہنما و صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی اسپین است و اسپین بقول امیر بلغت انگلیسی ملک ہسپانیہ و اندلس را گویند کہ در جنوب فرانس واقع است و بہ تحقیق ما استعمال این بکسر نون و ضم یای تحتانی و سکون واو و لام است و این مفرس باشد برخلاف قیاس (اردو) اسپین بقول امیر (انگریزی) ملک ہسپانیہ۔ اندلس۔ جو فرانس کے دکن مین واقع ہے۔ مذکر۔

اسپاہ بکسر اوّل ہمان (اسباہ) است کہ بہ بای عربی گذشت ما بحث کامل ہمدر آنجا کردہ ایم۔ صاحبان رشیدی و پہلوی و سراج و سروری و شمس و مؤید ذکر این کردہ اند۔ (اردو) دیکھو اسباہ۔

اسپاہان بقول صاحب رشیدی نام شہری کہ اصفہانش بصاد مہملہ نامند و این مرکب است از (اسپاہ) کہ بمعنی لشکر و سگ گذشت و الف و نون نسبت را در آخرش زیادہ کردہ اسپاہان نام شہری نہادند۔ و آن شہر ہمیشہ موضع اقامت سپاہ ایران بود و در آن سگ نیز بسیار می بود چنانچہ مؤلف تاریخ اصفہان (علی بن حمزہ) ذکر این کردہ (انتہی) خان آرزو ہم این را نوشتہ (اردو) اصفہان۔ بقول امیر ملک فارس کے وسط مین ایک بہت بڑا شہر ہے جو کسی وقت مین دارالخلافہ بھی تھا۔ یہان کی تلوار اور سرمہ مشہور ہے۔

اسپِ الخی | استعمال - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار - ذکر این کردہ فرماید کہ بچۂ خانہ زاد اسپ را گویند - صاحب غیاث بر (ایلخ) نوشتہ کہ بکسر اوّل و یای بہم الخط غیر ملفوظ و سکون لام و خای معجمہ بمعنی گلّہ اسپان لغت ترکی است و از بعض ترکان (الخی) بزیادت یای تحتانی در آخر ہم مسموع (انتہیٰ) و صاحب لغات ترکی (ایلقی) بہ قاف را بمعنی گلّہ اسپان نوشتہ فرماید کہ بغین معجمہ ہم آمدہ ما در لغات ترکی بہ خای معجمہ نیافتیم - بخیال ما فارسیان (الیغی) را بہ تبدیل غین معجمہ بخای معجمہ (الخی) کردند چنانکہ (چرغ) و (چرخ) و جا دارد کہ (الیقی) بہ قاف را ہم بہ تبدیل قاف بخای معجمہ (الخی) کردہ باشند چنانکہ (چقماق) و (چخماخ) باتی حال - معنی لفظی این (اسپ گلّۂ اسپان) است و کنایہ باشد از بچۂ اسپ خانہ زاد (اردو) خانہ زاد بچھیرا مذکّر۔

اسپِ باروت | اصطلاح - بقول بہار صورت اسپ می سازند کہ آتش بازان بآتش در حرکت آرند - صاحب انند فرماید کہ اسپ کاغذی است کہ بآتش در حرکت آید (اردو) باروت کا گھوڑا - آتشبازی کا گھوڑا - مذکّر۔

اسپِ بجل | اصطلاح - بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و صاحب انند مثلہ و ہر دو از سعید اشرف سند آوردہ اند (ے) بجوئ دم

در پی آن شوخ دغل ؛ توسن عمر من است
اسپ بجل ؛ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد

و در نسخۂ قدیم بہار عجم این را بہ حای حطّی قائم کردہ است و در مصرع دوم سند ہم بجای حطّی نوشتہ خان آرزو و در سراج (بجل) بروزن کچل بہ جیم فارسی آوردہ فرماید کہ شخصی کہ پوشتن لباس را ضائع کند و چرکین سازد و صاحب برہان ہم این را نوشتہ - پس عجبی نیست کہ

فارسیان این رصفت اسپی قرارداده باشند که پیوسته به بی اختیاری چرکین سازد و این مرض ست از امراض اسپان و بلحاظ معنی مصرع اوّل سند تشبیهی است برای بی خودی که توسن عمر خود را (اسپ بچل) قرارداده یعنی اسپی که دائماً چرکین به بے اختیاری کند (اردو) وہ گھوڑا جو ہمیشہ سبے اختیار لید کرے یہ حالت ایک خاص مرض مین پیدا ہوتی ہے۔

اسپ بدویدن آخور یاد می کند (مثل)

صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کرده از معنی و محلّ استعمال ساکت اند مؤلّف گوید که فارسیان چون کسی را مشغول در محنتی بنید گویند" آغا امروز نان بسیری بخور که اسپ بدویدن آخور یاد می کند" مقصود انیست که محنت کشنده غذا را زود ہضم کند و اشتهای غذا آغاز شود قبل از وقت (اردو) دکن مین کہتے ہین۔ محنت مین غذا کا لطف آتا ہے"

اسپ بزیر زین در آوردن استعمال ج

بقول بہار کنایہ از تہیئہ سواری کردن (حکیم زلالی ے) بزیر زین در آورند بادی ٭ که صد میدان بآتش طرح دادی ٭ صاحب اند این را با (اسپ در زین کشیدن) آورده مرادفش گوید۔ بمعنی بالا مؤلّف گوید که سند متعلّق است از (باد بزیر زین کردن) و باد درینجا استعاره باشد از اسپ و این داخل است در تعمیم (اسپ بزیر زین در آوردن) (اردو) صاحب آصفیہ نے (زین دھرنا) (زین کسنا) پر لکھا ہے کہ گھوڑے پر کاٹھی کہنا ر چارجامہ لگانا۔ ہماری راے مین اس سے تہیئہ سواری کرنے کے معنی پیدا ہوتے ہین

اسپ پی کردن (مصدر اصطلاحی) یعنی پی اسپ بریدن باشد یعنی رگ پاشنہ بریدن برای منع دویدن و راه رفتن و کنایہ باشد از معذور و بی کار کردن اسپ را (انوری ے)

(۱۵۵)

از سم تیغ تو خصم تو پی کرد اسپ ٭ ہیچو جمی
کز عدو کے چرخ گاه در شکست ٭ مخفی مباد که در
مصرع اول بعد لفظ اسپ کلمہ را محذوف
گیریم (اردو) گھوڑے کی کوچین کاٹنا۔ صاحب
آصفیہ نے (کوچین کاٹنا) پر لکھا ہے کہ (پی
کردن) کا ترجمہ ہے یعنی ایڑی کے اوپر سے
پاؤن کے پٹھے کاٹ ڈالنا۔

(الف) اسپ تاختن — استعمال۔ صاحبان

(ب) اسپ تازہ — برہان و بحر و ہفت
و جامع و سراج ذکر (ب) کردہ فرمایند کہ با بای
فارسی و تای قرشت بروزن دست باز (۱)
معروف کہ اسپ دوانندہ باشد و (۲) نام
روز ہیجدہم است از ماہ ہای ملکی و (۳) زمین
ہموار را نیز گفتہ اند صاحب ناصری و انند
بذکر ہر سہ معنی بالا نسبت معنی سوم صراحت کنند
کہ زمین صاف و ہموار کہ قابل تاختن اسپ
باشد صاحب جہانگیری و شمس بر معنی دوم

قانع مؤلف عرض کند کہ (الف) اصل است
بمعنی دواندن اسپ و (ب) اسم فاعل و مفعول
ترکیبی یعنی اسپ تازندہ و معنی دوم مجاز آن یعنی
روزی کہ در آن فارسیان اسپ تازند و بیرون
از خانہ روند و آن روز ہیجدہم ہر ماہ ملکی است
و ہمچنین معنی سوم ہم مجاز باشد یعنی میدانی ہموار
کہ در آن اسپ تازند (اردو) (الف) گھوڑا
دوڑانا (ب) (۱) گھوڑا دوڑانے والا۔
(۲) ہر ماہ ملکی کی اٹھاروین تاریخ (۳) مسطح
اور ہموار میدان جس مین گھوڑے دوڑائین مذکر

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بینم

(مثل) این شعر خواجہ شیراز است کہ فارسیان
بطور مثل استعمالش کنند۔ صاحب محبوب الامثال
ذکر این کردہ از معنی و محل استعمالش ساکت
مؤلف گوید کہ چون صاحب علم و فضل و
ماہر فن و کمال را از نامساعدت بخت مبتلای

مصیبت احتیاج ببیند و علی الرغم آن بخبر دان
رابیا وری طالع در خوشحالی فارسیان این
مثل رازنند (اردو) تازی مار کہاے ترکی
آش پاے" صاحب محبوب نے اسکو
لکہا ہے اور یہ فارسی مثل کا بعینہ ترجمہ ہے
صفات اور خوبیون کے اعتبار سے عربی
گھوڑا کل اقسام سے فائق ہے اور صفتون کے
ساتھہ اسمین یہ صفت بھی ہے کہ تھوڑے
دانے چارے پر تر و تازہ رہتا ہے اور محنت
اور وفاداری مین ممتاز - اس کے برخلاف
ترکی گھوڑا زیادہ بارکش اور مثل تازی کے
خوبیون سے موصوف نہین ہے اوسکی خوبصورتی
اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اسکو
عمدہ راتب ملے اگر ذرا بھی اسمین کمی ہو تو وہ
دبلا ہو کر بدڈول ہو جاتا ہے اس لئے باوجودیکہ
اس کا درجہ باعتبار صفات - عربی سے کم ہے
اس کے دانے چارے کی فکر ہمیشہ رکھی جاتی
ہے اور عربی گھوڑے کو اوسکے صفات کے
بدولت دانا چارہ کم نصیب ہوتا ہے - اور
اُس سے خدمت زیادہ لی جاتی ہے -

(۵۵۵)

(الف) اسپ چوب	استعمال (ب)
(ب) اسپ چوبین	بقول بہار و صاحب

بحر (۱) تابوت و (۲) نی کہ اطفال و بازیگران
بر آن سوار شوند صاحب جہانگیری در دستور
اول خاتمۂ کتاب ذکر این بمعنی اول کردہ و
صاحبان رشیدی و شمس و ضمیمۂ برہان ہم
بمعنی اول قانع (عرفی الف سے) عرفی
بر اسپ چوب چو طفلانہ سوار : رہ کی بری
بدوست کہ میدان آتش است : (محمد قلی
سلیم ب سے) بکشتی می شدم ہر سو شتابان :
سوار اسپ چوبین ہمچو طفلان : صاحب
جہانگیری سند معنی دوم از شاہ نعمت اللہ ولی
آوردہ (ب سے) بندہ روان بر اسپ
چوبین : جوید طریق عز و تمکین : جای دگر

فرو میارید ٭ در خاک نجف مرا سپارید ٭ و بہ تحقیق ما (۴) بمعنی بت و تمثال اسپ کہ از چوب سازند وکنایہ از شخص غیر موزون و احمق و نا اہل برای کاری (واعظ قزوینی ۵۳) شعر یکہ بستہ دو صد اسپ بر درش غافل ٭ کہ سر طویلۂ آنہاست اسپ چوبینش ٭ مخفی مباد کہ فارسیان تابوت را کنایۃً اسپ چوبین گفتند بدین وجہ کہ حامل موتی است و چوبی کہ طفلان بر و سوار شوند یعنی آزاد رمیان ہر دو پای کردہ سیر کنند و ادعای سواری اسپ نمایند ہم کنایہ باشد از اسپ چوبین و در معنی سوم مقصود از اسپ نقلی است کہ از چوب بصورت اسپ سازند و بطور عام کنایہ از کسی کہ غیر محل او ست و احمق کہ از حقائق و فرائض خود بیخبر باشد۔ بخیال ما این ہر سہ معنی برای الف ہم توان گرفت کہ بمعنی لفظی (الف) مرادف (ب) باشد۔

(اردو) الف و ب (۱) تابوت۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ مردہ کا صندوق جسمین لاش رکھکر لیجاتے ہین۔ جنازہ نعش ۔ صاحب آصفیہ نے اس تابوت اور جنازے کو کاٹھ کی گھوڑی بھی کہا ہے (۲) وہ لکڑی جس کو لڑکے دونون پاؤن کے بیچ مین قائم کر کے اپنے آپکو گھوڑے پر سوار خیال کرتے ہین یا لکڑی کا بنایا ہوا گھوڑا جس پر لڑکون کو دل بہلانے کے لئے سوار کرتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے (کاٹھ کا گھوڑا) پر لاٹھی عصا۔ لکڑی کا بنا ہوا گھوڑا لکھا ہے (۳) کاٹھ کا الو۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر محض بے وقوف اور دون کی عقل پر چلنے والا۔ کندۂ ناتراش۔ دکن مین ایسے شخص کو جو اپنے مفوضہ کام کا اہل نہ ہو (کاٹ کا پتلا) کہتے ہین۔

اسپ چوبین راہ منی رود (مثل)

صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این

کردہ از معنی ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ شخصی نا اہل بہ کارے مقرر شود کہ از فرائض وحقائق آن آگاہ نباشد و فرق اصل ونقل ہم بوسیلۂ ہمین مثل ظاہر کنند کہ اصل۔ اصل است ونقل۔ نقل (اردو) کاغذ کی ناؤ مین کون پار اترا " صاحب آصفیہ نے فرمایا ہے کہ یہ کہاوت ہے۔ ناپائدار سہارے پر کیا بھروسہ۔ بھر مبا ٹھل کر رہتا ہے (انتہی) ہمنے بعض اہل ہند کی زبان سے یہ بھی سنا ہے کاغذ کی ناو پار نہین اتارتی" ہماری رائے مین یہ اردو کہاوت اس موقع پر بھی مستعمل ہوسکتی ہے جب اصل اور نقل کا فرق دکھلانا مقصود ہو۔ دکن مین کہتے ہین " کاٹ کی ہنڈیا چولہے پر نہین چڑہتی" یہ اس مقام پر مستعمل ہے جب کہ اصل کے مقابلہ مین نقل کا نقص بیان کرنا مقصود ہو یعنی اصل۔ اصل ہے اور نقل۔ نقل۔

اسپ چوگانی (اصطلاح) بقول صاحب بحر اسپی کہ در چوگان بازی تربیت یافتہ باشد بہار وانند از صائب سندی آوردہ اند و بجائ فارسی نوشتہ (س) قامت خم مرکب چوگانی راہ فناست ؛ عذر ہا بر طاق نہ چون اسپ چوگانی رسید ؛ مخفی مباد کہ چوگان بقول صاحب برہان بہ کاف فارسی بروزن جولان معروف است کہ بعربی صولجان خوانند وہر چوب سرکج را گویند عموماً وخصوصاً چوبی باشد بلند وسرکج کہ گوی فولادی ازان آویختہ باشند و آنرا کوکبہ خوانند (الخ) ما تحقیق کاملش بجای خودش کنیم۔ مخفی مباد کہ چوگان بازی درین روزہا ہم جاری است وما مشاہدۂ آن کردہ ایم از بازی کنندگان ہر یکی بر پشت اسپی نشیند وچوب سرکجی بدست دارد وگوی را کہ بر زمین می باشد بواسطۂ آن چوب می زند وبر جای مقررہ می رساند فریق مقابل آن سعی کند کہ گوی

بجایش نرسد بلکه بر جای فریق مقابل رسد الحق این بازی است مخصوص به جان بازان واہل لشکر پس (اسپ چوگانی) بابای نسبت در آخر ہمان اسپ است که بر پشتش چوگان بازی کنند (اردو) پولوکا یا پو- جس پر سوار ہوکر پولو کھیلتے ہین - پولو - انگریزی زبان کا لفظ ہے - اردو مین مستعمل - صاحب آصفیہ نے چوگان کھیلنا کا ذکر کیا ہے -

اسپ چہار گامہ ران (اصطلاح) بقول صاحب انند و مؤید ای اسپ چہارتگہ بران و آن نوعی از رفتار اسپ است چون می خواہند که اسپ را بدوانند اوّل گام بر اغلہ برانند بعدہ چہارتگہ و بعدہ بدوانند و این رفتار سوم را چہار گامہ و چہارتگہ بدان می خوانند که درین رفتار اسپ ہر چہار پای یک بار بر می دارد - صاحب ہفت این را (اسپ چہار گامہ بران) نوشته و (بران) را از مصدر راندن امر قرار دادہ بامعنی اوّل الذکر متفق - صاحب شمس این را (اسپ چہار گامہ روان) نوشتہ بمعنی اسپ چہار رنگ مؤلف گوید که صاحب شمس کتابت اصطلاح را صحیح کرد و در تعریف سکندری خورد - دیگران به حذف واو بغلط افتادہ اند (اسپ چہار گامہ روان) اسپی باشد که در دویدنش ہر چہار گامش برانگیزد بکثرت استعمال اگر (روان) را بحذف واو (ران) گیریم مخفف روان باشد و جہی نیست که (ران) را امر راندن قرار دادہ اصل مقصد را فوت کنیم (اردو) دکن مین کہتے ہین چہار رگ دوڑنے والا گھوڑا - صاحب آصفیہ نے سرپٹ اور بگ ٹٹ پر لکھا ہے نہایت تیز رفتاری - دلکی - پس بگ ٹٹ دوڑنیوالا سرپٹ دوڑنے والا گھوڑا کہہ سکتے ہین -

اسپ خراس استعمال - بقول بہار و انند اسپی که خراس بزور آن بگردد و فرماید که گاہی

به گاو نیز همین عمل کنند مؤلف گوید که با خر
چرا نباشد مخفی مباد که (خراس) آسیای
بزرگ را گویند یعنی (آس) مخفف آسیاست
که گذشت و خر بقول برهان هر چیز را گویند
که در بدی و زشتی و ناهمواری و بزرگی و
ناتراشیدگی بنهایت رسیده باشد همچو خراس
و خر پشته و خر مهره و امثال آن و صاحب
برهان بر (خراس) فرماید که آسیای بزرگ
که آنرا با چارپا گردانند نه به آب پس (اسپ
خراس) مرکب اضافی است بمعنی اسپی که
خراس بگرداند (ملا شانی تکلو ۵) ابلق
افلاک گردن بستهٔ فرمان اوست ۞ بی توقف
از باعث تدبیر چون اسپ خراس ۞ (اردو)
وه گھوڑا جو بڑی چکّی پھرانے کے لئے جوتا
جاتا ہے۔

(الف) اسپ خریدم اشتر برآمد

مثل) صاحبان خزینه و امثال فارسی
ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند
مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بجائی
زنند که در سودای چیزی نفع کثیر بدست
آید یا شئی مشتریه خوبتر برآید بدین وجه که
شتر هم در قد و قامت و هم در جمیع صفات
باعتبارات خاص بهتر از اسپ مسلّم است
کنایةً این مضمون را ازین مثل پیدا کردند و بعضی
از معاصرین (اشتر) را (اُشتر) گویند اند بصورت مرادف

(ب) اسپ خریدم و خر برآمد

باشد یعنی خلاف توقع نقصان عائد حال شد
(اردو) (الف) دکن مین کہتے ہین "
سودا کیا ہے سو دہی سود ہے" "گدھا سمجھکر
لیا تو گھوڑا نکلا" اس کا استعمال اس موقع
پر کرتے ہین جب کہ کوئی خریدی ہوئی شے
بمقابلہ قیمت زیادہ قیمتی اور عمدہ ثابت ہو
(ب) "گھوڑا خریدا تو گدھا نکلا" یہ الف کا
عکس ہے۔

اسپخول | بقول برہان وہفت وجامع وشمس وجہانگیری بکسر اوّل وسکون ثانی وبای فارسی مکسوره وخای نقطه دار مضموم بواو ولام زده بمعنی پیخال است که فضله وافگندگی مرغان باشد۔ صاحب جہانگیری سند این از کلام بہرامی آورده که بر (اسپغول جانور) گذشت ودرہمان شعر بعوض اسپغول بغین معجمه (اسپخول) بخای معجمه نقل کرده صاحب ناصری باو اختلاف کرده طالب سند دیگر است وبر لفظ (اسپغول) از اختلاف خود بحثی کرده وفرماید که اسپخول بمعنی پیخال در نسخهٔ دیگر بنظر نیامد مؤلف گوید که ما خیال خود بر لفظ (اسپغول جانور) ظاہر کرده ایم که سند پیش کردهٔ جہانگیری بکار (اسپخول) نمی خورد ولیکن ہمچو صاحب ناصری در صحت این لغت شبہی نداریم۔ زیرا که اتفاق محققین متذکرهٔ بالا اعتبار را شاید وخصوصًا صاحب جامع که از اہل زبان است ذکر این کرده امّا چندانکه جستیم از ماخذ این نشانی نیافتیم جز این که فارسیان۔ (اسپغول) را که گذشت حسب قاعدهٔ خود به تبدیل غین معجمه به خای معجمه (اسپخول) کرده استعارةً برای پیخال مرغان نام نہاده باشند چنانکه (چرغ) را (چرخ) کردند وبدین وجه که (اسپغول) باآب لزوجت پیدا کند ویک دانه اش با دانہای دیگر چسپیده من وجہ با فضلهٔ طیور شباہتی پیدا کند۔ بعید نیست که این استعاره را به تشبیه ناقص قائم کرده باشند ودرین لفظ قدری مجانست لفظ پیخال ہم موجود است۔ واللّٰه اعلم بحقیقة الحال (اردو) بیٹ۔ بقول آصفیه (ہندی) اسم مؤنث۔ پیخال۔ پرند کا گوه

اسپ دار وغه جو نمی خورد (مثل) صاحبان خزینه وامثال فارسی واحسن ذکر این کرده

از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بجائی زنند که مقصود از بیان بد دیانتی داروغهٔ اسپان باشد گویند که از داروغه کسی سوال کرد که آغا این اسپ را چه قدر جو در راتبه می دہی گفت که ہیچ کہ این اسپ جو نمی خورد و راتبه نمی پسند- سائل گفت چرا نباشد که سیر شکم است از بہائی- مقصود آنست که اسپان شاہی که بقبضه اختیار داروغه باشند- اسپ داروغه را ہموارہ مہمان خود کنند ازینجاست که ضرورت راتبه ندارد (اردو) دکن مین کہتے ہین - داروغهٔ اصطبل کا گھوڑا گھانس نہین کھاتا" اسکے دو معنی ہین - ایک یہ کہ کسی نے داروغہ جی کو اپنے گھوڑے کے لئے گھانس خرید کرتے ہوے دیکھا ہی نہین - دوسرے معنی یہ ہین کہ راتب اس کثرت سے اسکو نصیب ہے کہ گھانس کی ضرورت ہی نہین پڑتی- ایک کہاوت ہے - داروغهٔ اصطبل کی بد دیانتی کا اظہار مقصود ہے - کہتے ہین کہ کسی نے داروغه اصطبل سے پوچھا کہ داروغہ صاحب ماشاءاللہ آپکے گھوڑے کی پیٹھ مین نالی پڑ گئی ہے آپ نے فرمایا جی ہان اسلئے کہ وہ گھانس نہین کھاتا

(الف) اسپ در زیر زین کشیدن استعمال

(ب) اسپ در زین کشیدن (ب) بقول بہار و انند کنایه از تہیهٔ سواری کردن مؤلف گوید که مرادف (اسپ بزیر زین در آوردن) که گذشت و علمی نیست اگر بجای اسپ مرادف یا مماثل آن استعمال کنند (ملا عبداللہ ہاتفی الف ے) ازان پس جنیبت کشان گزین ❊ تگاور کشیدند در زیر زین ❊ (خواجه نظامی ب ے) که روعی چو از زنگیان کین کشید ❊ سکندر کجا رخش در زین کشید ❊ (اردو) دیکھو اسپ بزیر زین در آوردن -

(الف) اسپ دوانی | استعمال (ب)

(۱۵۵)

(ب) اسپ دوانیدن | مصدر است
بمعنی حقیقی و (الف) حاصل بالمصدر آن
صاحبان بول چال و رہنما بحوالۂ سفرنامۂ
ناصرالدین شاہ قاچار ذکر (الف) کردہ بزبان
اردو ترجمہ آن (گھوڑ دوڑ) نوشتہ اند یعنی تفریحی
که در آن اسپها بدوانند و سواری را انعام
دہند که بر دیگران سبقت برد - صاحب اردو
(الف) را بمعنی میدان دوانیدن اسپ آوردہ
بخیال ما تسامح اوست زیراکه از الفاظ (الف)
معنی میدان پیدا نمی شود با صاحبان بولچال
و رہنما اتفاق داریم (اردو) (الف) گھوڑ دوڑ
(ب) گھوڑا دوڑانا -

اسپ دورکابہ بداماد چہ بخشی (مثل)
صاحبان خزینۃ و امثال فارسی ذکر این
کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند
مؤلف گوید که فارسیان اسپ دورکابہ اسپی
را گویند که خیلی تیز رو و تند و بدلگام باشد که
که سوار آن در ہر جانبش بر سبیل احتیاط
دو رکاب دارد و خود غرضان این قسم متاع
عیب دار را بدیگری بخش کنند و خیال نمی
کنند که نقصانی به معطی لہ برسد - مردی بود
خود غرض و اسپی داشت دورکابہ میخواست
که ازین بلا سبکبار شود و نجات یابد - و
بہ تقریب عروسی دختر خود اسپ را بداماد
عطا کرد و خیال نکرد که نقصان جانش نقصان
دختر خود است پس این مثل قرار یافت
ازین حکایت و فارسیان چون خود غرضی را
مرتکب امری می بینند که ازان اندیشۂ نقصان
دیگری باشد این مثل را چست او زنند (اردو)
دکن مین اس شخص کی نسبت جو انتہا درجے
کا خود غرض ہو کہتے ہین کہ " بدبخت بگڑا
ہوا کھانا فقیرون کو کھلاتا ہے " یعنی
اپنی تھوڑی سی نیک نامی کے لئے دوسرون
کی جان کی پروا نہین کرتا -

اسپر بقول برہان وجامع وہفت ورشیدی وانند بابای فارسی بر وزن مہتر سپر راگویند وبعربی جنۃ خوانند مؤلف گوید کہ الف وصلی دراول لفظ سپر زیادہ کردہ اند وبس (اردو) سپر۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ ڈھال۔ پھری۔

اسپ را بزیر زین درآوردن (مصطلحی)

اسپ را زین کردن

اسپ را زین کشیدن ہر سہ

مرادف یکدیگر۔ بقول صاحب بحر عجم تہیۂ سواری کردن مؤلف گوید کہ ہر سہ مرادف (اسپ بزیر زین درآوردن) کہ گذشت (اردو) دیکھو۔ اسپ بزیر زین درآوردن۔

اسپ را لجام انداختن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر رام کردن اسپ وتوسن واز خیرگی باز آوردنش۔ وارستہ وبہار از ابونصر نصیرائی بدخشی سند آوردہ (ص) آہ ما روبفلک کرد کہ مانع گردد* توسن سرکش ما را کہ لجام اندازد*

مؤلف عرض کند کہ از سند پیش شدہ (توسن سرکش را لجام انداختن) پیدا است وعیبی ندارد کہ این مصدر اصطلاحی مخصوص بہ لفظ اسپ نباشد بلکہ مرادفات اسپ ومماثل آن ہم درین داخل باشد ولیکن بخیال ما (۱) مجرد (اسپ را لجام انداختن) بمعنی تہیۂ سفر کردن است وتا آنکہ با اسپ یا مماثل آن لفظ سرکش زیادہ نکنیم معنی بیان کردۂ محققین بالا درست نمی شود پس (۲) (اسپ سرکش را لجام انداختن) بمعنی رام کردن واز خیرگی باز آوردن اسپ باشد (اردو) (۱) گھوڑے کو لگام چڑھانا۔ (۲) گھوڑے کو سدھانا۔ شریر گھوڑے کو درست کرنا۔

اسپ راندن استعمال۔ بقول بہار

معروف مؤلف گوید که بمعنی بر پشت اسپ سوار شده سیر کردن باشد واین را خصوصیت با اسپ نیست بلکه بر مرادفات اسپ و ومماثل آن شامل باشد چنانکه سمند و توسن	راندن وخر راندن وشتر راندن (عرفی ۵) بان سمند آهسته ران ای گمره نا هوشمند ؛ منحرف می تازی وستی و تاریک است راه ؛ (اردو) گھوڑا چلانا ۔

اسپرائین بقول برہان وہفت با بای فارسی بر وزن ومعنی (اسفرائین) باشد وآن شہریست مشہور در خراسان وچون رسم وعادت مردم آن جاچنان بود که پیوسته با سپر می بودند۔ لہذا باین نام موسوم شد۔ صاحب انند ذکر این کرده اشاره کند که اسفر معرّب اسپر است ازین اشاره متحقّق شد که (اسپرائین) اصل است و (اسفرائین) مبدل آن که فارسیان بای فارسی را بفا بدل کنند چنانکه (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) خان آرزو در سراج فرماید که (اسفرائین) معرّب (اسپرائین) باشد وآن مرکّب است از اسپر بمعنی سپر وآئین بمعنی رسم واز ہمین شہر است استاد ابو اسحٰق اسفرائنی که امام اہل سنّت است (اردو) اسپرائین ۔ ایک شہر کا نام ہے جو خراسان مین واقع ہے ۔ مذکر ۔

اسپردن بقول صاحب نوادر ۔ باتمامی مشتقات لغتی است در سپردن بالکسر و صاحب موارد ہمزبانش وصاحب رشیدی (سپردن) و (اسپردن) ہر دو را بیک معنی نوشته مؤلف گوید که این قدر متحقّق است که فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اوّل (سپردن) آورده (اسپردن) کردند پس (سپردن) اصل است وماخذش بجای خودش

بیان کنیم (اردو) دیکھو سپردن۔

(الف) اسپ رز (اصطلاح) (الف) بقول برہان وجہانگیری ورشیدی بابای

(ب) اسپرز فارسی وزای ہوز بروزن دسترس میدان وفضا وعرصه را

گویند وبکسر ہم گفته اند۔ صاحب جامع فرماید که (اسپریز) و (اسپریس) و (اسپرس) و

(اسپریس) و (اسپرسف) و (اسفرسپ) و (اسفرسف) ہمه بکسر و فتح مرادف یکدگراست

بمعنی میدان۔ صاحب ہفت بذکر (الف) نسبت (ب) فرماید که بضمّ اوّل وسکون سین

مہمله وضم بای پارسی وسکون رای مہمله وزای منقوطه زده (۱) بمعنی (سپرز) (۲) لغت

ترکی است بمعنی میان فرج۔ صاحب سروری نسبت معنی اوّل (ب) نوشته که بکسر ہمزه

وضمّ بای فارسی پارۀ گوشتی درکمال رخاوت که محل سودا است وبعربی طحال گویند وبقول

خان آرزو در سراج (الف) بکسر اوّل وسکون دوّم وکسر رای مہمله وزای معجمه بمعنی

میدان است واو بربرہان اعتراض کند که چرا بالفتح رای مہمله نوشت چراکه این مخفف

(اسپ ریز) است بیای مجہول مؤلّف عرض کند که اگر اصل این (اسپریس) گیریم فتح

رای مہمله درست است ولیکن بچه وجه الف را مکسور گرفت ما درین خصوص باو

اتّفاق نداریم واضح باد که اسپ ریختن) بمعنی (اسپ افگندن) از نظر ما گذشت بہرحال (اسپ

رس) یا (اسپ ریز) اصل این است یعنی جائی که درآن اسپ ریزند یعنی اسپ

افگنند و (اسپ رز) مبدّل یا مخفف اسم مفعول ترکیبی۔ بمعنی جای اسپ رسیده وریخته شده

کنایه از میدان نسبت به مرادفات این بجای خودش بیان کنیم ونسبت (ب) عرض میشود

کہ معنی اوّل اصل آن (سپرز) است کہ بجای خودش می آید و آن بضمّ اوّل باشد۔ ہرگاہ الف وصلی در اوّلش آوردہ (اسپرز) کردند باید کہ بضمّ اوّل خوانیم پس صاحب سروری غور نفرمود کہ این را بکسر ہمزہ نوشت و نسبت معنی دوم (ب) صاحبان کنز و لغات ترکی ساکت اند و صاحب مؤید بذیل لغات ترکی تصدیق آن می کند (اردو) (الف) سیدان (مذکر) دیکھو (اپرش) (ب) (۱) تلّی۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ایک اندرونی عضو کا نام جو سودا پیدا ہونے کا مقام ہے اور معدہ کی بائیں جانب واقع ہے۔ سپرز۔ طحال۔ ہماری رائے میں (تلّی) سودا جمع ہونیکا مقام ہے۔ (۲) فرج کا درمیانی حصّہ۔

اسپرزہ بقول صاحب محیط کہ بر لفظ اسبغول نوشتہ در اصفہان۔ اسبغول را گویند کہ بیان کاملش برای (اسبغول) گذشت بخیال ما این مرکب است از (اسپ) و (رزہ) اسپ بمعنی خودش و رز بقول برہان بمعنی زہر ہلاہل و ہای نسبت برا و زیادہ کردہ (رزہ) کردند و (اسپ رزہ) بمعنی چیزی کہ منسوب بہ زہر اسپ است قلب اضافت (رزۂ اسپ) گویند کہ خورانیدن مقدار قلیل آن اسپ را بکشد (اردو) دیکھو اسبغول

اسپرس بقول صاحب سروری مرادف اسپریس بہر دو بکسر ہمزہ و رای مہملہ و سکون سین مہملہ و فتح بای فارسی بمعنی میدان باشد صاحبان جامع و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ این مبدل (اسپارز) است کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود زای ہوّز را بہ سین مہملہ بدل کردند۔ چنانکہ (ایاز) و (ایاس) و (ہرمز) و (ہرمس) خان آرزو در سراج بر لفظ (اسپارز) اشارۂ این کردہ است پس باید کہ این را بہ فتح اوّل و کسرۂ

رای مہملہ خوانیم کہ (رس) مبدل (رز) و (رز)
مخفف (رزہ) است چنانکہ صراحتش بر (اسپ
رز) گذشت و جادارد کہ (رس) را امر
گیریم از رسیدن و (اسپ رس) را اسم مفعول
ترکیبی بمعنی (اسپ رسیدہ) وکنایہ از میدان
باشد و درین صورت باید کہ بفتح رای مہملہ
خوانیم (شمس فخری از جہانگیری ۵) بہی
بادشاہی کہ سطح فلک ٭ بود بندگان ترا اسپ
رس ٭ (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا (الف)

اسپرسب | بقول برہان بسکون سین
و بای ابجد مرادف (اسپ رس) کہ گذشت
بمعنی میدان - صاحب جامع ہم ذکر این
کردہ بہ بای دوم عربی و صاحب ہفت قلزم
نوشتہ کہ بفتح اول و سکون سین و موحدہ تحتانی
و فتح رای مہملہ و سکون سین و بای پارسی
زدہ باشد و صاحب سروری ہر دو بارا
فارسی گرفتہ - خان آرزو در سراج این را
مرادف (اسفرسپ) آوردہ گوید کہ بکسر اول
و سکون دوم و فتح بای پارسی و سین دوم
مفتوح است بمعنی میدان مؤلف عرض
کند کہ حلیۂ سینۂ صاحب ہفت صحیح باشد
کہ این مرکب است از (اسپ) و (رسب)
اسپ بمعنی خود است اعم ازینکہ بای عربی
گیریم یا فارسی و در (رسب) بای عربی یا فارسی
زائد است و جز این نیست کہ بر (اسپرس)
کہ گذشت بای موحدہ در آخر زیادہ کردہ اند
خلاف قیاس - دیگر ہیچ (اردو) دیکھو
(اسپ رز) کا الف -

اسپرسف | بقول برہان بافا بر وزن
و معنی (اسپرسب) کہ میدان باشد صاحبان
جامع و مؤید و جہانگیری و شمس ہم ذکر این
کردہ اند - خان آرزو درست گوید کہ این
مبدل (اسپرسپ) باشد کہ گذشت مقصودش
جز این نباشد کہ بای فارسی یا عربی دوم کہ بہ تحقیق

زائد بود بقاعدۂ فارسی بدل شد بہ فا چنانکہ (زبان)
و (زفان) و (پیل) و (فیل) (اردو) دیکھو
(اسپ رز) کا الف۔

اسپ رش | اصطلاح۔ بقول صاحب
ہفت بفتح اوّل و فتح رای مہملہ و شین معجمہ
ساکن معنی میدان۔ دیگر کسی ذکر این نکرد
مؤلف گوید کہ مبدل (اسپ [illegible]) یا (اسپ
رس) باشد کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود
زای ہوّز و سین مہملہ ہر دو را بہ شین معجمہ
بدل کنند۔ چنانکہ (زلوک) و (شلوک) و (کستی)
و (کشتی) ما صراحت ماخذ این بر (اسپ رز)
کردہ ایم پس اصل این (اسپ ریز) باشد یا
(اسپ رس) (اردو) دیکھو اسپ رز کا الف

اسپر صف | بقول صاحب سروری بکسر ہمزہ
و سکون سین و صاد مہملتین و فتح بای فارسی
و رای مہملہ میدان باشد و فرماید کہ بجای صاد سین
مہملہ ہم بنظر رسیدہ و (اسفرسف) نیز۔ صاحب
دری و پہلوی ہم این را آوردہ مؤلف گوید
کہ صاحب قواعد فارسی فرماید کہ سین مہملہ بہ صاد
بدل شود چنانکہ (قفس) و (قفص) و (شست) و
(شصت) پس خبر این نیست کہ این مبدل (اسپرسف)
باشد کہ گذشت ما نسبت حلیہ لفظ بر (اسپرسپ) تحقیق
کردہ ایم و بخیال ما اینرا ہم باید کہ بفتح اوّل و فتح رای
مہملہ خوانیم (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا الف

اسپرغم | بقول خان آرزو در سراج با اوّل مکسور و سکون دوّم و رای مہملہ و بای عجمی
ہر دو مفتوح و سکون غین۔ مرادف (سپرہم) معنی گلہا و ریاحین فرماید کہ مشہور بسکون
را است و بعضی بفتح اوّل نیز گفتہ اند و (اسپرغم) مرادف (سپرغم) است و (اسپرم)
مخفف آن۔ صاحب رشیدی گوید کہ بواسطۂ بوی خوش کہ تقویت قلب کند گویا سپر است
از برای غم و ہمین است وجہ تسمیہ۔ صاحب ناصری بفتح غین آوردہ فرماید کہ معنی سپر

و مانع غم است کنایه از ریحان و بغین ساکن زده هم آمده (مختاری ۵) از بدیع اسپرغم‌ها صحرا؛ همچو دیبا همه منقش گشت؛؛ (اثیر ۵) زره با سرمح خون پالات کم باشد زپر وزن سپر با تیر باران تو نازک تر ز اسپرغم؛ صاحب هفت و برهان فرماید که بکسر اوّل معنی گلها و ریاحین باشد مطلقاً و ریحانی را نیز گویند که آن را (شاه اسپرم) خوانند و بمعنی سبزه هم آمده و بفتح اوّل و سکون غین هم گفته‌اند۔ صاحب سروری هم این را به کسر اوّل آورده گوید که (شاسپرم) و (شاه اسپرغم) نیز گویند و فرماید که استعمال این بفتح را و سکون غین هم بنظر آمده و بحوالهٔ صیدنه گوید که این اسم مطلق ریحان است و (شاه اسپرغم) نام یکی از اقسام ریحان که برگ خورد دارد و بغایت خوشبو و آنرا (شاسپرم) هم گویند۔ صاحب جهانگیری (اسپرغم) و (اسپرم) و (اسپرهم) هر سه را مرادف یکدیگر گفته و صاحب جامع (اسپرغم) و (اسپرم) و (اسپرهم) و (اسفرم) هر چهار را بکسر اوّل به همین معنی مرادف یکدیگر نوشته۔ صاحبان پهلوی و انند و مؤیّد هم ذکر این کرده اند۔ خان آرزو نسبت وجه تسمیه با صاحب رشیدی اختلاف کند و گوید که غم و هم لفظ عربی است و ترکیب لفظ فارسی الاصل را از فارسی و عربی گفتن بیجا۔ و بدین وجه که (اسپرغم) به فتح را و سکون غین نیز آمده توجیه بالا رکیک می نماید (الخ) مؤلّف عرض کند که خان آرزو از تحقیق ماخذ الفاظ مرکبهٔ السنه ذوقی نبرده است و ما بسیاری از لغات مرکبهٔ فارسی یافته ایم و بجای خودش ذکر کرده ایم که مرکّب است از لغات فارسی و عربی و ترکی و سنسکرت و غیر ذلک و این کلیهٔ مبنیه اش ناقابل تسلیم است که ترکیب لفظ فارسی الاصل را جزو بالسنهٔ دیگر تعلّقی نیست

صاحب رشیدی در تحقیق ماخذ این درست خیال کرده است که غم وهم هر دو لغت
عربی را با سپر مرکب کرده (سپرغم) و (اسپرهم) بترکیب اضافی نام نهاده اند برای گل و ریحان
وهمین هر دو لغت اصل است که معنی لفظی این مانع غم باشد وکنایه از گل و ریحان - وگل
من وجه تشبیه با (سپرهم) دارد والف وصلی در اولش آورده (اسپرغم) و (اسپرهم) کردند
وجا دارد که (اسپرهم) را مبدل (اسپرغم) هم گیریم که بقاعدهٔ فارسی تبدیل غین معجمه
با های هوز و بالعکس آن هم آمده همچو (ملهم) و (ملغم) بمعنی مرهم - آنانکه این را بالفتح اول
نوشته اند غلط کرده اند ونسبت فتح رای مهمله و سکون غین معجمه عرض میشود که مختاری در
کلام خود که بالا مذکور شد غین را ساکن آورده است نتیجهٔ بیخبری او از ماخذ باشد وبس
و در کلام اثیر سکون رای مهمله و فتح غین درست است وفتح رای مهمله از سندی یافته
نشد ومجرد ادعای بعض بجبران ماخذ اعتبار را نشاید - آنانکه این را بمعنی جمع گرفته اند
غوری نکرده اند - مخفی مباد که (اسپرم) مخفف (اسپرغم) است و (اسفرم) مبدل (اسپرم)
باشد (شاه سپرغم) قسم خاص را نام است که تعریف کاملش بجای خودش کنیم و (شاه
سفرغم) و (شاه سفرهم) مبدلش و (شاه اسپرغم) و (شاه اسپرهم) مزید علیهش بزیادت
الف وصلی و (شاه اسپرم) مخففش هر یکی را بجای خودش عرض کنیم (اردو) پهول - بقول
آصفیه (هندی) اسم مذکر - گل ورد - ریحان - عربی - مذکر - (دیکهو اپار)

اسپرگ | بقول برهان وجامع وهفت با کاف فارسی بروزن بهترک (۱) گیاهی است
زرد که بدان چیزها رنگ کنند وبعضی گویند برگ زردچوبه باشد و (۲) درخت خرزهره را نیز گویند

صاحب سروری بذکر معنی اوّل گوید که این را (زریر) نیز گویند و صاحب رشیدی
بذکر معنی اوّل فرماید که (زریر) اسم عربی اوست. صاحب مؤیّد بنسبت معنی اوّل
نوشته که زنگیست که رنگ ریزان جامهٔ سبز بدان رزند و بذکر معنی دوّم گوید که در بعضی
از لغات طب اسم عربی این (اکلیل الملک و زریر) باشد. صاحب ناصری بر معنی
اوّل قانع و از مظفّر کرمانی سندی آورده (ب) ناز و نعم پرورده را از من بگو کین
راه را پا اشکی بباید چون یتیم رخسارهٔ چون اسپرک پنهان آرزو و در سراج تصدیق معنی
اوّل و دوّم برهان کرده گوید که برگ زرد چوبه نباشد. صاحب سواء السبیل این را بباء
عربی آورده گوید که در فارسی به بای فارسی است - یعنی معروف که از آن رنگ زرد و
سبز می کنند مؤلّف عرض کند که صاحب برهان ذکر این به (ارحیقنه) هم کرده است که
گذشت و ما هم تحقیق کاملش همانجا کرده ایم. صاحب محیط این را (اسفرگ) هم
نوشته و جز این نیست که مبدل (اسپرگ) است و به (اسپرگ) صراحت کرده که اسم
فارسی زریر باشد (با تحقیق کامل این برهان (ارحیقنه) کرده ایم) و بقول بعض (تن)
و آنرا عروق نیز نامند و به (تن) فرماید که بضمّ تا و تخفیف نون اسم هندی درختی است که
در قامت و برگ و ثمر شبیه به درخت نیب - امّا بزرگ آن اندکی بزرگ تر از آن و در
هند کثیر الوجود و از گل خشک آن صبّاغان رنگ گیرند و زرد رنگ خوب می شود -
سرد و خشک و قابض تسکین دهنده و دافع فساد خون و منافع کثیره دارد و بفارسی (اسپرغ) مید
نامندش مخفی مباد که التباس اسما و عدم تحقیق ماخذ سبب این است که صاحبان تحقیق

در اسمای ادویہ مختلف البیان اندما بر (ارجیقنہ) تحقیقی کردہ ایم نتیجۂ آن اینست کہ (اسپرگ) اسم (اکلیل الملک) و (زریر) است و درینجا بقول صاحب محیط واضح می شود کہ بقول بعض (تن) را ہم (اسپرگ) گفتہ اند و صراحت (تن) کہ بالا گذشت ازان می کشاید کہ اسپرگ درحقیقت (تن) است باتحاد رنگ زردش کہ ازو می برآید و اسم دیگر آن در فارسی (سرخ بید) و فارسیان بمعنی اوّل این را (اسپرگ) بدین وجہ گفتہ باشند کہ شاخہای او بیچو رگہای اسپ سخت درخت باشد۔ نسبت معنی دوّم بیان کردۂ محققین اوّل الذکر اگرچہ تصدیق کامل نشد کہ درخت خربوزہ را نیز (اسپرگ) گویند ولیکن اگر باعتبار قول صاحب برہان تسلیمش کنیم جا دارد کہ بہ شباہت بیارہ ہای آن کہ ہمچو رسن دراز باشد فارسیان آنرا (رگ اسپ) نام کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) دیکھو۔ ارجیقنہ (۱) تن۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ایک درخت کا نام جس کی لکڑی سرخ اور رہاگنی کے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکے پہول کو بہی تن کہتے ہین جس سے زرد رنگ رنگتے ہین۔ (۲) خربزہ کی بیل۔ (مؤنث)

اسپرگی بقول صاحب مؤید بکسر یکم و فتح دوّم رنگیست سبز کہ از (اسپرگ) زنند و آن گیاہیست۔ سندی پیش نشد و دیگرسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ جز این نیست کہ بر (اسپرگ) یای نسبت زیادہ کردہ (اسپرگی) ساختند۔ اندرین صورت باید کہ بفتح اوّل و سکون دوّم و سوّم و فتح رای مہملہ خوانیم کہ صراحت ماخذ (اسپرگ) بجایش کردہ ایم۔ کسرہ اوّل و فتح دوّم را وجہی نیست و ہم باید کہ بمعنی رنگ زرد گیریم و رنگ سبز

(اردو) سبز او رزرد رنگ کا جو (تن) سے نکلا جاتا ہے دیکھو (اسپرگ) جس پر تن کا بیان ہے

(الف) اسپرلوس بقول برہان و جامع و ہفت و انند و شمس بالام و سین بے نقطہ و واو مجہول بر وزن کشور سوز خانہ و سراے پادشاہان و سلاطین و حکام را گویند۔ صاحب ناصری سندی آوردہ کہ مال او باشد (ــہ) چہ نقصان دیدی از کعبہ تو بیدین ہٗ کہ گردی گرد اسپرلوس شاہان ہٗ خان آرزو و در سراج این را ------

(ب) اسپرلوش با شین معجمہ نوشتہ معنیً با برہان متفق صاحب برہان این را بجای خود ش بہمین معنی (سپرلوس) ہم نوشتہ بہ سین مہملہ اول و آخر و خان آرزو ہم در ردیف سین مہملہ ذکر این بہ سین مہملہ آخر کردہ و کسی از محققین بہ شین آخر ذکر این نکرد مخفی مباد کہ شک نیست کہ این مرکب است از لفظ (سپر) کہ زیادت الف وصلی در اول این (اسپر) کردند و اسپر بمعنی سپر بجایش گذشت و لفظ آخر این (لوس) یا (لوش) است۔ لوس بہ سین مہملہ بقول محققین بمعنی کج دہان و لوش بہ شین معجمہ گل سیاہ و تیرہ و نیز بمعنی کج دہن۔ پس (اسپرلوس) و (اسپرلوش) بمعنی سپر کج روی کنایہ از سقف مکان کہ کج و نشیب دار باشد تا آب باران بآسانی بریزد یا (اسپرلوش) بہ معنی سپر و گل سیاہ کنایہ از مکان کہ دیوارش از گل سیاہ باشد و سقفش ہمچو سپر بالای آن و عجبی نیست کہ اصل این (اسپر پوش) بہ بای دوم فارسی بجای لام و در آخرش شین معجمہ باشد کنایہ از خانہ مسقف عجبی نیست کہ فارسیان بای فارسی دوم را بقاعدہ خود بالام بدل کردہ باشند چنانکہ (سراندیپ) و (سراندیل) و جا دارد کہ شین معجمہ بہ سین مہملہ بدل شدہ (اسپرلوس)

شد چنانکہ (شار) و (سار) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بخیال ما (الف و ب) بمعنی مطلق خانہ باشد و محققین بالاکہ انرا بہ سلاطین وحکام مخصوص کردہ اند وجہی ندارد و سند پیش شدہ ہم موافق خیال ماست (اردو) پادشاہی محل سرا۔ حکّام کا محل۔ مکان۔ ڈہلوان مکان۔ مذکر۔

اسپرم بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و رابع و سکون ثانی و میم بمعنی (اسپرغم) کہ گذشت یعنی مطلق گلہا و ریاحین۔ صاحبان جامع و سروری و رشیدی و جہانگیری و انند و شمس ہم ذکر این کردہ اند و صاحب ناصری سندی آوردہ (ز رآتشت بہرام ؎) چنان ہنداشتی آنمرد دلخواہ ❊ کہ اندر اسپرم رفتی ہمہ راہ ❊ مؤلف گوید کہ ما بر (اسپرغم) ذکر این کردہ ایم و از ماخذش ہم بحثی و این مخفف (اسپرغم) یا (اسپرہم) باشد دیگر ہیچ و صراحت معنی ہم ہمدر انجا گذشت (اردو) دیکھو اسپرغم۔

اسپرم آب (اصطلاح) بقول برہان و بحر و جامع و رشیدی و جہانگیری دارو ہای آب جوشانیدہ باشد کہ بدن بیماران را بدان شویند و بعربی نطول خوانند۔ صاحب ہفت صراحت حلیۂ این کند کہ بکسر اوّل و سکون سین مہملہ و فتح بای پارسی و رای قرشت و سکون میم و ہمزہ بالف کشیدہ و موحّدہ تحتانی زدہ باشد و معنی با برہان متفق۔ صاحب سروری فرماید کہ غلطی چند باشد کہ در آب جوشانند و بدن بیمار را بدان شویند و آنرا (پچنگاو) نیز گویند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ (آبِ اسپرم) مرادف این است یعنی گلہا کہ عبارت از گلہای دوائی باشد کہ آنرا جوش دادہ بدن مریض را بدان

شوید مؤلف عرض کند کہ آب بمعنی خود است و اسپرم بمعنی گل و ریحان کہ گذشت و (آب اسپرم) بترکیب اضافی بمعنی آب گل و ریحان و مجازاً آبی را نام نہادہ اند	کہ در وگل و ریحان دوائی را جوش دادہ باشند و (اسپرم آب) قلب اضافت آن (اردو) ادویہ کا جوش دیا ہوا پانی جس سے بیماروں کا بدن دہوتے ہیں۔ مذکر۔

اسپرنگ بقول برہان بروزن و بمعنی اسفرنگ و آن شہریست بسمرقند و مولد سیف اسفرنگی صاحب ہفت صراحت کند کہ بفتح اوّل و سکون سین است و فتح بای پارسی و رای قرشت و سکون مابعد و صاحب انند اینرا بکسر اوّل گفتہ خان آرزو در سراج بر (اسفرنگ) فزاید کہ بکسر اوّل است مؤلف عرض کند کہ بقول برہان (سپرنگ) بکسر اوّل ہم بہمین معنی آمدہ و صاحب برہان آنرا مخفف (اسپرنگ) گفتہ پس این اصل است و (اسفرنگ) مبدل و (سپرنگ) و (سفرنگ) کہ می آید مخفف این بخیال ما این مرکب است از (اسپ) و (رنگ) (اسپ) بمعنی خود است و رنگ بقول برہان بمعنی خداوند و صاحب پس (اسپ رنگ) قلب اضافت خداوند اسپ باشد و عجبی نیست کہ این شہر برای اسپان مشہور و اسپہای خوب و بسیار در آنجا باشند۔ پس قول صاحب ہفت دربارۂ فتح اوّلین اصح و کسر اوّل غلط العام باشد در استعمال (اردو) اسفرنگ سمرقند کے ایک شہر کا نام جو سیف اسفرنگی کا مولد تھا۔

اسپرود بقول صاحب ناصری بعد لغت (اسفرائین) بمعنی مرغ سیاہ و سنگ خوارہ کہ بعربی قطا خوانند۔ صاحب برہان ہمین معنی بہ اسغرود بکسر اوّل و فتح فا

نوشتہ و بدون الف (سفرود) ہم بہمین معنی می آید بخیال ما (سفرود) اصل است و از ماخذ آن ہم ازانجا بحث کنیم درینجا ہمین قدر کافی است کہ فارسیان بقاعدۂ خود بای فارسی را بہ فا بدل کردند چنانکہ (فیل) در (پیل) و الف وصلی در اول این آوردہ (اسپرود) کردند (اردو) دیکھو۔ سفرود۔ عربی مین اس مرغ کو قطا کہتے ہین اور فارسی مین سنگ خوار صاحب محیط المحیط نے قطا پر لکھا ہے کہ اوسکی آواز سے لفظ قطا پیدا ہوتا ہے اسلیئے عربون نے اس کو قطا سے موسوم کیا ہے۔

اسپروز بقول برہان و رشیدی و [illegible] سروری و جامع و ہفت و سراج و انند بکسر اول و ضم ثالث و رابع و سکون تحتانی و واو مجہول و زای ہوز۔ نام کوہی است بسیار بلند و رفیع و بفتح ثالث ہم گفتہ اند۔ صاحب جہانگیری از فردوسی سند آوردہ (ب) ہمی رفت آن شاہ لشکر فروز * بنزدگاہ بر پیش کوہ اسپروز * مؤلف گوید کہ بخیال ما این مرکب اضافی است بمعنی اسپ آفتاب کہ بقول برہان روز بمعنی آفتاب آمدہ پس فارسیان (اسب آفتاب) کوہی را نام کردہ باشند کہ بسیار بلند بود یعنی آفتاب چون بنصف النہار بالای او میرسد ہمچو سواری بنماید و این انتہای مبالغہ در بیان رفعت کوہ است و کسرۂ اول غلطی استعمال باشد پس (اسپروز) فک اضافت (اسپ روز) یا اینکہ اصل این (اسپرروزر) باشد۔ بوجہ اجتماع دو رای مہملہ یکی را حذف کردند (اسپروز) بکسر اول باقی ماند بمعنی روز را سپر یعنی آنقدر بلند بود کہ آفتاب نظر نمی آید و ہمچو سپر حائل بود و تا وجہ تسمیہ آخر را قوی خیال کنیم (اردو) اسپروز ایک پہاڑ کا نام جو فارس مین واقع اور نہایت بلند ہے

فردوسی نے شاہنامہ مین اس کا ذکر کیا ہے۔

اسپرہم بقول برہان با ہای ہوز بر وزن ومعنی اسپرغم است کہ مطلق گلہا وریاحین باشد صاحبان جامع ورشیدی وجہانگیری وانند وہفت وشمس ہم ذکر این کردہ اند وما بلفظ (اسپرغم) صراحت کامل کردہ ایم واز ماخذ این ہم بحثی (اردو) دیکھو اسپرغم۔

اسپری بقول برہان وجامع وہفت وانند بر وزن مہتری (۱) نیست ونابود شدہ ومعدوم گردیدہ و (۲) آخر شدہ وبنہایت رسیدہ وبمعنی تمام شدن وبآخر رسیدن ونیست گردانیدن و (۳) عبور کردن ہم آمدہ۔ صاحب دری وپہلوی از انوری سند آوردہ (۵) آنکہ قوم نوح را از تندباد لاتذر ٭ ورد ودم کرد از زمین آسیب قہرش اسپری ٭ صاحب سروری فرماید کہ در شرفنامہ بمعنی تمام شدن است واز شعر بالا استناد کند وفرماید کہ ازین سند معنی معدوم ونیست مفہوم می شود نہ تمام شدن۔ صاحب جہانگیری باستناد کلام انوری کہ بالا مذکور شد بمعنی اول قانع۔ صاحب مؤید فرماید کہ بمعنی تمام شدن و (۴) باسپر شدن چنانچہ گویند با اسپری ای با سپر ہستی وبحوالۂ قنیہ گوید کہ (۵) تیری است نیز کہ او را سہ پر بود وخیال خود ظاہر کند کہ بمعنی آخر الف نمی آید۔ خان آرزو وسراج نوشتہ کہ بمعنی تمام شدہ وسپری مخفف آن وآنچہ برہان بمعنی نیست گردانیدن وعبور کردن نیز آوردہ اول مجاز است ودوم در کتب معتبرہ دیدہ نشد وبقول صاحب رشیدی (اسپری) و (سپری) بمعنی ناچیز ومعدوم وبانجام رسیدہ مؤلف عرض کند کہ بخیال ما (سپری) اصل است کہ بزیادت الف وصلی در اولش (اسپری) کردند و (اسپری) حاصل بالمصدر

(اسپردن) وپهلوی (سپردن) وسپردن بقول صاحب نوادر بمعنی تفویض وتحویل نمودن وراه نوشتن وطی کردن وگذشتن وعبور نمودن وبقول صاحب بحر بکسر اوّل وضم ثانی چیزی را پیش کسی امانت نهادن وحواله کردن ودادن وپائمال شدن وپائمال کردن وبکسر اوّل وفتح ثانی وبضم ثانی نیز بمعنی طی کردن ونوردیدن وراه رفتن وبدمعنی بفتح اوّل وثانی هم آمده وبفتحتین بانتها رسیدن وتمام کردن - تحقیق کامل این مصدر بجایش کنیم - درینجا همین قدر کافی است که هر قدر معانی این مصدر که محقق است حاصل بالمصدرش به همه آن شامل - نمیدانیم که صاحب برهان معنی مفعولی ومصدری هردو را چه طور جمع کرده - مقصود محققین بالا از معنی مصدری غیر از حاصل بالمصدر نباشد یعنی (۱) نیستی و(۲) اختتام یعنی بنهایت رسیدگی و(۳) عبور وغیر ذلک بلحاظ معانی (اسپردن) آنچه صاحب مؤید ذکر معنی چهارم کرده است عجب است از تحقیقش - اگر اسپری را یای فاعلی گیریم کسی باشد که سپر دارد و تمثیلش یعنی (با اسپری) بمعنی با سپرهستی عجب تر از تحقیق که بکارش نمی خورد که درآن یای خطاب است ومعنی پنجم مجازاً باشد از معنی مصدری طی کردن وگذشتن که تیر هم می گذرد یا چیزی که سپر دارد ویای نسبت در آخر مخفی مباد که از سند حکیم انوری مصدر (اسپری کردن) پیدا می شود بمعنی - گذاشتن وروانه کردن ورخصت کردن (اردو) (۱) نیستی - مؤنث (۲) اتمام - انجام - اختتام - مذکر (۳) عبور - مذکر (۴) سپر دار یعنی وه شخص جو ڈھال باندھے ہوے ہو (۵) تیر کی ایک قسم جس مین تین پر لگے ہوے ہون مذکر

اسپ ریز	اصطلاح - بقول برهان	بروزن گرم خیز بمعنی اسپ رس است که میدان

و عرصہ باشد و بکسرہ اوّل ہم آمدہ ۔ صاحبان
جامع و سروری و رشیدی و جہانگیری و شمس
و ہفت و ناصری و انند ہم ذکر این کردہ اند ۔
مؤلف عرض کند کہ ما بر (اسپ رز) صراحت
کردہ ایم کہ (اسپ ریز) اصل است ۔ و
(اسپ رز) مخففش ۔ و از ماخذ این ہم در انجا
بحثی کردہ ایم (حکیم جلالی از رشیدی ع) بہر
کردہ یک سر سلیح ستیز ۔ نہادند رو جانب
اسپ ریز ۔ بعضی بر آنند کہ اصل این (اسپ
رس) است کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود
سین مہملہ را بزای ہوز بدل کردہ (اسپ رز)
کردند ہمچو (سماروغ) و (زماروغ) و بعدہ یای
تحتانی زائد درمیان رای مہملہ و زای معجمہ آوردہ
(اسپ ریز) کردند ۔ چنانکہ (شنجون) و (شبیخون)
(اردو) دیکھو (اسپ رز کا الف)

اسپ ریس | اصطلاح ۔ بقول صاحب
برہان مرادف اسپ ریز کہ گذشت ۔ صاحبان
رشیدی و جہانگیری و شمس و ناصری و ہفت
و جامع و سروری و مؤید ذکر این کردہ اند **مؤلف**
عرض کند کہ این مبدل (اسپ ریز) باشد ۔
فارسیان بقاعدۂ خود زای ہوز را بہ سین مہملہ
بدل کردہ اند چنانکہ (ایاز) و (ایاس) و (ہرمز)
و (ہرمس) ما صراحت ماخذ این بر (اسپ رز)
کردہ ایم کہ اصل این (اسپ ریز) است و بس
و جا دارد کہ بر (اسپ رس) کہ گذشت یای
زائد بعد رای مہملہ آوردہ (اسپ ریس) کردہ
باشند چنانکہ (شنجون) و (شبیخون) شمس فخری
از سروری ع) زہی پادشاہی کہ سطح فلکش
بود بندگان ترا اسپ ریس ۔ صاحب جہانگیری
ہمین سند را برای (اسپ رس) آوردہ و در
مصرع ثانی ہم (اسپ رس) نقل کردہ (اردو)
دیکھو اسپ رز کا الف ۔

اسپ ریش | اصطلاح ۔ بقول صاحبان
انند و شمس بہ کسر رای مہملہ بمعنی میدان و صاحب

برہان بذیل (اسپ ریس) ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ بخیال ما جز این نیست کہ مبدل (اسپ زر) یا (اسپ ریس) باشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود زای ہوز و سین مہملہ ہر دو را بشین معجمہ بدل کنند چنانکہ (زلوک) و (شلوک) و (کستی) و (کشتی) ما صراحت ماخذ این بہ (اسپ زر) کردہ ایم و اصل این (اسپ ریز) یا (اسپ رس) است (اردو) دیکھو اسپ رز کا الف۔

اسپ زین کردن

(مصدر اصطلاحی) بقول بہار و اند کنایہ از تہیۂ سواری کردن (میر خسرو ؎) بر خسرو بیدل از کین اسپ جفا را کردہ زین ٭ گر ریزدش چون بر زمین در رزنہا رکیست این ٭ مؤلف عرض کند کہ سند متعلق است از (اسپ را زین کردن) کہ گذشت و این مرادف آنست (اردو) دیکھو اسپ بزیر زین در آوردن

اسپشر بضم یکم و سوم بقول صاحب شمس آن پارۂ گوشت کہ در معدۂ مردم سودہ است کہ اہل ہند آن را پلہی گویند۔ ما این لغت را در کتابی دیگر نیافتیم عجبی نیست کہ فارسیان (اسپرز) را بحذف رای مہملہ و تبدیل زای ہوز بہ زای فارسی بر خلاف قیاس و تصرف در اعراب (اسپژ) بمعنی طحال استعمال کردہ باشند و ما ہمین معنی را بر (اب اسپرزہ) بیان کردہ ایم۔ تعریف صاحب شمس معنی خیز نیست بلکہ پارۂ گوشتی باشد در شکم ورای معدہ کہ محل سودا است ہندیان این را تلی و پلہی گویند ما بدون وجود سند این لغت را تسلیم نکنیم کہ مجرد بیان صاحب شمس با این تعریف بی معنی اعتبار را نشاید (اردو) دیکھو (اب اسپرزہ)

اسپیست بقول صاحب برہان و جامع و ہفت و اند و رشیدی بفتح اول و کسر ثالث و سکون ثانی و سین سعفص و تای قرشت (اسپیست) را گویند و آن علفی است

که بترکی آنرا یونچه خوانند و بعربی (فصفصه) و تخم آنرا (بذر الرطبه) خوانند - صاحب سروری از یسحاق سند آورده ؏ (ص) نخوردی یک شکم اسپست هرگز ؛ چرا گاهت بود صحرای پر خار ؛ خان آرزو در سراج فرماید که خوردن آن اسپان را فربه کند دیر (اسپست) فرماید که این مخفف (اسپست) باشد و هم چنین صاحب برهان نوشته - صاحب محیط بر (اسپست) فرماید که اسم (رطبه) باشد و بر (رطبه) نوشته که تازهٔ آنرا بعربی (فصفصه) و بفارسی (اسپست) و بلغت مصر (برشین) و (برشاں) و بترکی (یونچه) بدان علف چهار پایان کنند و فربه می شوند - گرم و تر در آخر اوّل و گویند در دوّم و بعضی گرم و خشک در دوّم نوشته اند و آن ملیّن و مبهی و نفّاخ است و منافع بسیار دارد دبخیال ما شک نیست که این مرکّب است از (اسپ) و (است) - اسپ بمعنی خورش و است بقول صاحبان برهان و سراج بمعنی میوه پس (اسپ است) قلب اضافت (است اسپ) بمعنی میوه اسپ باشد که اسپان آنرا مثل میوه خورند و فربه شوند الف دوّم بکثرت استعمال خدف شده و ناقلین ماخذ یای فارسی را کسره داده یا وجهی دیگر باشد که ذهن ما از ادراک آن قاصر است - بالجمله بعض اهل لغت که مخفف این (اسپست) را بکسر تین گفته اند خطا کرده اند (اردو) گهانس کی ایک قسم جس کے کهانے سے گهوڑے تیار اور فربه هوتے هین -

اسپش بقول غیاث بحوالهٔ لطائف بضمّ اوّل و ضمّ بای فارسی کرمیکه در پوستین و نمد گرم افتد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - صاحب سروری این را بهر دو شین معجمه آورده گوید که جانوریکه در بدن آدم متکوّن شود و بحذف همزه هم آمده و صاحب برهان

بر (شپش) فرماید که بکسر اوّل وثانی جانوریست معروف - نیز فرماید که بضم اوّل وثانی وبفتح اوّل وضمّ ثانی هم آمده وصاحبان تحقیق (سپش) به سین مهمله اوّل نیاورده اند مؤلف گوید که تحقیق کامل (اشپش) بجای خودش کنیم - بخیال ما (شپش) اصل است فارسیان بزیادت الف وصلی دراوّل آن را (اشپش) کردند وجا دارد که بقاعدهٔ فارسی شین معجمهٔ اوّل به سین مهمله بدل شده (اسپش) شد چنانکه (اشار) و (سار) تا آنکه استعمال این پسند ثابت نشود اعتبار را نشاید که محققین اهل زبان ازین ساکت اند باقی حال این جانوریست خورد که اکثر در موی پیدا شود بسبب چرکش وباز در لباس هم منتقل گردد۔ (اردو) جون - مؤنث - دیکھو اسپغول جانور -

اسپِ صباح الخیر | استعمال - بقول صاحب رهنما بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار - نام اسپ شاه مؤلف گوید که حقیقت این است که (صباح الخیر) در زبان عرب ترجمهٔ (صبح بخیر) است چنانکه بشب (شب بخیر) گویند - فارسیان اضافت اسپ بسوی آن کرده (اسپ صباح الخیر) اسپی را نام نهادند که شاه بصبح تفرجاً بر او سوار شود (اردو) وه گھوڑا جس پر بادشاه صبح مین هوا خوری کرے - مذکّر -

اسپطاره | بقول صاحب شمس سخن باطل وچیزی باطل وافسانه - صراحت فرماید که لغت فارسی است ونمی فرماید که حرکت اوّل چیست - دیگر محققین فرس ازین ساکت وسندی پیش نشد ودر عربی هم به بای عربی یافته نمی شود ودر السنهٔ غیر هم خبری ازین نیافتیم اعتبار را نشاید (اردو) بیهوده باتین - افسانه - بقول امیر (فارسی) مذکّر - داستان

قصہ - کہانی -

اسپ عمر اصطلاح - بقول صاحب بحر بمعنی عمر کہ ہمچو اسپ است در روانی - صاحب هفت مؤیّدش و صاحب مؤیّد ہم مؤلف عرض کند کہ اضافت اسپ بسوی عمر تشبیہی باشد و خصوصیّت با عمر نیست و نہ ضرورت داشت کہ اصطلاحاً این را ذکر کنیم جا دارد کہ اسپ را بسوی چیزہای دیگر ہم کہ تشبیہ با اسپ دارد اضافت کنیم و مراد از ان چیز گیریم چنانکہ (اسپ ہوا) کہ ہوا باشد و اسپ جوی کہ جوی باشد و اسپ فکرت کہ فکر باشد و امثال آن ما ذکر تشبیہات اسپ بر لفظ (اسپ) کردہ ایم (انوری ص) چو مدحت تو برانگیزد اسپ فکرت من بزجوی قدرت ادراک عقل بجہاند ؎ (اردو) عمر کا گھوڑا - جس سے عمر مراد ہے عمر کو گھوڑے کے ساتھہ تشبیہ دی گئی ہے -

اسپلغ بقول صاحب شمس بمعنی اسپی کہ سفید پنجہ یا دمش سفید باشد صراحت فرمایدکہ لغت فارسی است و محقّقین فارسی ازین ساکت و صاحبان لغت ترکی ہم این را نہ نوشتہ اند و سندی ہم پیش نہ شد و ماخذ این ہم بفہم ما نمی آید - طالب سند باشیم (اردو) وہ گھوڑا جس کے سم سفید ہوں یا وہ گھوڑا جسکی دم سفید ہو - مذکّر -

اسپغول ہمان است کہ بہ بای عربی ذکرش گذشت ما بر (اسپ) بیان کردہ ایم کہ بہ بای عربی و فارسی ہر دو آمدہ و صراحت ماخذ این بر (اسبغول) کردہ ایم (اردو) دیکھو (اسبغول)

اسپک بقول صاحب انند و غیاث بالفتح و بای فارسی مفتوح خیمۂ کلان را گویند مؤلف گوید کہ حیف است کہ سندی پیش نشد - دیگر محقّقین فرس ازین ساکت اند -

ومعاصرین عجم ہم۔ اگر استعمال این سند ثابت شود توانیم عرض کرد کہ فارسیان کاف تعظیم بر آخر لفظ (اسپ) زیادہ کردہ۔ استعارۃً خیمۂ کلان راگفتہ اندکہ قیامش با تعلق رسن ہا تشبیہی دارد با اسپ۔ صاحب قوانین دستگیری ذکر کاف تعظیم کردہ گوید کہ در (مامک) و (بابک) کاف تعظیم است (اردو) بڑا خیمہ۔ بڑا ڈیرا۔ مذکر۔

(الف) اسپ کاغذی | اصطلاح

(ب) اسپ کاغذین | ۔ صاحب انند ذکر الف کردہ وبہار (ب) را۔ ہردو بزیادہ یای نسبت ویا ونون نسبت کنایہ باشد از اسپ باروت ہردو محققین از سند ساکت ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند وپیکر اسپ کہ درین روزہا ہم با کاغذ درست کردہ میشود مخصوص است با آتش بازی مرادف اسپ باروت کہ گذشت (اردو) دیکھو اسپ باروت۔

اسپ کمان پای | (اصطلاح) بقول بہار اسپی کہ پای او کج باشد (امیر خسرو ؎) زاہل روش کج قدمان راگیرند اسپ کمان پای نپوید چو تیر ؏ (اردو) وہ گھوڑا جس کے پاؤں سیدھے نہوں بلکہ شکل کمان کے خمیدہ ہوں۔ مذکر۔

اسکنوی | بکسر اول بروزن خدمت جوی بقول صاحب جامع نام کنیزک نژاد داماد افراسیاب کہ بسیار جمیلہ بود چون نژاد گریخت آن کنیزک بدست بیژن افتاد مرادف (اسپنوی) کہ می آید دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو) نژاد۔ داماد افراسیاب کی کنیزک کا نام جو بہت حسین تھی۔

اسلنج | بقول برہان بفتح اول وضم لام وسکون ثانی ونون وجیم دوائی است کہ آنرا بصفاہان (تشنگ) ودر خراسان (ریش بزغال دار) دبعربی (لحیۃ التیس) خوانند طبیعت

آن سرد و خشک است - خون بینی و جمیع اعضارا بہ بندد و ریشہای کہنہ را نافع باشد و حرّ
اسعار اسود دارد و (ازناب الخیل) ہمان ست - صاحب جہانگیری ہم ذکر این کردہ گوید
کہ نام گیاہی است - دوائی - صاحبان انند و شمس صراحت کردہ اند کہ این لغت فارسی
است - صاحب محیط ذکر این نکرد آما بہ (لحیۃ التیس) فرماید کہ این را یونانی (قستوس الحارّ)
نامند و عرب و اہل شام و شرق و دیار بکر آنرا (اذناب الخیل) و عامّہ اہل اندلس (سقواس)
و بفارسی (اسلنج) و باصفہانی (شنک و الاشنک) و این نباتیست مجعد و بر روی زمین مفروش
و از زمین بلند نمی شود مردم بقلۂ آنرا می خورند و فرماید کہ صاحب الفاظ الادویہ بعدم تحقیق ہندی
آن (سرس) نوشتہ - سرد در آخر دوم و خشک در سوم - بغایت قابض و قاطع نزف الدم و
واسہال صفراوی و دموی و حیض و بیخ آن قوی تر در قبض و بقول رازی خوردن بیخ آن
دافع سموم و منافع بسیار دارد - مؤلّف گوید کہ عجبی نیست کہ بعض صاحبان لغت (اسلنج)
را کہ می آید بزیادت بای فارسی بغلطی کتابت (اسلنج) نوشتہ باشند کہ در مفردات ادویہ (اسپلنج)
یافتہ نمی شود و باشد کہ عربان بوجہی کہ این را (لحیۃ التیس) گفتند فارسیان (اسپلنج) بمعنی لب اسپ
نام نہادہ باشند کہ (لنج) بالضم بقول صاحبان تحقیق بمعنی لب است و جا دارد کہ (اسلنج) کہ
می آید مخفف این باشد (اردو) ایک دوائی گھانس کا نام جس کو عربوں نے (لحیۃ التیس)
نام رکھا ہے - صاحب الفاظ الادویہ نے اس کا اردو نام (سرس) کہا ہے اور صاحب
آصفیہ نے بھی (سرس) کا ذکر کیا ہے لیکن صاحب محیط نے اسکی تردید کی ہے -

اسپِ مقوّائی	استعمال - بقول صاحب	رہنما - بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار

اسپی کہ از کاغذیا مقوّی سازند مرکب اضافی است
دیگر ہیچ مؤلف گوید کہ مقصود از پیکر اسپ
باشد مخصوص بہ کاغذ و مقوّا (ا ر د و) مقوی
یا کاغذ سے بنا یا ہوا گھوڑا - مذکر -

اسپِ نگسی

اصطلاح - بقول صاحب بحر
و بہار و انند اسپی کہ داغہای سیاہ مثل نگس دارد
و در ہندوستان ہم ہمین نام مشہور (محمد قلی سلیم
سہ) پیداست برار باب فراست کہ ندارد؛
افشاندن دم فائدہ اسپ نگسی را؛ خان آرزو
ہم در چراغ ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ با
یای نسبت بمعنی اسپ منسوب بہ نگس باشد و
بتحقیق ما تخصیص سیاہی با نگس نیست زیرا کہ داغہای
سرخ مثل نگس ہم دیدہ ایم و بر اسپ سیاہ
یا سرخ رنگ نگس ہای سپید ہم بنظر آمدہ (ارد و)
صاحب آصفیہ نے (نگسی) پر لکھا ہے کہ وہ گھوڑا
جس کے تمام جسم کے بال سفید اور سارے بدن پر
سرخی کا چھینٹا - دم اور ایال ہمرنگ ہو - آپ
فرماتے ہین کہ گھوڑ یکا جس قدر سن و سال بڑہتا
جاتا ہے اسی قدر صاف رنگ ہوتا جاتا ہے
مثلاً اول کاسنی پہر گلدار بعد ازان یکرنگ سفید
اور جب سلے پنج ہوتا ہے تو تمام جسم پر چھوٹے
چھوٹے داغ یعنی مکھی کے قد کے برابر چتیان
چتیان ہوجاتی ہین جسکی وجہ سے نگسی نام پڑگیا
(الخ) مؤلف کہتا ہے کہ صاحب آصفیہ
نے سرخ چھینٹون کی تخصیص کی ہے ہم کو اس سے
اختلاف ہے - ہم نے سیاہ رنگ کے چھینٹے بھی
دیکھے ہین - اسی طرح سیاہ یا سرخ جسم پر سفید
نگس بہی ہوتے ہین -

اسپ ملائم نمودن

(مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب انند بمعنی رام کردن اسپ و
توسن - حیف است کہ سندی پیش نہ شد و دیگر
کسی از محققین فرس ذکر این نکرد طالب سند
باشیم (ا ر د و) دیکھو اسپ را لجام انداختن

اسپناج

(الف) (الف) بقول صاحب

(ب) اسپناخ هفت مرادف اسپاج
(ج) اسپناج و (ب) بقول برهان ورشیدی وهفت وانند وسراج وشمس مرادفش و (ج) هم بقول برهان وسراج مرادف آن مؤلف عرض کند که ما به (اسپاناخ) صراحت معنی ونیز از ماخذ این بحثی کرده ایم که اصل این (اسپانک) است وصراحت طبیعت وخاصیت این بر (اخیروس) و (اخینوس) گذشت وهم در آنجا اشاره (الف) موجود - بالجمله این هر سه بدل (اسپانک) است فارسیان بقاعدهٔ خود کاف عربی را با خای معجمه بدل کردند همچو (شاماکچه) و (شاماخچه) معنی سینه بند زنان والفی را که قبل نون بود بعد نون آورده (اسپناخ) کردند واین قسم تقدیم وتاخیر جائز داشته اند ودر (الف) خای معجمه (ب) را بقاعدهٔ خود با جیم بدل کرده (اسپناج) کردند - صاحب قانون دستگیری ذکر این قسم تبدل کرده است وهمین قسم عمل در (اسفاناج) و (اسفاناخ) هم شد که مرادف این گذشت ونسبت (ج) عرض می شود که نون دوم درین زائد است که در لغات درس قواعد فارسی یافته می شود چنانکه در (گذارش) و (گذارش) (اردو) پالک (دیکھو اخیروس واخینوس)

اسپلنج بقول صاحب جامع بضم ثالث بر وزن شطرنج گیاهی است دوائی که بعربی آنرا (اذناب الخیل) و (لحیة التیس) گویند - صاحب هفت هم این را به همین پنج حروف نوشته فرماید که بفتح اول وسکون سین مهمله وبای پارسی وضم لام ونون وجیم زده گیاهی دوائی که آن را در خراسان (ریش بزخالدار) گویند از صراحت حلیهٔ حروف معلوم می شود که مقصودش از (اسپلنج) است نه (اسپنج) وما به (اسپلنج) تعریف کاملش کرده ایم که گذشت وهم در آنجا حوالهٔ قول صاحب محیط ذکر کرده ایم که (اسپلنج) را بحذف بای فارسی (اسلنج) هم نام است پس

عجبی نیست که صاحب جامع همان (اسلنج) را بوجه ناواقفیت از ماخذ (اسپنج) نوشت
غلطی کتابت را دخلی نیست که سلسلهٔ ردیف الفاظش تائید بای فارسی می کند و موقع
لام نیست و بدین وجه که محقّق زباندان بای فارسی را مضموم گرفته است توانیم قیاس کرد
که (اپنج) مخفّف (اسپ پنچه) باشد - مرکب از اسپ و پنچه - اسپ بمعنی خود است و
پنچه بقول برہان بضم اوّل وجیم فارسی بر وزن غنچه موی باشد که از سر زلف ببرند و آنرا
پیچ وخم داده بر پیشانی گذارند (انتهی) و این قسم موی از ایال اسپ بر پیشانیش هم درست میکنند
اندرین صورت (اسپ پنچه) بمعنی موی پیشانی اسپ و استعاره از گیاهی که نامش (اذناب
الخیل) و (لحیة التیس) به تشبیه گیاه مذکور باشد - جیم فارسی را بجیم عربی بدل کردن موافق قاعدهٔ فرس
است چنانکه (کاچ) و (کاج) و ہای ہوّز آخره حذف هم میشود همچو (گیاه) و (گیا) پس ازین
تبدیل و حذف (اسپ پنچه) (اسپنج) شد و بسبب اجتماع دو بای فارسی یکی حذف شده
(اپنج) بماند والله اعلم بحقیقة الحال ما بر اعتبار صاحب جامع که محقّق زباندان است
این قدر جگر کاوی کرده ایم و حقیقت این گیاه بر (اسلنج) گذشت (اردو) دیکھو اسلنج

اسپند | بالکسر و فتح بای پارسی بقول برہان و ناصری و ہفت و جامع معروف است که
دانهٔ باشد که بجهة چشم زخم در آتش بریزند خان آرزو در سراج فرماید که همان سپند سوختنی بلکه
سپند مخفّف این است صاحب محیط بر (حرمل) نوشته که اسم عربی است و گویند سریانی و آنرا
بیونانی (مولی) و (اسطرماطوس) و بسریانی (زرع) و (سیاسا) و (یاسیا) و بعربی هم
(اسفند) و بفارسی (شیرسا) و (اسپند سوختنی) و بهندی (اسبند) و (دودلو) نامند و آن دو قسم

باشد یکی آنکه برگ آن شبیه به برگ بید و از آن کوچک تر و گل آن سفید مانند گل یاسمین و بوی
آن تند و غلاف دانه آن دراز و این را حرمل ابیض و حرمل عربی نیز نامند و دوم آنکه برگ
آن مستدیر و نبات آن بقدر یک ذراع و غلاف دانهای آن مدوّر و مثلث اضلاع و مخطط
به خط - باندک سرخی و تخم آن سیاه و بقدر خردل و بوی آن گران و از مطلق حرمل مراد همین
قسم است و همین است مشهور بفارسی (اسپند سوختنی) گرم در سوم و خشک در دوم و گویند
گرم و خشک در دوم و آن مقطع اخلاط غلیظ و لزوجه و ملطف و مدر شیر و بول و حیض و منافع
بسیار دارد - صاحب مخزن حرمل را لغت سریانی نوشته فرماید که ترجمه فارسی آن اسپند
است **مؤلف** عرض کند که در زبان بهاشا این را (اسپندیت) نام است صاحب
خزانة اللغات بر لفظ اسپند ذکر این کرده و بخیال ما این مرکب است از (سپن) و (دیت)
هر دو لغت زبان سنسکرت (سپن) بقول صاحب ساطع بمعنی خواب و واقعه و (دیت)
بقولش بمعنی شیطان و دیو - پس معنی لفظی (سپندیت) خواب شیطان و واقعه شیطان باشد
پس عجبی نیست که اهل بهاشا کنایةً دانه معروف را بدین نام موسوم کردند که در اعتقاد شان
سوختن این دانها بلیات را دفع کند و شیطان را بغفلت نشاند و الف زائد در اولش زیاده
کرده (اسپندیت) کرده باشند و فارسیان از همین لفظ (اسپند) را اخذ کرده باشند اندرین
صورت قول خان آرزو درست باشد که (سپند) مخفف (اسپند) است یا اینکه (سپند)
اسم جامد فارسی زبان باشد که بزیادت الف وصلی (اسپند) شد و اهل بهاشا از فارسی گرفته
(اسپندیت) کرده باشند ولیکن قیاس اولین اقوی است مخفی مباد که در همه ممالک هند کار

سوختن اسپند از دامنہای حنا گیرند و بعض معاصرین عجم ہم تصدیق کنند کہ ہمین است رسم و آئین عجم و عجیب است کہ کسی از محققین عجم بر لفظ (اسپند) یا (سپند) ذکر تخم حنا نکرد بلکہ ورا تخم حنا (حرمل) را (اسپند) نوشتہ و محققین عرب (اسفند) و (سفند) را کہ معرّب (اسپند) و (سپند) است خردل ابیض گفتہ اند پس بخیال ما خبر این نباشد کہ (حرمل) نایاب است و تخم حنا کہ مشابہ آنست جانشینش قرار یافت و بدین وجہ کہ تخم حنا بکثرت گیر می آید و بر سر آتش گاہ سوختن مثل (اسپند) آواز ہم می دہد۔ زبانیان تخم حنا را (اسپند) نام نہادہ استعمالش کردند صاحب شکسپیر بر اسپند نویسد کہ این خردل نیست بدین وجہ کہ این را با تخم خردل مخلوط کردہ می سوزند قیاس کردند کہ خردل است و صاحب خزانتہ اللغات بر لفظ اسپند فرماید کہ ترجمۂ انگلیسی این (سیڈ آف دی ہنّا) است و این خبر می دہد ازین کہ در انگلیسی زبان اسم این (تخم حنا) است کہ سیڈ بلغت انگلیسی بمعنی تخم است و (ہنّا) (حنا) را گویند معلوم می شود کہ لغت عربی (حنّا) را (ہنّا) کردہ اند (اردو) اسپند بقول امیر (فارسی) مذکر۔ حرمل (عربی) ایک قسم کا تخم جس کا مزاج گرم و خشک ہے دفع نظر بد کے لئے جلایا جاتا ہے۔ زچہ خانے مین اسکی دہونی دینے کا معمول ہے۔ درد قولنج۔ مرگی گٹھیا اور تمام سرد پیکے درد اور امراض باردہ کے لئے نافع ہے (ظفر ۵) نکلتے چشم سے ہین اشک خون یا لال انگارے ⁂ بجائے دانۂ اسپند مجمر سے نکلتے ہین ⁂

اسپندار | بقول برہان و جامع (۱) بمعنی شمع باشد کہ معشوق پروانہ است و (۲) نام پسر گشتاسب ہم و (۳) بودن نیر اعظم در برج حوت۔ صاحب ناصری فرماید کہ نام سفندیار

روئین تن پسر گشتاسب وبحوالۂ برہان ورشیدی ذکر معنی اول ہم کرده خان آرزو در سراج
بر (سپندار) فرماید که بکسر اول وفتح دوم بمعنی شمع ومخفف (اسپندارند) بہمہ معانیش وبقول
برہان (سپندار) مخفف (اسپندار) صاحب شمس بر معنی دوم قانع وصاحب برہان بر
(اسفندیار) گوید که بمعنی (اسپندیار) است نام پسر گشتاسب وبمعنی قدرت حق ولطف
یزدان ہم ورتب ماه اسفندار ورتب روز اسفندار که پنجم ہر ماه شمسی باشد و (اسفند) بقولش
نام ماه دوازدہم از سال شمسی پس بخیال ما معنی اول اصل است که شمع را گفته اند ومعنی ترکیبی آن
تاب دارنده باشد که از (اسپنددار) یک دال را حذف کرده (اسپندار) کردند وبقاعدۂ فارسی
بحالت اجتماع دو حرف یک جنس یکی از این حذف میشود ہمچو (سپیدیو) و (سپید دیو) ومعنی
دوم مجاز آن که پسر گشتاسب را استعارةً (اسپندار) نام نہادند که او ہم مثل شمع آب وتاب
داشت ونسبت معنی سوم عرض میشود که زمانۂ بودن نیر اعظم در برج حوت را ہم اسپندار گفتند
که آن زمان بخیال فارسیان آب وتاب خاص دارد مخفی مباد که اگر (اسپندیار) را اصل گیریم
و (اسپندار) را مخفف آن - ہم جا دارد ودرین صورت معنی ترکیبی این چیزی که تاب آتش
یا آفتاب او را دوست دارد وخدای تعالی یار او باشد که فارسیان آتش پرست آتش وآفتاب
را پرستش می کنند پس بدین معنی ترکیبی ہم شمع را (اسپندار) گفتن عیبی ندارد - تبدیل بای
فارسی به فا موافق قواعد فارسی است چنانکه (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) از یجاست
که (اسپندار) مرادف (اسفندار) ہم آمده ونسبت (سپندار) و (سفندار) عرض میشود
که بحذف الف اول مخفف آن باشد (اردو) (۱) شمع - بقول صاحب آصفیہ - اسم مؤنث

موم کی بتّی - چربی کی بتّی (۲) اسفندیار بقول امیر گشتاسپ کا بیٹا جو خاندان کیانیان مین پانچوان بادشاہ گزرا ہے - یہ روئین تن اور بڑا بہادر تھا (مذکر) (۳) اسفندار - ایک فارسی مہینہ کا نام جس مین آفتاب برج حوت مین رہتا ہے - دکن مین یہ چوتھا مہینہ ہے یعنی آغاز سال ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اسفندار بالاتفاق ۳۰ دن کا مہینہ ہے (مذکر)

اسپندارمذ (اصطلاح) بقول برہان و ہفت بضمّ میم وسکون ذال نقطہ دار بر وزن و معنی (اسفندارمذ) است کہ (۱) نام ماہ دوازدہم باشد از سال شمسی و (۲) نام روز پنجم بود از ماہ شمسی و فارسیان این روز را درین ماہ مبارک شمرند و عید کنند و جشن سازند بنا بر قاعدہ کلیہ کہ پیش ایشان متداول است کہ چون نام ماہ با نام روز موافق باشد آن روز را عید کنند و نیکست درین روز جامہ پوشیدن و درخت نشاندن و (۳) نام فرشتہ ایست کہ موکلست بر درختان و بیشہا و تدابیر امور و مصالحی کہ در ماہ و روز اسفندار واقع می شود بدو تعلّق دارد و (۴) زمین را نیز گویند کہ بعربی ارض خوانند صاحبان سراج و ناصری و جامع و آنند ہم ذکر این کردہ اند - صاحب سروری بر معنی اوّل و دوم قانع و از تاریخ وصّاف سند بمعنی اوّل آوردہ (سلہ) در اسفندارمذ ماہ اوفتد جمرہ و ما للبرد مثل الجمر و الجمرہ (استاد عطائی سنہ) روز اسفندارمذ بر تخت شدہ تخت را نواز قدومش بخت شدہ صاحب مؤید بر معنی اول اکتفا کردہ فرماید کہ مدت ماندن آفتاب در برج حوت کہ ہندش پھاگن گویند و بعض چیت - **مؤلف** عرض کند کہ ما تحقیق اسپندار بجای خودش کردہ ایم و مذ بقول برہان بضم اوّل و سکون ثانی بمعنی صاحب و خداوند آمدہ و مرکب می آید ہمچو اسفندارمذ صاحب آنند این را بالفتح و بالضم ہر دو نوشتہ

صراحت کند کہ لغت فارسی است بمعنی خداوند و صاحب (الخ) پس (اسپندارمذ) مرکب است از ہمین دو لفظ بمعنی صاحب روشنی و خداوند تاب و آتش پس ہر چہار معنی بالا درین لفظ کنایہ باشد (اردو) (۱) شمسی مہینون سے بارہوین مہینہ کا نام اسفندار ہے۔ دیکھو (اسپندار) کے تیسرے معنی (۲) ہر ماہ شمسی کی پانچوین تاریخ کا نام اسپندارمذ ہے (۳) اُس فرشتہ کو فارسیون نے اسپندارمذ کہا ہے جو درختون اور جنگلون کا موکل سمجھا جاتا ہے (۴) زمین۔ مونث۔

اسپندان بقول صاحب برہان و ہفت و جامع بکسر اوّل بر وزن بیدندان تخمیست بسیار ریزہ و آنرا خردل گویند خان آرزو در سراج فرماید کہ سپندان مخفف این است و مرکب است از اسپند و الف و نون نسبت کہ افادۂ تشبیہ کند مؤلف عرض کند کہ ہمان اسپند را کہ تحقیق کاملش بجایش کردہ ایم اسپندان گویند و بخیال ما وراے خردل چیزی دیگر است کہ صراحتش بر اسپند گذشت و الف و نون در آخرش زائد از قبیل مزید علیہ ہچو (آباد) و (آبادان) و (شاد) و (شادان) کہ ہیچ عمل در معنی نکند (اردو) دیکھو اسپند۔

اسپنداورند اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بالفتح (۱) فریب و خداع و بحوالۂ مؤید (۲) فروزیب و بحوالۂ بعضی از فرہنگ ہا (۳) بمعنی سیاہی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ و در مؤید الفضلا ہم این را نیافتیم۔ صاحب مؤید مجرّد (اورند) را بمعنی فریب و دغا آوردہ است بحوالۂ ادات کہ بجای خود ذکر کنیم بخیال ما تسامح صاحب شمس ہمین نیست کہ (اورند) را با اسپند مرکب کردہ بر معنی اورند قناعت کرد و بلحاظ ترکیب (اسپنداورند) قلب اضافت (اورند اسپند) باشد اگر اسپند را مخفف

اسپندار گیریم معنی لفظی این فریب و خداع اسپندالہ اضافت ہمہ معانی او وند بسوای او (اردو) اسفندیار کا مکر۔

اسپندیار اصطلاح۔ بقول برہان و ہفت و جامع و آنند و جہانگیری بر وزن و معنی اسفندیار است کہ می آید) پسر گشتاسپ باشد و آنرا روئین تن گویند **مؤلف** عرض کند کہ ما بر (اسپندار) صراحت ماخذ این کردہ ایم (اردو) دیکھو اسپندار کے دوسرے معنی۔

اسپ تقارچی شدہ است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند **مؤلف** گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ ذکر کسی مقصود باشد کہ در ہر یک امر دخیل و پیشرو آن باشد کہ مداخلتش خوش نہ نماید (اردو) دکن مین جب کسی شخص کو ہر ایک امر مین دخیل اور ہر ایک امر کا محرک پاتے ہین تو کہاوت کی طرز پر کہتے ہین کہ " نشان کا ہاتھی ہے " جو ہر ایک جلوس کے آگے رہتا ہے اور اس کا استعمال موقع ذم پر ہوتا ہے۔

اسپ نمد (اصطلاح) بفتح نون بدون اضافت اسپ۔ صاحب ضمیمہ برہان این را ببای عربی آوردہ عیبی ندارد کہ صراحت آن بر لفظ (اسپ) کردہ ایم۔ بقولش برگستوان را گویند و آن پوششی است کہ در جنگ بر اسپ پوشانند۔ صاحب مؤید ذکر این بحوالہ قنیہ کردہ فرماید کہ بتازیش عقاق خوانند صاحب شمس نوشتہ کہ برگستوان است کہ بہندی آنرا پاکہرنا سند (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ مقصود از لباسی است آہنی مانند زرہ یا نمدار کہ برای حفاظت وقت جنگ بر اسپ کنند بخیال ما این مرکبست از اسپ و نمد۔ اسپ بمعنی حقیقی اوست و نمد ہم بمعنی حقیقی پس (اسپ نمد) قلب اضافت نمد اسپ باشد فارسیان بقاعدہ خود دال مہملہ

به های هوز بدل کردند همچو تبرزد - و تبرزه - و این
تلفظ روزمره زبان است که اکثر الفاظ (دال آخر)
را در تلفظ همچنین خوانند که های هوز در آخر
پیدا میشود و مراد از پوششی باشد که باغراض
جنگ از نمد درست کنند و آنچه لباس آهنی را
هم همین نام شد مجاز است (اردو) پاکھر
بقول آصفیہ - اسم مؤنث - ایک قسم کی آہنی پوشاک زرہ
کے مانند جو اکثر جنگ کے موقع پر گھوڑے
ہاتھی وغیرہ کو پہناتے ہین - برگستوان -

اسپنوی (اصطلاح) بقول برہان و ہفت
و سروری و جامع و جہانگیری بکسر اوّل و فتح
ثالث و ضم نون و سکون واو و یای حطی - نام
کنیزک تراد که ذکرش بر (اسپکنوی) گذشت و
این مخففش باشد و بس - خان آرزو در سراج بر
این فرماید که بزیادت کاف نیز گفته اند و تحقیق
آنست که این لفظ ترکی است که همین قسم اکثر
نام های مردم طرف افراسیاب ترکیست و بسبب
آنکه در شاهنامه داخل شده ارباب فرهنگ
را گمان اینست که فارسی است و آن خطاست
چراکه نام های مردم هر ولایت بزبان آن
ولایت باشد (انتهی) (فردوسی ۵) یکی
ماه روئی بنام اسپنوی * سمن پیکر و دلبر و مشکبوی
مؤلف گوید که فارسیان اسپ را از همه چیزها
فائق می دانستند و تعریف هر چیزی که مبالغه
در بیان صفاتش مقصود می بود لفظ اسپ را
استعمال می کردند و در اسمای اکثر شاهان سلف
هم لفظ اسپ داخل بود همچو (لهراسپ) و
(گشتاسپ) وغیره پس عجبی نیست که درین نام
(اسپک - نوی) با کاف تصغیر و کسر آن و
فتح نون و کسر واو و سکون تحتانی آخره که مقصد
معنی حقیقی خورش باشد یعنی اسپ خورد حدت
دارند و استعارةً زنی همین را نام نهاده باشند
و تبدیل و تصرف در حرکات نتیجه کثرت استعمال
باشد و بس و الله اعلم بالصواب (اردو)

دیکهو- اسکنو ی -

اسپور بقول صاحب هفت بضم اوّل و سکون سین مهمله وضمّ بای پارسی بواو مجهول رسیده و سکون رای مهمله (۱) بمعنی نهایت نادان وکُند طبع وخالی ذهن آمده و (۲) درخت پده را نامند- صاحب شمس بمعنی اوّل قانع- صاحب ضمیمه برهان این را به بای عربی بمعنی کج سلیقه وکم ذهن وبسیار غضب آورده- اگرچه صاحب هفت نسبت معنی دوم ذکر درخت (پده به بای فارسی) کرده ولیکن بقول صاحب محیط نام این درخت به بای عربی (بده) است فرماید که اسم فارسی (غرب) باشد وبرغرب نویسد که بفتح غین معجمه ورای مهمله وسکون بای موحّده بیونانی (اطاطاس) و بعربی (اسفیدار) وبفارسی (بده) و(درخت نارون) وبشیرازی (ورک) و باصفهانی (ونشک) وببربری (درخت برو) گویند و این همانست که تعریف کامل این بر لفظ (ارطی) گذشت - بالجمله بخیال ما اصل این مرکّب از (اس) باشد که بمعنی عقل لغت ترکی است به تفخیم ضمّه- تعریفش بجای خودش بیان کرده ایم و (پور) بقول صاحبان برهان وسراج بضم اوّل بروزن حور کسی که خود را نادان وانماید صاحب منتخب گوید که (بور) ببای عربی لغت عرب است بالضم بمعنی هلاک شده وفاسد گشته که در وچیزی نباشد و (اس) بقول صاحب منتخب در عربی زبان بهر سه حرکت وتشدید بمعنی بنیاد و اصل هر چیز (الخ) که مجازاً عقل را توان گفت پس جا دارد که اصل این لغت مرکّب ازهمین هر دو لغت عربی آخر الذکر باشد- فارسیان برای فاسد العقل ونهایت نادان نام کرده باشند یا اینکه ترکیب این با هر دو لغت اوّل الذکر است بصورت اوّل ببای فارسی وبصورت ثانی با بای عربی- ما ذکر این با بای عربی هم بجای

خودش کرده ایم - بعض معاصرین ترک گویند که (قرتیان بور) در زبان (قرغیر) که ترکی خالص است بمعنی پیر فرتوت است یعنی (قرتیان) بمعنی پیر شده و (بور) بمعنی فرتوت پس (ان بور) بمعنی عقل فرتوت می توان گرفت مگر حالا در ترکی این لفظ مرکب متروک است اندرین صورت اصل این ببای عربی باشد که گذشت و تبدیل بای عربی به فارسی تصرف فارسیان است همچو (تب و تپ) انچه فارسیان درخت بده را اسپور گفته اند وجه تسمیه جز این به فهم ما نمی آید که به وجوه خاص این را مجازاً پسر درخت اس قرار داده باشند که (آس ممدوده) را مقصوره گرفتن چیزی نیست - نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است و (پور) در فارسی زبان بمعنی پسر آمده است واللہ اعلم بحقیقة الحال تحقیق ما مبنی بر قیاس است وبس (اردو) (۱) بے عقل نادان (۲) دکھو اڑھی آ

اسپ وزن وشمشیر وفادار که دید

(مثل) صاحبان خزینه و احسن و امثال فارسی ذکر این کرده اند فارسیان این مثل را بجای زنند که مقصود شان به بیان واقعهٔ مذمومی باشد که متعلق از اسپ یا زن یا شمشیر بود حاصل اینست که اسپ با سوار خود و زن با شوهر خود و شمشیر با قابض خود محبت اصلی ندارد مثلاً اسپ زید چون زیر ران بکر در آید مانع نشود و حملهٔ که بکر بر زید کند - هم برین قیاس زن مطلقه یا بیوه چون بحبالهٔ نکاح دیگری رود با او خوشحال باشد و شوهر اول را فراموش کند و هم چنین شمشیر خالد که بقبضهٔ عمرو (دشمن خالد) است در کشتن قابض سابق دریغ نکند (اردو) اہل ہند کی زبان پر بھی فارسی کہاوت ہے اگرچہ صاحبان امثال اردو نے اسکو ترک کیا ہے جہاں کہیں عورت کی بیوفائی کا بیان ہوتا ہے وہاں اس مثل کا استعمال کرتے ہیں -

(الف) **اسپ و فرزین می نهد** | (اصطلاح) (ج) بقول صاحبان برہان و بحر و ہفت
(ب) **اسپ و فرزین نهاد** | (۱) یعنی اسپ و فرزین بطرح دادن و بازی
(ج) **اسپ و فرزین نهادن** | رابردن و (۲) کنایه از غالب شدن و (۳) زیادتی

کردن ـ بهار بریک معنی قانع و گوید که کنایه از مات کردن است (شیخ شیراز ؎) گدائیکه
برشیر نر زین نهد ؛ ابوزید را اسپ و فرزین نهد ؛ (میر مغزی ؎) اختران با بخت او
شطرنج رفعت باختند ؛ بخت او هر هفت را اسپ و رخ و فرزین نهاد ؛ بهار گوید که از غلبه
که در سند آخر معنی چیدن مهرہای مذکور بود (انتهی) صاحب رشیدی در معنی دوم با برہان
متفق و ضمناً ذکر معنی اوّل هم کند که حقیقی است و صاحب جهانگیری بسند شیخ شیراز که گذشت
بر معنی دوم قانع ـ مخفی مباد که نهادن بقول صاحب بحر عجم بمعنی دور کردن و وضع کردن آمده و
بقول صاحب موارد بمعنی زدن و انداختن و گرفتن هم بعض از معاصرین در معنی هر دو شعر ـ نهادن
را بمعنی طرح و ترک کردن می گیرند یعنی ممدوح اسپ و فرزین را از بساط خود بر داشته و طرح
داده غلبه حاصل کرد اندرین صورت معنی حقیقی (ج) معنی دوم را پیدا نمی کند زیراکه از طرح
و ترک کردن اسپ و فرزین خود لازم نمی آید که غلبه شود ممکن است که بازی برابر شود یا
مغلوب ـ خان آرزو در سراج فرماید که کنایه است از نهایت غلبه و بقول ناصری بدون
واو عطف کنایه از غلبه کردن صاحب سروری ذکر (ب) کرده گوید که بطرح اسپ و فرزین
بازی را برد ـ صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر الف کرده از معنی ساکت **مؤلف** گوید که (ج)
اصل است و (الف و ب) مشتق از ان و معنی اوّل حقیقی است یعنی با فگندن اسپ و فرزین

کہ بہترین مہرہای شطرنج است قوت حاصل کردن و مقابل را مغلوب کردن پس معنی دوم
کنایہ باشد و معنی سوم ہیچ کہ متعلق بمعنی دوم است۔ طرز بیان محققین اول الذکر تحقیق پسندان
را غلط می اندازد (زیادتی کردن) چیزی دیگر نیست و مقصود شان با معنی دوم یکیست اگرچہ
در بادی النظر معنی (زیادتی کردن) و رای (غالب شدن) است ولیکن مقصود شان غیراز
معنی دوم نباشد کہ در عرض طلب احتیاط لفظی را بکار نبردہ اند کہ (ج) بمعنی ظلم و زیادتی
کردن مستعمل نیست فارسیان (الف) را بطور مثل ہم استعمال می کنند یعنی چون کسی را بہ بینند کہ
اصرار بر قول خود می کند و بدلائل می خواہد کہ آنرا ثابت کند یا کسی را بکار خود سراپا ساعی یابند
بطور مثل گویند کہ (اسپ و فرزین می نہد) یعنی می خواہد کہ اسپ و فرزین مد مقابل را افگندہ
غلبۂ خود حاصل کند۔ انچہ بہار بذکر کلام میر معزی معنی چیدن مہرہا پیدا کردہ است درست
نباشد (اسپ و رخ و فرزین نہاد) بمعنی اسپ و رخ و فرزین مد مقابل بیفگند و مقابل را مغلوب
کرد متعلق است بمعنی دوم (ج) دیگر ہیچ۔ و انچہ صاحب ناصری وا و عطف را حذف کردہ
است نتیجہ کثرت استعمال باشد کہ فارسیان در روزمرۂ خود این قسم تصرف کنند (اردو)
(۱) اسپ اور فرزین کو مار لینا۔ (۲) غالب آنا مغلوب کرنا۔

اسپ و گاری استعمال۔ معاصرین فرس اسپ و کالسکہ را گویند۔ صاحب رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ۔ گاڑی بارای ہندی لغت سنسکرت است کذا فی الساطع کہ ترجمۂ ارابہ و کالسکہ باشد معاصرین عجم آنرا داخل روزمرۂ خود کردہ اند بہ تبدیل رای ہندی بارای مہملہ دیگر ہیچ۔ (اردو) گھوڑا گاڑی۔ مؤنث

اسپونتن | صاحبان موارد و انند و هفت
ذکر این کرده اند و ما صراحت کامل این بر
(اسبونتن - بباى عربی) کرده ایم - فارسیان
بای عربی را به بای فارسی بدل کنند همچون
(تب و تپ) (اردو) دیکھو اسبونتن

اسپه | صاحبان رشیدی و ناصری و شمس
ذکر این کرده اند و خان آرزو با لفظ (اسپاه) اشاره
این هم کرده مخفف اسپاه است بحذف الف فارسیان
این قسم تخفیف جائز داشته اند همچون (ماه و مه) و
(شاه و شه) ما صراحت کامل هر دو معنی این و حقیقت
ماخذ بلغت (اسباه بباى عربی) کرده ایم و تبدیل بای عربی
بفارسی در فرس آمده چنانکه (تب و تپ) (اردو) دیکھو اسباه

اسپهان | بقول صاحب برهان بر وزن و معنی اصفهان است و آن شهری باشد
دار السلطنت در ملک عراق و آن شهر را در قدیم دار الیهود می گفتندی - گویند دجال ازانجا
خروج کند و ابتدای قحط عالم ازانجا شود و هر که چهل روز در آن شهر باشد بخیل و ممسک شود
و جمع سپاه نیز هست و جمع سگ هم گفته اند که بتازی کلاب خوانند (الخ) صاحب هفت
صراحت علیه لفظ کند و فرماید که بکسر اول و سکون سین مهمله و بای فارسی و هاى مدوره بالف
کشیده و سکون نون است - مرادف اصفهان و بجای بای فارسی - موحده تحتانی هم بنظر
آمده صاحب ناصری نوشته که همان اصفهان که شهریست مشهور و سپاه ملوک عجم در آن
شهر جمع بوده و ازانجا باطراف مامور می شدند چنانکه سپاه عرب در کوفه و بر برهان اعتراض
فرماید که اسپاه و اسپاهان را بمعنی سگ چرا نوشت و بحواله معجم البلدان گوید که الاسبهان مشتق
من الجند (الخ) مخفی مباد که فارسیان این را بزیادت الف بعد بای فارسی (سپاهان) هم
گفته اند چنانکه خاقانی گفته (ع) مهبط مهدی نگر فضای سپاهان ٭ و سین مهمله را بصاد

بدل کرده صفاهان هم گفته اند به تحقیق ما اصل این (سپاهان) است مرکّب از سپاه و الف و نون نسبت
خان آرزو هم در سراج بر لفظ اسپاه بحوالهٔ تاریخ اصفهانی اشاره بسوی این کرده صراحت
کامل نفرموده است پس (سپاهان) بمعنی منسوب به سپاه شهری را نام شد که جای انبوهی لشکر
و سپاه بود فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اوّل این آورده (اسپاهان) کردند و بحذف
الف دوم که در (سپاه و سپه) می شود (اسپهان) هم گفتند و به تبدیل سین مهمله با صاد مهمله
و بای فارسی با فا (اصفهان و صفاهان و اصفاهان) شد۔ صاحب قوانین دستگیری گوید که
صاد در فارسی نیاید مگر تعریباً و تبدیل بای فارسی با فا در فارسی آمده چنانکه (پیل و فیل) و (سپید
و سفید) پس جا دارد که اهل عرب (اسپهان و سپاهان و اسپاهان) را تعریباً (اصفهان و صفاهان
و اصفاهان) کرده باشند و فارسیان استعمال معرّب هم در فارسی کردند۔ غیر ازین چیزی دیگر
بفهم ما نمی آید و آنچه صاحب معجم البلدان این را مشتق از چند نوشته مقصودش هم همین باشد و
آنچه صاحب برهان (اسپهان) را جمع سپاه و سگان با الف و نون جمع نوشته من وجه جا دارد
که (اسباه) و (اسپاه) بمعنی لشکر و سگ بجای خود گذشت ولیکن فارسیان استعمال این بمعنی
نکرده اند و جز این نیست که از خیالش تائیدی در ماخذ می شود ولیکن الف و نون را علامت
جمع گرفتن و شهری را نام کردن بهتر ازان نیست که الف و نون نسبت را بقول خان آرزو
بر لفظ (سپه) یا (سپاه) زیاده کنیم۔ چیزی که منسوب به سپاه است کنایةً شهری را نام توان
شد که انبوه سپاه دران باشد بر خلاف آن جمع سپاه را اسم شهری کردن غیر از استعاره نباشد
و در وجه تسمیه کنایه بهتر است از استعاره (اردو) اصفهان۔ بقول امیر ملک فارس کے وسط

ایک بہت بڑا شہر ہے جو کسی وقت مین دار الخلافہ بھی تھا۔ یہان کا سرمہ اور تلوار مشہور ہے۔

(الف) اسپہبد | بقول صاحب بحر بالکسر و بای فارسی مفتوح و سکون بای موحدہ۔

(۱) سپہ سالار چہ بَد بالفتح بمعنی صاحب و دارندہ است۔ صاحب رشیدی بذکر معنی اول فرماید کہ (۲) لقب شاہان طبرستان ہم صاحب سروری گوید کہ بفتح ہمزہ اسمیست مخصوص ملوک طبرستان ہمچو قیصر و خاقان کہ مخصوص ملوک روم و ترک است و (۳) نام ولایتی کہ بطبرستان است کذا فی معجم البلدان امّا در کلام اکابر بمعنی مطلق سپہ سالار آمدہ چنانچہ حکیم فردوسی گوید (سلہ) کہ از بیم اسپہبد نامور۔ چگونہ کشائیم پیش تو در۔ (ولہ سلہ) باستاد در پیش نیزہ بدست۔ تو گوئی مگر طوس اسپہبد است۔ صاحب ناصری بذکر معنی اوّل و دوّم گوید کہ سپہبد (۴) نام نوائی ہم منسوب بہ یکی از سپہبدان مازندران کہ خورشید نام داشت و شہر اسپہبدان از بناہای دارمہر و پسر اسپہبدان نبیرۂ فرخان بزرگ بود (۵) بمعنی نفس کل آمدہ و آنرا (نور اسفہبد) و (اسپہبد خورہ) نیز گویند۔ صاحبان تحقیق (اسپہبد خورہ) را بمعنی نفس ناطقہ نوشتہ اند کہ بجایش می آید۔ صاحب جامع و ہفت بر معنی اوّل و دوم قانع۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ انچہ بکسر اول نواحیٔ است از طبرستان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اسپہبدان | نام دارد منسوب بیکی از اسپہبدان کہ ملوک آن ملک اند۔ الف و نون برای نسبت است مؤلف عرض کند کہ الف مرکب است از (سپہ مخفف سپاہ) و (بَد) بمعنی صاحب صاحب برہان ذکر این بضم اول کردہ تحقیقش بجای خودش کنیم بالجملہ اصل الف (سپہبد) است بمعنی صاحب سپاہ کنایہ از معنی اول و معنی دوم مجاز آن و حاصل معنی سوم بہ تحقیق ما و اتفاق

اہل لغت (ب) باشد نہ (الف) و ذکر معنی چہارم و پنجم الف بجز صاحب ناصری دیگر کسی از محققین فرس نکردہ کہ نواے خاص و نفس کل را سر لشکر نواہا و نفوس قرار داد۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل این آوردہ (اسپہبد) کردند و در (اسپہبدان) ہم الف وصلی ہم برین قیاس است آنانکہ (الف) را بکسر اوّل نوشتہ اند موافق قیاس باشد و کسانی کہ براے معنی دوم بفتح اوّل گرفتہ اند خلاف قیاس است (اردو) (الف) (۱) سپہ سالار۔ مذکر (۲) اسپہبد۔ ملوک طبرستان کا لقب جیسے قیصر و خاقان شاہان روم و چین کے لئے ہے (۳) اسپہبد۔ طبرستان کی ایک ولایت کا نام (۴) اسپہبد ایک خاص لگنی کا نام مونث (۵) نفس ناطقہ بقول آصفیہ مذکر۔ بولنے والی روح۔ ہماری راے مین اسکو نفس عاقلہ کہنا چاہئے (ب) اسپہبدان دیکھو اسپہبد کے معنی نمبر (۳)۔

| اسپہبد خورہ | (اصطلاح) بقول برہان بفتح خاے نقطہ دار و رای بی نقطہ و واو معدولہ ساکن۔ اشراقیان فارس نفس ناطقہ را گویند کہ آن قوت متکلمہ انسانی است۔ صاحبان جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج بر صاحب برہان اعتراض کند کہ این قوت متکلمہ انسانی نیست بلکہ قوت عاقلہ انسانی است و نفس ناطقہ غیر قوت متکلمہ باشد مؤلف عرض کند کہ (خورہ) بقول برہان بفتح اول و ثالث و ثانی معدولہ نور یست از جانب خداے تعالی کہ بر خلائق فائض میشود کہ بوسیلہ آن قادر شوند بریاست و حرفت ہا و صنعت ہا (الخ) پس معنی لفظی این بہ فک اضافت شاہ نور است یعنی بہتر از ہمہ انوار کہ نفس ناطقہ را بر دیگر نفوس ترجیحی ظاہر کند و غرض نیست کہ این کنایہ باشد (اردو) نفس ناطقہ۔ مذکر۔ دیکھو اسپہبد کے پانچوین معنی۔

| اسپ پام | اصطلاح۔ بقول صاحب بحر سیاحی

حلّی اسپی که برای ڈاک چوکی در منازل گذارند
وارسته و بهار هم ذکر این کرده گوید که علامی فهامی
در طلب فرمودن عرش آشیانی مرزا کوکه را گوید
(فقره) از گجرات باسپ یام طلب فرمودند تا
از پیش قدمان رونق افزای معاملهٔ وداع گردد
صاحب برهان بلفظ یام نوشته که بروزن لام اسپی را
گویند که در هر منزلی بگذارند تا قاصدی که بسرعت
رود بران سوار شود تا منزل دیگر پس این مرکب
اضافی است صاحب سروری بلفظ یام سندی
ازاین یمین آورده (س) منکه چون عیسی نیارم
بی خری رفتن براه ؛ هر زمانم دیگری گیرد چو اسپ
یام الاغ ؛ مؤلف عرض کند که یام لغت ترکی
است که ترجمه آن درار دو ڈاک چوکی است
یعنی مقامی که در راه برای تبدیل سواری قاصدان
از اسپان و امثال آن درست کنند پس یام بمعنی
اسپ خاص است چنانکه محققین بالا نوشته اند حیف
است که لغات ترکی ازین لفظ ساکت اند۔ ما از معاصر ترکی
تحقیق کرده ایم و یامچی کسی را گویند که اهتمام آنخانه
بدست او باشد (اردو) ڈاک کا گھوڑا۔
مذکر۔ بقول آصفیہ ڈاک لیجانے والا گھوڑا۔

اسپیجاب بقول برهان و جامع و هفت و سراج با تحتانی مجهول و جیم فارسی بروزن
استیعاب نام شهریست از ولایت ماوراءالنهر که آنرا بترکی شبران بروزن کبران گویند۔ صاحب
ناصری گوید که اسپنجاب به نون چهارم و جیم عربی مبدل آنست صاحب برهان این را در ردیف
سین مهمله بحذف الف اول (سپنجاب) بانون و جیم عربی نوشته گوید که بحذف حرف دوم (سنجاب)
هم بنظر آمده (سید سراج الدین سکری (س) چشم ملکت را بروی روم قسطنطین نهاد ؛ چشم جاهت
را بسوی چاچ و اسپیجاب روی ؛ (وله (س) مسند جوش فلک در روی قسطنطین نهاد ؛ مقصد
لشکرش جهان در چاچ اسپیجاب یافت ؛ مؤلف گوید که بخیال ما (سپنجاب) بدون الف اول

با بای فارسی و نون و جیم عربی - اصل است مرکب از (سپنج) و (آب) سپنج بقول برہان
بروزن شکنج بمعنی مهمان و بمعنی عاریت و آرام گاه عاریتی - فارسیان در اسمای شهرها چانکه
جوی کلان واقع باشد در آخر آن لفظ آب زیاده کنند یا آن معموره را بنام رودخانه مذکور
موسوم نمایند پس درین شهر رودخانهٔ واقع باشد که آبش دائما درو نباشد و گاه گاه
همچو سیل می آید و می گذرد همچو مهمان که قیام مستقل در خانهٔ میزبان ندارد به همین تشبیه آن رودخانه
را بدین نام موسوم کرده باشند و معموره موسوم شد بنام رودخانه و انچه بحذف بای فارسی
است مخفف آن و الله اعلم - پس الف وصلی در اول این آورده (اسپنجاب) کردند و
تبدیل نون به یای تحتانی برخلاف قیاس تحریف است یا غلطی کتابت اہل لغت بعدم علم وجہ
تسمیه و جیم فارسی به جیم عربی بدل شود چنانکه (کاچ و کاج) پس (سپنجاب) نام اصلی را (اسپیجاب)
کردن پیش محققین نقل بر دار ہیچ دشوار نیست - صاحب جامع این را (اسفیجاب) به فای سوم
هم نوشته عیبی ندارد که تبدیل بای فارسی به فا آمده چنانکه (پیل و فیل) و (سپید و سفید)
(اردو) اسپیجاب یا اسپنجاب یا اسفیجاب ایک شہر کا نام ہے جو ماوراءالنہر میں واقع ہے

اسپید بقول برہان و جامع (۱) بمعنی سفید است که نقیض سیاه باشد و (۲) بمعنی بی نقش
و بی لون هم آمده - صاحب رشیدی بر معنی اول قانع - صاحب ہفت بذکر ہر دو معنی گوید که
بکسر اول است و بالضم هم بنظر آمده خان آرزو در سراج فرماید که سپید مخفف این است و
معنی دوم مجاز معنی اول مؤلف عرض کند که (سپید) بهای فارسی بکسر اول اصل است و
سفید مبدل آن که بقاعدهٔ فارسی تبدیل بای عربی با فا آمده همچون (گوسپند و گوسفند) الف اول

وصلی است و بی لون را سپید گفتن معنی حقیقی است البتہ بی نقش را سپید نام کردن مجاز باشد

دیگر ہیچ ۔ آنانکہ این را بضم اول گرفتہ اند بر خلاف قیاس رفتہ اند مخفی مباد کہ (سپید)

در استعمال فرس بمعنی سادہ مستعمل است چنانچہ (اسپید با) بمعنی شوربای سادہ کہ می آید (اردو)

(۱) سفید بقول آصفیہ (فارسی) سیاہ کی نقیض ۔ ابیض (اسیر ﷺ) زاہد ہو خاک یادہ پرستون

مین روسفید ٭ ہے شل ابر اوسکے بدن مین لہو سفید ٭ (۲) سادہ ۔ بقول آصفیہ بی نقش و نگار

اسپیدار | بقول صاحب ضمیمہ برہان نوعی از درخت بید باشد و آن را میوہ نبود صاحب

ہفت فرماید کہ بکسر اول درختی است کہ بارش نبود مثل بیدہ وصاحب انند گوید کہ این را

سپیدار و اسفیدار نیز گویند ۔ صاحب مؤید ہم بحوالہ قنیہ نوشتہ صاحب محیط بر (اسفیدار) گوید کہ درخت

غرب را گویند و ما تعریف کامل این بر (ارطی) کردہ ایم کہ گذشت ۔ نسبت وجہ تسمیہ عرض میشود

کہ (سپی) بقول برہان و سراج بر وزن صفی مخفف سپید باشد و (دار) بقولش بمعنی مطلق درخت

پس (سپیدار) بمعنی درخت سپید است ۔ فارسیان سپید ۔ بی نقش و سادہ را گفتہ اند کہ گذشت

و این مجاز است و مخفی نیست کہ درخت بی بار ہر چیز سادہ را ہم سپید گفتہ باشد ازینجاست کہ

(سپیدار) بمعنی درخت بی بار مستعمل شد والف وصلی در اولش زیادہ کردہ اسپیدار کردند خان

آرزو در سراج بر (سپیدار) نوشتہ کہ آنچہ در برہان (نوعی از بید) نوشتہ غلط است و این

نوع علحدہ باشد ۔ نسبت وجہ تسمیہ فرماید کہ مخفف (سپیددار) است چون دو حرف از

یک جنس جمع شد یکی از ان حذف کردہ اند و گویند کہ میان این درخت و درخت خرما مخالفت

است کہ یکجا سبز نشود (انتہی) بندہ عرض می کنم کہ چون (سپی) مخفف (سپید) متحقق شد و

وخود خان آرزو ہم در سراج ذکرش کردہ پس ہیچ ضرورت ندارد کہ اصل این (سپید دار) گرفتہ قاعدۂ حذف جاری کنیم وانچہ محققین بالا (سپی) را بر وزن (صفی) نوشتہ اند قابل غور است زیراکہ اصل (سپی) (سفید) است وآن بکسر اوّل آمدہ پس مخففش بفتح اول چرا۔
(اردو) دیکھو اطی۔

اسپید با بقول صاحب ضمیمۂ برہان آشی را گویند کہ درآن ترشی نباشد۔ صاحب برہان بر (سپید با) فرماید کہ آش ماست را نام است چہ با بمعنی آش آمدہ۔ صاحب محیط بر (سپید با) نوشتہ کہ اسم شوربای سادہ **مؤلف** گوید کہ جزین نیست کہ فارسیان ہر چیز سادہ را سپید گفتہ اند کہ صراحت آن بجایش گذشت پس (سپیدبا) بتقدیم صفت (بای سپید) بمعنی شوربای سادہ والف وصلی در اوّل این زیادہ کردہ (اسپیدبا) کردند خان آرزو در سراج بر (اسپیدبا) فرماید کہ از کتب طبیہ معلوم می شود کہ (سپیدبا) کہ معربش (اسفیدباج) است طعام دیگر است وراے (آش ماست) بخیال ما ہرچہ صاحب محیط نوشتہ درست وموافق قیاس و ماخذ است۔ حاصل این ست کہ باید کہ این را بالکسر خوانیم کہ (سپید) بکسر اوّل است (اردو) سادہ شوربا۔ مذکر۔

اسپیدرود بقول برہان وجامع وسراج نام رودخانہ ایست از آذربایجان کہ بگیلان ودیلمان گذرد۔ صاحب ہفت فرماید کہ بکسر اوّل وضم رائے قرشت باشد وبضم اوّل ہم بدین آمدہ صاحب ناصری گوید کہ ہمان سپید رود است کہ می آید **مؤلف** عرض کند کہ بخیال ما درینجا سپید بمعنی مجازی سادہ باشد واین رودخانہ تلاطم نداشتہ باشد وآبش صاف وشفاف ودر روانی سادگی دارد آنانکہ این را بضم اول خواندہ اند بر خلاف قیاس رفتہ اند کہ سپید بکسر

اوّل است ۔ فارسیان در اوّل این الف وصلی زیادہ کردہ (اسپید) کردند پس الف را مکسور گرفتن موافق قیاس باشد (اردو) اسپید رود ۔ ایک ندی کا نام ہے جو آذربایجان سے جاری ہوئی ہے اور گیلان اور یلمان پر سے گزرتی ہے ۔ مؤنث ۔

اسپید کار (اصطلاح) بقول صاحب برہان شخصی را گویند کہ ظروف مس را اسفید کند و او را قلعی گر ہم نام است ۔ ہم او بر (اسپیدکار) فرماید کہ کنایہ از مردم نیکوکار و صالح و نیکوکردار و جوان مرد باشد ۔ صاحبان ناصری و بحر و جامع ہم ذکر معنی اوّل کردہ اند و صاحب ہفت صراحت فرماید کہ بکسر اوّل است و چرا نباشد کہ سپید بکسر اوّل آمدہ و الف وصلی در اوّل این را ہم باید کہ مکسور گیریم ۔ بدین وجہ کہ قلعی گر ظروف را بوسیلہ سرب سپید کند او را فارسیان (اسپید کار) نام کردند ۔ محققین را در معنی (سپیدکار بدون الف وصلی) اختلاف است و ما تصفیہ آن ہم در آنجا کنیم (اردو) قلعی گر ۔ بقول آصفیہ تانبے کے برتنوں پر رانگ کا ملمع کرنے والا ۔

اسپیدہ بقول صاحب سراج و رشیدی (۱) سپیدی چشم و (۲) سپیدی صبح و (۳) سفید آب کہ زنان بر رو مالند و (۴) قلعی و سرب سوختہ کہ اسفیداج معرّب آنست صاحب سروری بر معنی دوّم و سوم قانع و برای معنی سوم سندی از امیر خسرو آوردہ (۵۳) صبح ہر اسپیدہ کہ در حقہ بنخیت ؛ حقہ نگون بود سپیدہ بریخت ؛ صاحب برہان بر (سپیدہ) ذکر معنی دوّم و سوم کردہ مؤلف گوید کہ الف اوّل ۔ وصلی است و ہای ہوز آخرہ برای نسبت ۔ باید کہ این را بکسر اوّل خوانیم کہ لفظ سپید بکسر است (اردو) (۱) آنکھ کی سپیدی مؤنث (۲) صبح کی سپیدی ۔ یعنی روشنی ۔ مؤنث صاحب آصفیہ نے مجرد (سفیدی) کی معنی بھی روشنی

صحیح لکھا ہے (۳) سفیدہ - بقول آصفیہ - مذکر
ایک قسم کا بوڈر جو بارہ سنگے کے سینگ کو پھونک
کر بناتے ہیں اور اسے جہاج میں ملاکر عورتیں منھ پر
ملتی ہیں مگر یہ دستور ایران کا ہے (۴) قلعی - (دیکھو
ارزیز) مؤنث -

اسپیل | بقول برہان و ناصری و جامع و رشیدی
اسپ وزد - ما تعریف کامل این بہ (اسبیل - بباے
موحدہ) نوشتہ ایم و ذکر ماخذ ہم کردہ ایم - تبدیل
بای عربی با بای فارسی موافق قاعدۂ فارسیان
است کہ ذکرش بر لفظ اسپ گذشت (اردو)
دیکھو اسبیل -

اسپیوش | بقول صاحب برہان باشین
قرشت بر وزن و معنی اسبغول است کہ بزر قطونا
باشد - صاحب محیط این را بر لفظ اسبغول بسین
مہملۂ آخرہ (اسپیوس) نوشتہ و صاحبان ناصری
و جامع و رشیدی و ہفت و سراج با برہان
متفق اند بہ شین معجمہ آخرہ - بخیال ما - اصل این
(اسپ گوش) بود مرکب از (اسپ) و (گوش)
بمعنی گوش اسپ - استعارہ بہ شباہت آن
با گوش اسپ - فارسیان بقاعدۂ خود - کاف
فارسی را بہ غین معجمہ و شین معجمہ را بہ لام بدل کردہ
اسبغول کردند کہ بجایش گذشت صاحب قوانین
دستگیری ذکر این قسم تبدیل کردہ و درین لغت صرف
تبدیل کاف فارسی با یای تحتانیست برخلاف قیاس کہ
شنائش تا بحال از نظر ما نگذشت بای حال بایدکہ اینرا بفتح
الف و ضم تحتانی خوانیم (اردو) دیکھو اسبغول -

است | بقول صاحبان تحقیق بفتح اول و سکون ثانی و تای قرشت لغت فارسیست ہشت معنی
دارد (۱) بقول صاحبان برہان و جامع و جہانگیری و ناصری و سراج بالفتح مخفف استر کہ دواب
مشہور است صاحب جہانگیری از سعدی سند آوردہ (س) آن خسیس حرامزادہ چہ است ؎ ہمچو خر
عرعری کند پیوست ؎ صاحب سروری فرماید کہ درین معنی محل تامل است مؤلف گوید کہ حیف

است کہ وجہ تامّل ظاہر نکرد و بخیال ما ماخذ این تحقیق شد و سند بالا برای تسلیم این معنی کافی است

(اردو) خچّر - بقول آصفیہ - اسم مذکر - ہندی - استر - وہ دوغلا جانور جو خر نر اور اسپ مادہ سے پیدا ہو

(۲) است - بقول برہان و جہانگیری و سراج بالفتح استخوان آدمی و سائر حیوانات و تخم و دانۂ میوہ ہا - صاحب ناصری بر استخوان آدمی و حیوانات قانع - صاحب جہانگیری فرماید کہ بدین معنی (استہ) ہم خوانند - خان آرزو در سراج صراحت فرماید کہ اگرچہ استہ بزیادت ہای ہوز در آخر مشہور است ولیکن (ہست) در ہندی استخوان را گویند و این دلیل بر آنکہ (است) بدون زیادت ہای ہوز در آخر بمعنی استخوان است چراکہ الف بہ ہا بدل شدہ و توافق لسانین مصحّح است مؤلّف گوید کہ مقصود خان آرزو جز این نباشد کہ فارسیان این را از ہندی گرفتہ اند و بقاعدۂ خود ہای ہوز را بالف بدل کردہ استعمال کردہ اند چنانکہ (ہمیان و امیان) و نسبت ہای زائدہ در آخر عرض می شود کہ فارسیان در آخر بعض کلمات ہای ہوز زیادہ کنند چنانکہ (خونخوار و خونخوارہ) و (ستمگار و ستمگارہ) پس جا دارد کہ بر آخر (است) ہم ہای ہوز زیادہ کردہ (استہ) کردند مخفی مباد کہ بقول صاحب ساطع (اَستھی) در سنسکرت بفتح اوّل بمعنی استخوان است پس عجبی نیست کہ فارسیان بحذف یای آخرہ (استہ) بدین معنی استعمال کردند و این برخلاف خان آرزو دلیل صحت (استہ) باشد (اردو) ہڈّی - بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - استخوان گٹھلی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - پھل کا بیج - خستۂ ثمر - عجام - تخم - حب جیسے "بیر گٹھلی سب ہضم"

(۳) است - بقول برہان و ناصری و جہانگیری بالفتح تفسیر کتاب ژند و پاژند را گویند و آنرا

(استا) نیز خوانند و باین معنی بالضمّ ہم آمده و اصح ہمین است - صاحب جہانگیری از حکیم فردوسی سند آورده (س) که دین مسیحی ندارد درست ٭ ہمی گبرگی ورزد و ژند واست ٭ خان آرزو در سراج فرماید که این ماخوذ است از معنی ششم که آست بمعنی (ستایش) می آید - پس اعراب ہردو یکی باشد - صاحب سروری از شہنامہ بسندی آورده (س) شہنشاه ایران سروتن بشست ٭ بمعبد خرامید باژند واُست ٭ مؤلّف گوید که جا دارد این را بالفتح ہم خوانیم که ماخذ این بر معنی ششم تقاضای آن می کند (اردو) دیکھو ابستا -

(۴) است - بقول صاحب برہان و جامع و جہانگیری و سروری و رشیدی و ناصری و سراج بادال مضموم سرین و کفل مردم و اسپ را گویند و در عربی بالکسر بمعنی حلقه دبر است که سوراخ کون باشد و بعضی بمعنی اوّل الذکر ہم عربی دانند - صاحب جہانگیری از کلام شمس فخری سند آورده (س) چرخ در مہر شیخ ابو اسحٰق ٭ چون میان را ببست چابک و چست ٭ از پی افتخار حشمت خویش ٭ شیر را داغ او بود بر اُست ٭ خان آرزو در سراج فرماید که بالکسر بمعنی دبر - عربی است و بالضم بمعنی کفل - فارسی - مؤلّف گوید که بقول صاحب منتخب که محقّق زبان عرب است بالکسر بمعنی مقعد و حلقه دبر است پس فارسیان این را مجازاً بمعنی کفل استعمال کرده باشند و متحقّق نمی شود که بالضم فارسی است - باید که بمعنی کفل ہم مکسور باشد و استعمال بالضم تصرّف فارسیان است به بیخبری از ماخذ - دیگر ہیچ - (اردو) چوتڑ - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - سرین - کفل - کولہ - (انسانوں کے لئے) پُٹّھا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - جانور کا چوتڑ - علی الخصوص گھوڑے کا چوتڑ -

(۵) است۔ بقول برہان و ناصری و جامع و سراج بالضم بمعنی افگندن و انداختن صاحب ناصری گوید کہ بالکسر ہم بدین معنی دیدہ شدہ و صاحب جہانگیری باتفاق برہان صراحت فرماید کہ (باستی) بمعنی (بیفگندی) است چنانکہ شفردہ گفتہ (ع) بر نطع زمین طرح شہی چون تو باستی ؛ بیست زتو کش فلک سر زدہ نہادہ ؛ مؤلف گوید کہ ہمان امر استادن است کہ صاحبان لغت ذکر این جداگانہ کردہ اند و می آید۔ و (باستی) صیغۂ مضارع حاضر بزیادت بای موحدہ و بدینوجہ کہ (استادن) بمعنی برپا کردن ہم آمدہ (کذا فی بحر عجم) فارسیان (طرح استادن) را بمعنی قائم کردن طرح وطرح افگندن گرفتہ اند و ہمین معنی است در کلام شفردہ کہ بالا مذکور شد و این کم غوری و تسامح محققین است کہ این را بمعنی مصدری بیان کردہ اند کہ اصلا معنی مصدری ندارد و بقول صاحب نوادر (است) بالکسر حاصل بالمصدر استادن ہم آمدہ مگر در سند بالا بدین معنی نیست۔ آنچہ صاحب جہانگیری (باستی) را بمعنی (بیفگندی) نوشتہ قابل غور است و اندرین صورت لازم می آید کہ (استن) را مصدر گیریم بمعنی نہادن و افگندن و (است) ماضی مطلق آن و (استی) صیغۂ واحد حاضر ماضی مطلق و مصدر (استن) از نظر ما نگذشت و محققین فرس ہم ازین ساکت اند پس خیال ما ہمانست کہ بالا مذکور شد (اردو) ڈال۔ قائم کر۔ ڈالنا۔ اور قائم کرنا کا امر جیسے کسی مکان کی بنا ڈالنا۔ طرح قائم کرنا۔

(۶) است۔ بقول برہان و جامع و جہانگیری و سراج بکسر اول بمعنی ستایش است و خان آرزو در سراج صراحت کند کہ از ہمین معنی۔ معنی سوم ماخوذ است کہ گذشت۔ صاحب جہانگیری از حکیم سنائی سند جستہ (ع) گفتی بنیز و خواجہ کہ آن غزنوی غزاست ؛ تا زان سبب مرا بسری

نزد خواجه آب ٭ چون تو در ــ و غ گفتی و او از طریق است ٭ هم لفظ غزنوی مصحف تر اجوابش
ما گوئیم که این حاصل بالمصدر است از (استودن) که بقول صاحب نوادر بالضم بمعنی ستایش کردن
است صاحب موارد نوشته که (ستایش) و (است) هردو حاصل بالمصدر (استودن) است و
ما (ستایش) را حاصل بالمصدر (ستودن) خیال کنیم بالجمله متحقق شد که بمعنی ستایش اسم جامد نیست
بخیال ما این را بالکسر و بالضم هردو توان گرفت زیرا که (ستودن) بکسر و بضم اوّل هردو آمده
(کذا فی بحر عجم) پس بزیادت الف وصلی (استودن) هم بهردو حرکت آید و (است) حاصل بالمصدر آنست
بهردو حرکت مذکوره مخفی مباد که بقول صاحب ساطع (استت) بفتح اوّل وضم سوم بزبان سنسکرت
بمعنی مدح و منقبت و ثنا ست پس عجبی نیست که فارسیان بحذف تای آخر این را از لغت
سنسکرت گرفته باشند اندرین صورت باید که بالفتح خوانیم باتی حال (استت) تعلّقی دارد باین لغت
و مصدر (استودن) هردو (اردو) ستایش ـ بقول صاحب آصفیه (فارسی) اردو مین
مستعمل (اسم مؤنّث) تعریف ـ توصیف ـ سراہنا ـ

(۷) است ـ بقول برہان و سراج و جہانگیری و ناصری بالکسر امر باستادن و صاحب سروری
گوید که بمعنی توقّف و استادن ـ چنانکه مولوی معنوی فرماید (ص) بر شتر است رخت ما این دل
تنگ سخت ما ٭ است مکن چو قافله روی بدین طرف کند ٭ صاحب جامع برا استادن قانع
مؤلّف گوید که آنانکه این را بمعنی استادن نوشته اند مقصود شان غیر از حاصل بالمصدر نباشد
که صاحب موارد برا استادن صراحت کرده است که (است) هم امر و هم حاصل بالمصدرش
و بقولش (استادن) بمعنی توقف کردن هم آمده که صراحت کاملش بجای خودش کنیم ـ سند معنی

اول الذکر از سروری است (سراج الدین راجی ؎) بطاعت شب و روز بر پای است ؛ بدرگاہ پیک دعا می فرست ؛ بخیال ما این ہم من وجہ بالغت سنسکرت تعلق دارد کہ (ستہا) بقول صاحب سخندان در سنسکرت بہ معنی (می استد) آمدہ و بقول صاحب ساطع (ست) بالفتح بمعنی زور و قوت و خوبی و راستی آمدہ پس مصدر (ستادن) ماخوذ است از لغت سنسکرت و بزیادت الف وصلی (استادن) مرادفش و (است) امرش و معنی قیام کردن اصلی است و توقف کردن مجاز آن۔ (اردو) کھڑا ہو ۔ کھڑا ہونا کا امر۔ اُٹھ۔ اُٹھنا کا امر۔ استادہ ہو۔ استادہ ہونا کا امر۔ توقف۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر ۔ دیر۔ وقفہ۔ تاخیر۔

(۸) است۔ بقول خان آرزو و سراج ۔ بفتح و تای قرشت کلمۂ رابطہ است کہ در جملہ اسمیہ آید و (ہست بہ ہا) ببدل آن و در استعمالات (ہست) بر مسند و مسند الیہ مقدّم نیز آید بخلاف (است) صاحب سخندان نوشتہ کہ در زبان سنسکرت (استی) بہ ہمین معنی آمدہ **مؤلف** گوید کہ عجبی نیست کہ فارسیان بحذف تحتانی این را استعمال کردہ باشند (انوری ؎) گہ بقیۂ کافور زیان کردو گہر ریزہ ؛ بینی کہ چہ سود است مر این مایہ زیان را ؛ (اردو) ہے ۔ بقول آصفیہ (ہندی) کلمۂ ایجاب ۔ ہست یا است کا ترجمہ جیسے آیا ہے۔ گیا ہے۔

استا بقول برہان و رشیدی و (دری وپہلوی) و جامع و ناصری و ہفت و انند و سراج بفتح اول و سکون ثانی و ثالث بالف کشیدہ (۱) تفسیر کتاب زند و بالضم ہم آمدہ **مؤلف** گوید کہ ذکرش بر (ابستا) گذشت۔ صاحب جہانگیری این را بالضم گفتہ و از فردوسی سند آوردہ (؎) اگر نیستی اندر استا و زند ؛ فرستادہ را زینہار از گزند ؛ صاحب سروری بحوالہ التحفہ از شمس فخری استناد

کرده (سـ۵) کند بیان معانی شته سطاوی او بدان مثال که الفاظ زند را استاو فرماید که اصح
آنست که زردشت کتابی تصنیف کرد ابستا نام و آن را (استا) نیز گویند و تفسیرش زند و تفسیر
که بر زند نوشته شد نامش پازند است (انتهی) از کلام شمس فخری که بالا مذکور شد تصدیق معنی اول
می شود آنچه صاحب سروری بر عکس آن نوشته بر خلاف سند اوست - ما اشارهٔ این بر (ابستا)
کرده ایم و صراحت ماخذش هم در آنجا که گذشت پس جا دارد که استا را مخفف آن گیریم اندرین صورت
بفتح اول باشد یا بر آخر (است) که بهمین معنی آمده بقاعدهٔ فارسیان الف زیاده کنیم درین حالت
بالفتح و بالضم هر دو باشد یا این را مخفف (استاد) دانیم که بر معنی سوم می آید که شرح و تفسیر هم کار
استاد میکند و خواننده را تعلیم مطالب متن کند پس باید که این را بالضم اول خوانیم (اردو) دیکھو ابستا
(۲) استا - بقول برهان و جهانگیری و جامع ناصری و هفت و سراج بالفتح نام قلعه ایست از ولایت
رستمدار که بحصانت تمام اشتهار داشت - صاحب سروری گوید که نام ولاییست از رستمدار - مؤلف
گوید که اتفاق محققین بر معنی اول الذکر است و عجبی نیست که آنانکه (استا) را متن زند دانند یمناً و تبرکاً
نام قلعه نهاده باشند که جامع همه قوت ها و خلاصهٔ مقبوضات شاهی است یا مخفف (استهان) باشد
بحذف های هوز و نون که در روزمرهٔ فرس اکثر این قسم حذف شنیده می شود - صاحب ساطع
گوید که (استهان) بالفتح در سنسکرت بمعنی جای و مکان است پس قلعه هم جای و مقام پادشاهان
باشد و همین وجه تسمیه برای معنی آخر الذکر هم درست می شود (اردو) ایک قلعه کا نام (استا)
ہے جو ولایت رستمدار میں واقع تھا - مذکر -
(۳) استا - بقول برهان و رشیدی و جامع و هفت و سراج بالضم مخفف استاد که آموزاننده باشد

صاحب جہانگیری وسروری فرماید کہ مرخم استاد است چنانکہ مولانا امیدی فرمودہ (ع) ہر کہ
بیتی سہ چار موزون گفت ؞ گسترانند بساط بابالی ؞ کہ طفیلی خوان طفلانش ؞ کی مسلّم بود باستائی ؞
(مولوی معنوی ع) چون مرا در عشق استا کردۂ ؞ خود مرا شاگرد دیگر استا مگیر ؞ صراحت ماخذ
استاد بجایش کنیم کہ می آید۔ درین جا ہمین قدر کافی است کہ مخفف اوست۔ صاحب کنز کہ محقق
لغت ترکی است فرماید کہ (استا) بکسر اوّل در زبان ترکی (استاذ) را گویند (اردو) استاد بقول
امیر (فارسی) سکہانے والا۔ معلم (آتش ع) کیا استاد کو شاگرد اوس طفل پری رو نے پڑہایا
روز بسم اللہ علم عشق تلا کو ؞ بقول صاحب آصفیہ (مذکر) (استانی) بقول امیر اس کا مؤنث۔
(۴) استا۔ بقول برہان و رشیدی و ناصری و سراج بکسر اوّل بمعنی ستانیدہ و بدون ترکیب مستعمل
نشود۔ چون (خودستا) و (خود استا) و بقول صاحب جہانگیری و سروری و ہفت و انند و جامع
ستایش کنندہ صاحب شمس بمعنی ستایش ہم نوشتہ مؤلف گوید کہ فارسیان بر آخر ہر لفظ الف
زیادہ کنند خصوصاً در نظم پس بمعنی ستایش مزید علیہ (است) باشد و بمعنی ستایش کنندہ ہم بر آخرش
(است) الفی است کہ بقاعدۂ فارسی بر آخر امر آمدہ افادۂ معنی فاعلی کند چنانکہ (دان و دانا) (بین و بینا) از ہمین
قبیل (است و استا) (اردو) دیکھو است کے چھٹے معنی۔ سراہنے والا۔ تعریف کرنے والا۔
(۵) استا بقول برہان و جہانگیری و جامع و سروری و ہفت و انند و سراج نام قریہ ایست از
قرای سمرقند و منسوب بدانجا را استائی خوانند صاحب رشیدی گوید کہ در انساب (استان) بنون
آوردہ مؤلف گوید کہ بخیال ما ماخذ این ہمان (استہان) لغت سنسکرت است کہ بمعنی دوم گذشت
دیگر ہیچ۔ آنچہ صاحب انساب این را بنون آخر (استان) نوشتہ است از نیہم تصدیق ماخذ بیان کردۂ ما

میشود کہ (اسپہان) را فارسیان بحذف ہای ہوز (اسپان) کردہ باشند بعض اہل لغت منسوب بہ (استا) را (استانی) نیوں نوشتہ اند چنانکہ در نسخہ از نسخ برہان دیدہ ایم عجبی نیست کہ صاحب انساب از ہمین استعمال دانستہ باشد کہ اصل این استان است بالجملہ اتّفاق اہل لغت بر (استا) بدون نون است وبس (اردو) سمرقند کے ایک قریہ کا نام فارسیون نے (استا) رکھا ہے۔ مذکر۔

(۲) استا۔ بقول رشیدی و ناصری و انند بحوالہ سامانی بالضم بمعنی اصل و قانون آمدہ حیف است کہ از کلام استادان فرس سندی بدست نیامد بخیال ما عجبی نیست کہ این ماخوذ از (ست) بالفتح باشد کہ بقول ساطع در سنسکرت بمعنی روح و خلاصہ چیزی آمدہ فارسیان بزیادت الف وصلی در اوّل والف زائد در آخر موافق قاعدۂ خود (استا) کردہ مجازاً بمعنی اصل استعمال کردہ باشند کہ روح ہم اصل ذوی الارواح است غیر ازین چیزی دیگر بفہم ما نمی آید واللہ اعلم (اردو) اصل بقول امیر (عربی) مؤنث۔ فرع کی ضد۔ بنیاد۔ جڑ۔ ماخذ۔ مادہ۔

استاتو | استعمال۔ بقول صاحب بول چال مفرس اسٹیچو (لغت انگلیسی) است کہ بمعنی بت سنگی باشد معاصرین عجم تای ہندی را بتای عربی و یای تحتانی را بالف وچیم فارسی را بہ تای قرشت بدل کردہ اند تبدیل اوّل موافق قیاس است کہ چارہ نبود و تبدیل ثانی ہم چنانکہ (ارمغان و یرمغان) تبدیل سوم بر خلاف متقدمین و ایجاد معاصرین است۔ ناصر الدین شاہ قاچار استعمال این در سفرنامۂ خود کردہ (اردو) بت۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ مورتی۔ مورت۔ وہ صورت جو پتھر اور پیتل وغیرہ کی بنا دین۔

استاث | بقول صاحب شمس بالفتح وثای مثلثہ در آخر چنانکہ در بعضی فرہنگ است اغلب آنست

کہ تصحیف (استان) است بنون آخر بمعنی پیش و ۔ **مؤلف** گوید کہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
وبقاعدۂ فارسی تبدیل نون با ثای مثلثہ بنظر مانیامد بخیال ما تصحیف کاتبین باشد دیگر ہیچ ۔ این
ہمان استان است کہ می آید (اردو) دیکھو استان ۔

استاخ بقول برہان بضم اوّل (۱) بروزن و معنی گستاخ است کہ بی ادب و لجوج باشد
و بکسر اوّل (۲) شاخی کہ تازہ از درخت روئیدہ باشد ۔ صاحب رشیدی بذکر معنی اوّل گوید کہ
با واو (اوستاخ) ہم آمدہ و صاحب جہانگیری از سیف اسفرنگی برای معنی اوّل سند آوردہ ۔
(ـــہ) تیر از کشاد چشم تو استاخ می رود ؛ شاید کہ در حریم دل خصم محرم است ؛ (حکیم سنائی ـــہ)
با کسی علم دین نگفت استاخ ؛ زانکہ دل تنگ بود و علم فراخ ؛ و صاحبان انند و مؤید و شمس و ناصری
و جامع ہم بمعنی اوّل قانع ۔ صاحب سروری بذکر معنی اوّل فرماید کہ اوستاخ و بستاخ بہ بای
موحدہ اوّل ہم گویند (ـــہ) بدین زبان بکش استاخی مرا و بدان ؛ مرا سخای تو کرد است بیش ازین
استاخ ؛ خان آرزو در سراج بذکر ہر دو معنی فرماید کہ مخفف (اوستاخ بہ واو مجہول) است **مؤلف**
عرض کند کہ صاحب برہان بہ (ستاخ) ذکر معنی دوم کردہ و معنی اوّل را ترک فرمودہ بخیال ما
(استاخ) بمعنی اوّل اصل است و لغت فارسی و گستاخ مبدّل آن کہ بقاعدۂ فارسی الف با کاف
فارسی بدل شود چنانکہ (ارگنج و گرگنج) کہ نام شہری است و ماخذ ستاخ بجایش ذکر کنیم ۔ و آنچہ
بعض محققین این را با واو (اوستاخ) نوشتہ اند غیر ازین نباشد کہ بلب و لہجۂ مقامی ضمۂ الف
را ظاہر کردند و بعد و ضمۂ آن در کتابت و آواز یادہ کردند و این قاعدہ در زبان ترک عام است
ولیکن در فارسی کم کم بنظر می آید ہمچو (استاد و اوستاد) و نسبت معنی دوم خیال ما این است

کہ فارسیان مجازاً شاخ تازہ را نام نہادند مخفی مباد کہ صاحب برہان بر (ستاخ) نوشتہ کہ بعضی شاخی را گویند کہ در شاخ دیگر بہ پیچد (الخ) پس این ہم نوعی از گستاخی باشد وجا دارد کہ فارسیان (ستاغ) را کہ بقول برہان بمعنی شاخ گاو و گوسفند است (ستاخ) کردہ باشند بہ تبدیل غین معجمہ باخای شخذ ہمچو (چرغ وچرخ) وپس ازان بزیادت الف وصلی شاخ درخت را استعارۃً نام نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) (۱) گستاخ۔ بقول آصفیہ (فارسی) شوخ۔ بے ادب (۲) درخت مین نکلی ہوئی تازہ شاخ۔ (مؤنث)

استاد بقول برہان بضم اول وسکون دال (۱) آموزگار و آموزانندہ و (۲) دانندۂ صنعتی از امور کلیہ وجزئیہ واین را (ستاد) ہم گویند بقول مؤید آنکہ در کاری ماہر باشد گویند فلان کار را استاد است یعنی داناست بہار بذکر معنی اول فرماید کہ (استاذ۔ بذال معجمہ) معرب و (اوستاد) و (استادانہ) مزید علیہ و (استا) مخفف این۔ صاحبان انند وغیاث گویند کہ (استاد) ہم مخفف (استاود) باشد مرکب از (استا) کہ بمعنی کتابت است و (ود) بفتح واو و دال مہملہ بمعنی دانا وترکیب مقلوب است از عالم گلاب۔ صاحب ہفت بذکر ہر دو معنی بالا فرمائد کہ (۳) بالکسر بمعنی استادن است مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نیست کہ حاصل بالمصدر (استادن) باشد وچرا نگوئیم کہ (۴) ماضی مطلق ہم باشد از مصدر استادن۔ خان آرزو در سراج بر معنی اول ودوم قانع۔ صاحب شمس بحوالہ سنجری آوردہ کہ (۵) بالفتح۔ روز بست وششم از ماہ شمسی است بخیال ما ماخذ بیان کردۂ صاحبان غیاث وانند درست است کہ (استا) تفسیر ژند باشد کہ گذشت مجازاً بمعنی مطلق کتاب ہم توان گرفت مگر ضرورت

ندارد که معنی حقیقی ہم بکار می خورد و (وَد) بقول برہان بمعنی دانشمند آمدہ که مرادف داناست پس این
قلب اضافت (دانای استا) باشد یعنی عالم استا و مجازاً مطلق عالم و تعلیم دہندہ و آموزانندہ
و معنی دوم ہم مجاز است و نسبت معنی سوم عرض میشود که محققین مصادر این را حاصل بالمصدر
(استادن) نہ نوشتہ اند میفرمایند که حاصل بالمصدرش (استادگی) است و غیر از صاحب ہفت
دیگر کسی ذکر (استاد) بالکسر نہ کرد و بقواعدی که برای حاصل بالمصدر مدون است که ذکرش
بر لغت (آموی) کردہ ایم (استاد) را حاصل بالمصدر توانیم گرفت و معاصرین عجم ہم بر زبان دارند
و معنی پنجم را غیر از صاحب شمس کسی نہ نوشت حیف است که سندی پیش نہ شد و اگر تسلیمش
کنیم وجہ تسمیہ این جز این نباشد که فارسیان بست و ششم ماہ شمسی را متبرک دانند و بعقیدہ
شان درہمین یک روز تقسیم کاروبار بفرشتگان ہر یک ماہ می شود پس از معنی اول این را مجازاً
گرفتہ باشند و اللہ اعلم (صائب سلہ) رنگی که از خزان خجالت شکستہ شد ٭ بر چہرہ کار سیلی استاد
می کند ٭ (انوری ۵۳) رایت استادکار آن دیوان ٭ که دہد آفتاب را مرسوم ٭ سند
معنی سوم بر (استاد کردن) می آید (اردو) (۱) استاد - بقول امیر (فارسی) سکھانے والا معلم
دیکھو استاذ (۲) استاد - بقول امیر آزمودہ کار - کامل ہر فن (قلق سہ) وہ قزاول بلا کے
وہ صیاد ٭ فن صید و شکار میں استاد ٭ (۳) اِستاد - بقول امیر - (مؤنث) فارسی - استادن
کا حاصل بالمصدر فرمایا ہے کہ خیموں اور نگیروں کے ساتھ اس کا استعمال زیادہ ہے
(فقرۂ امیر) داروغہ صاحب سے پوچھ لیجئے کہ خیموں کی استاد کہاں ہو'' (۴) کھڑا ہوا -
کھڑا ہونا کا ماضی مطلق - کھڑا ہونا - بقول آصفیہ اٹھنا - استادہ ہونا - (۵) فارسیوں نے ماہ

شمسی کی چھبیس[۲۶] تاریخ کو (استاد) کہا ہے۔

استادانہ استعمال - بقول بہار مزید علیہ استاد دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد (مخلص کاشی ۵) جا برای بادۂ از شیشۂ پر زور نیست ٭ ساخت ہر کس شیشہ بہر بادہ استادانہ است ٭ اگر در مصرع ثانی بعوض لفظ (است) لفظ (اوست) می بود این سند برای معنی بیان کردۂ بہار مخصوص می شد۔ الف و نون و ہای ہوز در آخر لفظ افادۂ معنی مثل وطرز ہم کند ہمچون دوستانہ وبعضی بر نیند کہ الف و نون جمع باشد و ہای لیاقت بر و زیادہ کردہ اند ہمچو (شاہانہ و زرگانہ) و در لفظ (جاودانہ) ہای نسبت بر (جاودان) زیادہ شدہ و جاودان مخفف جاویدان و جاویدان مزید علیہ جاوید است - پس درین شعر این معنی ہم صادق می آید کہ ہر کہ شیشہ را از برای بادہ وضع کرد کار او (استادانہ) باشد یعنی مثل استادان و مقصود اینست کہ او استاد است (استادانہ) در حقیقت بمعنی استادانہ باشد زیرا کہ فارسیان برای مزید علیہ الف و نون یاد کنند نہ (الف و نون و ہا) ولیکن حاصل معنای او بمعنی استاد باشد ازینجا ست کہ فارسیان (مستانہ وار) بمعنی مثل مست استعمال کردہ اند۔ (اردو) استادانہ - اردو مین مستعمل ہے - جیسے اونکا یہ فعل استادانہ اور دوستانہ ہے۔

استاد بر آمدن استعمال - بمعنی استاد ثابت شدن است چنانکہ ظہوری گوید (۵) با خویشتن آوردہ ام این مہر و محبت ٭ شاگردی خود کردہ ام استاد بر آیم ٭ (اردو) استاد ثابت ہونا۔

استاد در سبق و طعام در طبق مثل - بجز صاحب احسن دیگر کسی از محققین امثال ذکر این نکرد ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان

از مدتت استاد باشد کہ بر معاوضۂ خدمت خود حریص است و تلامذہ خدمتش ہم می کنند۔ یعنی چون استاد شاگرد خود را سبق میدہد طعام از برای او در طبق مہیا می باشد و او بپاس این درس شاگرد بدل و جان مصروف می باشد و بعضی برآنند کہ چنین باشد بلکہ ازین مثل تعریف استاد میشود کہ پروای طعام نمی کند و مشغول بہ تعلیم شاگرد است اما کثرت رای بر معنی اول است (اردو) استاد نہ پڑھائے جب تک کھانا نہ کہائے" اس کا استعمال دکن میں ہے۔ جس سے استاد کی خود غرضی کا اظہار ہوتا ہے اور قریب قریب یہ مثل فارسی مثل کا ترجمہ ہے۔

استادِ سرای ہفت رخشان اصطلاح بقول صاحبان بحر و ہفت و شمس و مؤید و فرہنگ انندراج کنایہ از ستارۂ مشتری است۔ صاحب آنند این را (استاد سرای ہفت درخشان) نوشتہ مؤلف گوید کہ اند ہفت رخشان (سبعہ سیارہ) مراد است و این۔ مرکب اضافی است بدین وجہ کہ مشتری را قاضی فلک گفتہ اند (استاد سرای ہفت رخشان) کنایہ باشد ازو (اردو) مشتری بقول آصفیہ (عربی) مذکر۔ دیکھو ارمزکا نمبر ۳

استاد کردن استعمال بمعنی ماہر کردن بدرجۂ اعلیٰ است چنانکہ ظہوری گوید (ص) سنان غمزہ اش در زخم بندی کردہ استادم ٭ علاج زخم پیکان اینکہ پیکانی برو بندم ٭ (اردو) استاد بنا دینا۔ یعنی اعلیٰ درجہ کا ماہر کر دینا۔

اِستادگار استعمال۔ بقول صاحب آنند بالکسر بمعنی دربان و خادم است فرماید کہ از فرہنگ سکندرنامہ این معنی بنظر آمد۔ **مؤلف** گوید کہ این متعلق است بمعنی سوم (استاد) گار بقول برہان لفظی است کہ افادۂ معنی فاعلی کند وقتی کہ بلفظی دیگر داخل شود ہمچو آموزگار بمعنی خداوند ہم بنظر آمدہ (الخ) پس استادگار بمعنی کسی باشد کہ صاحب استادگی است و کنایہ از

دربان وخادم است کہ ہمیشہ استادہ باشد درادای فریضۂ خدمت خود (اردو) دربان بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ حاجب۔ ڈیوڑھی بان ملازم دروازہ۔ پہرے دار۔ دیکھو اتالیق۔ خادم بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ نوکر۔ چاکر۔ خدمتگار۔

استاد گشتن استعمال۔ بمعنی معلّم شدن۔ چنانکہ ظہوری گوید (سے) مرغ دلہامی پرانی ونگہ برمیدہی ٭ گشتۂ استاد خود مشق شکاری یکنی ٭ (اردو) استاد ہونا۔

(۱۵۵۹)

استادگی بقول بہار (۱) بالکسر ثبات وقیام و (۲) توقّف و اہمال و (۳) بجد گرفتن درکاری ومواظبت نمودن۔ خان آرزو در چراغ ذکر ہرسہ معنی کردہ (صائب سلہ) میتواند گشت مارا قطرۂ سیراب کرد ٭ این قدر استادگی ای ابر دریا دل چرا ٭ (صائب ۵۲) آب در استادگی از سرو یابد فیض بیش ٭ چشم حیران قدر داند جلوۂ مستانہ را ٭ (ولہ ۵۲) باقامتِ خم از عمر استادگی مجویید ٭ پا در رکاب باشد تیری کہ در کمان است ٭ (شفیع اثر ع ۴) استادگی بگشتن او وقف لازم است ٭ **مؤلف** گوید کہ استادگی حاصل بالمصدر استادن است۔ حیف است کہ صاحبان نوادر وموارد نیز فروگذاشتہ اند صاحب بجز ذکر این بذیل مصدر (استادن) کردہ است وصراحت نمی کند کہ حاصل بالمصدر باشد ولیکن ہمین سہ معنی را ذکر می کند معنی اوّل ودوّم حقیقی است ومعنی سوم مجاز آن (اردو) (۱) قیام۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) مذکر کھڑا رہنا۔ استادگی (۲) توقف۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ دیر۔ وقفہ۔ ڈھیل (۳) اصرار۔ بقول امیر۔ عربی۔ (مذکر) ہٹ (قلق سے) جب پری نے کیا بہت اصرار ٭ یہ بھی سمجھا کہ عذر ہے بیکار ٭۔

(۱۵۶)

استادگی داشتن استعمال - بمعنی قیام وثبات داشتن متعلق بمعنی اوّل استادگی است چنانکه صائب گوید (سه) ندارد اینقدر استادگی تعمیر احوالم ؛ مرا زیر وزبر یک جلوۀ مستانه می سازد ؛ (اردو) قائم رہنا بقول آصفیہ کھڑا رہنا - ٹکا رہنا - برقرار رہنا -

استادگی رفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که بمعنی اہمال رفتن وتوقف واقع شدن است ومتعلق بمعنی دوم استادگی - سند آصفی از نثر علوی مئواست (فقره) با همه روانی طبع درین فقره استادگی رفت " (اردو) توقف واقع ہونا

استادگی کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که متعلق باشد بہر سه معانی استادگی یعنی (۱) قیام کردن و (۲) توقف نمودن و (۳) اصرار کردن شفیع اثر (سه) لطف کن تا بنده درخدمت کند استادگی ؛ دست چوبی می کند ثابت قدم تصویر را ؛ (غنی کشمیری سه) گرکند استادگی ابر بهار ای باغبان ؛ آبروی می پرستان را بزیر تاک ریز ؛ (صائب سه) استادگی چگونه کند در نثار جان ؛ صائب که مرگ وزندگیش از برای تست ؛ (محسن تاثیر سه) خوش بجد استادگی در منع جانان می کند ؛ پاسبان بخت جان تاثیر منیع پرده است ؛ (اردو) (۱) کھڑا رہنا - قائم رہنا (۲) توقف کرنا (۳) اصرار کرنا - ہٹ کرنا -

استادن بقول صاحب بحر بالکسر (۱) ضد نشستن یعنی راست کردن قامت وبرپا شدن و (۲) برپا کردن و (۳) بازداشتن ومنع کردن از رفتن (استد) مضارع این - کامل التصریف و فرماید که الف مکسوره در پنج صیغه غیر سالم از مصادر مکسور الالف بآوردن بای زائده ونون نفی بیای حطّی مبتدل شود صاحب نوادر به معنی اوّل قانع وگوید که بدون الف (ستادن) هم آمده

و (است) امرش - صاحب موارد فرماید که (ایستادن)
بزیادت تحتانی و دوم هم گفته اند و حاصل بالمصدر
این بر وزن امر است که گذشت نیز فرماید که (۴)
بمعنی توقف کردن هم مؤلف گوید که (استاد) هم
حاصل بالمصدر این باشد بر وزن ماضی که ذکرش
گذشت و (استاده) اسم مفعول که می آید - صاحب
آنند هم ذکر این مصدر کرده بمعنی اول قانع - محققین
فرس (استای) را هم امر این گفته اند - ما درین
بحثی داریم و صراحت کاملش که (استای) می آید
بخیال ما این ماخوذ است از سنسکرت که بقول
ساطع (ستا) بمعنی زور و قوت آمده و از همین (است
ستهاپت) بقولش بمعنی قائم و (ستهان) بمعنی مقام
و مکان پس فارسیان بزیادت علامت مصدر
بر آخر (ستا) ستادن کرده بمعنی راست کردن قایست
و قائم شدن گرفته باشند و اصل همین باشد (استادن)
بزیادت الف وصلی مزید علیهش و معنی دوم و سوم
مجاز آن (صائب سلمه) چون آب گر استادن

بسیار شود سبزه ☆ از مهلت ایّام شود تیره روانها ☆
(اردو) (۱) اٹھنا - کھڑا رہنا (۲) کھڑا کرنا
(۳) روکنا (۴) توقف کرنا - ٹھہرنا -

استاده | بالکسر - بقول آنند (۱) چوبی که خیمه
و مانند آن بر آن نصب کنند فرماید که این لفظ
هندیست (خان آرزو سه) آسمان باشد شکوه
او ز عاجز نالیم ☆ خیمه اش بر پای از استادهٔ آه من
است ☆ (وحید سه) ریسمان تا بیدن شاهان
پی چاکر خطاست ☆ خیمه دولت بپا از زور این
استاده است ☆ بهار ذکر معنی بالا هر دو سند را
ذکر کرده مقر هندی بودن است بخیال ما از سند
ثانی پیدا است که استاده (۲) بمعنی چاکر و خدمتگار
هم هست که دائم استاده باشد و این مجاز معنی
حقیقی است - بعضی از معاصرین گویند که در کلام
وحید هم استاده بمعنی اول باشد ما گوئیم که
در مصرع اول - ذکر چاکر و ریسمان و در مصرع
ثانی ضمیر (این) بطرف چاکر سند ادعای ماست و

ولفظ (زور) هم دلالت بر معنی دوم کند که خیمه استاده
نه شود تا آنکه چاکران زور خود بر ریسمانهای خیمه صرف
نه کنند۔ قائل۔ (۳) اسم مفعول است از مصدر
استادن۔ وارسته هم همزبان بهار و صراحت کند
که در فارسی بودن این تردد است زیراکه نه در
کتب متداوله لغت بدین معنی دیده شد و نه در شعر
استادی۔ خان آرزو لفظ هندی بسته باشد و فرماید
که بهار که از معتقدان خان آرزو ست با دعای
فارسی بودن آن بدین معنی آورده و بهمین شعر
خان آرزو متمسک گشته ای کاش بشعرای ایرانی
که زبان دانی فارسی حق ایشانست تمسک می جست
تا تردد از میان بر می خاست (انتهی) مؤلف
گوید که بیچاره بهار صراحت کرده است که این لغت
هندی است ولیکن صاحب بحر عجم که استاده را ماست
بذیل مصدر (استادن) ذکر این کرده جواب
وارسته میدهد و فرماید که بهار ورای خان آرزو
شعر وحید هم نوشته شاید بنظر وارسته نرسیده باشد (انتهی)
بنده (شاگردش) عرض می کنم که ما شعر وحید را
متعلق از معنی اول نمیدانیم چنانکه بالا عرض کرده ایم
ولیکن چوب خیمه را معاصرین عجم هم (استاده) گویند
و این معنی مجاز از معنی حقیقی خلاف قیاس هم نیست
اگر بقول وارسته از نظم استادان عجم سندی
بدست نیاید قصور تلاش ما بیش نیست (صائب
۵۳) مقبول نیست طاعت هر کس شکسته
نیست ؎ استاده را ثواب نماز نشسته نیست ؎
(اردو) (۱) استاده۔ بقول امیر (مؤنث) خیمه
اور شامیانے کی چوب (بنجو دس ۵) یہ چاندی
کی استادوں میں ہے چمک ؎ خجل جن سے ہے
کہکشان فلک ؎ صاحب آصفیہ نے اس لفظ
کو ترک کیا ہے اور انہیں معنوں میں (چوب)
کا استعمال کیا ہے (۲) نوکر۔ چاکر۔ ملازم۔
خدمت گار (مذکر) (۳) کھڑا ہوا۔ کھڑا ہونا
کا اسم مفعول۔

استاده رفتن | استعمال۔ بکسر اول بعده انتظار

رفتن معاصرین عجم استعمال این می کنند۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است چنانکہ " ایستادہ رفتیم " یعنی انتظار کردہ رفتیم (اردو) راہ دیکھکر جانا۔ انتظار کرکے جانا۔

استادِ ہفت آسمان (اصطلاح) بقول صاحب بحر و ضمیمۂ برہان بالضم و اضافت استاد ہمان کوکب مشتری است کہ بر (استاد سرای ہفت رخشان) گذشت۔ بدین وجہ کہ مشتری را قاضی فلک گویند کنایتہً بدین نام موسوم کروند (اردو) مشتری (دیکھو ارمز) مؤنث

استادہ گردیدن استعمال۔ بالکسر بمعنی

(۱۵۶۱) **استادہ گشتن** قائم و ساکن شدن است چنانکہ صائب گوید (ﷺ) نکردہ اشک در چشمیکہ حیران تو می گردد ٭ کہ آب استادہ از سرو خرامان تو می گردد ٭ (اردو) کھڑا ہونا۔

(۱۵۶۲) **استادی** استعمال۔ بالضم۔ یای مصدری بر لفظ استاد زیادہ کردہ اند کہ بمعنی معلمی باشد و کنایتہً مہارت در ہنر و مجازاً بمعنی چالاکی فارسیان این را با مصادر مفردہ آوردہ مصدر مرکب کردہ اند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ﷺ) شد ز استادی غم آہ مرا ٭ نفس سوختہ جانان نر و ور ٭ (ولہ ﷺ) بشاگردی قبولم کرد دانای ہنر پرور ٭ ز استادی غرور یک نشان در ہر فنی دارم ٭ (ولہ ﷺ) استادی شوق بین کہ چون است ٭ از موج بر آب دیدہ ام پل ٭ (اردو) استادی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی (مؤنث) بمعنی کمال ہنر۔ استاد ہونا۔ لفظ استاد پر یای مصدری۔

(۱۵۶۳) **استادی بکار بردن** (مصدر اصطلاحی) بالضم کنایہ باشد از چالاکی کردن و از ہوشیاری کار گرفتن چنانکہ ظہوری گوید (ﷺ) اگرچہ می برد استادی بکار ولی ٭ بخدمت آمدہ در اختلاط تغییری ٭ (اردو) استادی کرنا۔ چالاکی کرنا۔

استارباد بقول برہان و انند و شمس و جہانگیری و جامع بکسر اوّل نام شہریست در طبرستان مشہور باستر آباد (منوچہری ؎) تا طرب و مطرب است مشرق با مغرب است * تا یمن و یثرب است آمل و استارباد * بنشین خورشید وار می خور جمشید وار * فرخ و امیدوار چون پسر کیقباد * خان آرزو در سراج گوید کہ استر آباد قلب آنست - صاحب سروری از فخرالدین گرگانی ہم سندی آوردہ (؎) چو برخیزد ز خواب بامدادی * زمین خواہد حریر استارباد ی * صاحب ناصری فرماید کہ شہریست بگرکان منسوب بگرکین و در بعضی تواریخ آمدہ کہ استر آباد را نوشیروان ساختہ چون (ہزار بد) والی استخر در خروج آن دخالت کردہ وزری فرستادہ نوشیروان آن شہر را (استخر اباد) نام نہاد و بتدریج خا محذوف و (باستراباد) معروف شد و (استار) نام موضعی است در راہ گیلان باردبیل - **مؤلف** عرض کند کہ وجہ تسمیہ بیان کردۂ صاحب ناصری قرین قیاس است پس اصل این (استر آباد) و لب و لہجۂ مقامی آنرا زیادت الف بعد تای قرشت (استاراباد) کرد و بحذف الف ثالث (استارباد) شد بسوقیان عجم و در روزمرۂ اکثر الفاظ حرکت فتحہ را طوالت می دہند و بیخبران ماخذ بعوض فتح - الف را داخل کتابت کردہ باشند پس (استارباد) را قلب (استراباد) توان گرفت نہ بالعکس آن چنانکہ ادّعای خان آرزو ست عجب است کہ صاحب ہفت این را (استار بارہ) بکسر اوّل و سکون سین مہملہ و مثناۃ فوقانی بالف کشیدہ و رای مہملہ ساکن و موحدۂ تحتانی بالف کشیدہ و فتح رای قرشت و ہای مدوّرہ ہم آوردہ - (اردو) استارباد - استر آباد - طبرستان کے مشہور شہر کا نام ہے (مذکّر)

استارہ بقول برہان و مؤید و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری و جامع بکسر اوّل (۱) معروف است

کہ ستارہ و کوکب باشد۔ صاحب ناصری از مولوی معنوی سند آوردہ (ع) دوش من پیغام دادم سوی تو استارہ را ؎ گفتمش خدمت رسان از من تو آن مہ پارہ را ؎ صاحب رشیدی گوید کہ ہمان (ستارہ) است و بس کہ می آید۔ بخیال ما فارسیان الف وصلی در اوّل (ستارہ) آوردہ استارہ کردند دیگر ہیچ و ماخذ (ستارہ) بجایش مذکور شود (اردو) ستارہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) (اسم مذکر) کوکب دیکھو از زن زرّین۔

(۲) استارہ۔ بقول برہان و مؤید و سروری و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری بالکسر شامیانہ و سائبان را ہم گویند۔ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی سائبان و چادر و خیمہ و شامیانہ باشد۔ **مؤلف** گوید کہ بہار بر لفظ (ستارہ) کہ بدون الف وصلی است این را بالفتح آوردہ گوید کہ بر وزن شرارہ نوعی از چادر باشد کہ آنرا شامیانہ خوانند و خیمہ نیز کہ از پارچہ بسیار نازک دوزند بجہت منع مگس و پشّہ و آنرا درین زمان پشہ دان گویند و بمعنی چادر شامیانہ بکسر ہم آمدہ **مؤلف** عرض کند شامیانہ و سائبان ہم بالای سر بلندمی باشد پس عجبی نیست کہ فارسیان از معنی اوّل این را مجازاً گرفتہ باشند و آنچہ صاحب ناصری بمعنی خیمہ گرفتہ مقصودش ہمان باشد کہ برہان بر لفظ (ستارہ) صراحت آن کردہ و ازہمین صراحت می کشاید کہ (استارہ) را بالفتح ہم توان خواند (اردو) شامیانہ۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ کپڑے کا سائبان۔ آسمان گیر۔ مچھردان۔ دکن مین اس پردۂ سائبان کو کہتے ہین جو جالی یا باریک کپڑے سے بنایا جاتا ہے۔ اور پلنگ یا فرشی بچھونے پر لٹکایا جاتا ہے تاکہ مچھرون سے بچین۔ صاحب آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہے بعض اہل زبان سے ہم نے مچھردان سنا ہے لیکن اکثر محاورۂ اردو مین مسہری کا پردہ کہتے ہین۔

(۳) استارہ بقول برہان و مؤید و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری بالکسر بمعنی مسطر فولادی و چوب جدول کشان است بخیال ما فارسیان این را از معنی چہارم مجازاً گرفتہ باشند کہ صورت مسطر فولادی مشابہ تارہا شد و جا دارد کہ فارسیان (ستار) را بزیادت ہای نسبت در آخر و الف وصلی در اوّل (استارہ) کردہ مجازاً برای مسطر فولادی نام نہادہ باشند ما می گوئیم کہ مسطری را ہم (استارہ) توان گفت کہ از رشتہ درست کنند کہ او ہم تارہا دارد و چوب جدول مجاز آن باشد کہ بوسیلۂ ان ہم نشان سطر درست میشود۔ (اردو) زوّل۔ بقول آصفیہ جدول کش۔ لکیرین کھینچنے کا گول ڈنڈا۔ (مذکر) ۔مسطر۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ وہ کاغذ کی وصلی جسپر سطرین کھینچنے کے لئے ڈورے سے سی لیتے ہین (مصحفی ۔۔۔) زخم اس تیغ کے ہین میرے تن لاغر پر ؎ جیسے پرکار سے خط کھینچے کوئی مسطر پر ؎

(۴) استارہ ۔ بقول برہان و مؤید و (لودی و پہلوی) و ناصری و سراج و ہفت و شمس بالکسر طنبور سہ تار را گویند صاحب سروری فرماید کہ استارہ طنبوری کہ سہ تار داشتہ باشد و صاحب جامع فرماید کہ مرادف ستارہ باشد و بس مؤلّف گوید کہ صاحب برہان (ستار) بدون الف و ہای ہوّز و (ستارہ) بدون الف اوّل ہم ہمین معنی نوشتہ پس عجبی نیست کہ اصل این (ستارہ) باشد یعنی طنبوری کہ منسوب و مرکب از سہ تار است ۔ فارسیان الف وصلی در اوّل این آوردہ ۔ (استارہ) کردند و (ستار) مخفّف آن بحذف الف اوّل و ہای ہوّز آخرہ (اردو) ستار بقول آصفیہ (اسم مذکر) ایک طنبورہ کی قسم کے باجے کا نام جس مین حضرت امیر خسرو دہلوی نے بہت کچھ ایجاد کیا۔ اوّل اوّل اس باجے مین صرف تین ہی تار ہوا کرتے تھے (رند ۔۔۔) چھیڑو پردہ اپنے عاشق

سے ٭ اس پری کا ستار کرتا ہے ٭

(۵) استارہ بقول برہان و سروری و جامع و ہفت و شمس و جہانگیری بالکسر نام بلوکیست از مضافات لاہیجان و نام قلعۂ از ملک دکن۔ صاحب مؤید بر معنی آخر الذکر قانع و صاحب ناصری بر معنی اوّل الذکر۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل نسبت معنی آخر فرماید کہ نام قلعۂ دکن (ستارہ) است بدون الف و فارسی نیست کہ گویند در اصل ستارہ بود (انتہی) مؤلف گوید کہ مقصود برہان جز این نباشد کہ فارسیان (ستارہ) را بمعنی آخر الذکر بزیادت الف وصلی (استارہ) ہم استعمال کردہ باشند عیبی ندارد و عجب است کہ صاحب برہان این ہر دو معنی را بر (ستارہ) نہ نوشت و وجہ آن جز این نباشد کہ استعمال فارسیان بہمین دو معنی با الف وصلی باشد انچہ فارسیان بلوک خود را بدین نام موسوم کردند جز این نیست کہ آبادیش بر بلندی بود مجاز از معنی اوّل یا بخط مستقیم باشد بمجاز معنی سوم و انچہ اہل ہند قلعۂ را بایں نام (ستارہ) موسوم کردند عجبی نیست کہ ماخذ آن استر باشد کہ بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی سلاح و حربہ آمدہ و قلعہ ہم مقام حرب و سلاح و حربہ باشد یا ماخذ این (ستار) باشد کہ بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی فرصت و قابوست کہ قلعہ ہم جای فرصت و قابو باشد و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) استارہ۔ مضافات لاہیجان سے ایک شہر کا نام (مذکر) اور ستارہ دکن کے ایک قلعہ کا نام ہے۔ مذکر

استاسنہ (الف) (استعمال) صاحب بول چال ذکر (الف و ب) ہر دو کردہ و صاحب

استاسیون (ب) رہنما بر (ب) قانع این مفرس است از (اسٹیشن) کہ در انگلیسی زبان جای قیام را گویند۔ ہمچو ریلوی اسٹیشن کہ برای فرود آمدن و سوار شدن مسافران و دیگر ضروریات

مقامی۔ ازقبیل نقل وحرکت سامان وغیر ذٰلک در راہ سلک الحدید۔کالسکۂ دخانی درست کنند کہ
آن کالسکہ پنج یا دہ دقیقہ یا کم وبیش از آن در انجا قیام کند و یا ز راہ خود گیرد ناصرالدین شاہ
قاچار در سفرنامۂ خود ذکر این کردہ وبعض معاصرین عجم در روزمرۂ خود این را (استیشن)
ہم خوانند (اردو) اسٹیشن۔ بقول امیر (انگریزی) مذکر۔ قیام کی جگہ جیسے ریلوے اسٹیشن
یعنی وہ مکان جہان ریل مسافرون کو سوار کرنے اور اتارنے کے لئے ٹھہرتی ہے۔

استافیل بقول برہان وہفت وغیاث وانند بروزن اسرافیل بلغت رومی انگور را گویند
وبعربی عنب خوانند۔ صاحب محیط بر انگور فرماید کہ بروزن رنجور ہم فارسی است بعربی (عنب)
وبترکی (اوزم) وبہندی (داکھہ) گویند و آن ثمر مشہور درخت تاک و رز است کہ آنرا بیونانی
(انبالس) گویند و رنگ آن سفید وسرخ وسیاہ آنزا العربی (احداق البقر) گویند۔ بری وجبلی
وبستانی می باشد وہر یک از آن تابستانی وزمستانی واقسام آن بسیار و بحوالۂ شیخ می فرماید کہ انگور
سفید بہتر از سیاہ است گرم وتر در آخر اول وگویند بسیار شیرین آن گرم وتر تا دوم۔ بہترین میوہ
ودر غذائیت وتولید خون صالح مصفّی خون۔ دافع مواد سوداوی واحتراقی وجالی ومنضج
وسریع الانحدار ومصلح وموافق حال ومنافع بسیار دارد (اردو) انگور۔ مذکر۔ دیکھو ازم
کے دوسرے معنی۔

استاک بقول صاحب جامع بروزن مسواک۔ شاخی کہ تازہ از تاک روید۔ صاحب ہفت
این را بکاف فارسی آورد فرماید کہ شاخی تازہ کہ از درخت تاک وسنبل وغیرہ می روئید و
باشد خان آرزو در سراج بہ تعمیم معنی متفق با صاحب ہفت مؤلف عرض کند کہ بخیال ما این

مبدّل (استاخ) است که با خای معجمه در آخر بهمین معنی گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود خای معجمه را بکاف فارسی بدل کنند چنانکه (تلخ) و (تلک) و (خمان) و (کمان) پس کاف عربی را بقول هفت کاف فارسی گرفتن درست نباشد و تعمیم در معنی مسلمهٔ محققین فرس است که بمعنی اول (استاخ) گذشت و تخصیص صاحب جامع جزین خیال نباشد که (تاک) که درخت انگور را گویند داخل این لغت است پس (اس) را بمعنی اصل هر چیز گیریم چنانکه گذشت و شاخ هم من وجه مشابهٔ اصل هر درخت باشد که درخت بدون شاخ ثمری دهد و بجز و تنه بکار ش نمی خورد و جا دارد که اصل این بمعنی خاص رست تاک) باشد که (رست) بالفتح بقول ساطع در سنسکرت بمعنی زور و قوت آمده و بالضم بمعنی پسر پس شاخ تازهٔ هر درخت علامت زور و قوت آنست و شاخ درخت را پسر درخت هم توان گفت که زادهٔ درخت است دو تای فوقانی جمع شد یکی را حذف کردند و الف وصلی در اول آورده (استاک) کرده باشند باقی حال اگر این را بمعنی خاص گیریم اندرین صورت معنی عام مجاز باشد۔

(اردو) دیکھو استاخ کی دوسری معنی۔

استام بقول برهان و جامع و انند بضم اول بروزن دشنام (۱) ساخت زین و یراق اسپ را گویند که از طلا و نقره باشد و (۲) بمعنی معتمد و اعتمادی هم آمده۔ صاحب رشیدی بر معنی اول قانع و گوید که (ستام) و (اوستام) هم آمده صاحب سروری بذکر معنی اول از ناصر خسرو سند آورده (ع) بفرش و اسپ و استام و خزینه ٭ چه افرازی چنین از فخر سینه ٭ از زر ساختم استام و تنگت ٭ وز ابریشم فسار و پالهنگت ٭ صاحب جهانگیری بذکر هر دو معانی فرماید که بمعنی دوم (اوستام) هم آمده صاحب شمس گوید که اصل این (استوام) بود بحذف واو (استام) شد بمعنی

سازِ مرکب چون لگام وجز آن که از زر و نقره سازند و ذکر معنی دوم هم کند بحوالهٔ جهانگیری **مؤلف** عرض کند که غلطی کتابت یا تسامح مؤلف شمس اللغات است که (اوستام) را (استوام) نوشته خان آرزو در سراج بذکر معنی اول فرماید که (ستام) مخفف (استام) و (استام) مخفف (اوستام) باشد صاحب برہان (استام) را بدون الف اول بمعنی اول ذکر کرده و (اوستام) با واو بهر دو معنی نوشته - صاحب (دری وپہلوی) فرماید که (استام واوستام) هر دو را ی معنی اول (۳) بمعنی لگام هم آمده (ناصر خسرو ۵۳) چون بر آہختی زتن شرم ای پسر ؛ یافتی دیبا و اسپ و اوستام ؛ **مؤلف** گوید که درین شعر (استام) بمعنی اول زیاده ترچسپان است - البته در شعر دوم سند سروری (استام) بمعنی لجام مخصوص باشد - بالجمله بخیال ما میرسد که معنی سوم اصل باشد یعنی (ستام) مبدّل (لجام که معرب لگام است) فارسیان بقاعدهٔ خود لام را با سین و جیم عربی را بہ تای فوقانی بدل کردند چنانکه (لج وسج) و (تاراج و تارات) پس فارسیان الف وصلی در اول (ستام) آورده (استام) کردند و مجازاً بمعنی ساز و سامان اسپ گرفتند - اگرچه لجام در زبان عرب بکسر اول است ولیکن اصلش (لگام) بقول برہان بضم اول آمده ازینجاست که فارسیان (ستام واستام) را هم بضم اول گرفته اند بعض محققین (لگام) را بفتح اول هم نوشته اند درین صورت باید که (ستام واستام) را هم بالفتح خوانیم و اصح آنست که (ستام واستام) بالکسر باشد که این مفرس است از معرب و معرب بالکسر گذشت خلاصه اینست که فارسیان در روزمرهٔ خود حرکات و اعراب حروف را بر اصلیت قائم ندارند و لہجهٔ شان تصرفی میکند دیگر هیچ - مخفی مباد که در (اوستام) واو زائد است مطابق قاعدهٔ فارسی

کر (استاد) را (اوستاد) ولافتادن) را (اوفتادن) کردند و بعضی برآنند کہ اصل این (اوستام) بواو دوم است (اوست) بقول صاحب کنز کہ محقق ترکی است بمعنی بالا و فوق باشد فارسیان بزیادت الف زائد در آخرش میم تخصیص را زائد کردند (اوستام) شد بمعنی چیزی مخصوص برای فوق وکنایتہً ساز و سامان اسپ را نام کردند کہ بالای اسپ قائم می شود اندرین صورت (استام وستام) مخفف (اوستام) باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال آنچہ صاحبان تحقیق معنی اول را از طلا و نقرہ مخصوص کردہ اند قابل غور است بعض ازاینہا بر لفظ (ستام) نوشتہ اند کہ معنیش مطلق ساز و سامان ولجام اسپ است و سر افسار مخلی بزر و نقرہ ہم آمدہ (الخ) پس تخصیص طلا و نقرہ در معنی اول نباشد ومجازاً برای ساز و یراق قیمتی ہم استعمال شدہ نسبت معنی دوم عرض می شود کہ حیف است کہ سندی پیش نشد وحالا در روزمرہ معاصرین عجم متروک (اردو) گھوڑے کا ساز و سامان جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہو۔ مذکر (۲) معتمد۔ بقول صاحب آصفیہ اعتماد کیا گیا۔ قابل اعتبار (۳) لگام۔ بقول آصفیہ فارسی اسم مؤنث۔ باگ۔ لغام۔ وہ لوہے کی بنی ہوئی چیز جس مین تسمہ باندھکر گھوڑے کے منہ مین اسے قابو مین رکھنے کے واسطے لگا دیتے ہین۔

استان	(الف) بقول برہان بفتح اول بروزن مستان (۱) جای خواب و آرامگاہ
استانہ	(ب) باشد۔ صاحب جامع ذکر ہر دو کردہ کہ مرادف یکدیگر است و آرتہ

دہار نسبت الف گوید کہ (۲) بہ پشت باز افتادہ (نشر طلا منیر) ستیزہ جویان بر آستان اجل استان می خوابیدند"۔ خان آرزو در سراج نسبت ہر دو لغت بذکر معنی اول نوشتہ کہ بہندی (استھان)

گویند چون اشتراک این دو زبان است این قدر تفاوت مضائقه ندارد پس هردو یکی باشد۔ چنانکه (اشتر) که بتای هندی در هندی آمده و بفوقانی در فارسی شهرت دارد۔ صاحب جهانگیری بذکر هردو بمعنی اوّل قانع و برای (ب) از مولوی معنوی سند دهد (ے) گوئی از تو به بسازم خانهٔ * در زمستان باشدم استانهٔ * صاحب انند (الف) را بهر دو معنی و (ب) را بمعنی اوّل مخصوص کند۔ صاحب برهان برلفظ (ستان) بدون الف اوّل معنی دوم را ذکر کرد و در ینجا گذاشت مولف عرض کند که استهان در سنسکرت بقول صاحب ساطع بمعنی جای و مکان است فارسیان در (الف) های هوّز این را حذف کردند و در (ب) های نسبت در آخرش زیاده کرده معنی اوّل گرفتند۔ نسبت معنی دوم عرض می شود که (الف) مرکب باشد با (است) بالکسر که بمعنی (توقف کن) گذشت و الف و نون که بر صیغهٔ امر آمده افادهٔ معنی فاعل کند چنانکه (جویان و گویان) پس معنی لفظی (استان) توقف کنان باشد و معنی دوم مجاز آن و های هوّز در آخر (ب) زائد است و بس همچون (خونخوار و خونخواره) پس باید که این هردو را بمعنی دوم بالکسر خوانیم (اردو) (الف) و (ب) (۱) آرامگاه۔ بقول امیر (مونث) سونیکا مقام (قلق ے) سوچی تدبیر راه مین اسکی * گئی آرام گاه مین اسکی * (۲) چت لیٹا ہوا۔ پیٹھ کے بل پڑا ہوا۔

(الف) استانید	(الف) بقول برهان بفتح اوّل بر وزن چسپانید بمعنی باز داشت و
(ب) استانیدن	منع رفتن کرد۔ صاحب رشیدی از مولوی معنوی سند آورده۔

(ے) مرکب استانید و پس آواز داد * آن پیام و آن تحیت باز داد * و بقول صاحب ناصری بمعنی بگیرید و بمعنی باز داشتن نیز۔ صاحب سروری هم بمعنی اوّل الذکر ذکر این کرده مولف

عرض کند که (الف) ماضی مطلق است از مصدر (ب) به یای معروف وصیغهٔ جمع حاضر مضارع بیای
مجهول از همان مصدر بجمیع معانی (ب) و (ب) بقول صاحب بحر بالفتح (۱) بمعنی استادن
که گذشت و (۲) باز داشتن ومنع کردن از رفتن و (استاید) مضارعش مؤلف گوید که مضارع
این (استاند) به نون پنجم باشد نه (استاید) به یای تحتانی صاحب موارد مؤید خیال ماست۔
صاحب جامع بمعنی دوم قانع۔ خان آرزو در سراج فرماید که (۳) بمعنی گرفتن وستانیدن مخفف
این و (۴) اشاره کردن و بذکر معنی دوم فرماید که متعدی استادن است (الخ) وبقول
نوادر استاده کردن که بمعنی دوم گذشت ونیز لغتی است از ستدن بمعنی گرفتن۔ وصاحب
موارد بمعنی دوم قانع مؤلف گوید که بمعنی اول که بر استادن گذشت صراحت کرده ایم
که لازم ومتعدی هردو آمده پس (استانیدن) هم بمعنی اول هردو باشد آنچه خان آرزو این را متعدی
استادن گفته ازین ظاهر می شود که (استانیدن) لازم نباشد وچنین نیست و در معنی چهارم هم کسی
از محققین فرس با او نیست حیف است که سندی از نظر ما هم نگذشت ونسبت معنی
سوم بیان کرده اش عرض می شود که خبر این نباشد که الف وصلی در آخر (ستانیدن) زیاده
کرده اند بخیال ما فارسیان این مصدر را ساخته اند از (ستا) لغت سنسکرت که بقول صاحب
ساطع بالفتح اول بمعنی زور وقوت است و (ست) بدون الف هم بدین معنی آمده ودر همهٔ
معانی متذکرهٔ بالا زور وقوت را دخل است که استاده شدن وکردن و باز داشتن از رفتن وگرفتن و
اشاره کردن همه از زور وقوت تعلق دارد۔ فارسیان اول از (ستا) بزیادت علامت مصدر ستادن
کردند و باز بزیادت الف وصلی در اولش (استادن) شد وبقاعدهٔ فارسیان متعدیش (استانیدن)

امّا انچہ فارسیان استانیدن را بمعنی لازم و استادن را بمعنی متعدی ہم گرفتہ اند تصرف در استعمال است
وبس (اردو) (۱) دیکھو استادن (۲) روکنا۔ جانے نہ دینا (۳) لینا (۴) اشارہ کرنا۔

استای بقول برہان و انندو نوادر و ناصری وہفت بکسر اول وسکون یای حطی (۱) امر بہ استادن است بمعنی استادہ شو ما اشارۂ این بہ استادن کردہ ایم کہ امر استادن نباشد۔ بلکہ موافق قیاس امر مصدر (استاییدن) بہردو تحتانی است ولیکن محققین فرس (استاییدن) را بمعنی ستانیدن و استادن وستودن ذکر نکردہ اند و بجایش (استانیدن) بنون پنجم و تحتانی ششم آوردہ مرادف ستانیدن و استادن گفتہ اند چنانکہ گذشت ولیکن صاحب بحر عجم و دیگر محققین (ستاییدن) را بمعنی آلف وصلی و باہردو یای تحتانی مرادف ستودن گفتہ اند پس وجہی نیست کہ (استاییدن) بزیادت الف وصلی مرادف (استودن) نباشد و (استای) امر آن بمعنی ستایش کن۔ مخفی مباد کہ فارسیان (ستودن) را بمعنی مدح وثنا کردن بزیادت الف وصلی (استودن) ہم آوردہ اند کہ می آید و امر (استودن) را استای گفتہ اند پس ہم برین قیاس امر (استودن) استای ہم باشد ولیکن تحقیق آن بر (استودن) کنیم محققین فرس از حقیقت ماخذ و قواعد فارسی کار نگرفتہ اند اینجا کہ (استای) را امر (استادن) نوشتہ اند۔ ما بر (استادن) صراحت کردہ ایم کہ امرش (است) بکسر اول نہ (استای) پس نتیجۂ این ہمہ جگر کاوی آنست کہ (۲) استای) امر استاییدن بہردو تحتانی باشد بمعنی ستای یعنی مدح وثنا کن ضیٰ الدین نیشاپوری در کلام خود (استای) بمعنی قائم شو آوردہ (؎) اسپ چہ طاقت تو دارد زین برگہ نہ پہ تخت چہ در خور تو باشد بر چرخ استای صاحب موارد بہ استناد ہمین شعر (استای) را امر استادن آوردہ و عجبی نیست کہ دیگر محققین

هم به همین استناد معنی اوّل را نوشته اند مؤلف گوید که اندرین صورت در (استای) باید که الف و یای آخر را زائد گیریم که فارسیان الف را هم زائد گیرند و یای تحتانی را هم (معنی است) را که امر استادن است بزیادت الف و دوم (استا) گردند و (استا) را بزیادت تحتانی (استای) دیگر هیچ (اردو) کھڑا رہ - دیکھو استادن - (۲) سراہ - مدح و ثنا کر (سراہنا) کا امر -

استاییدن | بالکسر بهردو یای تحتانی پنجم و ششم مرادف (ستاییدن) است که می آید بمعنی مدح و ثنا کردن محققین فرس این مصدر را فروگذاشته اند و بر (ستاییدن) قناعت کرده اند ما بر (استای) بحث کرده ایم که امر همین (استاییدن) است پس وجهی نیست که ذکر این مصدر نکنیم - حاصل انیست که (استاییدن) بزیادت الف وصلی است بر (ستاییدن) - صاحب بحر عجم بر مصدر (استانیدن - به نون پنجم) مضارعش را (استاید - بیای تحتانی پنجم) نوشته است و نیز گوید که تبدیل نون بیای حطی در صیغه های غیر سالم این مصدر سماعی است مؤلف گوید که تسامح او ست که نه چنین باشد بلکه مضارع (استانیدن) استاند به نون پنجم است چنانکه مضارع (ستانیدن) ستاند باشد و این چیزی نیست جز این که فارسیان (ستانیدن) را بزیادت الف وصلی (استانیدن) کردند و (ستاند) را (استاند) بالجمله یای تحتانی را در آن دخلی نیست بلکه (استاید) به یای تحتانی پنجم مضارع (استاییدن) است که ما وجودش را قائم کرده ایم قتامل (اردو) سراہنا - مدح و ثنا کرنا -

استبر | بقول برهان و رشیدی و جامع بابای ابجد بر وزن اسطبر بمعنی سطبر و گنده و غلیظ باشد صاحب برهان بر (ستبر) هم همین معنی نوشته گوید که (سطبر) با طای حطی معرب انیست صاحب

ناصری فرماید که استبرق معرّب این باشد که قماش غلیظ و گنده را گویند۔ صاحب سروری صراحت کند که بکسر همزه و سکون سین مهمله و فتح تای فوقانی است چنانکه دقیقی آورده (ع) دو بازوش استبر و پشتش قوی ٭ فروزان از و فرّهٔ خسروی ٭ صاحب هفت گوید که بضم اوّل و سکون سین مهمله و ضمّ مثناة فوقانی و فتح موحدّه تحتانی با رای مهملهٔ زده۔ باشد مؤلف گوید که از کلام دقیقی که بالا مذکور شد فتح موحدّه ثابت نمی شود که مخل وزن شعر است خان آرزو در سراج تصراحت نوشته بکسر اوّل و فوقانی مفتوح و بای موحدهٔ ساکن و فرماید که اگرچه امام سیوطی از جوالیقی و ابوحاتم در مهذّب روایت کرده که (استبرق) معرّب انیست ولیکن ظاهرا (استبرق) معرّب (استبره) بزیادت های مختفی است و (استبر) و (استبره) یکی است و این از جملهٔ لغات غیر عربی است که در کلام مجید واقع شده مؤلف عرض کند که بخیال ما (استبرق) معرّب (استبرک) است چنانکه بحث این بر (استبرک) می آید و در (استبر) و (استبره) فرق عام و خاص است که ذکر این هم بر (استبرک و استبره) مذکور شود۔ صاحبان انند و غیاث بر (سطبر) تصدیق قول برهان کنند که عربی است و معرّب (ستبر) فارسی (الخ) مخفی مباد که فردوسی که اکثر پابند لغت فرس است در شهنامه (ستبر) را بهمین معنی آورده (ع) چو چندی بر آمد برین سالیان ٭ به بد سرو بالا ستبر میان ٭ پس خیال ما این است که ستبر۔ بکسر اوّل اسم جامد فارسی زبان است و صاحبان تحقیق هم تصدیق این کرده اند فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اوّل این آورده (استبر) کردند و حلیهٔ بیان کردهٔ صاحب سروری با ستنا و کلام دقیقی معتبر است (اردو) گنده۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ موٹا۔ سطبر۔ غلیظ۔

استبرک بقول صاحب ضمیمهٔ برهان دیبای گنده وسطبر باشد- دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد اما صاحب سوار السبیل بر (استبرق) بصراحت معنی بالا گوید که فارسیان این را (استبرک) گویند مؤلف عرض کند که انچه بعض اہل تحقیق بضمن (استبر) نوشته اند که (استبرق) معرّب (استبره) باشد قابل غور است بخیال ما (استبر) اصل است بمعنی مطلق گنده وسطبر که گذشت فارسیان بزیادت کاف عربی یا ہای ہوز نسبت آن را (استبرک) یا (استبره) کرده برای دیبای گنده وسطبر مخصوص کردند واہل عرب به تبدیل کاف عربی به قاف معرّب آن (استبرق) قرار دادند چنانکه (منجنیک) و (منجنیق) صاحب محیط المحیط (استبرق) را ذکر کرده فرماید که دیبای غلیظ است وصراحت کند که معرّب (استروه) فارسی باشد ما می گوئیم که تسامح اوست از بیانش این قدر متحقق شد که (استبرق) بمعنی دیبای غلیظ است نه محض سطبر و گنده- پس قیاس ما متحقق شد که (استبرق) معرّب (استبرک) است نه (استبر) زیرا که (استبر) بمعنی دیبای غلیظ نیامده (اردو) استبرق- بقول امیر- (مذکر) استبره کا معرب ایک سنگین ریشمی کپڑے کا نام جو نہایت چکیلا اطلس کے مثل ہوتا ہے- (منیر ۵) خدمت روضهٔ پرنور کرے کیا رضوان ❊ فرش استبرق وسندس تو ہوا مستعمل ❊

استبره مرادف (استبر) که گذشت صاحبان تحقیق این را بطور مستقل نه نوشته اند ولیکن ذکرش بضمن تعریف استبر گذشت و گویند که (استبرق) معرّب این است اگر ہمچنین باشد فارسیان ہای نسبت بر آخر (استبر) زیاده کرده اند وعربان ہای ہوز را به قاف بدل کرده معرّب کردند ولیکن خیال ما برخلاف این است که صراحت کاملش بر (استبرک) کرده ایم و ما (استبره) را مرادف (استبرک) خیال کنیم نه مرادف (استبر) د

به تحقیق ما (استبرق) معرّب (استبرک) است نه	(استبره) (اردو) دیکھو استبره استبرک۔

(الف) **استبعاد** بالکسر و کسر فوقانی لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب دور شدن و دوری جستن و دور شمردن۔ فارسیان این را با مصدر نمودن استعمال کرده اند و بمعنی بعید و دشوار شمردن گرفته اند۔ صاحب ارمغان ذکر این کرده از عالی شیرازی سند آورده (نثر) چه وقتی که می گفت ما را امیر آتش می کنند هم استبعاد می نمودیم" پس استعمال بمصدر مرکب۔۔۔

(ب) **استبعاد نمودن** با مصدر (نمودن) بمعنی دور از قیاس یا امید خیال کردن گرفته اند پس این را با مصادر کردن و ساختن هم استعمال توان کرد که مرادف (نمودن) است (اردو) بعید سمجھنا۔ مشکل خیال کرنا۔ ناممکن خیال کرنا۔ دور از عقل جاننا۔

استپوی بقول صاحب شمس بالکسر و بای فارسی نام کنیزک افراسیاب که بغایت جمیله بود۔ امّا چون افراسیاب گریخت بیژن او را دستگیر کرد۔ دیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد۔ ما نسبت وجه تسمیه این خیال می کنیم که مرکب است از (است) که بمعنی ستایش گذشت و (پوی) بقول برهان بمعنی رفتار پس (استپوی) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی قابل ستایش رفتار دارنده یعنی خوش رفتار مخفی مباد که همین لفظ به بای فارسی سوم و نون چهارم بجایش گذشت بخیال ما از روی ماخذ (استپوی) بفوقانی سوم و بای فارسی چهارم صحیح باشد امّا اکثر محققین فرس بر (اسپنوی) اتفاق کرده اند که گذشت والله اعلم بحقیقة الحال (اردو) استپوی۔ افراسیاب کی ایک کنیزک کا نام تها جو نهایت حسین تهی۔

استتباع لغت عربی است بکسر اول و تای فوقانی سوم و سکون فوقانی چهارم و عین مهمله در آخر بقول صاحب منتخب بمعنی پیروی کردن خواستن و بقول صاحب حدائق البلاغه صنعتیست

که ممدوح را نحوی ستایند که از یک مدح او مدح دیگر حاصل آید - صاحب مجمع الصنائع هم ذکر این کرده (انوری ﷺ) ای ز یزدان تا ابد ملک سلیمان یافته ؛ هرچه جسته جز نظیر از فضل یزدان یافته ؛ مخفی مباد که در مصرع ثانی بضمن مدح ممدوح از استثنا نظیر مدح دیگر عدیم المثالی او می بر آید و از یک مدح مدح دیگر حاصل می شود - صاحب حدائق بضمن تعریف صنعت (ادماج) فرق (ادماج) و (استتباع) را ظاهر می کند و بتعریف (ادماج) گوید که در کلام سوق مدعا متضمن مدعای دیگر باشد یعنی از یک کلام دو معنی حاصل آید و تصریح بمعنی دوم نکرده باشند پس فرق در (استتباع) و (ادماج) آنست که آن مختص بمدح است و این اعم از ان صاحب مجمع الصنائع مثالش میدهد (ﷺ) بس که سر بر دارم و مانم ببالین تا سحر ؛ در شب هجر تو گویا از اجل دارم حذر ؛ فرماید که مقصود از اظهار بیخوابی است در شب هجر و مستلزم معنی دیگر است و آن اظهار قرب هلاکتست از ناتوانی و الم - صاحب اسند مثالی از کلام حکیم شفائی برای (ادماج) آورده که واضح تر از اول الذکر است (ﷺ) اشعار شان که هست چو پیمان شان نحیف ؛ در محکمی است همسر بنیاد ارشان ؛ ظاهر است که درین شعر بضمن تمثیل سخافت اشعار نقص پیمان هم ظاهر شد و همین است (ادماج) و اضح باد که (ادماج) بالکسر هم لغت عرب است بمعنی در پیچیدن چیزی بجامه و در پرده داشتن - اهل بلاغت از همین معنی حقیقی - کنایةً معنی اصطلاحی را قائم کرده اند که مدعا و معنی دیگر بضمن مدعای اول در پرده می باشد ما (ادماج) را بجای خودش ذکر نکرده ایم ازین که بیانش بضمن (استتباع) باظهار فرق هر دو مستحسن بنظر آمده و حیف است که اشارهٔ این بجای خودش فروگذاشتیم تا تحقیق پسندان را که طالب تعریف (ادماج) باشند رہنمای تعریف (استتباع) شود مخفی مباد که پارسیان از برای این قسم صنائع بزبان خود

اسمی خاص ندارند و از اسمای عربی کار گیرند از ینجاست کہ ما ذکر این کردہ ایم (اردو) ادماج - عربی زبان کا لفظ ہے فن بلاغت مین ایک صنعت کا نام جو ایک مدعا کے بیان سے ضمناً دوسرا مدعا ظاہر ہو - یا بقول صاحب معیار البلاغت ایسا کلام ہو کہ اوس سے دو معنی حاصل ہون جیسے (امانت ؎) سنی کسی نے نہین غم کی داستان میری ؎ وہ کم سخن ہون کہ گویا نہین زبان میری آپ فرماتے ہین کہ لفظ (گویا) خواہ معنی گوینده لین خواہ مخفف گوئیا جو کلمۂ تشبیہ ہے **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ ہماری راے مین یہ مثال (صنعت ایہام کی ہے اس لئے کہ ایک لفظ سے دو معنی پیدا ہوتے ہین اور صاحب حدائق البلاغہ نے ذیل تعریف (ادماج) یہ صراحت کی ہے کہ اگر ایک لفظ سے دو یا کئی معنی حاصل ہون تو وہ ایہام ہے اور مجموع کلام سے دو معنی حاصل ہون تو وہ (ادماج) ہے پس ہماری راے مین (ادماج) کی مثال یہ بہتر ہے (؎) مثل ابرو ہے گرہ دل مین ترے ؎ تیری صورت سے ہے پیدا حال دل ؎ (استتباع) عربی بقول معیار البلاغت ایک صنعت کا نام ہے جسکو مدح موجّہ بھی کہتے ہین - یعنی کسی کی مدح اس طرح کرین کہ ایک مدح سے دوسری مدح حاصل ہو (؎) لب ترا شیرین سے ہے مانند سخن ؎ اور کمر معدوم ہے مثل دہن ؎ اس شعر مین شیرینی لب اور معدومی کمر کی مدح مقصود ہے اور ضمناً شیرینی سخن اور معدومی دہن کی تعریف بھی حاصل ہوئی -

(الف) **استحضار** لغت عرب است بقول صاحب اسند و منتہی الارب بالکسر ضاد معجمہ بمعنی یاد داشتن و حضور کسی خواستن و دوانیدن و بخود باز آمدن - فارسیان با مصدر داشتن استعمال کردہ اندیعنی ....

(ب) استحضار داشتن استعمال عرفی شیرازی گناه نامهٔ خویش ؛ چه غم که کاتب اعمال دارد استحضارش
بمعنی یاد داشتن آورده (ف) آب مهر توشستم (اردو) یاد رکھنا۔

استحکام لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب استوار شدن فارسیان این را
با مصادر خود مرکب کرده مصادر مرکبه ساخته اند چنانکه در ملحقات آید و مجرد (استحکام) در فارسی
زبان بمعنی حاصل بالمصدر یعنی (استواری) مستعمل (اردو) استحکام۔ بقول امیر (مذکر)
مضبوطی۔ پختگی (منتظر ف) گری از خود عمارت قصر تن کی ؛ ذرا آمین نه استحکام دیکھا ؛

استحکام پذیرفتن استعمال۔ بمعنی استوار
شدن و قائم شدن است۔ صاحب آصفی بذیل
استحضار از عالی شیرازی سند آورده (نثر) رگ
و ریشهٔ آن در ارض بلیات استحکام پذیرفت"
(اردو) جڑ پکڑنا۔ بقول صاحب آصفیه جمنا
مضبوط ہونا۔

استحکام دادنِ مکان استعمال باضافت
نون اول بمعنی قائم و بنا کردن مکان است چنانکه
عزین اصفهانی نوشته و صاحب آصفی بذیل لفظ
استحضار نقل عبارتش کرده (نثر) در هر دو فرسنگ
و کمتر از جوانب مکانی استحکام داده" (اردو)
مکان بنانا۔ عمارت قائم کرنا۔

استحکام گرفتن استعمال۔ بمعنی استوار شدن
است چنانکه صاحب آصفی بذیل لفظ (استحکام) از
ابوالفضل سندش آورده (نثر) بتجدید از فرستادن
مکتوب محبت اسلوب ضوابط وداد و قواعد اتحاد
استحکام گرفت" (اردو) مضبوط ہونا۔ مستحکم ہونا۔

استحکام یافتن استعمال بمعنی مستحکم و استوار
شدن است صاحب آصفی بذیل لفظ استحکام
ذکر این کرده از عزین اصفهانی سند آورده
(نثر) عهد محبت و وفاق درمیان استحکام
تمام یافته بود" (اردو) مستحکم ہونا۔

استخارہ لغت عربیست بالکسر بقول بہار بمعنی بہتری خواستن از خدا و فارسیان بمعنی مطلق فال استعمال کنند (کہ در ملحقات می آید) صاحب اننذ فرماید کہ در اصطلاح عربی بمعنی آگاہی جستن از غیب در مآل کاری و استخارہ در مذہب اہل سنت و جماعت بچند دستور است مختصر آنکہ دعای قنوط یا دیگر ادعیہ خواندہ بخسپند آنچہ شدنی باشد مناسبات آن بخواب مشاہدہ کنند و اکثر شیعیان بعد از خواندن ادعیہ چشم بستہ تخمیناً مقام ثلث دانہای تسبیح را بدو انگشت میگیرند و از انجا تا امام دو دو دانہ طرح می کنند اگر در آخر یک دانہ ماند علامت خیر است و اگر دو ماند علامت شر **مؤلف** گوید کہ استخارہ از آیات قرآن ہم کنند چنانکہ دو رکعت نماز گذارند و قرآن بدست گرفتہ از مدعا سوال کنند و قرآن را ناگہان بکشایند و از معنی آیت اولین جواب گیرند اعم ازینکہ واضح باشد یا بر سبیل کنایہ و اشارہ چون جواب تسکین بخش حاصل نشود از معنی سطر ہفتم یا یازدہم کار گیرند فارسیان ہمین عمل را استخارہ کردن مصحف گویند کہ می آید۔ یای حاصل فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر گرفتہ با مصادر زبان فرس بمعنی مصدری استعمالش کنند (اردو) استخارہ (عربی) مذکر۔ طلب خیر کرنا۔ کوئی بات کرنے یا نکرنے مین ایک طریق خاص سے اشارۂ غیبی چاہنا (سحر ۵) آئی جب وعدے کی شب اسے سحر جاکر باغ مین ؎ دانۂ انگور پر کیا استخارہ ہوگیا ؎

استخارۂ ذات الرقاع استعمال۔ صاحب بحر عجم ذکر این کردہ استخارہ ہمان است کہ گذشت (وذات الرقاع) بقولش نوعیست از استخارہ کہ برای استخارہ ارتکاب امری بر رقعۂ (افعل) و بر رقعۂ (لا تفعل) نوشتہ و آن رقعہا پیچیدہ زیر گوشۂ مصلا گذارند و بعد ادای نماز چشم پوشیدہ

یکی را از آن دو رقعه بردارند و امر و نهی هرچه آید
بر آن کار کنند - وارسته و بهار هم ذکر این کرده
و از محسن تاثیر سند آورده (ع) من و لباس
سحر دکه خرقه پوشی من ؛ باستخارهٔ ذات الرقاع
خوب آمد ؛ (اردو) استخارهٔ ذات الرقاع
ایک قسم ہے استخارے کی یعنی کاغذ کے دو پرچون
پر (کر) اور (نکر) کے الفاظ لکھکر اونکو جدا جدا
لپیٹ دیتے ہین اور پھر اون دونون کو مخلوط
کرکے جانماز کے نیچے رکھہ دیتے ہین اور بعد
ادائے نماز آنکھ بند کرکے ایک پرچہ زیر جانماز
سے لیکر دیکھتے ہین اگر اسمین (امر) ہے تو مقصود
کا جواب اثبات مین ہوگا اگر (نہی) کا پرچہ
نکلا تو نفی مین -

استخاره کردن | استعمال - صاحب آصفی
بذیل لفظ استخاره ذکر کرده و سندی از تاثیر
اصفهانی آورده مؤلف گوید که به معنی فال
جستن و نسبت مرکوز خاطر خود استشاره کردن
یا از نتیجهٔ مقصود خود خبر خواستن است (ع)
بروی غیر تو گر قصد یک نظاره کنم ؛ همان مصحف
روی تو استخاره کنم ؛ مخفی مباد که درین جا
استخارهٔ مصحف مراد است که ذکرش بر لفظ
استخاره گذشت و سند مطلق استخاره کردن از
کلام خواجه شیراز بهم رسیده (ع) بعزم توبه
سحر گفتم استخاره کنم ؛ بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم ؛ (اردو) استخاره کرنا - بقول امیر استخاره
دیکھنا - (اسیر ع) جنون نے تب بتایا ہے
مجھے رستہ بیابان کا ؛ کیا ہے استخارہ لے کے
جب کھلتا گریبان کا ؛

استخاره نمودن | استعمال - صاحب آصفی
بذیل لفظ استخاره ذکر این کرده و از تاثیر اصفهانی
سند آورده مرادف همان استخاره کردن است که گذشت
(ع) هزار شکر که هنگام رفتن از در تو ؛ چو استخاره
نمودم باشک راه نداد ؛ مخفی مباد که درین شعر استخاره
تسبیح مراد است (اردو) دیکھو استخاره کردن -

استخدام لغت عرب است بکسر اول و فوقانی سوم و بسکون خای معجمہ و فتح دال مہملہ بقول صاحب منتخب خدمت خواستن ازکسی و باصطلاح ارباب معانی و بیان آوردن کلمہ ایست بیک معنی و خواستن معنی دیگر بضمیری کہ باو راجع کنند خواہ آن معنی دیگر حقیقی باشد خواہ مجازی و این را از قسم محسّنات بلاغت دانند (انتہی) صاحب حدائق تمثیلش از کلام خود پیش کند ؏ (ـــ) تا ببزم خویش ما را دادہ است آن سرو بار ؏ از نہال قامتش آن را شدیم امیدوار ؏ فرماید کہ لفظ بار در مصرع اول بمعنی حضور است و از ضمیر (آن) کہ در مصرع ثانی راجع باوست ثمر مراد است (اردو) استخدام - صاحب معیار البلاغت فرماتے ہین کہ ایک لفظ ذو معنیین ذکر کرین اور ارادہ ایک معنی کا ہو اور دوسری جگہ معنی دوم ارادہ کرین جیسے (ـــ) مرکے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال ؏ جان دی ہمنے مٹا یا خلش ہجران کو ؏ مصرع اول مین وصال سے مرگ مراد ہے اور باعتبار لفظ ہجران کے مصرع دوم مین وصل بمعنی ملاقات سمجھا جاتا ہے **مؤلف عرض کرتا ہے** کہ صاحب معیار کی تعریف اور تمثیل دونون ہمارے دل کو نہین بہاتین استخدام وہ صنعت ہے کہ ایک لفظ کو جو دو معنی رکہتا ہو ایک معنی مین استعمال کرین اور کسی ضمیر کے ذریعہ سے دوسرے معنی کی جانب اشارہ کرین جیسے ہم نے شعر فارسی کا ترجمہ کیا ہے (ـــ) ہم نے پایا سرو قد جب سے تری محفل مین بار ؏ نخل قامت سے ترے ہم اوس کے ہین امیدوار ؏ مصرع اول مین (بار) بمعنی دخل مستعمل ہے اور بار کے دوسرے معنی ثمر ہین - اور مصرع ثانی مین ضمیر غائب نے معنی دوم کی جانب اشارہ کیا ہی

استخر بقول برہان و رشیدی و سراج باخای نقطہ دار بر وزن استبرق (۱) آبگیر و تالاب

راگویند و (۲) نام قلعه ایست در ملک فارس و چون در آن قلعه تالاب بسیار بزرگی هست آنرا
بدین نام خوانند و معرّب آن اصطخر است - صاحب ناصری نسبت معنی دوم فرماید که نام
شهری و قلعه ایست بفارس مشهور که تخت جمشید در آن بوده و بعد از جمشید (همای) بنت بهمن
عمارت آنرا افزوده و اسکندر یونانی خراب نموده - چون در آن قلعه تالاب و آبگیر بزرگی بوده
استخر و ستخر تالاب راگویند بدین اسم موسوم شد (حکیم زجاجی سه) مقاش در اول باستخر بود
که گردن کشان را بدان فخر بود * صاحب جهانگیری هم بسند همین شعر این را نام شهری گفته - صاحب
جامع فرماید که مرادف (ستخر) و (ستخر) بکسر اوّل و فتح خای معجمه بقول صاحب برهان مخفّف استخر
بخیال ما این مرکب است از (است) و (خر) که (است) مخفّف استهان باشد و استهان و ستان بمعنی
معنی مقام (کذا فی الساطع) و خر بقول برهان هر چیز بزرگ پس معنی حقیقی (استخر) مقام بزرگ و کنایه
از شهر یا قلعه یا تالاب که هر سه مقام بزرگ است - تالاب را وجه تسمیه این اصل گردانیدن
وجهی ندارد پس (استخر) اصل است و ستخر که می آید مخفّف آن - انچه خای معجمه در استعمال ساکن شد
و تای ساکن را مفتوح کردند تصرّف اهل زبانست که از دو لغت یک لغت مرکب قرار دادند -
(اردو) (۱) تالاب - بقول آصفیه (مذکّر) آبگیر - پانی کا بڑا چشمہ (۲) استخر ملک فارس کے ایک
قلعہ اور ایک شہر کا نام جس مین ایک بڑا تالاب ہے - مذکّر -

(الف) **استخراج** لغت عربی است بالکسر بقول صاحب منتخب از خود چیزی بیرون آوردن
و بیرون آوردن خواستن - صاحب آصفی این را بمعنی بر آوردن گفته - فارسیان این را بمعنی
حاصل بالمصدر استعمال نمایند و با مصادر خود مرکب کرده بمعنی مصدری گیرند چون ----

(ب) **استخراج شمردن** | کہ بمعنی استخراج کردن است - صاحب آصفی ذیل الف - ب را ذکر کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ (شعر) از روی تقویم سینہ ہا استخراج احکام نیت و لہا توانند فرمودن" (اردو) (الف) استخراج بقول آصفیہ عربی - مذکر - نکالنا - بر آمد نکالنا (ب) استخراج کرنا - کہ سکتے ہیں -

(۱۵۶۶) **استخراج کردن** | استعمال - مرادف استخراج فرمودن است کہ گذشت صاحب یوسف سراج استعمال این کردہ (نثر) از کتب فقہ فتوا ہا استخراج کردہ نشان دادند" (اردو) دیکھو استخراج فرمودن -

(۱۵۶۷) **استخفاف** | بکسر اول لغت عربیت بقول صاحب منتخب بمعنی سبک شمردن و خوار داشتن و سبک گردانیدن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر و مصدر استعمال کنند (ظہوری ؎) باستخفاف پیر سبحہ خوانان بودہ ام عمری ٭ برای عزت من زلف بت زنار می باید ٭ استعمال این با مصادر فرس بمعنی مصدری می آید (اردو) ذلیل کرنا - بے عزت کرنا - ذلیل سمجھنا - سبکی چاہنا

(۱۵۶۸) **استخفاف خواستن** | استعمال - ذلت خواستن و ذلت قبول کردن (انوری ؎) ز باد صولت او ٭ خاک خواہد استخفاف ٭ ز تف ہیبت او آب گیرد استسقا ٭ (اردو) ذلت قبول کرنا - ذلیل ہونا

(۱۵۶۹) **استخفاف کردن** | استعمال - بمعنی ساماں ذلت و خواری پیدا کردن و ذلت و خواری آوردن است چنانکہ انوری گوید (؎) بر مسلمانان آن نوع کنند استخفاف ٭ کہ مسلمان نہ کند صد یک از ان با کافر ٭ (اردو) ذلیل کرنا رسوا کرنا -

استخوان | بقول برہان و رشیدی و سروری و جامع و شمس و ہفت (۱) معروف است و آن عام است بر حیوانات و نباتات بر خلاف (استہ) کہ مخصوص بنباتات است کہ در عربی عظم خوانند

بہار بذکر معنی اول گوید کہ پنبہ زار - شیر - صبح - قلم - از تشبیہات اوست (ناصر علی ۱۴)
الٰہی ذرّہ دردی بجان ریز ؛ شرر در پنبہ زار استخوان ریز ؛ (ملا سالک یزدی ۵۲) عجب مدار
کہ طوطی شود بہ رنگ ہما ؛ شکر ز درد تو در شیر استخوان دارم ؛ (مسیح کاشی ۵۳) در شب خود
کاش امید سحری داشتم ؛ غیر صبح استخوان صبح دگر می داشتم ؛ (حیدر ذہنی کاشی ۵۴)
بعد از وفات ما قلم استخوان ما ؛ سرنیزہ نامہ ایست پنامہربان ما ؛ (نعمت خان عالی ۵۴)
خود پہ توی فلک کہ درین بیکسی اشود ؛ شمع مزار ما قلم استخوان ما ؛ (ملا علی رضا تجلی ۵)
در قطرہ قطرہ خونم پیکان آبدار است ؛ چون استخوان کہ پنہان در دانہ انار است ؛ (صائب
۵) تمام راحت و لطف اند اہل دل صائب ؛ کہ میوہ ہای بہشت استخوان نمیدارد ؛ (سعدی
۵) چو خرما بشیرینی اندود پوست ؛ چو بازش کنی استخوانی درو ست ؛ بہار گوید کہ بحذف
ہمزہ (ستخوان) مخفف این است - صاحب رشیدی فرماید کہ استعمال استخوان بیشتر در حیوانات
و (استہ) در میوہ ہا مستعمل مؤلف عرض کند کہ استعمال استخوان برای حیوانات و نباتات
ہر دو بکثرت آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ انچہ صاحب برہان (استہ) را مخصوص بانباتات
کردہ قابل غور است کہ خود او (پیلستہ) بمعنی استخوان فیل آوردہ کہ می آید - صاحب ہفت
بصراحت حلیہ لفظ نوشتہ کہ بضم اول و سکون سین مہملہ و ضمہ تای قرشت و فتح خای منقوطہ
و واو معدولہ الف و نون زدہ باشد - صاحب محیط فرماید کہ بعربی عظم و بہندی (ہڈی
و ہاڑ) و بیونانی (سمولولوس) و برومی (سپتون) و بترکی (سموس) گویند - بہترین آن استخوان
انسان - سرد در دوم و خشک در اول سوم - سوختۂ آن خشک در آخر سوم - قابض و

حابس و مجفف و محلل و منافع بسیار دارد۔ محققین فرس اتفاق دارند کہ این لغت فارسی
است و صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ہم این را فارسی نوشتہ امّا امیر خسرو استعمال
این در زبان ترکی کند (ﷺ) فلک کجرو لیکیدین شکوہ لارقیلسام تانگ ایرماس کیم ؏
ہما غہ استخوان تاشلاب چینغہ طعمہ قند ایتی ؏ (ترجمہ) اگر از کجروی فلک شکوہ ہا کنم عجبی نیست
کہ طعمۂ ہما استخوانش کرد و مگس را قند داد"۔ بعضی از ترکیان استامبول این را لغت ترکی
دانند و زباندانان جغتائی برآنند کہ این لغت فارسی و مستعمل در ترکی است شکسپیر در تالیف
خود کہ بانگلیسی زبان نوشتہ این را لغت فارسی گفتہ (اردو) استخوان۔ بقول امیر (فارسی)
مذکر۔ ہڈی۔ (سحر ﷺ) ہمانے بعد فنا کہا ئیں ہڈیاں میری ؏ سگ حضور کو کوئی نہ استخوان پہنچا
(۲) استخوان۔ بقول برہان و جامع و ہفت کنایہ از مردم اصیل و بزرگ۔ بہار گوید کہ بمعنی اصل
است۔ چنانکہ گویند فلان استخوان بزرگ دارد یعنی اصیل و نجیب است صاحب شمس ہم باہار
متفق خان آرزو در سراج گوید کہ بمعنی اصل و نسل و مجاز معنی اوّل است چنانکہ گویند کہ سلجوق
از استخوان افراسیاب است یعنی از نسل افراسیاب و فرماید کہ انچہ در برہان بمعنی اصیل و بزرگ نوشتہ
غلط است۔ صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب بذیل کنایات و استعارات از شیخ سعدی سند
آوردہ (ﷺ) چند استخوان کہ ہاون دوران روزگار ؏ خردش چنان بکوفت کہ خاکش غبار شد
امیر خسرو در مذمت چنگیز گفتہ (ﷺ) اصل ز سگ دان و زگرگ استخوان ؏ گربۂ بختی شدہ بوروے
نان ؏ بخیال ما این استعارہ باشد نہ کنایہ چنانکہ محققین بالا نوشتہ اند و (بزرگ استخوان) ازہمین
است بمعنی عالی خاندان کہ بجایش می آید (اردو) اصل۔ بقول امیر مؤنث۔ نسب۔ ذات۔

نطفہ جیسے (فقرہ) جنکی اصل مین فرق ہوگا اسی سے ایسے کام ہونگے۔ (جانصاحب ۵) کلو ہہتیاری کی خاطر جو مجھے چھوڑ دیا؛ اصل پر آہی گئے وہ قوم کے پہتیا رے ہین ؛

(۳) استخوان۔ بقول برہان و جامع و شمس و ہفت و سراج۔ سلاحی باشد از اسلحۂ جنگ۔ صاحب ناصری بذیل (استخوان غوار) سند این از نظامی آوردہ صاحب رشیدی و سروری گوید و صاحب ناصری بذیل (استخوان خوار) اشارۂ بدین معنی کند کہ دلاوران۔ از تہ پشت نہنگ را بطور سلاحی استعمال می کردند و فارسیان این سلاح را استخوان نام کردند (نظامی ۵) در آمد چو پیل استخوانی بدست؛ بگرز و پیل را استخوان می شکست؛ (اردو) استخوان۔ فارسی زبان مین ایک ہتیار کا نام ہے جو مگر مچھ کی پشت کی ہڈی سے بنایا جاتا ہے۔ (مذکر)

(۴) استخوان۔ بقول برہان و جامع و ہفت نام جانوریست غیر معلوم مؤلف گوید کہ ترک این بر ذکرش تفوق داشت عجبی نیست کہ فارسیان ہما را مجاز اً بدین نام موسوم کردہ باشند کہ استخوان خود می خورد (اردو) استخوان۔ فارسی زبان مین ایک جانور کا نام ہے جس سے محققین فرس خود نا واقف ہین (مذکر)

(۵) استخوان۔ بقول برہان و جامع استۂ خرما را نیز گویند مؤلف گوید کہ ذکر این بر معنی اول گذشت و این معنی پیدا نمیشود مگر باضافت و تخصیص با خرما ہم ندارد و از اہل زبان نشنیدیم کہ مجرد (استخوان) استۂ خرما گفتہ باشند حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) کھجور کی گٹھلی مؤنث۔ اردو مین (ہڈی) بقول آصفیہ گا جر کے اندر کی سخت چیز کو کہتے ہین۔

(۶) استخوان۔ بہ تحقیق ما استعارہ باشد از لفظ کہ مقابل معنی است و این مجاز باشد کہ معنی را مغز قرار داد

چنانکہ مولوی معنوی فرماید (ﷺ) ما ز قرآن مغز را برداشتیم ٭ استخوان پیش سگان انداشتیم ٭ (ا ر د و) لفظ بقول آصفیہ بامعنی کلمہ جو آدمی کے منھ سے نکلے۔ (مذکر)

استخوان افشاندن

(مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و ضمیمہ برہان و اننددا (۱) ریختہ شدن استخوان و (۲) تخم خرما در زمین کاشتن۔ صاحب مؤید (بر استخوان افشانده) ہمین دو معنی را بحوالہ قنیہ نوشتہ مؤلف گوید کہ افشاندن بقول بحر بمعنی ریختن و پاشیدن و نثار کردن و افگندن و پراگندہ کردن آمدہ پس معنی اول حقیقی است و معنی دوم مجاز و متعلق بامعنی پنجم لفظ استخوان حیف است کہ درینجا ہم سند معنی دوم پیش نشد بتحقیق ما (۳) بمعنی افگندن و انداختن استخوان ہم آمدہ۔ چنانکہ خاقانی شروانی گوید (ﷺ) خاصگان ذمیم از نخل کہن خرما ی تر نا خوردہ اند و برجہودان استخوان افشانده اند ٭ (ا ر د و) ہڈیان پاش پاش ہونا (۲) کھجور کی کاشت کرنا۔ (۳) ہڈیان پھینکدینا۔

استخوان انداختن

استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ بخیال ما مراد معنی سوم استخوان افشاندن است کہ گذشت (ﷺ) جہان استخوانیست بی مغز صائب ٭ بہ پیش سگ انداز این استخوان را ٭ (ا ر د و) دیکھو استخوان افشاندن کے تیسرے معنی۔

استخوان اندر گلو داشتن

(مصدر اصطلاحی) بند شدن گلو باشد چنانکہ صائب گوید (ﷺ) چنان ناسازگاری عام شد در روزگار ما ٭ کہ طفل از شیر مادر استخوان اندر گلو دارد ٭ بخیال ما این مراد ف آب در حلق شکستن باشد کہ گذشت۔ و عادت است کہ مادر اینکہ طفل شیر خوار است قوت فرو بی حلق کردن شیر و امثال آن کم دارد و اکثر شیر در راہ تنفس داخل شدہ گلویش را بند کند پس ازین عادت فطری صائب مضمونی لطیف انہ ناسازگاری پیدا کردہ است (ا ر د و) گلا بند ہونا۔

(۱۹۱)

استخوان بالیدن استعمال - بهار ذکر این کرده بمعروف قانع وصاحب آصفی واند هم هم زبانش مؤلف گوید که بالیدن بقول صاحب بحر بمعنی نمو کردن و بزرگ شدن است پس این بمعنی حقیقی است (اردو) ہڈی پیدا ہونا - بالیده ہونا -

استخوان بجای دندان بستن استعمال بقول بهار دندان از استخوان درست کرده بتار سیم یا آهن بستن در زمانیکه دندان بنا بر مرضی سست و متحرک باشد مؤلف گوید که چون دندان فرو ریزد یا سست و متحرک شود آنرا از دهن جدا کرده بجایش دندان مصنوعی از استخوان درست کرده قائم کنند خواه از تار یا بطریق دیگر و صناعان معاصر بعوض دندان مصنوعی از دندان فرو ریخته هم کار گیرند اگر درست باشد و نقصانی در رو پیدا نشده باشد (تاثیر سـ۵) خوبی رفت کانرا بد جانشین نگردد :: چون استخوان که بهند مردم بجای دندان :: (اردو) دانتوں کا چوکا لگانا

استخوان بحلق فرو بردن استعمال بقول بهار و اند و آصفی معروف و سندی پیش نشد - بخیال ما (۱) بمعنی حقیقی و (۲) بمعنی (مبتلای آفت شدن بدست خود) توان گرفت و این کنایه باشد که استخوان بحلق رفته گاهی حلق را بند کند و تکلیفی پیدا شود و معاصرین عجم با خیال ما اتفاق دارند (سعدی شیرازی سـ۵) توان بحلق فرو بردن استخوان درشت :: ولی شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف :: (اردو) (۱) ہڈی نگلنا - (۲) اپنے ہاتھوں مبتلای مصیبت ہونا - بلا میں گرفتار ہونا

استخوان برافشانده استعمال - بقول شمس بمعنی ریخته و بحواله ادات گوید که تخم خرما در زمین کاشته دیگر کسی از محققین ذکر این نه کرد و ضرورت هم نداشت که مصدر (استخوان افشاندن) بسه معنی گذشت و این مشتق است از همان و کلمه (بر) درین زائد است - الحاصل این ماضی مطلق است بزیادت های هوز در آخر از مصدر (استخوان برافشاندن) و باضافت استخوان

اسم مفعولش بہر سہ معنی (استخوان افشاندن)
(اردو) دیکھو استخوان افشاندن یہ اسی مصدر
کا ماضی مطلق یا اسم مفعول ہے۔
استخوانِ بزرگ (اصطلاح) بقول برہان
وبحر و ناصری وشمس وہفت کنا یہ از شخصی است
کہ او را نجابت و اصالت و نجابت و نسب
عالی بودہ باشد **مؤلف** گوید کہ بدین معنی
باید کہ بہ تقدیم صفت (بزرگ استخوان) خوانیم
کہ اسم فاعل ترکیبی باشد و باضافت۔ مرکب
توصیفی است بمعنی نسبِ عالی و بقول رشیدی
مرادف عالی نسب۔ حیف است کہ صاحب رشیدی ہم
قیام کردہ صاحب سروری از خسرو سند آوردہ ع
شد اندر تہ کوہ گران ہ گرچہ کہ بود بزرگ استخوان
صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور
اوّل و بضمن لفظ استخوان ذکر این کردہ معنیً و
تسامحاً ہمزبان برہان است عجب است از
خان آرزو کہ بذیل استعارات با برہان اتفاق
دارد و ہمزبانی محققین بالا این را بمعنی شخص اصیل
نجیب کنا یہ می نگارد و ما می گوئیم کہ کنا یہ ہم نباشد
بلکہ استخوان بزرگ باضافت و بفک اضافت
استعارہ ایست بمعنی نسب عالی و آفرین بر صاحب
مؤید کہ مؤید معنی ماست و بمقابلۂ محققین کثیر التعداد
حق سر است للہ العجب در تحقیق لغات چہ بی توجہی
بکار بردہ اند و قاعدۂ فارسی را لاشی شمردہ اند طرفہ
انیست کہ سند شان ہم تائید شان نمی کند (اردو)
خاندانِ بزرگ۔ مذکر۔
استخوان بند استعمال۔ بقول صاحب آنند
بحوالۂ فرہنگ فرنگ عصا ئیکہ بر استخوان شکستہ
بندند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد اما معاصرین
عجم بر زبان دارند و موافق قیاس است اسم فاعل
ترکیبی۔ یعنی چیزی کہ بوسیلۂ آن استخوان شکستہ را
بحالت اصلی قائم کنند (اردو) وہ لکڑی یا تختہ
خاص جس کے ذریعہ سے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو حالت
اصلی پر جا کر باندھتے ہین۔

(الف) **استخوان بندی** (اصطلاح) بقول بحر ربط و انتظام و ترتیب درست باشد و......

(ب) **استخوان بندی چیزی** بقول بہار کنایہ از درست کردن انگارہ و بستن و ترکیب الفاظ و عبارات و بند و بست اعضا و امثال آن باشد

مؤلف گوید کہ.........

(ج) **استخوان بندی کسی** بمعنی حقیقی است یعنی بند و بست اعضا۔ (الف) عام است و (ب) خاص برای درستی و انتظام کار و امثال آن و (ج) بمعنی بند و بست اعضا مخفی مبادکہ (ج) اصلست و (ب) مجاز آن (صائب ب ۵) بی قناعت نتوان شد ز سعادت مندان ٭ استخوان بندی دولت بہ ہما پیوست است ٭ (محمد اسحق شوکت ب ع) استخوان بندی الفاظ خوشم وام ہماست ٭ (محسن تاثیر ج ۵) محکم از عشق بتان جان فرح دشمن ماست ٭ استخوان بندی ما پنبۂ داغ تن ماست ٭ مخفی مبادکہ استخوان بندی چیزی و کسی حاصل بالمصدر است از (استخوان چیزی و کسی بستن کہ می آید (اردو) (الف) انتظام۔ مذکر (ب) کسی کام کا انتظام (ج) بندوبست اعضا۔ اعضا کا انتظام (الف) عام ہے اور (ب) اور (ج) خاص۔

استخوان پوسیدن استعمال۔ بقول بہار و آصفی بہ بای فارسی معروف۔ سندی پیش نشد مخفی مبادکہ (پوسیدن) بقول صاحب بحر بابای فارسی و واو مجہول بمعنی از ہم ریختن و گداختن و فرسودن و کہنہ و ناچیز شدن و پژمردہ گردیدن و آماسیدن آمدہ پس استعمال این بمعنی حقیقی است و معاصرین عجم بر زبان دارند (اردو) ہڈی کا گلنا۔ بوسیدہ ہونا۔ ورم کرنا۔

استخوانِ پوسیدہ وانمودن (مصدر اصطلاحی) صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب بذیل کنایات و استعارات ذکر این کردہ گوید کہ آبا و اجداد قدیم مفاخرت نمودن است دیگر کسی از محققین

فرس ذکراین نکرد (اردو) باپ دادا کے نام پر فخر کرنا۔

استخوان چیزی بستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (۱) درست کردن انگارہ و بستن ترکیب الفاظ و عبارت و (۲) بندوبست اعضا و مثال آن ما صراحت کاملش بر استخوان بندی کردہ ایم و درین جا ہمین قدر کافی است کہ معنی اول متعلق باین است و معنی دوم با (استخوان کسی بستن) متعلق کہ می آید۔ بہار گوید کہ مرادف (استخوان بندی چیزی) است **مؤلف** عرض کند کہ این مصدر اصطلاحی است و (استخوان بندی) حاصل بالمصدرش پس چگونہ میتوان شد کہ این مرادف آن باشد (خواجہ آصفی **سلہ**) ز استخوان من کہ از سنگ جنون صد جا شکست ؎ استخوان قصۂ فرہاد و مجنون بستہ اند ؎ (اردو) کسی کام کا انتظام درست کرنا کسی چیز کو مرتب کرنا۔ الفاظ و عبارت کی ترکیب درست کرنا۔

(الف) **استخوان خائیدن** استعمال۔ (الف)

(ب) **استخوان خوار** (ج) بقول

(ج) **استخوان خوردن** بہار و آصفی

ہر کدام معروف و صاحب انند نسبت (ب) نوشتہ کہ (۱) پرندہ ایست کہ ہما نام دارد و آن را (استخوان ربا) و (استخوان رند) و (استخوان رنگ) نیز گویند و (۲) بمعنی سگ ہم آمدہ **مؤلف** گوید کہ (الف و ج) بمعنی حقیقی است و (ب) اسم فاعل ترکیبی از (ج) بمعنی استخوان خورندہ۔ گویند کہ ہما۔ استخوان خود می خورد بہمین سبب او را استخوان خوار نام کردند و سگ ہم استخوان خوار است (سعدی شیرازی **سہ**) ہمای بر ہمہ مرغان ازان شرف دارد ؎ کہ استخوان خورد و طاری نیازارد ؎ (اردو) (الف) ہڈی چبانا (ب) ہما۔ بقول آصفیہ (فارسی) مذکر۔ ایک مشہور پرند کا نام جو ہڈیاں کہاتا اور کسی کو نہین ستاتا ہے اس جانور کی نسبت ایشیائی لوگون کا خیال ہے کہ جس کے سر پر یہ جانور

پھر جاے وہ بادشاہ ہوجاے یعنی دولت و سلطنت پاے بعض لوگ اسکو عنقا خیال کرتے ہین (ظفر ۵) کہاتا ہے زاغ گوشت فقط استخوان ہما ؛ کیا منصفی ہے زاغ کہان اور ہما کہان (ج) ہڈی کہانا۔

(الف) **استخوان دار** (اصطلاح) بقول بحر و بہار و وارستہ و انند محکم و قائم و آرستہ و بہار از ناظم ہروی سند آوردہ (۵) رہا منت است سبب گفتگوی محکم را ؛ کسی کہ خشک بود حرفش استخوان دار است ؛ صاحب آصفی باستنائ ہمین شعر مصدر --------

(ب) **استخوان داشتن** را نوشتہ از معنی ساکت است و مقصودش از سکوت جزین نباشد کہ او (ب) را (ا) بمعنی حقیقی پندارد و سندی کہ از کلام صائب می آرد ازان ہم معنی حقیقی پیدا است (۵) تمام راحت و لطف اند اہل دل صائب ؛ کہ میوہ ہای بہشت استخوان نمیدارد ؛ و بلحاظ معنی الف (۲) بمعنی استحکام داشتن و مستحکم بودن است۔ آما بخیال ما از سندی کہ بر (الف) گذشت می کشاید کہ استعمال --

(ج) **استخوان داشتن حرف** بمعنی درست بودن زبان و معقول بودن گفتگو و محکم بودن تقریر و مستحکم بودن قول است۔ اگراین را باستنائ ہمین شعر ناظم ہروی عام کنیم باید کہ (استخوان داشتن چیزی) قائم کنیم۔ بمعنی محکم بودن آنچیز ولیکن این را سندی باید و ما از معاصرین عجم مجرد (استخوان دار) بمعنی محکم و قائم نشنیدہ ایم۔

(اردو) (الف) محکم۔ بقول آصفیہ (عربی) مضبوط۔ پایدار۔ مستحکم۔ (ب ۱) گوشت مین ہڈی ہونا۔ میوہ مین بیج یا گٹھلی ہونا (۲) مستحکم ہونا۔ استحکام رکہنا۔ پایدار رہونا۔ (ج) گفتگو درست ہونا۔ معقول ہونا۔ تقریر درست ہونا بات بہروسہ کے قابل ہونا۔ پایدار رہونا یعنی جو کہین اوس سے نہ ٹلین۔

استخوان در پوست نگنجیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر غایت فرح حاصل کردن است **مؤلف** گوید که این کنایه باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد اگرچه سندی پیش نشد ولیکن موافق قیاس است معاصرین عجم هم این را درست خیال کنند (اردو) جامے مین پہولا نہ سمانا۔ بقول آصفیہ نہایت خوش ہونا۔ فرط خوشی سے آپے مین نہ رہنا۔ پہولا آنگ نہ سمانا۔

استخوان درد استعمال۔ بہار این را بای مہملہ ذکر کرد و صاحب انند بزای ہوز و ہردو از تعریف لفظ ساکت و باتفاق می فرمایند که قلب اضافت است۔ و سند ہر دو از کلام محمد قلی سلیم (ﮯ) ز تاثیر ہوای نفس ہرگز؛ ہما ہر دم کشد از استخوان درد؛ عجیب است که بہار در مصرع ثانی این (درد) را برای مہملہ گرفتہ و صاحب انند بزای ہوز (دزد) نوشتہ و از سند بالا مصدر (درد کشیدن) پیدا است که بجای خود ش مذکور شود۔ اگر ادعای ہردو را بلالحاظ سند بحال خود گذاریم (۱) استخوان درد) قلب اضافت (درد استخوان) و (۲) استخوان دزد) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی کسی که دزدی استخوان کند و بس۔ باقی حال این درخور آن نبود که بیانش کنیم۔ تسامح دو محققین ما را مجبور کرد که به تفصیلش پردازیم (اردو) (۱) ہڈی کا درد۔ مذکر (۲) ہڈیون کا چور۔ یعنی ہڈیان چرانے والا

استخوان در زخم گذاشتن (مصدر اصطلاحی) صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب بذیل استعارات و کنایات گوید که کنایه از تمام ناکردن کار مہمل و ناقص گذاشتن و این مثلی است مشہور که قصابی را استخوان بزخمی بود و جراح او را بطمع گوشت دادن معطل میداشت چون استخوان بدر آورد گوشت دادن موقوف شد چنانکه صاحب ناصری گفتہ (ﮯ) تا نگردد قطع لحم شام و چاشت؛

استخوان در زخم می باید گذاشت ۞ (انتهی) مؤلف
گوید که حکایتی که بالا مذکور شد ازان واضح میشود که
این مصدر تمثیلی است کنایه از دانسته توقف کردن
در کار نه کار را مهمل و ناقص گذاشتن جراح طمع
گوشت استخوان از زخم قصاب نه بر آورد و عمداً در
لیت ولعل انداخت ما این را مصدر تمثیلی نام
کردیم از ینکه کنایه این پیدا می شود از حکایتی خاص
و هر مشتقی که ازین مصدر مستعمل شود تمثیلی را ماند چنانچه
در مصرع ثانی سند است - دیگر کسی از محققین فرس
ذکر این نکرد و این بر زبان معاصرین عجم است.
(اردو) کسی کام میں عمداً ڈھیل کرنا - صاحب
آصفیہ نے (ڈھیل کرنا) بمعنی دیر کرنا - وقت گزارنا
لکھا ہے - اور ڈھیل دینا بھی کہہ سکتے ہیں -

استخوان در کام شکستن (مصدر اصطلاحی)

بهار ذکر این کرده از معنی ساکت - صاحب آنند
گوید که مرادف (استخوان زیر گلو داشتن) است
و از تعریف مصدر آخر الذکر ساکت و صاحب آنند
بر معروف قانع و هر سه محققین از کلام صائب
سند آرند (ص) کلکم که نی بناخن شکرستان شکست ۞
در کام طوطیان ز شکر استخوان شکست ۞ مؤلف
گوید که کنایه باشد از بند شدن گلو و آواز نه بر آمدن
مخفی مباد که شکستن درین جا بمعنی لازم است
(اردو) گلا بند ہونا - زبان بند ہونا - آواز نہ نکل سکنا

(الف) **استخوان در گلو** (الف) بقول

(ب) **استخوان در گلو گرفتن** صاحب شمس

کنایه از مزاحمت و تشویش و (ب) مصدر اصطلاحی
بقول صاحب بحر و انند و برهان و رشیدی و جهانگیری
و ناصری و هفت و شمس (۱) رنج و محنت
کشیدن و بقول خان آرزو در سراج کنایه از
رنج و محنت - بهار گوید که (۲) بند شدن استخوان
در گلوست مؤلف عرض کند که معنی دوم (ب)
حقیقی است و معنی اول کنایه باشد ازان و (الف)
اسم فاعل ترکیبی است از مصدر (ب) بمعنی استخوان
در گلو دارنده یعنی مشوش و مبتلای رنج و محنت

واستعمال آن بمعنی بیان کردہ صاحب شمس از نظر ما نگذشت اگرچہ خلاف قیاس نیست حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) الف - رنج و محنت رنج و محنت مین گرفتار (ب) (۱) رنج و محنت مین گرفتار رہنا - (۲) ہڈی گلے مین اٹکنا۔

استخوان در ناف گرفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند (۱) بمعنی بند شدن استخوان در ناف است (شیخ شیراز ؎) توان بحلق فرو بردن استخوان درشت * ولی شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف * صاحب آصفی این را (۲) بمعنی اول (استخوان در گلو گرفتن) ہم آوردہ سندی پیش نشد دیگر محققین فرس از معنی دوم ساکت اند (اردو) (۱) ناف مین ہڈی اٹک جانا (۲) رنج و محنت مین گرفتار رہنا۔

(الف) استخوان ربا (اصطلاح) بقول جامع و ہفت و شمس و جہانگیری و برہان بضم رای قرشت و بای ابجد بالف کشیدہ (۱) پرندہ ایست کہ آنرا العربی ہمای گویند و غذای او استخوان جانوران باشد صاحب بحر ہم ذکر این کردہ و بہار بذکر معنی اول گوید کہ (۲) سگ را ہم گویند و تذییل این (ب) **استخوان ربودن** را آوردہ بر معروف قانع - و صاحب آصفی ہمزبانش مؤلف گوید کہ (ب) مصدریست مرکب بمعنی حقیقی خودش و (الف) اسم فاعل ترکیبی آن و معنی اول و دوم کنایہ باشد از نیکہ ہما و سگ ہر دو استخوان می برد و می خورد کسانیکہ ہمای را و رای کرگس خیال کنند و میگویند کہ غذای او استخوان و با زوی خودش باشد نزد شان البتہ معنی اول الف قابل غور باشد (اردو) (الف) (۱) ہما - مذکر - دیکھو استخوان خوار (۲) کتا - مذکر - دیکھو اسباہ کا نمبر ۲ (ب) ہڈیان اٹھا لیجانا۔

(الف) استخوان رند اصطلاح - بقول برہان و بہار و بحر و ہفت و جہانگیری و جامع و سروری بفتح رای قرشت و سکون نون و دال ابجد بمعنی استخوان

رباست که همای باشد و مرادف این است ۔ ۔ ۔

(ب) استخوان رنگ | باکاف فارسی بروزن الف غان آرزو در سراج فرماید که الف (۱) همای و نزد بعضی (۲) بمعنی سگ هم و بحوالهٔ مهذب آورده که (۱) ترجمهٔ زحمه و آن غیر هماست چنانکه در رشیدی است پس معلوم شد که استخوان رند جانوریست که استخوان خوار و معنی ترکیبی آن چیزی که استخوان را می رند یعنی می تراشد **مؤلف** گوید که رندیدن بقول صاحب بحر بمعنی تراشیدن آمده پس بقول صاحب سراج (الف) اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی تراشندهٔ استخوان و نسبت (ب) فرماید که دال بکاف بدل شود چنانکه (اورنگ) و (اورند) و لفظ (رنگ) برای نسبت باشد **مؤلف** گوید که مقصودش جز این نباشد که (ب) اصل است بمعنی منسوب باستخوان و کنایه از هر دو معنی بالا و الف مبدل آن و بخیال ما جا دارد که (الف) را اصل گیریم و (ب) را مبدلش و بقول صاحب ناصری (الف) بمعنی کرکس و بذیل آن ذکر (ب) هم کرده و معنی دوم را برای (الف و ب) هر دو آورده صاحبان ناصری و سروری برای الف از کلام شیخ عطار سند آرند و بخیال ما قابل نظر است (ـه) فغان از حرص مشتی استخوان رنده ؛ همه سگ سیرتان موش پیوند ؛ صاحب رشیدی این را از سعدی گوید (اردو) (الف) (۱) هما - مذکر - (ب) (۱) هما - مذکر - (۲) کتا - مذکر - دیکهو استخوان ربا -

استخوان ریختن | استعمال - بقول بهار معروف و صاحب آصفی دانند هم از معنی این ساکت مقصودشان جز این نباشد که بمعنی حقیقی است و پس مخفی مباد که ریختن بقول صاحب بحر بمعنی افگندن و انداختن و پریشان کردن و شدن لازم و متعدی هر دو آمده (عرفی ـه) کسی که نعمت مقصود به درش دیدم ؛ که استخوان هما پیش زاغ می ریزد ؛ (اردو) هڈیاں جهڑ جانا - گرنا - هڈیاں پهینکنا -

استخوان زیر گلو داشتن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و صاحب انند و آصفی ہمزبانش و ہر سہ از ہمان شعر صائب سند گیرند کہ بر (استخوان اندر گلو داشتن) گذشت و در مصرع ثانی بجای لفظ (اندر) فقط (زیر) آوردہ و ما در دیوان صائب اوّل الذکر را یافتیم تعریف این ہم در آنجا بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو استخوان اندر گلو داشتن۔

استخوان سفید اصطلاح۔ بقول صاحب انند مراد از روز است و فرماید کہ از فرہنگ سکندر نامہ یافتہ ایم۔ حیف است کہ نقل شعر نکرد و دیگر کسی از محققین فرس این را نہ نوشت بہ خیال ما حزین نباشد کہ آفتاب را با استخوان سفید استعارہ کردہ و از روز مراد گرفتہ باشند (اردو) روز۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ دن۔ نہار۔

استخوان سنگین (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم باضافت بمعنی نجیب و شریف آمدہ۔ بہار از اسمعیل ایما سند آوردہ (ص) خواہم از برای دل دلبری بہ تمکینی ٭ بہر این ہما باید استخوان سنگینی ٭ صاحب انند فرماید کہ ہمان استخوان بزرگ است کہ گذشت۔ و آرستہ ہم بسند ہمین شعر ایما ذکر این کردہ صاحب سروری در خاتمۂ کتاب بذیل کنایات و استعارات این را مرادف (استخوان بزرگ) گفتہ مؤلف گوید کہ محققین بالا درین اصطلاح ہم ہمچو (استخوان بزرگ) تسامح کردہ اند و بہ قواعد فارسی غور نکردہ اگر این را باضافت خوانیم بمعنی خاندان شریف است و نسب عالی و بفک اضافت ہم بہمین معنی و اگر صفت را مقدم کنیم (سنگین استخوان) بمعنی شریف و نجیب است کہ اسم فاعل ترکیبی باشد۔ مخفی مباد کہ در شعر اسمعیل ایما استخوان سنگین بمعنی حقیقی استخوان کلفت و بزرگ باشد و اگر از ہما۔ استعارۂ عاشق کنیم استخوان سنگین بمعنی خاندان عالی۔ فافہم (اردو) دیکھو

استخوان بزرگ۔

(الف) استخوان سوختہ را سگ نبوسد

(ب) استخوان سوختہ نبوید

امثال۔ صاحبان امثال فارسی و خزینہ ذکر (الف) کردہ اند و صاحب احسن ذکر (ب) و ہر سہ از تعریف این ہر دو ساکت۔ مؤلف گوید کہ فارسیان در مذمت چیزی کہ از کار رفتہ باشد این ہر دو مثل را زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "جلی ہڈی کو کتا بھی نہین چہوتا" یہ قریب قریب (الف) کا ترجمہ ہے اس کا استعمال ناکارہ اشیا کے بیان مین کیا جاتا ہے۔

استخوان سودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و مقصودش معنی حقیقی باشد کہ (سودن) بقول بحر بمعنی سائیدن و ریزہ کردن آمدہ (طلی سرہندی سہ) دل بخوان چرخ مہمان کش نہ بندی زینہار ٭ در نمکدان کواکب استخوانہا سودہ است ٭ (اردو) ہڈیان پیسنا گھسنا۔ ریزہ ریزہ کرنا۔

استخوان شدن استعمال۔ بمعنی حقیقی است یعنی صورت استخوان پیدا کردن و معاصرین عجم این را بمعنی (پوست و استخوان شدن) ہم گیرند یعنی سخت ناتوان شدن چنانکہ گوشت تحلیل شدہ محض استخوان باقی ماند (عرفی سہ) شدم شاخ گل ہیچ بلبل نخاست ٭ شدم استخوان ہیچ زاغم نخورد ٭ (اردو) ہڈیان نکل آنا۔ پوست و استخوان باقی رہجانا۔ یعنی انتہا درجہ مین ضعیف اور ناتوان ہونا۔

استخوان شکستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی (۱) کمال محنت و رنج کشیدن و (۲) استخوان خوردن نیز۔ بہار برای معنی اول سند ہا آوردہ (میر نجات سہ) استخوانہا کہ شکستیم بدرگاہ تو ما ٭ گر سگ خویش نخوانی چہ بگوییم ترا ٭ (زاہد علیخان سحار باعی (۱)) در کوی تو عمرہا نشستیم عبث ٭ دل جز تو بدیگری نبستیم عبث ٭

در پیش تو اعتبار سگ بیش از ماست ؛ با این ہمہ استخوان شکستیم عبث ؛ و برای معنی دوم سند ملا شانی تکلو پیش کرده (ف) بذوق مہر تو پرورده مغز ہستی من ؛ خوش آن ہما کہ پس از مرگم استخوان شکند ؛ خان آرزو در چراغ بمعنی اوّل قلع مؤلّف عرض کند کہ در سند شانی تکلو (استخوان شکستن) بمعنی حقیقی است کہ ہما برای خوردنش اوّل آنرا می شکند و معنی اوّل کنایہ باشد زیرا کسی کہ محنت و حرج بسیار کشد آنرا مبالغۃً گویند کہ استخوان خود شکستہ است (اردو)[1] ہڈی ہڈی چور رہونا - بقول آصفیہ نہایت تھکنا تھک کر چور رہونا - دکن میں کہتے ہیں - ہڈیاں توڑ کر محنت کرنا یعنی خوب محنت کرنا (۲) ہڈی پیانا

استخوان طوطیا شدن استعمال - گداختن استخوان و این کنایہ باشد چنانکہ صائب گوید (ف) استخوانت طوطیا گردید در خواب گران ؛ ترشک نشد را ند است دیدہ ات یکبار حیف ؛ (اردو) ہڈیاں گل جانا - آٹا ہونا -

(الف) **استخوان فروختن** (مصدر اصطلاحی)
(ب) **استخوان فروشی** صاحب آصفی ذکر (الف) کردہ از معنی ساکت و صاحب بحر نسبت (ب) فرماید کہ ستایش آبا و اجداد کردن باشد بہار گوید کہ چنانکہ گویند " فلان از استخوان بزرگ است اگر استخوان فروشی کند جا دارد " صاحب انند ہمزبانش مؤلّف عرض کند کہ نہ چنین باشد بلکہ فارسیان کسی را استخوان فروش گویند کہ کہ باظہار خوبی ہای بزرگان ذلّت خود را خواہد کہ دفع کند مثلاً " کسی بجرمی گرفتار آید یا بگدا گری بر آید و برای اینکہ مخاطب بر و رحم کند از خوبیہای بزرگان خود ذکر کند گویندش کہ استخوان فروش است " یعنی نام بزرگان را می فروشد و ذلیل می کند ما از معاصرین عجم تحقیق این کردہ ایم - مخفی مباد کہ (الف) مصدر است بہمین معنی و (ب) حاصل بالمصدر (اردو) (الف) استخوان فروشی کرنا - (ب) استخوان فروشی - صاحب آصفیہ نے -

(۱۵۸)

(استخوان فروشی) یعنی باپ دادا کی تعریف لکھا ہو
لیکن اہل زبان سے ہم نے تحقیق کی ہے کہ زبان
اردو مین (استخوان فروشی) سے آبا و اجداد کے
نام کو ذلیل کرنا مراد ہے - دکن مین اسی کو جد فروشی
کہتے ہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی الزام مین گرفتار ہو
یا گداگری کرتا ہو اور صرف اس لئے کہ لوگون کو اسپر
رحم آئے اپنے باپ دادا کی خوبیون کا ذکر کرے
تو ایسا شخص استخوان فروش کہلائیگا - جس کو دکن
مین جد فروش کہتے ہین -

استخوان کاری (اصطلاح) بقول بہار و بحر
و انند بمعنی خاتم بندی (مولانا کاتبی ۵) استخوانہای
من ای آہ بگردون بردی ؛ استخوان کاری صندوق
فلک چند کنی ؛ مخفی مباد کہ خاتم بندی بقول بہار
بر استخوان فیل و شتر و جز آن گلہا و تصویرہا کندہ کردن
است و ہمین است خاتم بستن - و صاحب بحر
خاتم بستن فرماید کہ بر چوب وغیرہ از عاج و استخوان
و صدف ریزہ کاری کردن **مؤلف** گوید کہ (خاتم
بندی) عام است و (استخوان کاری) خاص
و از سند مولانا کاتبی ہم تعمیم پیدا نیست پس کاریکہ
از استخوان بر صندوق یا چوب وغیرہ برای زیبایش
و آرایش آن کنند (استخوان بندی) است وجا
دارد کہ این را مجازاً خاتم بندی گیریم مگر سندی باید
(اردو) خاتم بندی یا خاتم کاری - بقول
صاحب آصفیہ - مؤنث - ہاتھی دانت - اونٹ
کی ہڈی یا لکڑی وغیرہ کی گلکاری جو اکثر امیرون
کی چھت وغیرہ مین ہوتی ہے - جڑاوٹ کا کام
کوفت کا کام - (الخ) **مؤلف** عرض کرتا ہے
کہ امیرون کی چھت سے امرا کے محلسرا کی چھت
مراد ہے - ہماری راے مین ہاتھی دانت یا ہڈی
کی جڑاوٹ اس کا خالص ترجمہ ہے - خواہ چھت
مین ہو یا صندوق پر یا اور کسی چیز پر -

استخوان کردن مغز استعمال - بمعنی مغز را
استخوان کردن چنانکہ ظہوری گوید (۵) از
قسم بحنت سختی کشان خوردہ ؛ صلیم نصیب با کہ

مغز استخوان کنم ؛ (اردو) از این سند (استخوان را مغز کردن) هم پیدا میشود (اردو) مغز کو ہڈی قرار دینا۔

استخوان کسی بستن استعمال۔ این ہانست کہ کو این ذیل (استخوان بندی) کردہ ایم (اردو) دیکھو استخوان بندی۔

استخوان کشیدن استعمال۔ بقول بہار بمعنی استخوان رسانیدن۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سند بہار از حکیم اسدی است (ع) چو نوح آمد و یافت اید ر درنگ ؛ کشید استخوانش بذر ہوخت کنگ ؛ مؤلف گوید کہ این بمعنی حقیقی است کہ کشیدن درینجا بمعنی با خود بردن است بجائی (اردو) ہڈیاں پہنچانا۔ لے جانا۔

استخوان گرفتن میوه (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر رسیدن آن بحد پختگی چنانکہ طاہر وحید گوید (ع) اگر خواہی ز عمر خود حلاوت تن بسختی دہ ؛ ثمر را وقت شیرینی چو آید استخوان گیرد ؛ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ معاصرین عجم بر زبان دارند (اردو) میوے کا پختہ ہونا میوے میں تخم یا گٹھلی پیدا ہونا۔

استخوان مغز شدن (مصدر اصطلاحی) نرم شدن و گداختہ شدن استخوان باشد چنانکہ ظہوری گوید (ع) شب نگاہم میہمان نعمت دیدار بود ؛ استخوانم مغز شد خوش راحتی در کار بود ؛ (اردو) ہڈیاں گلجانا۔

استخوان مکیدن استعمال۔ بقول بہار و آنند معروف۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندی پیش نشد۔ مقصود چیزین نباشد کہ بمعنی حقیقی است یعنی مکیدن۔ بقول صاحب بحر بمعنی چیزی را بدہان از چیزی درکشیدن۔ (اردو) ہڈی چوسنا۔

استخوانہای ریزریزه استعمال۔ بمعنی ریزہائے استخوان و استخوان ریزہ ریزہ شدہ (ظہوری ع) در جنون است سنگ بارانی ؛ استخوانہای ریزریزہ

(۵۲۵۱)

مراد: (اردو) ہڈیون کے ریزے۔ ٹکڑے	(مذکر)

استدراک بہار گوید کہ در لغت بمعنی تدارک است یعنی دریافتن خبر رفتہ و ازین بیت سید محمد عرفی بمعنی عجز یا عذر تقصیر مستفاد می شود (ع) رفتم آہستہ پیش و نمودم: خویش راد رمقام استدراک: **مؤلف** گوید کہ لغت عربی است بقول صاحب منتخب بالکسر طلب دریافت چیزی کردن پس معانی بیان کردۂ بہار زائد از ضرورت است و در کلام عرفی ہم معنی حقیقی درست میشود اندرین صورت ہیچ ضرورت ندارد کہ تصرف فارسیان درمعنی خیال کنیم (اردو) استدراک۔ معنی استفسار اردو مین کہا جا سکتا ہے۔ لیکن امیر او رصاحب آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہی۔ او رصاحب آصفیہ نے (استفسار) پر لکھا ہے کہ (عربی) اسم مذکر۔ بمعنی دریافت کرنا۔ پوچھنا۔

استر بقول برہان داننده ہفت بروزن کفتر (۱) از دواب مشہور است و (۲) مرادف (آستر) و بطانۂ جامہ کہ (در ممدودہ گذشت) صاحب ناصری گوید کہ چارپائیست معروف۔ میانۂ خر و اسپ و بقول بہار چاروای معروف کہ بتازی بغلش گویند و (ستر) بحذف ہمزہ و (است) بحذف را مخفف آن۔ خان آرزو در سراج بر معنی اول قانع (خاقانی ع) برہان با قفل زر دست فرج استر: یا مہرۂ لعل گردن خر: اسد اللہ خان غالب دہلوی در قاطع برہان بر صاحب برہان اعتراض کردہ گوید کہ بمعنی اول (استر) بضم اول و سوم باشد بر وزن پُردُر و فرماید کہ سُتُر بضم اول و دوم مخفف آن وستو رمز دیگر علیہش۔ صاحب قاطع القاطع جوابش داد و ما با جوابش اتفاق داریم کہ اتفاق محققین فرس و معاصرین عجم با برہان است و سند خاقانی ہم مؤیدش۔ بخیال ما این بمعنی اول ماخوذ ست از (استہر) کہ بفتح اول در سنسکرت بمعنی نا قائم و بی ثبات

آمده (کذا فی الساطع) و فارسیان بحذف هاى هوز (استر) دوابى معروف را نام کردند که نسل او قائم نیست یعنی بعد ازانکه از مادهٔ اسپ و نرِ خر (استر) زاید نسلش منقطع می شود و عجبی نیست که فارسیان این را از (اشوتره) اخذ کرده باشند که بقول صاحب خزانة اللغات در سنسکرت بمعنی استر است ـ بقاعدهٔ فارسی شین مثلثه به سین مهمله بدل شود همچون (شار) و (سار) و واو حذف شود چنانکه (هوشیار) و (هشیار) و هاى هوز آخره را هم بیفگنند چنانکه در (گیاه) و (گیا) و به معنی دوم لغت ترکی است که فارسیان استعمالش کرده اند و صاحب کنز که محقق ترکی زبان است ذکر این کرده فارسیان بلب و لهجهٔ مقامی این را بمدوده (آستر) هم گویند ـ صاحب مؤید بر آستر نوشته و ما ذکرش بجای خودش کرده ایم که بقول ادات اصل این مقصوره باشد و ممدوده برای ضرورت شعر (اردو) (۱) دیکهو (است) کا پهلا نمبر (۲) دیکهو آستر کے پہلے معنی ـ

استرآباد استعمال ـ این همانست که ذکرش بر (استاراباد) گذشت (اردو) دیکهو استارباد ـ

استرار بقول برهان و جهانگیری و سراج و جامع و هفت و اانند بکسر اول و فتح ثالث بروزن بیدار نام غلّه ایست که او را مرجمک خوانند و بعربی عدس گویند صاحب محیط فرماید که این را در یمن (بلسن) و بفارسی (مرجمک) و (نوسرخ) و بهندی (مسور) گویند غلّه ایست از ماکولات مشهور و مدوّر و بقول جالینوس معتدل در گرمی و خشکی یا اندک مائل بحرارت و یبوست و گویند در حرارت و برودت مائل باعتدال و در دوم خشک و بعضی سرد و خشک در دوم دانسته اند و تحقیق آنست که پوست آن گرم در اوّل و مغز آن سرد در اوّل و لهذا آب مطبوخ پوست آن ملیّن و جالی و جرم مقشّر آن قابض و نفخ آن زیاد و منافع بسیار دارد ـ صاحب انند صراحت کرده است

که این لغت فارسی زبان است و صاحب مؤید هم این را ذیل لغات فارسی آورده حیران نیست که اسم جامد فارسی زبان باشد حیف است که از وجه تسمیهٔ این خبری نیافتیم۔ (اردو) سورہ۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث ۔ حدس۔ ایک قسم کا غلّہ جس کی دال پکائی جاتی ہے۔

استرالیا استعمال۔ معاصرین عجم (اسٹریلیا) را گویند و مفرس کرده اند به تبدیل یای تحتانی با الف و تای ہندی با تای عربی۔ ناصرالدین شاه قاجار ذکر این در سفرنامهٔ خود کرده و صاحب رہنمای سہولت این را آورده۔ نام جزیره ایست در مشرق اقلیم ایشیا۔ (اردو) اسٹریلیا۔ ایک جزیرہ کا نام ہے جو اقلیم ایشیا کی مشرق میں واقع ہے۔ مذکر۔

استراوا استعمال۔ بقول صاحب سروری نام شهری که استراباد و استارباد نیز گویند مؤلف گوید که مخفف و مبدل استراباد است که دال مہملہ آخر حذف شد و یای موحدهٔ عربی بقاعدهٔ فارسیان با واو بدل شد ہمچون (زودتر) و (زوتر) و (بدتر) و (بیتر) و (آب) و (آو) ماذکر ماخذ این بر (استارباد) کرده ایم (قاسم انوار ؎) صوفیان صاف دل را خاک راه ؛ داشت اندر استراوا تخت گاه ؛ دیگرکسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) دیکھو استرآباد۔

استرخا بقول برہان و ہفت بکسر اول و ثالث و خای نقطه دار لغتی است یونانی بمعنی زرنیخ سرخ و آن نوعی از زرنیخ باشد که ارباب عمل داخل اکسیر کنند و زرنیخ احمر ہمان است اگر با عصارهٔ برگ درخت بزرالبنج بر شب بغل که موی آن را کنده باشند طلا کنند دیگر بر نیاید و بفتح و ضم اول نیز گفته اند و بجای حرف ثالث بای ابجد ہم بنظر آمده و باسقاط ثالث نیز باین معنی نوشته اند

کہ (اسرخا) باشد و (۲) بزبان عرب بمعنی سست شدن و فروگذاشتہ شدن کذا فی المنتخب۔ صاحب انند ذکر ہر دو معنی کردہ۔ صاحب محیط بر استرخا گوید کہ زرنیخ سرخ است و بر (زرنیخ) فرماید کہ قسم سرخ (زرنیخ) را بیونانی (استرخار) گویند بہ رای مہملہ در آخر و بہندی (نسل) و آن جسمی است معدنی کہ متولد میشود در معدن خود۔ ما صراحت این را بر (ارسانیقون) کردہ ایم بخیال ما غلطی کتابت بیش نباشد کہ صاحب محیط در آخر این رای مہملہ زیادہ کردہ است و خود او بر (استرخا) بدون رای مہملہ آخر نوشتہ و صاحبان ہفت و انند ہم در آخر لفظ رای مہملہ را نہ نوشتہ اند۔ (اردو) دیکھو (ارسانیقون) جس پر ہرتال سرخ کا بیان ہے (لال ہرتال)

استرد استعمال۔ بقول صاحب شمس بفتحتین چارپای معروف۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ ہمان (استر) باشد کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود دال مہملہ را در آخر این زیادہ کردند ہمچون (پیرہن) و (پیرہند) (اردو) دیکھو استر۔

استردن بقول صاحب جہانگیری و برہان و بحر و سروری و موارد و انند و شمس با اوّل مضموم و ثانی زدہ و تای فوقانی مضموم بمعنی ستردن بود یعنی (۱) تراشیدن و (۲) محو کردن و پاک ساختن (مولوی معنوی ؎) از جانبِ ہر چیزی آن را کہ تو جا دادی ؛ غم نسترد آن دل را کو راز غم آستردی صاحب نوادر فرماید کہ بمعنی تراشیدن و پیراستن موی بدن و معنی آخر مجاز است۔ صاحب مؤید (استرش) و (استرہ) را حاصل بالمصدر این نوشتہ صاحب جامع بر محو کردن و تراشیدن قانع۔ صاحب مؤید و ہفت بذکر معانی بالا گوید کہ (۳) در فرہنگی بمعنی ساختہ شدن ہم آمدہ۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل فرماید کہ (ستردن) مخفف این باشد مؤلف گوید کہ بزبان سنسکرت

(استر) بروزن دستر سلاح وحربہ را گویند کذا فی الساطع وہمین باشد ماخذ (استره) کہ بمعنی آلۂ موستردن می آید فارسیان ہای نسبت در آخرش زیاده کردند وفتح اول را باضمہ بدل کردند کہ نتیجۂ استعمال ولب ولہجۂ روزمرۂ فارسیان است پس ہمین (استر) را بزیادت علامت مصادر (دن) در آخر مصدری ساختند وشک نیست کہ معنی حقیقی این مصدر تراشیدن است ومحو و پاک کردن مجاز آن ومعنی سوم ہم مجاز باشد و (استرده) کہ بمعنی مخلوق می آید از ہمین معنی سوم است کہ پیشینیان بت را از چوب وسنگ می تراشیدند و درست می کردند وصورت می دادند و (استرده) کہ اسم مفعول ہمین مصدر است از ہمین طرز عمل معنی مخلوق قرار یافتہ باشد یعنی ساختہ شده وآنچہ صاحب موازد (استره) را حاصل بالمصدر قرار می دہد محل غور است کہ بہ معنی (اشرش) از نظر ما نگذشت (اردو) (۱) مونڈھنا ۔ (۲) مٹانا ۔ پاک وصاف کرنا (۳) بننا ۔ مخلوق ہونا ۔

استرده اصطلاح ۔ بقول صاحب شمس بمعنی مخلوق ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کرد ونہ سندی پیش شد **مؤلف** عرض کند کہ اسم مفعول است از مصدر (استردن) کہ گذشت بمعنی سوم یعنی ساختہ شده وجادارد کہ مجازاً بمعنی مخلوق گیرند ذکر ماخذ این بر مصدر مذکور کرده ایم ۔ معاصرین عجم این را ترک کرده اند (اردو) مخلوق بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث ۔ خلق ۔ خلقت ۔ دنیا ۔

استر را گفتند پدرت کیست گفت مادرم اسپ است (مثل) صاحبان خزینۂ امثال ذکر این کرده از معنی ومحل استعمال ساکت ۔ **مؤلف** گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود از مذمت نسب کسی باشد یعنی شخصی را از نسبش سوال کنند و او بشرم لاعلمی کہ از اصل حلال نبود ذکر سلسلۂ مادر آغاز کند گویند کہ این پدر سوختہ مصداق آنست کہ وی استر را گفتند پدرت

کیست گفت مادرم اسپ است" (اردو) دکن مین کہتے ہین "مان سے پتے ہین" یعنی مان کا بیٹا ہے باپ سے واقف نہین ہے یعنی نسب صحیح نہین ہے - صاحب آصفیہ نے (پلّا) پر فرمایا ہے کہ (ہندی) اسم مذکر - کتے کا بچہ - حقارتاً بچے کے معنون مین مستعمل ہے - جیسے "چھٹی نہ چلّا حرام کا پلّا" تلنگی زبان مین (پلّا) لڑکی کو کہتے ہین - صوبۂ مدراس کے ضلع ملیبار مین ایک خاص قوم ہے جس کو (مان پلے) سے موسوم کرتے ہین جن مین زوا جاً ایک عورت متعدد مردون سے تعلق رکھتی ہے - اس قوم مین نسب معتبر نہین ہے -

استرش بقول جہانگیری و برہان و جامع و سراج و ہفت وانند با اول مضموم ثانی زدہ و تای فوقانی مضموم آہنی را گویند کہ زمین را بدان شیار کنند و آنرا سپاردہ آہن جفت نیز خوانند ما آہن جفت را بجایش ذکر کردہ ایم کہ در ممدودہ گذشت - بخیال ما این حاصل بالمصدر (استرون باشد) کہ اشارۂ آن بحوالۂ موارد ہم در آنجا کردہ ایم و مجازاً آہنی را نام کردہ اند کہ زمین را صاف و پاک کند و ذکر ماخذ این ہم بر مصدر گذشت - (اردو) دیکھو آہن جفت -

استرلاب بقول صاحب ناصری بضم اول لغتی است یونانی بمعنی ترازوی آفتاب گویند ابسراد ریس او را وضع کرد - صاحب برہان ہمین لغت را بصاد مہملہ دوم و طای حطی سوم نوشتہ فرماید کہ آلہ معروف است از برنج و تال ساختہ کہ منجمان بدان ارتفاع آفتاب را معلوم کنند و فرماید کہ این لغت یونانی است چہ (اصطر) ترازو - و (لاب) نام آفتاب است و بعضی گویند کہ نام ابسرادریس کہ واضع این بود - صاحب غیاث گوید کہ بصورت قرص باشد و اندرون آن چند اوراق از برنج و بر آن دوائر کثیر و خطوط بسیار منقوش و بر سطح اعلای آن عضادہ می باشد کہ

آنرا می گردانند و آنرا عضادۂ اصطرلاب گویند پس بقواعد علم اصطرلاب کہ علمی است برای
دریافت احکام - ارتفاع آفتاب و سیارگان و بلندی ہر چیز معلوم کنند و این لفظ را بہ سین مہملہ
ہم می نویسند و واضع آن بقول اصح ارسطو و بلیناس است کہ از جام کیخسرو استخراج نمودہ و
بعضی گویند واضع این (ابرخس) حکیم یونانی است و بقول بعض در اصل سین مہملہ بود - چہ
(اسطر) جمع (سطر) و لاب بمعنی آفتاب - پس اسطرلاب بمعنی سطرہای آفتاب باشد -
بعد ازان سین را بجہت مناسبت طای حطی بصاد بدل کردند چنانکہ در صراط کہ در اصل
(سراط) بہ سین مہملہ بود - صاحب انند این را بہ سین مہملہ و تای فوقانی نوشتہ گوید کہ عربی است
(اردو) اصطرلاب - بقول امیر - یونانی - مذکر - پیتل کا وہ قرص نما آلہ جس کے ذریعہ سے
آفتاب اور ستارون کی بلندی دریافت کرکے انکے احکام استخراج کرتے ہین اس آلہ کے اندر
والے ورقون پر خطوط اور دائرے بنے ہوتے ہین بعضون کا قول ہے کہ موجد اس کے ارسطو
اور بلینوس ہین کہ جام کیخسرو دیکھکر بنایا تھا اور بعض ابرخس حکیم کا ایجاد بتاتے ہین -

استر لبیدن | بقول جہانگیری بہ بای موحدہ ششم کنایہ از دلیری و جانبازی و بر حاشیہ
کتاب بطور نسخہ نوشتہ کہ بہ تقدیم تحتانی بر بای موحدہ ہم آمدہ - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این
نکرد - صاحبان برہان و بحر مصدر (لبیدن) را بمعنی سخنان لاف و گزاف زدن و ہرزہ کردن آوردہ اند
و صاحبان تحقیق (لبیدن) را بہر دو تحتانی دوم و سوم بمعنی خاییدن و جاویدن نوشتہ پس بخیال
ما اگر وجود این مصدر مرکب را تسلیم کنیم - ترکیب (استر) کہ بمعنی چارپائی گذشت با مصدر مابعد الذکر
من وجہ کنایہ از دلیری و جانبازی کردن پیدا می کند یعنی ہر آنکہ استر را می چاود و صفت

باشد و جانباز و دلیر۔ ترکیب آن با مصدر اوّل الذکر مناسبتی با دلیری و جانبازی ندارد و تقدیم تحتانی بر موحدّہ جز این نیست کہ غلطی کتابت باشد یا تصرف فارسیان از قبیل غلط العوام۔ حیف است کہ سندی پیش نشد و محقق دیگر مؤید جہانگیری نیست و حالا بر زبان معاصرین عجم ہم متروک (اردو) جانبازی کرنا۔ بقول آصفیہ جان پر کھیلنا۔ دلیری کرنا۔ جرأت کرنا۔

استرنگ بقول برہان بفتح اوّل و ثالث و رابع و سکون ثانی و نون و کاف فارسی مردم گیاہ باشد و آن گیاہیست مانند مردم دنگونسار بود و ریشہ آن بجای موی سر باشد۔ نر و مادہ بہم در آمیختہ و دستہا در گردن یکدیگر کردہ و پایہا در ہم محکم نمودہ۔ گویند ہر کس آن گیاہ را بکند ہلاک می شود پس بدین سبب اگر کسی خواہد او را بکند اوّل حوالی و اطراف آنرا خالی می کنند و سگی گرسنہ را ریسمانی بر کمر می بندند و سر دیگر ریسمان بر ریشہ آن و قدری گوشت در پیش آن سگ۔ دور می اندازد۔ تا بقوت آن سگ گیاہ از بیخ کندہ می شود و سگ بعد از چند روز می میرد و آنرا (سگ کن) ہم گویند و بتازی (یبروح الصنم) و بکسر اوّل ہم گفتہ اند۔ صاحب محیط بر (استرنج) ذکر این کردہ گوید کہ (یبروح) است و بر (یبروح الصنم) فرماید کہ (یبروح) در اصل اسم صنم است و در اصطلاح اطبا قرار یافتہ برای بیخ لفاح برّی و آنرا (شاہ بیرج) معرب (شاہ بیرک۔ فارسی) و نیز بفارسی (مردم گیاہ) و (بیخ سگ شکن) و بیونانی (طیطلس) و بہندی (لکھمنی) و در تیرجتی) نامند و بترکی (کن) بہترین آن فربہ و سنگین و طبع آن سرد و خشک در دوم و بقول بعضی سرد در اوّل سوم و خشک در آخر منافع بسیار دارد کہ در محیط مرقوم۔ ما ذکر این بر (آسترنگ) در ممدودہ کردہ ایم۔ صاحب (دری پہلوی) از حکیم عسجدی سند آوردہ (ع) ہنہ چون دریای خون شد چین چو دریا بار او ÷ زین قبل ردیہ

بچین بر شبہ مردم استرنگ ؂ صاحبان ہفت وجامع وجہانگیری ورشیدی وسروری ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج صراحت کند کہ (سترنگ) بحذف الف مخفف آن بخیال ما اصل این (ست رنگ) است مرکب از لغات سنسکرت بمعنی مثل انسان کہ (ست) بضم اوّل بمعنی پسر است (کذا فی الساطع) و رنگ بقولش معروف کہ رنگاوٹ و رنگوائی ہر دو در سنسکرت از ہمین است۔ پس شبہی نماند کہ فارسیان این ہر دو لغت سنسکرت را بقاعدۂ خود اسم فاعل ترکیبی قرار دادند ہمچون (آسمان رنگ) یعنی چیزی کہ رنگ آسمان دارد و مثل آسمان است (ست رنگ) را بکنایۃً بمعنی (مردم گیاہ) استعمال کردند کہ ہئیتش مثل کودکی است الف در اول (استرنگ) وصلی باشد و مد ودہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی دیگر ہیچ (اردو) دیکھو آسترنگ۔

استرون بقول برہان وجامع وسراج وناصری وہفت وشمس بفتح اوّل وواو بروزن چشمک زن زنی را گویند کہ ہرگز نزاید و او را بعربی عقیمہ خوانند و معنی ترکیبی آن استر مانند است چہ ون بمعنی مانند ہم آمدہ۔ صاحب سروری سندی از خسرو آوردہ (ع) گشتہ از زادن مخالف تو ؂ مادر روزگار استرون ؂ (مولوی معنوی ع) نکاحی میکند بادل بہر دم صورت عنّین ؂ نزاید گرچہ جمع آیند صد عنّین و استرون ؂ **مؤلف** گوید کہ استر مادہ بچہ نمیدہد۔ بہمین وجہ زن عقیمہ را استرون گفتند (اردو) بانجھ۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) وہ عورت جس کو حمل نہ رہے عقیمہ۔ عاقرہ۔

استرونتن بقول برہان واانند وجہانگیری وہفت وموارد بروزن اندرون تن بلغت ژند و پاژند بمعنی بستن باشد کہ در مقابل کشودن است۔ صاحب ہفت در بیان حالۂ لفظ

صراحت کند که نون اوّل را مکسور خوانند بخیال ما شک نیست که ماخذ این همان (استردن) است
که بمعنی عقیمه گذشت که نسلش منقطع باشد فارسیان (تن) علامت مصدر را در آخرش زیاده کرده
مصدری وضع کردند و بمعنی بستن استعمال کردند - حلیۂ بیان کردۂ محققین بالا قابل غور است
که واو را ساکن و نون اول را مکسور گرفتند حیف است که سندی پیش نکند که تصفیۂ این می کرد
حالا از روزمره معاصرین متروک است (اردو) بند کرنا باندھنا -

استره بقول صاحب موارد که بر مصدر استردن نوشته حاصل بالمصدر و ما بهمد رآنجا ذکرش کرده ایم و با او اختلاف داریم - بقول برهان بضم اول و ثالث (۱) آلتی است که بدان سر تراشند و بعربی موسی گویند مؤلف گوید که مقصودش جز این نباشد که (استره) آله موتراشی است - بهار و آنند و هفت و جامع و مؤید و نوادر را با برهان اتفاق است - صاحب ناصری گوید که بضم اول و سکون دوم و سوم و فتح رای مهمله باشد (موی ستر) هم گویند ما ماخذ این بر مصدر (استردن) بیان کرده ایم که گذشت - صاحب انند برای این سندی آورده نه نوشته که مال کیست (ف) استرۂ گرچه دم تیز یافت :: موسترد موبتواند شگافت :: و بتحقیق ما (۲) بمعنی استر است که مقابل ابره بر معنی دوم لفظ استر گذشت و ماخذش بهمد رآنجا مذکور شد ہای هوز درین غیر ازین نیست که بقاعدۂ فارسی زائد باشد همچون (خونخوار) و (خونخواره) (ظهوری ف) ماه استره است ابرۂ خورشید بنازم :: مشاطۂ او خواهد اگر آئینه دانی :: (اردو)
(۱) استره - بقول امیر فارسی - مذکر - بال مونڈنے کا آلہ (رشک ف) نهو نموے خط سبز یک سر بھی :: خدا کرے نہ چھوئے استرہ تمہارے گال ::
(۲) استر - دیکھو استر کے دوسرے معنی -

استره لیسیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب

بحر و سراج و بہار و ناصری و جامع و رشیدی و صفت واشند دلیری و جانبازی کردن **مؤلف** گوید کہ استرہ مثل تیغی است در تیزی و برندگی پس ہر کہ تیغ یا استرہ بہ لیسد و خوف زخم زبان نکند کنایہ باشد از دلیری و جانبازی ا و (اردو) استرہ چاٹنا اسکا لفظی ترجمہ ہے - مگر محاورہ اردو مین دلیری کرنے کے معنون مین مستعمل نہین ہے پس اس کا صحیح ترجمہ - دلیری کرنا - جانبازی کرنا -

استسقا بقول بہار نام مرضیست معروف و بالفظ گرفتن بمعنی مبتلا شدن بمرض مذکور بود - صاحب آصفی ہمزبانش **مؤلف** گوید کہ لغت عربیست بقول صاحب منتخب بکسر اوّل و فوقانی سوم بمعنی آب خواستن و نام مرضی مشہور - ما عرض کنیم کہ بیمار این مرض آب بکثرت خورد و سیر نمی شود و در مقام خاص شکم و ہم در اکثر حصص جسمش آب جمع شود ازینجاست کہ این مرض را استسقا نام کردند و مریض آنرا مستسقی نامند - فارسیان این را با مصادر فرس مرکب کردہ استعمال کردہ اند کہ در ملحقات می آید (انوری ہ) ور بگیتی نظری کرد بر تو تنگ گیرش ؛ کہ جہان دجلہ شد و ماہمہ را استسقاست ؛ (اردو) استسقا - بقول امیر - مذکر - بارد - مادّے کا مرض جس مین پیٹ بڑھتا جاتا ہے اور تمام جسم ڈھیلا اور سست ہو کر پھول جاتا ہے - پانی سے کسی طرح سیری نہین ہوتی ہندی مین اسکو (جلندر) کہتے ہین یہ تین قسم کا ہوتا ہے (۱) لحمی (۲) زقی (۳) طبلی - اونٹنی کا دودھ اس مرض کے لئے بہت ہی نافع ہے (ناصری ہ) شربت دیدار سے ہوتی نہین آسودگی ؛ یو پچھتے ہین مجھ سے وہ کیا تجھکو استسقا ہوا ؛

استسقا گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و بہار بر لفظ (استسقا) نوشتہ کہ بمعنی مبتلا شدن بمرض استسقاست (انوری ہ) ز باد صولت او خاک خواہد استغفار ؛ ز لطف ہیبت او آب گیرد

استسقا: (اردو) استسقا ہونا۔ استسقا میں مبتلا ہونا۔

(الف) **استشمام** بقول صاحب آصفی بمعنی بوئیدن است وفارسیان این را با مصدر نمودن استعمال کردہ اند بمعنی بوئیدن و بقول صاحب منتخب لغت عرب است بکسر اوّل و سوم بروزن استفعال بمعنی طلب بو کردن و بوی یافتن از چیزی پس ---------

(ب) **استشمام نمودن** استعمال در فارسی زبان بمعنی بو گرفتن و بوی یافتن باشد۔ صاحب آصفی از نصیر ہمدانی سندی آوردہ (نثر) از بوی پیرہن و نکہت جیب این شاہد استشمام نمودم۔

(اردو) (الف و ب) سونگھنا۔

(الف) **استصواب** بقول بہار بمعنی صواب خاستن است و بقول صاحب منتخب کہ محقق زبان عرب است بمعنی صواب شمردن **مؤلف** گوید کہ فارسیان این را بمعنی صوابدید استعمال کردہ اند چنانکہ انوری گوید (ے) نقش مقدوری نیارد دست کردن: جز باستصواب رای ہوشیارت و نیز استعمال این با مصدر (جوییدن) آمدہ یعنی ---------

(ب) **استصواب جوییدن از کسی** بمعنی صوابدید کسی خواستن یعنی امداد خواستن از صوابدید کسی بہ کاری (میر خسرو ے) سپہر قدر اصبح از پی جہانگیری: ز رای روشن عالیت جوید استصوابش

(اردو) استصواب۔ بقول امیر راے لینا جیسے (فقرۂ امیر) اس معاملہ میں تمنے انسے بھی کچھ استصواب کیا یا نہیں'' فرمایا ہے کہ اسی جگہ استصواب راے بھی بولتے ہیں۔ جیسے ''جنٹ صاحب نے مجسٹریٹ کے پاس استصواب راے کے لئے مثل بھیجی ہے'' ہماری راے میں (الف) کا ترجمہ اردو میں بھی (صوابدید) ہے۔ بقول آصفیہ (مؤنث) صلاح مصلحت راے (ب)

استصواب کرنا - اسکی مثال فقرۂ امیر مین گذر چکی ہے -

استطلس بقول صاحب برہان و ہفت بکسر اول و فتح ثالث و ضم لام و سکون ثانی و طای حطی
بی نقطه بلغت یونانی نوعی از مومیائی باشد و آن مانند (زفت) و بوی قیر ازان می آید در شکستگی و کوفتگی
اعضا عمل مومیائی می کند و آنرا مومیائی کوہی می گویند و بعربی (قفر الیہود) خوانند - صاحب مخزن
گوید که قفر الیہود معرب کفر الیہود است و کفر الیہود بقول صاحب محیط که بر قفر الیہود نوشته بسریانی
(یہودایا) و برومی (قرسطون) و بیونانی (برنیونیا) و (ابوناموں) و (اسطلس) گویند در تریاق
فاروق مستعمل - اقوی آن گرم و خشک در سوم و قائم مقام زفت و قیر و عنبر - قریب بمومیائی - طلای
آن بر اعصاب و اعضای مسترخیه و ضعیفه و دخان آن رافع زکام و نزله و منافع بسیار دارد (دو)
استطلس - یونانی زبان مین ایک پہاڑی مومیائی کا نام ہے جس کو بقول برہان عربی زبان مین قفر الیہود
کہتے ہین - مؤنث -

استظہار بر وزن استفعال - بقول آصفی بمعنی یاری خواستن - صاحب منتخب که محقق لغت
عربی زبان است ذکر این کرده فرماید که بمعنی یاد گرفتن و از بر خواندن و پشت پناه شدن و قوی پشت
شدن و یاری خواستن آمده و بقول منتہی الارب ظاہر خواندن هم - **مؤلف** گوید که فارسیان این را
در کلام خود استعمال کرده اند و بامصادر زبان فرس هم چنانکه در ملحقات می آید (انوری سے) مگذشتن را
چو چرخ استعلا ؛ همتش را چو بحر استظہار ؛ و ظاہر است که (استظہار) درین شعر بمعنی قوی پشتی است
(و له سے) گل از و طیره شد و گفت که ای بی معنی ؛ دم خوبی زنی آخر بکدام استظہار ؛ استعمال
این درینجا بمعنی نمود و اظہار و نمایش است و ظہوری بمعنی پشت پناہی آورده (سے) بار رحمت مهره

پشت طمع را خورد کردہ؛ می زنم بر چرخ استغنا باستظہار عشق؛ پس ازین ہر سہ اسناد معلوم شد کہ استعمال مجرد این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی (۱) قوی پشتی و (۲) نمود و نمایش و (۳) پشت پناہی می آید۔ مخفی مباد کہ معنی دوم متعلق نمی شود از ہیچیک مصدر بیّنہ صاحب منتخب کہ بالا مذکور شد اگر در سند معنی دوم (استظہار) بمعنی یا دگیریم حاصل بالمصدر معنی اوّل صاحب منتخب باشد اندرین صورت بخیال ما از معنی شعر لطافت پیدا نمیشود مگر معنی بیان کردۂ صاحب منتہی الارب تعلقی دارد و تائید معنی بیان کردۂ ما از سند (استظہار یافتن) ہم میشود کہ در ملحقات می آید (اردو) (۱) قوی پشتی بمعنی زور آوری اردو مین کہ سکتے ہین صاحب آصفیہ نے (شہ زوری) پر زور آوری اور پہلوانی کا ذکر کیا ہے (مؤنث) (۲) نمود۔ بقول آصفیہ اسم مؤنث۔ دکھاوا۔ اظہار۔ نمایش (ظفر ؎) ہے عجب حسن سے خط رخ جانان کی نمود؛ دیکھو کس صورت زیبا سے ہے قرآن کی نمود؛ (۳) حمایت۔ مددگاری۔ صاحب آصفیہ نے پشت پناہ کا ذکر کیا ہے بمعنی حامی۔ اور حمایت پر فرمایا ہے۔ پشتی طرفداری۔ صاحب آصفیہ نے لفظ یاد پر لکھا ہے اسم مؤنث۔ بمعنی حافظہ یادداشت۔

استظہار آوردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از آذری اسفرائنی سند آوردہ کہ دران استعمالش بمعنی پشت پناہی آوردن و قوی پشت شدن و حمایت داشتن کردہ (؎) پس از دعای فراوان کہ کردمش گفتم؛ کہ ای بذات تو آوردہ آدم استظہار؛ (اردو) پشت پناہ پیدا کرنا۔ قوی پشت ہونا۔ کسی کی حمایت مین آنا۔

استظہار یافتن استعمال۔ بمعنی نمود یافتن و منکشف و ظاہر شدن است چنانکہ انوری گوید

(۱۵۶۶)

(سه) ملکی ہمچو خرد عاقل و ہشیار درو: نیک مستظہر و زو یافتہ حال استظہار: مخفی مباد کہ این متعلق است	از معنی دوم لفظ (استظہار) کہ گذشت: (اردو) نمودمین آنا۔ ظاہر ہونا۔

استعارہ صاحب آنند گوید کہ بکسر اول و ثالث و رای مہملہ لغت عربی است بمعنی خواستن چیزی بعاریت و فرماید کہ صاحب تاج المصادر و کنز در ضوابط عظیم نوشتہ کہ استعارہ در اصطلاح شعرا مجاز را نامند و آنرا اضافت مجازی و اضافیہ بالاستعارہ خوانند چنانکہ سر ہوش و قدم فکر کہ ہوش و فکر را شخص فرض کردہ برای او سر و قدم مقرر نمودہ در رسالۂ عبدالواسع نیز ہمین است و صاحب مجمع الصنائع نوشتہ کہ استعارہ عبارت از آنست کہ لفظی را کہ معنی حقیقی داشتہ باشد از معنی حقیقی آن نقل کردہ بر چیزی دیگر بسبیل عاریت استعمال نمایند از جہت مشابہت کہ میان ہر دوست چنانکہ لفظ نرگس و آہو بجای چشم آوردن و سنبل بجای زلف و سرو بجای قد گفتن۔ و مثال دیگر از حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ؏ الفتنة نائمة لعن اللہ من ایقظہا خواب و بیداری برای لفظ فتنہ استعارہ واقع شدہ و بعضی از محققین این فن چنین تصریح کردہ اند کہ استعارہ قسمی از مجاز است و مجاز آنرا گویند کہ لفظی را در غیر معنی اصلی و حقیقی او بیک گونہ علاقہ و مناسبتی استعمال کنند اگر فیما بین علاقہ امریست سوای تشبیہ مثل سببیت یا لزوم یا غیر ذلک آنرا مجاز مرسل خوانند و اگر علاقہ تشبیہ است آنرا استعارہ گویند و حاصل استعارہ آنست کہ مشبہ را عین مشبہ بہ ادعا کنند اگر مشبہ را متروک و مشبہ بہ را مذکور سازند آن را (استعارہ بالتصریح) نامند چنانکہ درین بیت ہندی
(سه) ہش مشک سا و شکر می فروش: دو نرگس کمانکش دو گل درع پوش: و اگر مشبہ بہ را متروک کنند و مشبہ را مذکور سازند آن را (استعارہ بالکنایہ) خوانند و استعارہ مکنی نیز۔ بدانکہ گاہی

استعارهٔ محسوس برای شی محسوس باشد بوجه حس او یا بوجه عقل او وگاهی استعارهٔ شی معقول برای شی معقول وگاهی استعارهٔ محسوس برای شی معقول وگاهی استعاره معقول برای شی محسوس باشد بالجمله تقسیم باعتبار لفظ مستعار بر دو قسم است - اصلیه وتبعیه - استعارهٔ اصلیه آنست که لفظ مستعار اسم جنس باشد مثل استعارهٔ اسد برای مرد شجاع واستعارهٔ گل برای رخسار وسخی را به حاتم وشجاع را را برستم واستعارهٔ تبعیه آنست که لفظ مستعار فعل یا شبه فعل باشد باین حیثیت که تاکش راجع بمعنی مصدری آن باشد چنانکه درین بیت (ع) دهن مملکت بخندد خوش ؛ تا سر تیغ تو نگرید زار ؛ چکیدن خون تیغ را بگریستن استعاره کرده وتقسیم استعاره باعتبار تجرید وترشیح بسه نوع است نوع اول استعاره مطلقه وآن چنان است که چیزی از ملائمات وصفت مستعار له ومستعار منه دران مذکور نباشد چنانکه درین بیت عبدالواسع جبلی (ع) شگوفه بر سر شاخ است همچو عارض جانان ؛ بنفشه برلب جوی است چون جرارهٔ دلبر ؛ زلف را بعقرب جراره استعاره نموده ومناسبات مستعار له ومستعار منه هیچکدام مذکور نساخت - نوع دوم استعاره مجرده وآن چنان است که صفات وملائمات مستعار له را ذکر کنند فقط چنانچه درین بیت فردوسی (ع) بناخن زره بافت از مشک ناب ؛ درآویخت از گوشهٔ آفتاب ؛ زلف را به زره استعاره نموده ولفظ ناخن ومشک ناب آویختن از ملائمات مستعار له است یعنی زلف ودرین بیت خاقانی (ع) از شورش آه من همه شب ؛ بادام تو دوش ناغنوده ؛ چشم را به بادام استعاره نموده ولفظ غنوده را که از ملائمات چشم است مذکور ساخته نوع سوم استعاره مرشحه وآن چنانست که ملائمات وصفات مستعار منه را مذکور سازند فقط چنانکه درین بیت انوری (ع) در خفیه گر نه عزم خروج است باغ را ؛ چون آبگیرها همه پر تیغ وجوشن است ؛ موج

انگبیر را به تیغ و جوشن استعاره نموده و لفظ عزم و خروج ملائم تیغ و جوشن است که مستعار منه واقع
شده و گاهی تجرید و ترشیح هر دو در یک استعاره جمع می سازند چنانچه درین بیت خاقانی (ﮯ)
برشگافد صبا مشیمهٔ شب ؛ طفل خونی بخاور اندازد ؛ آفتاب را بطفل استعاره کرده و صبا و شب
و خاور ملائم مستعار له و مشیمه و خونی و شگافتن ملائم مستعار منه واقع شده و ترشیح در استعاره بلیغ
تر از تجرید و اطلاق است امّا استعاره بالکنایه عبارت است از ذکر مشبّه و ارادهٔ مشبه به بانصب
قرینه و قرینه درینجا استعارهٔ تخئیلیه خواهد بود و طریقش چنانست که با مشبّه مذکور چیزی چند از لوازم
مشبّه به محذوف ذکر نمایند پس ذکر مشبه و حذف مشبه به عبارت از استعاره بالکنایه است و اثبات
لوازم مشبّه به محذوف برای مشبّه مذکور عبارت است از استعارهٔ تخئیلیه و این بر سه قسم می آید برای
آنکه لوازمی که اختصاص بمشبه به دارد و آنرا برای مشبه اثبات مینمایند از سه حال بیرون نیست (۱) یا قوام
مشبّه به باوست (۲) یا تکمیل مشبّه به موقوف بر آنست (۳) یا دخلی در قوام و تکمیل ندارد مثال
اوّل " زبان حال من اشکایت گویا تر است " درینجا حال را بشخص متکلم تشبیه داده اند و این است
استعاره بالکنایه و اثبات زبان که قوام متکلم باوست استعارهٔ تخئیلیه و همچنین در شعر ثنائی است
(ﮯ) علما جمله هرزه می لافند ؛ دین بر پای هر کسی بافند ؛ درین جا دین را به دیبا و حریر تشبیه
داده اند و این استعاره بالکنایه است و لفظ پای و بافتن که از لوازم مقومه دیبا و حریر است و مثال
قسم دوم چنانکه گوئی " پنجهٔ مرگ در فلان کس فرو رفت " درینجا مرگ را بشیر تشبیه داده اند و مشبه به
را که شیر است ذکر نکرده این استعاره بالکنایه است و ناخن که اختصاص بشیر دارد و موجب تکمیل
اوست برای مرگ که مشبّه است اثبات نموده این استعارهٔ تخئیلیه باشد و مثال قسم سوم چنانکه گوئی

زمام حکم در دست فلان است" درینجا تشبیہ حکم بناقہ از استعارہ بالکنایہ و اثبات زمام کہ از لوازم غیر مفوضہ مشبہ بہ است برای مشبہ استعارہ نمودہ واین استعارہ تخییلیہ است (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ فرق استعارہ بالکنایہ ہمین قدر است کہ در استعارہ تعلق تشبیہی شرط است باستعمال لفظی ورای معنی حقیقیش چنانکہ روی یار را آفتاب گفتند درین جا آفتاب را ورای معنی حقیقی برای روی یار استعمال کردند بہ تشبیہ آب وتاب روی یار کہ مثل آفتاب است و در کنایہ ترکیب شرط است وتشبیہ لازم نیست باشد یا نباشد چنانکہ (آفتاب مطلع اقبال) ممدوح را نام کردند و درین اضافت آفتاب است بسوی مطلع اقبال یعنی اقبال ممدوح را مطلعی فرض کردند وممدوح را آفتابش و درینجا آفتاب بمعنی حقیقی اوست ولازم نیست کہ شاہ مثل آفتاب آب وتاب دارد۔ داشتہ باشد یا نداشتہ باشد کنایہ درست شد زیراکہ در کنایہ تشبیہ شرط نیست ہمچنین آفتاب را (شاہ چارمی سریر) گفتند کہ کنایہ باشد یعنی (پادشاہ فلک چہارم) آفتاب است کہ مقامش فلک چہارم باشد وشاہ درینجا بمعنی حقیقی اوست وآفتاب را با سلطنت رانی (شاہ) ہیچ تشبیہ نیست و ہمدرین مثال لفظ (سریر) کہ معنی حقیقی او تخت است استعارہ ایست با فلک کہ تخت با فلک تشبیہ دارد در سطح وبلندی (اردو) استعارہ بقول امیر۔ مذکر۔ عربی۔ کسی چیز کا رعایتاً مانگنا۔ علم بیان کی اصطلاح مین ایک چیز کے لیئے دوسری چیز کے مانگ لینے کو کہتے ہین اور وہ مجاز کی ایک قسم ہے جسمین مجازی اور حقیقی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے گویا حقیقی معنی کا لباس عاریتاً مانگ کر مجازی معنون کو پہناتے ہین۔ کسی لفظ کے ان معنی مین استعمال کرنے کو جن کے واسطے وہ لفظ بنایا نگیا ہو مجاز کہتے ہین اور ان معنی کو مجازی اور جن معنی کے لیئے لفظ وضع کیا گیا ہو ان معنی مین

اس کا استعمال حقیقت کہلاتا ہے اور یہ معنی حقیقی جو مجازی کی ضد ہین۔ جیسے شیر کہ جب یہ لفظ درندۂ معروف
کے لئے استعمال کیا جائیگا تو اُسے حقیقت کہین گے اور ان معنی کو حقیقی۔ اور جب مرد شجاع کے واسطے استعمال
کرین گے تو اُسے مجاز کہین گے اور ان معنی کو مجازی اور اس استعمال کے لئے مجازی او رحقیقی معنی مین کسی
علاقہ کا ہونا ضرور ہے اگر وہ علاقہ تشبیہ ہے تو اسے استعارہ کہین گے جیسا مثال گزشتہ سے ثابت ہے۔
تشبیہ کے لئے مشبّہ (جسکو تشبیہ دین) اور مشبّہ بہ (جس سے تشبیہ دین) اور وجہ شبہ (وہ امر جو سبب تشبیہ
ہو) ضرور ہین۔ مشبّہ کو (مستعار لہ) اور مشبّہ بہ کو (مستعار منہ) اور وجہ شبہ کو (وجہ جامع) بھی کہتے ہین
استعارہ مین مشبّہ بعینہ مشبّہ بہ قرار دیا جاتا ہے۔ اسی واسطے دونون مین صرف ایک کا ذکر کرتے ہین۔
جب مشبّہ بہ کا ذکر کرین تو اسے استعارہ بالتصریح کہین گے جیسے شیر کہین اور مرد بہادر مراد لین چاند
کہین اور معشوق مراد لین اور نرگس کہین اور آنکھ مراد لین اور جب مشبّہ مذکور اور مشبہ بہ متروک ہو
تو (استعارہ بالکنایہ) کہین گے اور ترک مشبہ بہ آخر کسی قرینے ہی سے سمجھا جائیگا۔ اس قرینے کو
(استعارۂ تخئیلیہ) کہین گے جیسے (ع) دل کے ہم زخم کو مژگان سے رفو کرتے ہین ؂ اس مصرع مین مژگان
کو سوئی سے استعارہ کیا ہے جو مشبّہ اور مذکور ہے اور سوئی جو مشبہ بہ ہے وہ متروک ہے اور رفو کرنا جو قرینہ ہے
اس سے سمجھی جاتی ہے پس مژگان (استعارہ بالکنایہ) اور رفو کرنا (استعارۂ تخئیلیہ) ہوا اور جب استعارہ
تخئیلیہ استعارۂ بالکنایہ کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس اضافت کو (اضافت استعارہ) کہتے ہین جیسے
(پاے فکر) کہ اس مین فکر کو شخص سے استعارہ کیا ہے جو مشبہ بہ اور متروک ہے اور لفظ پا قرینہ ہے
جو فکر کی طرف مضاف ہے اور مشبّہ اور مذکور ہے اسی طرح اس مصرع مین (ع) آج ہم
موت کے پنجے سے بمشکل چھوٹے ؂ موت (استعارہ بالکنایہ) ہے درندے سے اور لفظ پنجہ قرینہ ہے

جو موت کی طرف مضاف ہے -

استعانت بکسر اول وسوم وفتح نون لغت عرب است - بقول بہار و آصفی ومنتخب یاری خواستن فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کردہ اند و بامصادر زبان فرس بترکیب فرس آورد کہ در ملحقات می آید (اردو) استعانت - بقول امیر - عربی - مؤنث - معاونت - مدد (رند ۵) سرفروشی کا جو ہے معرکہ عشق میں قصد ؛ استعانت بھی طلب کر شہدا سے پہلے ؛

استعانت بردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز سعدی شیرازی سندی آوردہ مؤلف گوید کہ بمعنی یاری خواستن است (۵) ہر آنکہ استعانت بدرویش برد ؛ اگر بر فریدون زد از پیش برد ؛ (اردو) استعانت طلب کرنا - اسکی سند کلام رند سے لفظ استعانت پر گزری ہے -

استعانت جستن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز کلام صائب سندش آوردہ مؤلف گوید کہ مرادف (استعانت بردن) است کہ گذشت (۵) زد لہای ضعیفان استعانت جو اگر یابی ؛ کہ شیر برق چنگال از نیستان می شود پیدا ؛ (اردو) دیکھو استعانت بردن -

استعانت نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز ابوالفضل سندی آوردہ مؤلف گوید کہ مرادف (استعانت بردن) باشد (نثر) یادگار سلطان شاملو را فرستادہ استعانت نمود (اردو) دیکھو استعانت بردن - مدد چاہنا بھی کہہ سکتے ہیں -

استعداد بکسر اول وسوم بروزن استفعال لغت عربیست وبقول صاحب منتخب ساختہ وآمادہ شدن از برای کاری فارسیان این را بمعنی قابلیت استعمال کردہ اند (انوری ۵) بالبلیت رانیست استعداد نطق ؛ ورنہ دایم باشدی در ورد وردت ؛ استعمال این بترکیب فارسی بامصادر زبان فرس ہم

(۵۷۰)

بنظر آمدہ کہ در ملحقات عرض می شود (اردو) استعداد۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ آمادگی فطرتی ہے صلاحیت۔ قابلیت۔ علمی مادہ (ذوق ۵) فیض کو عالم بالا کے ہے شرط استعداد۔ قطرہ یکجا طباشیر سے ہے یکجا گوہر۔

(۱۵۶۹)

استعداد خواستن استعمال۔ بمعنی خواہش استعداد کردن است چنانکہ عرفی گوید (۵) تو محتاجی و من محتاجم ای خلوت نشین لیکن۔ تو استعداد میخواہی و من ارشاد می خواہم۔ (اردو) استعداد چاہنا۔

استعداد دادن استعمال۔ بمعنی لائق کردن و قابلیت عطا کردن است چنانکہ ظہوری گوید (۵) ریاضت ہای عشقم دادہ استعداد وصل اما۔ ہنوزم رہ نہ برد پاے بخت درون نیندازد۔ (اردو) استعداد عطا کرنا۔

(۱۵۷۰)

استعفا بکسر اوّل وسوم لغت عرب است وبقول صاحب انند (۱) خطا از کسی معاف کنانیدن ومجازاً بمحل ادب (۲) عہدۂ خدمت را گذاشتن و فرماید کہ انچہ گویند کہ "فلان از کار خود استعفاداد" غلط است صحیح چنین باشد کہ "از کار خود استعفا کرد" لیکن اگر آن کا عذر امجازاً استعفا گویند کہ در آن کلمات استعفا مرقوم باشد۔ دادن ہم درست باشد صاحب منتہی الارب این را بمعنی معاف کردن تکلیف خواستن نوشتہ۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی معزولی آوردہ فارسیان با مصادر خود مرکب کردہ اند کہ در ملحقات آید ومجرد استعفا بمعنی عذر خواہی مستعمل۔ معاصرین عجم بمعنی دوم ہم استعمال کنند (اردو) استعفا۔ بقول امیر۔ عربی۔ مذکر (۱) عفو چاہنا۔ معافی مانگنا (۲) نوکری ترک کرنے کی درخواست کرنا۔ (فقرہ امیر) ہمنے تو کئی بار استعفادیا مگر حاکم منظور ہی نہیں کرتا۔

استعفا نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز محسن مشہدی سند آوردہ کہ بمعنی معافی جستن ومجازاً بمعنی احتراز کردن و ترک کردن است (نثر) اگر نامرادی کہ از عمل شنیع اغلام تائب شدہ باشد

از تکلیف برخود کشیدن استعفا نماید" (اردو) معافی چاہنا۔ ترک کرنا۔ احتراز کرنا۔

(الف) **استعمال** بکسر اوّل و سوم لغت عرب است بقول صاحب منتخب و آصفی بمعنی طلب کردن کار مؤلف گوید کہ فارسیان بمعنی بکار آوردن (با مصدر کردن) استعمال کنند یعنی ـ ـ ـ

(ب) **استعمال کردن** بمعنی بکار آوردن آمدہ چنانکہ خسرو دہلوی گوید" ب را بطریق حمل استعمال باید کرد" (اردو) (الف) استعمال عربی۔ بقول امیر۔ مذکر۔ (ب) استعمال کرنا۔ کسی جگہ بولا جاتا ہے جیسے" صد ہا محاورے ایسے ہیں کہ استعمال میں نہیں ہیں" "یہ کپڑا اس قابل نہیں کہ روزمرّہ استعمال میں لایا جائے" "جیسے چار دن دوا کا استعمال کیا بھلا چنگا ہوگیا"

استغفار بکسر اوّل و سوم لغت عربست بقول آصفی و بہار و منتخب آمرزش خواستن فارسیان ہم این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی عذرخواہی و توبہ استعمال کنند و ہم با مصادر فارسی یعنی مصدری (ظہوری ؎) در خوی خجلت بنید از ید بازی خوردگان ؛ خواست عذر و توبہائے جملہ استغفار ما ؛ (عرفی ؎) ما لب آلودہ بہر توبہ بکشائیم لیک ؛ بانگ عصیان میزند ناقوس استغفار ما ؛ (اردو) استغفار۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ طلب مغفرت۔ توبہ (ذوق ؎) توبہ توبہ ہی تو استغفار ہے ؛ وقت توبہ میری استغفار سے ؛

استغفار برخاستن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند این آوردہ کہ بمعنی [illegible] شدن توبہ و عذرخواہی است (ص) زدین ناقصم از سبحہ استغفار برخیزد ؛ زنگ کفر من مو بر تن زنار برخیزد ؛ (اردو) استغفار یا توبہ باقی نہ رہنا۔

استغفار نتوانستن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده که
بمعنی حقیقی در اختیار بودن توبه و عذرخواهی است
(س) ز خجلت سر به پیش افگنده و نه عجز و نه عذر زی
گناهی من اگر عذر است استغفار نتوانم ؛ (اردو)
استغفار کر سکنا - توبہ کر سکنا -

استغفار چیدن در کام و زبان | استعمال
صاحب آصفی ذکر (استغفار چیدن) کرده و از
ظهوری سندی آورده که بمعنی توبه و عذرخواهی
بر زبان آوردن است (س) لب پر خنده تا فی
دگر بر توبه ام خندد ؛ چه در کام و زبان بیهوده
استغفار می چینیم ؛ (اردو) استغفار کرنا - بقول
امیر توبہ کرنا (آتش س) زاہدوں کے پنجگانہ سے
فضیلت ہے اسے ؛ نشے کے عالم میں جو کرتے
ہیں استغفار ست ؛

استغفار خواستن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده و از انوری سندی آورده که در آن
استعمال این بمعنی توبه کردن است (س) زباد
صولت او خاک خواهد استغفار ؛ زلف هیبت او
آب گیرد استسقا ؛ (اردو) توبہ کرنا - استغفار چاہنا
بھی کہہ سکتے ہیں -

استغفار داشتن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده و از بنائی هروی سند آورده که
استعمال این در آن بمعنی انکار داشتن است و این
مجاز باشد (س) دیدی آن میخوارهٔ عارف
که روز باز خواست ؛ هر کسی از جرم او از توبه استغفار
داشت ؛ (ظهوری س) شیخ کرد از توبه استغفار و
استغفار داشت ؛ آری آری شیشهٔ ما مستی سرشار
داشت ؛ (اردو) انکار رکھنا -

استغفار شنیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده
که بمعنی باور کردن عذرخواهی و توبه باشد
(س) مشنو استغفار من کز اهل ایمان نیستم ؛
خرقه از مصحف اگر سازم مسلمان نیستم ؛ مخفی بیانی

کہ شنیدن مجازاً بمعنی باور کردن در استعمال معاصرین عجم است حیف است کہ صاحبان تحقیق این معنی را از بر مصدر شنیدن ترک کردہ اند (اردو) توبہ کو باور کرنا۔

استغفار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سعدی شیرازی سند آوردہ کہ (۱) بمعنی توبہ کردن است (س) عاصیان از گناہ توبہ کنند؛ عارفان از عبادت استغفار؛ و (۲) بمعنی حقیقی طلب مغفرت کردن کہ سندش از کلام ظہوری برد (استغفار داشتن) گذشت

(اردو) (۱) توبہ کرنا۔ (۲) مغفرت چاہنا۔

استغفر اللہ استعمال۔ بفتح اوّل وسوم۔ فارسیان استعمال این را بمعنی پناہ بخدا کردہ اند در محل کمال تنفر۔ چنانکہ در محاورۂ عرب العیاذ باللہ و معاذ اللہ خواجہ حافظ فرماید (س) من رند عاشق آنگاہ توبہ؛ استغفر اللہ استغفر اللہ؛ و معاصرین عجم ہم ہمین استعمال دارند (نثر خان لنکران) نمیشود نمیشود استغفر اللہ (اردو) استغفر اللہ۔ بقول امیر۔ توبہ نفرت اور انکار کی جگہ کہتے ہین (امیر س) پیر مغان سے بے اعتقادی؛ استغفر اللہ استغفر اللہ؛

استغنا بکسر اوّل وسوم۔ لغت عرب است۔ بقول بہار و آصفی و منتخب بی نیاز شدن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی بی نیازی استعمال کنند و بقاعدۂ خود با مصادر فرس ہم مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری س) بی نیازیم بخواہش و اداشت؛ لا بہ ام کمتر از استغنا نیست؛ (انوری س) کثرت این سبب استغناست؛ کثرت آن مد طوفان است؛ (اردو) استغنا۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ بی پروائی۔ بی نیازی۔ عام اس سے کہ خلقی ہو یا کسبی۔ (فقرہ امیر) کمال کو استغنا لازم ہے؛

استغنا بالیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شوکت بخاری سند این آوردہ

که بمعنی زیاده شدن بی پروائی و بی نیازی است
(س) خاک شد گردون زبس بالید استغنای ما ٭ زآسمان بگذشت دستی کز جهان برداشتیم ٭ (اردو) استغنا زیاده ہونا۔

استغنا بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از شفائی اصفهانی سند آورده که بمعنی بی پروائی و بی نیازی بودن است (س) بسکه مغرور بود بی پروا ٭ از دو عالمش بود استغنا ٭ در نسخهٔ دیگر مصرع ثانی را چنین دیده ایم (ع) از دو عالم بودش استغنا ٭ (اردو) استغنا ہونا امیر نے بذیل لفظ استغنا کلام ناسخ سے استناد فرمائی ہے (س) شکل اڑتی دیکھ کر ہوتی ہے استغنا مجھے ٭ یہ بخیل اس عہد کے ناسخ کم از حاتم نہیں ٭

استغنا داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از آصفی شیرازی سند آورده که بمعنی بی نیازی و بی پروائی داشتن یعنی بی نیاز و بی پروا بودن است (س) سرگران روز ازم که ز بزم تو جدا ٭ بادهٔ حسن تو شب مستی و استغنا داشت ٭ (اردو) بی پروا ہونا۔ بی پروائی کرنا

استغنا دیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از خزین اصفهانی سند آورده که بمعنی کسی را بی نیاز مشاهده کردن است و باید که این را (استغنای کسی دیدن) قائم کنیم و حقیقت این است که این در خور آن نیست که در ملحقات استغنا جا دهیم (س) چه استغناست کز چشم سیه مست تو می بینیم ٭ بخونم تشنه گردان تیغ مژگان ستمگر را ٭ (اردو) کسی کو بے نیاز اور بے پروا اور مستغنی دیکھنا۔

استغنا زدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از افضل اصفهانی سند آورده که بمعنی بے پروائی و بی نیازی کردن و بی نیاز و مستغنی شدن است (س) کشیدم دوش افضل ساغری از دست بدمستی ٭ که استغنا از آن بر حوض کوثر می توانم زد ٭ (ظهوری) (س) در دو حالت آنکه استغنا زدی بر کائنات ٭ صبر در هجران گدائی می کند در ماندگیست ٭ (وله)

ہ) بار ہمت ہمہ ر ہُ پشت طمع راخورد کرد پیش نم برنہ پیرخ استغنا با استغنا ہا رعشق ۔ (ارد و) استغنا کرنا - بے پروائی کرنا - بے پروا ہونا - امیر نے ذیل لفظ (استغنا) اسکی مثال دی ہے (امیر ہ) کام ہوئے ہین سارے ضائع ہر ساعت کی استحاجت سے ۔ استغنا کی چوگنی اس نے جون جون مین ابرام کیا ۔

استغنا ساختن استعمال - بمعنی بی نیازی و بی پروائی کردن است و مستغنی شدن چنانکہ ظہوری گوید (ہ) نگردند آشنای عشوہ و ساز ان نیکہ از عجز من استغنا بسازند ۔ (ارد و) استغنا کرنا ۔ بے پروائی کرنا

استغنا کردن استعمال - مرادف استغنا ساختن کہ گذشت صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نثاری تبریزی سند آوردہ (ہ) اندک استغنای او عشاق را دل خون کند گر بقدر حسن استغنا کند کس چون کند ۔ (ارد و) دیکھو استغنا ساختن ۔

(۱۵۸۲)

استفادہ لغت عرب است بکسر اوّل و سوم بقول صاحب آصفی و منتخب بمعنی فائدہ گرفتن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر (طلب فائدہ) استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم کہ در ملحقات می آید ۔ (ارد و) استفادہ - بقول امیر - عربی - مذکر - نفع اُٹھانا - فائدہ حاصل کرنا (منیر ہ) سب محو استفادہ ہین کلک حضور سے ۔ پہیلے ہین جانب شجر میوہ دار ہاتھ ۔

استفادہ کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حزین اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی طلب فائدہ کردن است (نثر) در مدارس او جمعی کثیر از افاضل استفادہ می کردند ۔ (ارد و) استفادہ کرنا - امیر مغفور نے لفظ استفادہ کے ذیل مین اسکی سند نقل فرمائی ہے (ناسخ ہ) استفادہ سخت دل کیا دل گداز ون سے کرین ۔ کب ملائم ہو اگر برسون رہے سنگ آب مین ۔

استفادہ نمودن استعمال - مرادف استفادہ کردن است کہ گذشت صاحب آصفی ذکر این

کردہ واز حزین اصفہانی سند آوردہ (نثر) بعض مراتب علمیہ	را از ایشان استفادہ نمودہ" (اردو) دیکھو استفادہ کردن

استفاضہ لغت عربیت بکسر اوّل وسوم۔ وبقول صاحب آصفی بمعنی فیض گرفتن وخیر خواستن وبقول صاحب منتخب بمعنی پراگندہ وفاش شدن ہم۔ فارسیان ہم این را بمعنی حاصل بالمصدر اوّل الذکر استعمال کنند یعنی فیض طلبی وفیض یابی وہم با مصدر فرس مرکب ساختہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات می آید (اردو) استفادہ۔ دیکھو استفادہ۔ امیر مغفور نے (استفاضہ) کو ترک فرمایا ہے اس لیئے کہ اردو مین مستعمل نہین ہے اوس کے عوض استفادہ انہین معنون مین مستعمل ہے۔ اور فیض طلبی اور فیض یابی اس کا خالص ترجمہ ہے۔

استفاضہ نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز نصیر ہمدانی سند آوردہ کہ در ان استعمال این بمعنی فیض خواستن وفیض	یافتن است (نثر) استفاضہ انوار آثار آن منتخب مجموعہ لیل ونہار می نماید" (اردو) فیض چاہنا۔ فیض پانا۔

استفان بکسر اوّل وثالث بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ (۱) بمعنی رودخانہ و (۲) ہار گل وگلدستہ کہ بہنگام عروسی بکار برند۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد وصاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را لغت ترکی گفتہ بمعنی اکلیل العروس وبدین وجہ کہ این قسم اکلیل در عروسی از گل وہار ہای گل میسازند فارسیان بدین معنی استعمالش کردہ باشند ومعنی اوّل تا تأمل است وحیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) (۱) ندّی۔ مؤنث (دیکھو۔ ارغا) (۲) دولہن یا دولہ کا وہ تاج جو پہول کے ہارون اور پہولون سے بنایا جاتا ہے۔ ہنود مین اسوقت تک رائج ہے لیکن مسلمانان ہند نے اسکو سہرہ سے بدل دیا ہے۔

استفسار لغت عربست بکسر اوّل وسوّم - بقول صاحب آصفی ومنتخب پرسیدن وطلب بیان کردن فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی طلب بیان وبمعنی مصدری با مصادر فرس مرکب کردہ اندکہ درملحقات می آید (اردو) استفسار - بقول امیر - عربی مذکر - دریافت کرنا پوچھنا - (آپ کا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے) (مسرور ؎) کیا تمنے تو حال دل نہ استفسار ہوئے سے پڑی تھی کیا مجھے کرتا جو مین اظہار ہوئے سے ؎

استفسار فرمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ کہ استعمال این در ان بمعنی استفسار کردن وتفسیر خواستن است (نثر) از کیفیت خان بہادر فیروز جنگ استفسار فرمودند" (اردو) استفسار کرنا - امیر مغفور نے بذیل لفظ استفسار اسکی مثال نقل فرمائی ہے (قلق ؎) کچھہ کسی نے کیا جو استفسار نہ خفقان کا مرض کیا اظہار ؎

استفسار کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ کہ مرادف استفسار فرمودن است (نثر) از ین مقولہ چہ استفسار می کنی کہ از ما نحن فیہ نیست (اردو) استفسار کرنا - دیکھو استفسار فرمودن -

استفسار نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ واین مرادف استفسار فرمودن وکردن است (نثر) بلکہ جلال را بہ عظمت وجلال ایزدی ہمال قسم دادہ استفسار نمایند" (اردو) استفسار کرنا - دیکھو استفسار فرمودن

استقامت بکسر اوّل وسوم وفتح میم لغت عرب است - بقول آصفی ومنتخب راست شدن وراست ایستادن - فارسیان این را بمعنی استادگی استعمال کنند کہ حاصل بالمصدر است واز استقلال وثابت قدمی وپایداری ارادہ کنند چنانکہ صائب گوید (؎) استقامت را درین

وحشت سرا بلغزش بنشانه می دوانیم ما ؎ (انوری ؎) بر استقامت تو حال بر بسیط زمین ؎ بر آسمان کند کفت الخضیب کرد دعا ؎ (وله ؎) رونق ملک و استقامت دین ؎ دائم از قوت آستین تو باد ؎ (اردو) ثابت قدمی۔ ثبوت۔ امیر مغفور نے استقلال کو انہیں معنوں میں لکھا ہے (سودا ؎) روز میدان قدم اپنا تو جہاں گاڑے ہے ؎ کو دکا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال ؎

استقامت طلبیدن استعمال بمعنی استقلال و ثابت قدمی خواستن۔ صاحب آصفی از علوی سند آورده (نثر) استقامت از خدا می طلبم "(اردو) ثابت قدمی چاہنا۔

استقامت فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از خسرو سند آورده که در این معنی قیام فرمودن است و ثابت قدم بودن (؎) ای ماه دو هفته یکره این سوی گرای ؎ عکس همه بین با استقامت فرمای ؎ (اردو) قیام کرنا۔ قائم رہنا۔ ثابت قدم رہنا۔

استقامت گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از نظامی گنجوی سند آورده که در این معنی قائم و پایدار شدن است (؎) سخن چون گرفت استقامت بمن ؎ اقامت کند تا قیامت بمن ؎ (اردو) قائم ہونا۔ پایدار ہونا۔

استقامت ورزیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از عالی شیرازی سند آورده که در آن استعمال این بمعنی قیام کردن است و پای فشردن۔ (نثر) در دامن کوهی مانند سنگی با کمال پایداری استقامت ورزیده "(اردو) قائم رہنا۔ جما رہنا۔

استقبال لغت عرب است بکسر اول و سوم۔ بقول صاحب آصفی و بهار به پیشواز رفتن و بقول صاحب منتخب پیش باز رفتن و روبچیزی آوردن و پیش آمدن۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند بمعنی پیشوائی و با مصادر رفتن بمعنی مصدری (ظهوری ؎) کعبہ رار قصان باستقبال

بر دو جلوہ ہای محمل قربانیان (دلہ ؎) خزان آرد باستقبال از ہر خار گلزاری اگر آید صفیر بلبل ما از قفس بیرون (اردو) استقبال بقول امیر - عربی - مذکر - پیشوائی تعظیماً کسی آنیوالے کے لینے کو آگے بڑہنا (منتظر ؎) انکا آنا تھا کہ آنا دل کا اور سے اور ہوا اپنا حال در دل مین سے پے تعظیم اُٹھا ہوش نے جا کے کیا استقبال

استقبال کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سعد قمی سند آوردہ کہ بمعنی پیشوائی کردن است (؎) میروم از شہر تا بسکہ بریم درقفاست میتوان ہنگام رفتن کرد استقبال من (انوری ؎) طبیش استقبال حاجت ہا بدان سرعت کند کاندران نسبت زمان گوئی مقید می رود (اردو) استقبال کرنا - دیکھو استقبال جس پر اسکی سند ہے -

استقرار لغت عربست بکسر اول و سوم - بقول صاحب آصفی و منتخب آرام گرفتن و ثابت شدن - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند یعنی قیام و استقلال و پایداری و بمصادر فرس ہم کہ در ملحقات می آید (اردو) قیام - مذکر - استقلال مذکر - پایداری - مؤنث -

استقرار بودن استعمال بمعنی قیام و قرار بودن چنانکہ صائب گوید (؎) دولت سنگدلان را نبود استقرار سیل از کوہ بتعجیل روان می گردد (اردو) قیام ہونا - مذکر - جیسے دولت دنیا کو قیام نہین ہوتا -

استقرار پذیرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ابو الفضل سند آوردہ کہ بمعنی قیام پذیرفتن و قرار گرفتن است (نثر) در بطون قدسیہ فرمان روایان و الا شکوہ غبار اکنادہمیران انطباع و استقرار نمی پذیرد (اردو) قائم ہونا قرار پانا - ٹھہرنا -

استقرار ورزیدن استعمال - صاحب آصفی

(۱۵۸۴)

ذکر این کرده و از عالی شیرازی سند آورده که بمعنی قیام کردن است (نثر) غازیان منصور جای مذکور را بدست آورده استقرار ورزیدند" (اردو) اقامت کرنا - قیام کرنا -

استقرار یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از خسرو سند آورده که استعمال این در آن بمعنی قرار یافتن و قائم شدن (نثر) شجرهٔ اصالتش از ورطهٔ قلعه و استیصال بقاعدهٔ اثمار خیار استقرار یافته" (اردو) قرار پانا -

استقیلا بقول برهان دسفت بضم اول و ثالث و قاف بتحتانی رسیده و لام بالف کشیده نام پهلوانی بوده تورانی در لشکر افراسیاب - صاحب سروری فرماید که نام ترکیست از مبارزان لشکر افراسیاب صاحب مؤید هم این را ذیل لغات فرس جا داده - بتحقیق ما این مرکب است از (است) که بمعنی تفسیر زنده پاینده باشد که گذشت و مجازاً بمعنی بزرگ گرفته باشند و (قیلا) بقول صاحب لغات ترکی که بر (قیلا قیلا) نوشته بتفخیم کسره و قاف و فتحه لام بالف و نفی بمعنی گرده گرده پس معنی (استقیلا) بزرگ گرده و کنایه باشد از شخصی که در صفت خود قابل تعظیم است - همین باشد وجه تسمیه این و جا دارد که بمعنی لفظی ستایش گرده باشد که (است) بمعنی ستایش هم گذشت اندرین صورت اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی ستایش گرده دارنده یعنی ممدوح گروهی و الله اعلم - پس بصورت اول باید که بالفتح خوانیم و بصورت ثانی بالکسر - آنچه بالضم شهرت دارد تصرف اهل زبان است از قبیل غلط العوام (اردو) استقیلا - ایک پهلوان ترک کا نام - جو لشکر افراسیاب میں تها - مذکر -

است کردن استعمال - بمعنی توقف کردن باشد این از کلام مولوی معنوی بر معنی بفهم لفظ (است) بیان کرده ایم که گذشت (اردو) توقف کرنا - ٹهہرنا -

استل بقول صاحب شمس باوّل مکسور و ثانی زده و تای فوقانی مفتوح برگه و آبگیر را نامند

و آنرا استخر نیز نامند فرماید کہ لغت فارسی است - صاحبان جہانگیری و برہان و جامع ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ در محاورۂ معاصرین عجم استعمال این متروک است اگرچہ وشش در زمانہ سلف تسلیم کنیم بخیال ما ماخوذ است از لغت سنسکرت کہ (ستھل) و (سیتل) بقول صاحب ساطع بکسر اوّل بمعنی سیر و خنک آمده فارسیان بزیادت الف وصلی در اوّل وحذف ہای ہوز یا یای تحتانی (استل) بمعنی تالاب و استخر مستعمل کرده باشند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - خان آرزو در سراج فرماید کہ اصل این استخر بود مخفف استخر - و بقاعدۂ فارسیان رای مہملہ بہ لام بدل شد ہمچون (چنار) و (چنال) (اردو) دیکھو استخر کے پہلے معنی -

استم بقول برہان و جامع و جہانگیری و ہفت و شمس و رشیدی بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون ثانی و میم ستم و جور و ظلم را گویند - خان آرزو در سراج فرماید کہ ہمان ستم است - صاحب ناصری از منوچہری سندی آورده (ع) آخر دیری نماند استم استمگران ؛ زانکہ جہان آفرین دوست ندارد ستم ؛ صاحب سروری فرماید کہ بحذف ہمزه (ستم) ہم آمده بخیالش (استم) اصل است و (ستم) بحذف ہمزه مخفف آن - بخیال ما قضیہ بالعکس است یعنی (ستم) اصل است و در (استم) الف وصلی در اوّلش آورده اند و معاصرین عجم ہم تائید قیاس ما کنند واللہ اعلم (اردو) ستم - بقول آصفیہ مذکر - ظلم - جور - جفا - بیداد -

استماع بقول بہار و آصفی گوش فرا داشتن مؤلف گوید کہ لغت عربیست بکسر اوّل و سوم و بقول صاحب منتخب گوش داشتن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس بمعنی مصدری کہ در ملحقات می آید (انوری ع) از استماع شرح مقامات حسن تو ؛ قانون

عمر خویش کند اختصار گل ؂ (اردو) سماعت ـ بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث ـ شنوائی جیسے " وہان کسی کی سماعت نہین ہوتی "

استماع افتادن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ و بسند پی نبردہ معاصرین عجم ہم ازین ساکت اند و بخیال ما استماع او بیش نیست ـ طالب سند باشیم ـ

استماع فرمودن استعمال ـ بمعنی سماعت کردن باشد ـ چنانکہ انوری گوید (ﮪ) سنر و زلطف تو گر استماع فرمائی ؂ بدان دقیقہ کہ آن بیتہا کنم تقریر ؂ (اردو) سماعت کرنا ـ بقول آصفیہ ـ سننا ـ توجہ کرنا ـ کان لگانا ـ

استماع کردن استعمال ـ مرادف استماع فرمودن است ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حزین خراسانی سند آوردہ (ﮪ) زاہد نوای عشق تو چون استماع کرد ؂ برخاست ہمچو شعلہ و طرح سماع کرد ؂ (عرفی ﮪ) مصاحب غم عرفی شوید اگر خواہید ؂ کہ استماع سخنہای جان گداز کنید ؂ (اردو) دیکھو استماع فرمودن ـ

استماع نمودن استعمال ـ مرادف استماع فرمودن است کہ گذشت ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی صفہانی سند آوردہ کہ نامش سکندر منشی و مؤلف تاریخ عالم آرا است (فقرہ) از بعضی غازیان کہ دران جنگ گاہ حاضر بودند استماع نمودہ " (اردو) دیکھو استماع فرمودن ـ

استمداد بقول آصفی و بہار و منتخب ـ مدد خواستن ـ لغت عربیست بکسر اول و سوم فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس بمعنی مصدری کہ در ملحقات می آید (اردو) استمداد ـ بقول امیر ـ عربی ـ مؤنث ـ مدد چاہنا ـ (فقرہ) ہمکو اون سے استمداد کی حاجت نہین "

استمداد کردن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام صائب سند آوردہ بمعنی مدد طلب

(۱۹۳)

کردن است (ع) این غزل را پیش ازین ہر چند انشا کردہ بود ٭ صائب از روح فغانی دیگر استمداد کرد ٭ (اردو) مدد چاہنا۔ استمداد کرنا۔

استمداد نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز ابوالفضل سند آوردہ کہ مراد استمداد کردن است (نثر) ہر چند عرائض بستا استمداد نمود توجہ نفرمودیم " (اردو) دیکھو استمداد کردن۔

استن بقول برہان ورشیدی وناصری وہفت بضم اوّل وثالث وسکون ثانی ونون ستون عمارت را گویند صاحب جامع گوید کہ بمعنی ستون وعمارت است ٭ خان آرزو در سراج فرماید کہ این مخفف (استون) است بحذف واو و (ستون) مخفف (استون) بحذف الف۔ صاحب سروری از مولوی معنوی سند آوردہ (ع) استن این عالم ایجان غفلت است ٭ ہوشیاری این جہان را آفت است ٭ (ولہ از رشیدی (ع) استن حنانہ آمد در حنین ٭ مؤلف گوید کہ بخیال ما اصل این (استہان) لغت سنسکرت است کہ بقول صاحب ساطع بفتح اول بمعنی جای ومکان آمدہ وبحذف الف اوّل (ستہان) ہم بہمین معنی است۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف دوم را بہ واو بدل کردند ہمچون (تاغ) و (توغ) وہای ہوز را حذف چنانکہ (گیاہ) و (گیا) و (استون) را مجازاً برای رکن وپیلپایۂ مکان استعمال کردند اندرین صورت ستون بحذف الف اوّل مخفف (استون) باشد یا مبدل (ستہان) و (استن) بحذف واو مخفف (استون) مخفی مباد کہ حذف واو در قاعدۂ فارسی مذکور است چنانکہ (خاموش) و (خامش) آنچہ فتح اوّل بضمہ بدل شد نتیجۂ لب ولہجۂ زبان است وعدم وقوف از ماخذ ازینجاست کہ صاحب جامع درین لغت معنی حقیقی را ہم ذکر کردہ یعنی (استن) را بمعنی ستون وعمارت نوشتہ محققین دیگر بر ماخذ این غور نفرمودند

واو عطف را حذف کردہ بر (ستون عمارت) قانع شدند و جا دارد کہ فارسیان این را از زبان
عرب گرفتہ باشند کہ (استن) بفتح اول و ثالث بقول صاحب اتند و منتہی الارب درختی را گویند
کہ در زیخ و نسبت آن تفرق باشد بر ونشی کہ از دور بشکل کالبد مردم نماید (الخ) و من وجہ شباہت
با ستون دارد اندرین صورت (استن) اصل باشد و (استون) مزید علیہش کہ در استعمال فارسی
واو درمیان بعض کلمات زیادہ کنند ہمچوان (مغل) و (مغول) و (افتادن) و (اوفتادن)
پس (ستن) و (ستون) را بحذف الف اول مخفف (استن) و (استون) خیال کنیم و وجہ
تصرف در حرکت اول ہمان است کہ بالا مذکور شد مخفی مبادکہ (استن) بفتح اول و سکون سین
مہملہ و بکسر تای قرشت و سکون نون بقول صاحب لغات ترکی بمعنی پائین آمدہ و (اوستن) بتفخیم
ضمۂ ہمزہ و سکون سین مہملہ و بکسر تای قرشت بمعنی بالا و بالای آن پس عجبی نیست کہ فارسیان واو
را کہ علامت ضمہ در ترکی است حذف کردہ بمعنی ستون و رکن استعمال کردہ باشند و آن چیزیست
کہ سقف مکان بالای آنست یا آنچہ پائین سقف است و جا دارد کہ فارسیان کسر تا را بہ ضمہ
بدل کردند بوجہ لاعلمی از ماخذ و باشد کہ فارسیان (استن) از لغت سنسکرت (استمبہ) اخذ کردہ
باشند بہ تبدیل میم با نون کہ موافق قاعدۂ فرس است ہمچون (جیم) و (جین) و (سم) و (سنب)
و بای موحدہ و ہای ہوز آخرہ را حذف کردہ باشند کہ این قسم حذف ہم در فارسی آمدہ کہ (دنب)
را (دم) کردند و (گیاہ) را (گیا) واللہ اعلم بالصواب ۔ اندرین صورت (استن) اصل باشد
و (استون) بزیادت واو درمیان کلمہ مرادفش ہمچون (مغل) و (مغول) و (افتادن) و
(اوفتادن) (اردو) تھم ۔ بقول آصفیہ ہندی ۔ اسم مذکر ۔ کھم ۔ ستون ۔ پیلپایہ ۔

استناد بکسر اوّل و سوم لغت عربیت ۔بقول صاحب آصفی و منتخب پشت بچیزی دادن و پناہ بکسی بردن ۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و بمعنی طلب سند ہم کہ معنی مجاز آنست و با مصدر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات می آید (انوری ؎) استناد کنگرش را ماہ با دائیم دست ٭ و اندر و پیوستہ عالی مسند دستور باد ٭ (اردو) استناد ۔ اردو مین مستعمل ہے بمعنی طلب سند ۔ مؤنث ۔ جیسے "ہم نے حضرت امیر مغفور کے کلام سے استناد کی ہے" (تسلیم ؎) نہ غیر کی ہے تصدیق یاد کی ہوتی ٭ ہمارے حال ہی سے استناد کی ہوتی ٭ صاحب تذکیر و تانیث نے اس کا ذکر کیا ہے ۔ صاحب آصفیہ اور امیر مغفور نے اسکو ترک فرمایا ہے ۔ انہین معنون مین (سند دینا) اور (سند لانا) مستعمل ہے صاحب آصفیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور معنی حقیقی کا ترجمہ ۔بقول صاحب آصفیہ (پناہ لینا) اس کا حاصل بالمصدر (پناہ گیری اور پناہ جوئی)

استناد کردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ (۱) بمعنی پناہ گرفتن است (نثر) بعد از آن شکستہ چند را کہ استناد بدان حکومت کردہ اند بعلامت عدل مظاہرت فرمود" و (۲) بہ تحقیق ما از معاصرین عجم کہ سند گرفتن نیز ۔ چنانکہ " ما درین خصوص از کلام صائب استناد کردہ ایم" (اردو) (۱) پناہ لینا ۔ (۲) سند لانا ۔ دیکھو فرہنگ آصفیہ ۔ ہماری راے مین استناد کرنا بھی کہ سکتے ہین ۔

استنباط بکسر اوّل و سوم لغت عرب است ۔بقول صاحب آصفی بیرون آوردن چیزی از چیزی و بقول صاحب منتخب بیرون آوردن آب و علم و مانند آن ۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی دریافت و اخذ استعمال می کنند و با مصادر فرس بمعنی مصدری کہ در ملحقات می آید

(اردو) استنباط - بقول امیر - عربی - مذکر - نکالنا - اخذ کرنا جیسے (فقرہ امیر) مجتہدین نے بکمال احتیاط حدیث سے مسائل کا استنباط کیا ہے "

(الف) استنباط کردن استعمال - صاحب
(ب) استنباط نمودن آصفی ذکر این
کردہ کہ بمعنی اخذ و دریافت کردن است و از نصیر
ہمدانی سند آوردہ (الف) بر صفحۂ ضمیر دقیقہ پذیر کہ از
اصطرلاب جبین ہا استنباط سرگذشت ہر کس توان
کرد" (ب) بوساطت ملاحظۂ امر کن آبای
اعداد تامہ کہ ارشد اولاد اند استنباط توانند
نمود" (اردو) استنباط کرنا - دیکھو لفظ استنباط

استنبوب بکسر اول و فتح تای فوقانی و ضم نون - بقول صاحب ناصری ثمر درخت نارنج و ترنج و لیمو ست کہ پیوند کردہ باشند و بعد از پیوند ثمر دادہ باشد - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ این را مرکب از (استن) و (بوب) گیریم - استن - مبدل ستم کہ گذشت از قبیل (پام) و (پان) کہ میم بہ نون بدل شود و (بوب) بقول برہان بمعنی فرش و بساط است پس معنی لفظی (استنبوب) فرش ستم باشد و مجازاً بمعنی ہمہ تن مکروہ و زشت و عجبی نیست کہ جزو اول این (اشکن) باشد بمعنی شکن و بقاعدۂ فرس شین معجمہ بہ سین مہملہ بدل شدہ - چنانکہ (شار) و (سار) و کاف عربی بہ تای فوقانی ہمچون (چاشکدان) و (چاشت دان) پس (استنبوب) بمعنی فرشِ شکن - گذشت کنایۂ از میوۂ خاص کہ بر پوست آن شکن ہای بسیار است - واللہ اعلم - (اردو) نارنج اور ترنج اور لیمو کے پیوندی درخت کا پھل جس پر جھریاں کثرت سے ہوتی ہیں - مذکر -

استنبہ بقول برہان با نون بر وزن اشکنبہ (۱) ہر چیز زشت را گویند مطلقاً -

و (۲) صورتی باشد بغایت کریہ منظر کہ طبع از دیدنش رمان و ہراسان گردد۔ و (۳) نگینی راگویند کہ در خواب بر مردم افتد و بعربی کابوس خوانند۔ و (۴) بمعنی دیو ہم آمدہ کہ مقابل پریست۔ و (۵) مردم دلیر و صاحب قوت و قوی بازو را نیز گفتہ اند۔ صاحب ناصری بر معنی اول قانع و از حکیم سنائی سند آوردہ (۵۲) صحبت عام آتش و پنبہ است پر زشت روی و تباہ استفنبہ است ۞ و فرماید کہ بحذف الف (ستفنبہ) نیز آمدہ۔ صاحب سروری ذکر معنی اوّل و چہارم و پنجم کردہ از دوم و سوم ساکت و بقول رشیدی (۶) بسیار درشت و جفاکار و مبغوض و نسبت معنی اوّل بر مکروہ قناعت کردہ مؤلف گوید کہ (استنب) مبدل (استم) باشد کہ بہ معنی جور و ستم گذشت و تبدیل میم با (نون و بای موحدہ) می شود ہمچون (دم) و (دنب) پس ہای نسبت بہ آخرش زیادہ کردہ (استنبہ) کردند معنی چیزی یا کسی کہ منسوب بہ ظلم و ستم است یعنی جفاکار۔ پس معنی ششم حقیقی باشد۔ و دیگر ہمہ معانی مجاز آن۔ صاحب ہفت این را بحذف بای موحدہ (استنہ) نوشتہ و صراحت حلیۂ لفظ با ہمہ معانی بیان کردہ برہان کردہ بمقابل اتفاق محققین کہ بای عربی را حرف پنجم این لغت نوشتہ اند ترک آن را تسامح ہفت خیال کنیم و سند سنائی ہم مؤید خیال ماست و خان آرزو در سراج ہمین لغت را (استینہ) بہ یای تحتانی سوم و نون پنجم بدون بای موحدہ بر وزن (اشکینہ) نوشتہ ما این را ہم غلطی کتابت دانیم کہ سلسلۂ ردیف الفاظش تائید خیال ما می کند تصفیہ کاملش بجای خودش کنیم۔

(اردو) (۱) ہر بد نما چیز۔ مؤنث۔ (۲) بد نما اور مکروہ صورت۔ ڈراونی شکل۔ مؤنث (۳) کابوس۔ بقول آصفیہ۔ (عربی) اسم مذکر۔ ایک مرض کا نام جس میں آدمی کو حالت

خواب مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے اسے دبالیا- اور اسکی مہیب شکل سے ڈرکر آواز نکالتا ہے اور اسکے بوجھ سے گویا پسا جاتا ہے اصل مین یہ صرع کا مقدمہ ہے فارسی والے اسکو (سگاچہ) کہتے ہین، اور ہندی مین (جکڑ ا) مؤلف کہتا ہے کہ صاحب برہان نے (سکاچہ) کاف عربی سے لکھا ہے (۴) دیو- بقول آصفیہ فارسی اسم مذکر پریون کے مرد- جن- بھوت (۵) دلیر- بقول آصفیہ- فارسی- نڈر- بے خوف- جری بہادر (۶) ظالم- بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر- ظلم کرنے والا- جفاکار-

(الف) **استنطاق** لغت عربیست بکسر اوّل وسوّم- بقول صاحب منتخب بمعنی سخن گفتن خواستن واز کسی سخن بیرون کشیدن- درمحاورۂ معاصرین عجم بمعنی بازپرس وجواب دعوی مستعمل- صاحب بول چال بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاجار ذکر این کردہ و- - -

(ب) **استنطاقِ شہود** را بمعنی سوالات جرح آوردہ وانوری ہم الف را استعمال کردہ (ﷺ) پیش گردد کہ پیش راند شد ؛ شرح وبسط سخن باستنطاق ؛ (اردو) (الف) بازپرس- بقول آصفیہ مؤنث- پوچھ گچھ- جوابدہی- تحقیقات- جواب دعوی- بقول صاحب آصفیہ- اسم مذکر- قانونی اصطلاح مین مدعی علیہ کا تحریری جواب (ب) جرحی سوالات- صرف جرح بھی انہین معنون مین مستعمل ہے- بقول آصفیہ قانونی اصطلاح مین اعتراض- گرفت- ردّوقدح (الخ) وہ سوالات جو حاکم یا فریق ثانی کی جانب سے شہود یا فریق مقدمہ پر کئے جاتے ہین- اس غرض سے کہ اسکا بیان مجروح ہو اور حقیقت حال کھلے-

استتنه | صاحب ہفت بصراحت کسرهٔ اوّل و سکون سین مهمله و فتح مثناة فوقانی و نون و ہای مدورهٔ زده بهر پنج معانی (استتبه) نوشته که گذشت و (استنبه) را ترک کرده ما همان جا ذکر این کرده ایم که تسامح صاحب ہفت بیش نیست و دیگر کسی از محققین فرس مؤیّد صاحب ہفت نشد (اردو) دیکھو (استنبه)

استوار | بقول برہان و سراج و جامع و ہفت و شمس و (دری و پہلوی) بضم اوّل بر وزن خوشگوار (۱) بمعنی محکم و مضبوط و (۲) معتمد و امین و (۳) بمعنی باور - بہار بر معنی اوّل و سوم قانع صاحب ناصری که از اہل زبان است فرماید که استوار و استوان بمعنی مصدری اوّل و دوم است مؤلف گوید که تسامح اوست - صاحب جہانگیری برای ہر سه معنی بالا سند آورده (مسعود سعد سلمان) پایدار و استوار است از تو دین و مملکت ٭ پایدار و پایدار و استوار و استوار ٭ (حکیم سنائی ۵) این نه شرط مومنی باشد که در ایمان تو ٭ حق ہمی خائن نماید خاک و سرگین استوار ٭ (کمال اسمعیل ۵) هر آن فریب که از عشوه لبت در یارم ٭ مرا ز ساده دلی استوار می آید ٭ صراحت کند که (استوار) درین شعر بمعنی باور داشتن است - **مؤلف** گوید که درین شعر استعمال (استوار آمدن) است - ہمهٔ محققین در مصرع دوم این (استوار می باید) نوشته اند ما از شمس اللغات تصحیح کرده ایم - صاحب سروری بذکر ہر سه معنی برای معنی سوم از شیخ سعدی سند دہد (۵) ایکه می گوئی خرد به یا روان ٭ من بگویم گر تو داری استوار ٭ آدمی را عقل باید در بدن ٭ ورنه جان در کالبد دارد حمار ٭ صاحب کنز این را بکسر اوّل نوشته **مؤلف** گوید که این مرکب است از (ست) و (وار) ست - بقول صاحب ساطع بالفتح بزبان سنسکرت بمعنی زور و قوت و خوبی

وتفضیلت و راستی و صداقت و بمعنی راست و فی الواقع آمدہ و (وار) در فارسی بمعنی رسم و عادت و مانند و لیاقت و صاحب و خداوند ۔ کذا فی البرہان ۔ پس فارسیان الف وصلی در اوّل این آوردہ (استوار) کردند و تحقیق ماخذ تقاضی آن است کہ این را بالفتح خوانیم انچہ فارسیان بالضم گرفتہ اند تصرف ایشان باشد بعدم علم ماخذ (اردو) (۱) استوار ۔ بقول امیر ۔ عربی بمعنی مضبوط و پایدار ۔ ہماری رائے میں غلطی کتابت ہے جو (فارسی) کو (عربی) لکھا (رشک ؎) حلقۂ رگہائے گل کب اسطرح سخت استوار ٭ رشتۂ الفت ہوا زنجیر پائے عندلیب ٭ (۲) امین بقول امیر (عربی) امانتدار ۔ معتمد (آتش ؎) کیا دجّال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے ٭ خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا ٭ (۳) باور ۔ بقول آصفیہ فارسی ۔ اسم مذکر ۔ یقین بھروسا ۔ اعتماد ۔ اعتبار ۔ (اسیر ؎) آنکھ اسکی پھرے مجھسے یہ باور نہیں آتا ٭ کیا ضعف سے بیمار کو چکر نہیں آتا ٭

استوار آمدن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی باور آمدن است و سند این ہمان است کہ برمعنی سوم لفظ استوار ازکمال اسمعیل گذشت (اردو) باور آنا جیسے "مجھکو باور نہیں آتا کہ آپ نے ایسا کہا ہو" دیکھو استوار کے تیسرے معنے کا ترجمہ جس میں اسکی سند ہے ۔

استوار افتادن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بدرچاچی سند آوردہ کہ بمعنی پایدار و واقع شدن است (؎) سرائے کبریایت را زگردون حلقۂ در باد ٭ کہ بنیاد طرب آباد ملکت استوار افتاد ٭ (اردو) استوار واقع ہونا ۔

استوار بند اصطلاح ۔ بقول صاحب بحر وضمیمۂ برہان ترجمۂ ربط است دیگر کسی ذکر

این ذکر - حیف است که سند این پیش نشد معاصرین عجم سکوت می ورزند (اردو) ربط - بقول امیر (عربی) اسم مذکر - بندش - لگاو - علاقہ - تعلق -

استوار بودن استعمال - صاحب آصفی ذکراین کرده و از قاسمی گونابادی سند آورده که بمعنی مستحکم بودن است (ص) حصاری درین ملک بود استوار ؛ که ز دطعنه بر طاق نیلی حصار ؛ (اردو) استوار ہونا - استوار رہنا -

استوار داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکراین کرده و از خسرو دہلوی سند آورده که بمعنی باور داشتن و باور کردن است سندی دیگر از سعدی شیرازی بمعنی سوم لفظ استوار هم گذشت (خسرو ص) خسروگرت خیال به پرسش امان دهد ؛ زنهار استوار نداری که یار اوست ؛ (اردو) باور کرنا - صحیح ماننا -

استوار دیدن استعمال - صاحب آصفی ذکراین کرده و از نظامی گنجوی سند آورده که بمعنی قائم و مستحکم یافتن است (ص) گران شست دیدن این نامه را شهریار ؛ زنان را همبر دمی ندید استوار ؛ (اردو) قائم پانا جیسے "ہمنے عورتون کو وعدے پر قائم نہین پایا -

استوار ساختن استعمال - صاحب آصفی ذکراین کرده و از عالی شیرازی سند آورده که بمعنی مستحکم کردن است (نثر) محرمان کعبۂ مقصود کمند ها چون حبل المتین رشتۂ اعتقاد استوار ساخته " (اردو) استوار کرنا - مستحکم کرنا -

استوار شدن استعمال - صاحب آصفی ذکراین کرده و از ملا جامی سند آورده که بمعنی مستحکم و پایدار شدن است (ص) شد بفراغت زغم روزگار ؛ قاعدۂ صحبت شان استوار ؛ (اردو) استوار ہونا - مستحکم ہونا -

(الف) **استوار کردن** استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از اثر شیرازی سند آورده که مرادف استوار ساختن است (ص) بهرکشتی آسمان سفله با افتادگان ؛ کرد پیدا

در میان داری چو پرگار استوار ؛ (مؤلف) گوید
که از همین مصدر و سند است ....

(۱۵۸۳) (ب) **استوار کردن پا** | بمعنی پا فشردن یعنی
ثابت قدم شدن (جامی ع) پای مرا بقید
وفا استوار کن ؛ و ....

(۱۵۸۴) (ج) **استوار کردن رخنه** | بمعنی بند کردن
رخنه باشد چنانکه صائب گوید (ه) نه بسته لب
ز سخن آرمیدگی مطلب ؛ نه کرده رخنهٔ دیوار
استوار مخسپ ؛ و ....

(۱۵۸۵) (د) **استوار کردن فرش** | بمعنی فرش
گستردن و قائم کردن آن (نثر سعدی شیرازی)
تا فرش خاک بر آب استوار کرد" (اردو)
(الف) دیکهو استوار ساختن (ب) ثابت قدم
هونا - (ج) رخنه بند کرنا (د) فرش بچهانا -

(الف) **استوار گرفتن** | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده و از فیضی سند آورده که بمعنی
چیزی را باستحکام در قبضه آوردن است -
(ه) ز شهید کرده های نگهش کراست طاقت ؛
که بحشر دامن او بکف استوار گیرد ؛ بخیال ما
این سند ....

(ب) **استوار گرفتن دامن در کف**
است به تخصیص وجا دارد که تعمیم هم از و پیدا
کنیم چنانکه بر الف گذشت - و ....

(ج) **استوار گرفتن رکاب** | چنانکه
از کلام ظهیر سمرقندی پیدا است که بر (استوار
گشتن می آید (اردو) (الف) مضبوط پکڑنا
(ب) دامن مضبوطی سے تهامنا - دامن مضبوط
پکڑنا - (ج) مضبوطی کے ساته رکاب تهامنا

استوار گشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کرده و از ظهیر سمرقندی سند آورده که بمعنی
(استوار شدن) است که گذشت (ه) پای
ملک استوار گشت کنون ؛ که رکاب تو استوار
گرفت ؛ (اردو) دیکهو استوار شدن -

استوار ماندن | استعمال - صاحب آصفی

ذکر این کردہ و از سنائی غزنوی سند آوردہ کہ بمعنی ثابت قدم ماندن است (ع) نیست عشق لایزالی را در ان دل ہیچکار ؛ گو ہنوز اندر صفات خویش ماند است استوار ؛ (اردو) ثابت قدم رہنا۔

استواری | بقول بہار بمعنی محکمی کہ یای مصدری را بر لفظ استوار زیادہ کردہ اند۔ صاحب آنند و آصفی ہم ذکر این کردہ سند این در ملحقات می آید (اردو) مضبوطی۔ بقول آصفیہ اسم مؤنث۔ استواری۔ استحکام۔ پایداری۔

استواری دادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند آوردہ کہ بمعنی مستحکم کردن و استحکام بخشیدن است (ع) بر نہار خویش استواریش داد ؛ ز جادو کشان رستگاریش داد ؛ (اردو) استحکام عطا کرنا۔ مضبوط کرنا۔

استواری داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند آوردہ کہ بمعنی قیام داشتن و دیرپا بودن است (ع) بوقت گل خدا را توبہ مشکن ؛ کہ عہد گل ندارد استواری ؛ (اردو) دیرپا ہونا۔ قائم رہنا۔ قیام ہونا۔

استواری گرفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از عزیز اصفہانی سندی آوردہ کہ بمعنی استحکام گرفتن و مستحکم شدن است (ع) کہ اندیشہ جادو نگاہی گرفت ؛ بنای سخن استواری گرفت ؛ (اردو) مستحکم ہونا۔ استحکام پانا۔ استوار ہونا۔

استواری نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سندی آوردہ کہ بمعنی ثابت قدم شدن و ثابت قدمی کردن است (ع) سر انجام کاقبال یاری نمود ؛ بر آن عہد شاہ استواری نمود ؛ (اردو) ثابت قدم ہونا۔ جما رہنا

استوان | بقول صاحب برہان وسراج ورشیدی بضم اوّل وثالث بروزن بلبلان بمعنی استوار است - صاحب جہانگیری وسروری این را مرادف استوار و بر ہر سہ معنیش شامل داند (زرتشت بہرام ۵) پذیرفتیم و بر دین استوانیم ٭ بجز پیغمبر پاکش نخوانیم ٭ بخیال ما این مبدل استوار است کہ فارسیان بقاعدۂ خود رای مہملہ را با نون بدل کنند ہمچون (تار) و (تان) (اردو) دیکھو استوار -

است وبست | استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح ہمزہ و بای موحدہ وسکون سین لغت فارسی است بمعنی حالات و واقعات مؤلف گوید کہ از قبیل (بند وبست) باشد کہ واو زائد درمیان دو کلمہ آمدہ و باجتماع امر و ماضی مطلق افادۂ معنی حاصل بالمصدر کردہ چنانکہ (بند وبست) و (جست وجو) ما از معاصرین عجم استعمال این بدون واو عطف بمعنی کار وبار شنیدہ ایم و ذکر این قسم حاصل بالمصدر بر لفظ (آموی) کردہ ایم کہ در ممدودہ گذشت -
(اردو) کاربار - بقول آصفیہ - اسم مذکر بمعنی کام کاج -

استودان | بقول صاحب برہان وسراج وناصری وہفت وانند بضم اوّل وثالث و دال بالف کشیدہ و بنون زدہ دخمہ ومقبرۂ گبران - صاحب جامع گوید کہ این مرادف (ستودان) باشد - صاحب برہان بر لفظ (ستودان) بدون الف اوّل صراحت مزید فرماید کہ عمارتی را گویند کہ بر سر قبر آتش پرستان سازند وبمعنی گورستان ہم آمدہ و دخمہ نیز یعنی جائیکہ مردہ را در آنجا گذارند وبفتح اوّل ہم آمدہ مؤلف خیال کند کہ این مرکب باشد از (استا) و (دان) استا ہمان تفسیر کتاب زند کہ بر معنی اولش گذشت کہ بالفتح و بالضم ہر دو آمدہ - فارسیان بقاعدۂ

خود الف دوم را با ہا و بدل کردہ (استوکردہ باشند ہمچون (آناغ) و (توغ) و پس ازان با کلمۂ (دان) مرکب کردند کہ (دان) بقول برہان چون در آخر کلمہ آید افادۂ معنی ظرفیت کند چنانکہ (قلمدان) و (قہوہ دان) و مانند آن۔ پس (استودان) مکانی باشد کہ (استا) را دران محفوظ دارند بلحاظ بزرگی آن جای کہ مدفن است ہمچون مسلمانان کہ در بعض گنبدہای اولیا و امرا و پادشاہان کلام مجید را بگذارند تا متعینان آن مقام تلاوت آن کنند و جا دارد کہ این مرکب باشد از (استاد) و (دان) الف دوم بہ واو بدل شد و یک دال مہملہ بوجہ تکرار حذف۔ پس (استودان) بمعنی حقیقی جای و مکان استاد باشد کہ بعض فرق آتش پرستان لاشہ را دران استادہ کنند و اقسام اطعمہ بالای سر و دوششں گذارند و پائین آن مکان بدرو ی عمیق باشد کہ در احکام مذہب ایشان تدفین در خاک جائز نیست تا آنکہ جمعی از کرگسان در آید و گوشت و پوست آن لاشہ را بخورد و اجزای باقیماندہ در قعر آن بدرو بریزد۔ بخیال ما وجہ تسمیۂ آخر الذکر بہتر از اول است (اردو) آتش پرستوں کا دخمہ۔ جس میں لاشہ کو کسی مقامی سہارے سے استادہ کر دیتے ہیں۔ صاحب آصفیہ نے (دخمہ) کو ترک کر دیا ہے مگر زباندانان اردو اسی کو استعمال کرتے ہیں۔

استودن | بقول صاحب نوادر بضم اول و فوقانی ستایش کردن۔ فرماید کہ (استا) و (ستایش) و (ستایش کرد) حاصل بالمصدر است۔ و بقول صاحب موارد (است) و (استا) و (ستایش) دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد۔ صاحب بحر عجم این را بدون الف (ستودن) بالضم و بالکسر آوردہ و جز این نیست کہ بر (ستودن) الف وصلی زیادہ کردہ اند بر معنی ششم لفظ (است) اشارۂ بسوی این کردہ ایم کہ (است) حاصل بالمصدر نیست و (ستایش) حاصل بالمصدر

(استودن) ونسبت ماخذ این هم هدر آنجا اشاره کرده ایم و جا دارد که (استا) را هم بزیادت الف زائد در آخر حاصل بالمصدر این گیریم که صاحب شمس بر (استا) بمعنی ستایش هم نوشته که بجایش گذشت و هرگاه (استت) بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی مدح و ثنا آمده پس عجبی نیست که فارسیان (استت) را بحذف تای فوقانی آخره (است) کردند و بزیادت الف زائده (استا) ساختند و الف آخره را بقاعدهٔ خود با واو بدل کردند همچون (تاغ) و (توغ) و برین اسم مصدر (دن) را در آخرش آورده (استودن) بمعنی ستایش کردن گرفتند و جا دارد که (استودن) از (است) وضع شد که (است) مخفف (اَستُت) بر فتح اول و ضم سوم باشد - هرگاه بعد حذف فوقانی دوم تای مضموم باقی ماند - بضرورت ترکیب آن با علامت مصدر (واو) بعوض ضمهٔ تای فوقانی آوردند والله اعلم - باقی حال اصل این بلحاظ ماخذ بالفتح باشد و تصرف لب و لهجهٔ فارسیان است که بالضم کردند (اردو) سراهنا - بقول آصفیه تعریف و توصیف کرنا -

استوده بقول صاحب شمس بمعنی ستوده و به واو پارسی نیز آمده - دیگر کسی از صاحبان تحقیق ذکر این نکرد و ضرورت هم نداشت که اسم مفعول مصدر (استودن) است و بس - آنچه صاحب شمس بواو فارسی نوشته مقصودش جز این نباشد که واو معروف است فارسیان در جمیع حروف معروف را به فارسی و مجهول را بعربی تعبیر کنند که در تلفظ حروف - استعمال مجهول اصلا نکنند (اردو) ستوده - اس کا استعمال مفرد نهین هے - کهتے هین که "آپ بڑے ستوده صفات هین" یعنی قابل تعریف صفات سے موصوف هین -

استور بقول برهان و هفت و انند و جامع و ناصری بضم اول و ثالث و سکون ثانی و

و رابع و رای قرشت ہم (چار پای) را گویند عموماً و اسپ و استر را خصوصاً۔ صاحب سروری
بر معنی مخصوص قانع و از مولوی معنوی سند آورده (ﮯ) تا چند این استور تن کان کاه و جو
خواہد زمن ٭ بر چرخ راه کہکشان از بہر او پر کاه شد۔ مؤلف گوید که ازین سند تعمیم ثابت
می شود و تخصیص بمجاز باشد بظاہر معلوم می شود که فارسیان بر لفظ (ستور) الف وصلی زیاده کرده اند
ولیکن بخیال ما (ستور) مخفف (استور) است و (استور) ماخوذ از استر بزیادت واو باشد
درمیان حروف یک کلمه ہمچون (مغل) و (مغول) پس معنی خاص اصل است و معنی عام مجاز
آن (اردو) چار پایہ جانور۔ گھوڑا۔ خچر۔ مذکر۔

(الف) **استوربان** استعمال۔ بقول
ضمیمۂ برہان با بای ابجد بالف کشیده زبان
نازاینده را گویند ولیکن معنی ترکیبی آن خداوند
ستور و نگاہدارندۂ آن است صاحب شمس
این را بہ یای تحتانی بعوض یای موحده ۔۔۔۔
(ب) **استوریان** آورده فرماید که (۱)
پرنده ایست که بتازی سمورش گویند و بضم
رای موقوف (۲) درندهٔ ستوران۔ صاحب
انند بر الف بحوالۂ فرہنگ فرنگ گوید که سائس
را گویند صاحب مؤید الف و ب ہر دو را بہ بای

موحده آورده و ذکر معنی اوّل (ب) کرده خلاف
خود ظاہر کند۔ مؤلف عرض کند که غلطی کتابت
کاتب شمس است که (ب) را بہ یای تحتانی نوشت
لغت صحیح الف است و بس۔ بمعنی سائس
پس معنی اوّل الذکر۔ صاحب ضمیمۂ برہان بر
(الف) و ہر دو معنی (ب) ہیچ تعلق ازین
ندارد و استوربان از قبیل شتربان است و
مخصوص است یا استر و مجازاً بمعنی خدمتی
جمیع چار پایان۔ چنانکه بر لفظ استور گذشت
و وجه اختلاف اہل تحقیق جز این نیست که غلطی

ورا املا کردند و در بیان معنی - قیاس بسوی (استرون) و جمعش (استرونان) بردند و نسبت معنی وتوهم (ب) خیال ما اینست که کاتبین یا سنگ سازان مطابع (دارندهٔ ستوران) را بحذف الف (درندهٔ ستوران) نوشتند - وای بر تحقیق طلبان که ذخیرهٔ مطلوب شان در هیچ حالت است (اردو) چارپایون کا خدمتی - نگهبان سائیس - بقول آصفیہ - اسم مذکر - گھوڑے کی خدمت کرنیوالا - گھوڑیگا نگہبان -

استون بقول صاحب برهان وسراج وجامع وناصری ورشیدی بر وزن گلگون (۱) بمعنی ستون باشد - ما ذکر ماخذ وتعریف کامل این بر (استن) کرده ایم که مخفف این گذشت - صاحب ضمیمهٔ برهان فرماید که (۲) بزبان گیلان (اذخر) را گویند که بدان دست شویند - صاحب محیط بر (اذخر) فرماید که اسم یونانی است وگویند تازی وبسریانی (اجبس واسجس) وبعربی (طیب الغریب) وبه فارسی (کاه مکی) و (خلال مامونی) و (علف گورخر) و (کرته وشتی) و (دمور) و (اسفرم) وبهندی (مرچیا گنده) بقول شیخ طبیعت این گرم وخشک در دوم وبقول تمیم حجازی گرم وخشک در آخر اول ودر سوم نیز - در بیخ این قبض شدید گویند که دران قبض با تلطیف وتلیین وانضاج وتفتیح است ومنافع کثیره دارد ومتحقق نشد که این را در گیلان استون گویند (اردو) (۱) دیکھو استن (۲) بقول صاحب جامع الادویہ (جبہ انکس) ایک دوا کا نام جو دوسرے درجہ مین گرم وخشک ہے صاحب مخزن نے (اذخر) پر اسکا ہندی نام (مرچیا) لکھا ہے -

استونتن بقول صاحب سوار دلغت ژند وپاژند است بمعنی دیدن - صاحب جهانگیری در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور چهارم که متعلق به لغات ژند وپاژند است ذکر این بهمین معنی کرده وما ذکر این بر (اسپونتن - به بای عربی) کرده ایم که متروکست وچیزی از ماخذ هم هدر انجا مذکور داریم

دیکھو استونتن کے پہلے معنی۔

(الف) **استوه** بقول برہان وانند وہفت وشمس بکسر اول وضم ثالث، وسکون ثانی ورابع وہا (۱) بمعنی مانده شده وملول وافسرده وتنگ و (۲) ماندگی وتنگ آوردن - فرماید که بضم اول ہم درست است - صاحب ناصری بر معنی اول قانع وگوید که این را (سته) نیز گویند - صاحب جہانگیری بذکر معنی اول از نظامی سند آورده (ـــہ) که آن خوبان چو استوه آمدندی ؛ بتابستان بر آن کوه آمدندی ؛ صاحب رشیدی وسراج وجامع بر معنی اول اکتفا کرده اند ومعنی دوم را گذاشته - صاحب سروری ہم مؤید معنی اول واز شاہنامه سند دہد (ـــہ) ز بس کان سپه کوه تا کوه شد ؛ زانبوه او کوه استوه شد ؛ صاحب (اوری وپہلوی) فرماید که بمعنی واماندن وافسرده شدن مؤلف گوید که عجبی نیست که این اسم جامد فارسی زبان باشد محققین فرس این را لغت فارسی نوشته اند وما در اشتقاق آن این را نیافتیم - جز این که صاحب سخندان فارس بذیل الف متحرک فرماید که (استوه) بفتح الف وسین مهمله وسکون تای فوقانی وفتح ہمزه وواو وسکون ہای ہوز بزبان سنسکرت ہر چیز شبینه را گویند که تازگی آن باقی نمانده باشد ہمچون نان شبینه که ترجمه آن بعربی (بائت) چنانکه (خبز بائت ولحم بائت) باشد که فارسیان ہمین لغت سنسکرت را به تبدیل حرکات بمعنی افسرده استعمال کرده باشند - والله اعلم بالصواب - پس (ستوه) بحذف الف و (استه) بحذف واو و (سته) بحذف الف اول وواو مخفف این باشد که بجای خودش می آید مخفی مباد که آنچه صاحب برہان وبعض محققین دیگر این را بمعنی دوم یعنی حاصل بالمصدر ومصدری آورده اند - ما این را تسلیم نمی کنیم که استعمال این از نظر ما نگذشت طالب سند باشیم ؛ فارسیان ہمین لغت را با مصادر فرس مرکب کرده بمعنی مصدری ہم استعمال کرده اند

چنانکه -

(ب) استوه آمدن | بمعنی افسرده شدن و عاجز آمدن و - - - - - - - - - -

(ج) استوه شدن | مرادف (ب) سنداین از کلام نظامی و فردوسی بر (الف) مذکور شد (اردو) الف - عاجز - بقول آصفیه (عربی) بے بس - تنگ - مجبور (ب) عاجز آنا (ج) عاجز ہونا - بقول آصفیہ تنگ آنا - مایوس ہونا - دق آنا - مغلوب ہونا -

استوی | بقول برہان وجہانگیری و جامع و ہفت و سراج دانند و شمس بضم اوّل و ثالث بر وزن برگوی مہرۂ پشت را گویند بخیال ما درین لغت واو و یای تحتانی آخره زائد است فارسیان (است) را که بمعنی استخوان میوه گذشت (استوی) کرده برای مہرۂ پشت خاص کرده باشند - صاحب قوانین دستگیری ذکر زیادت واو و یای تحتانی کرده است ہمچون (لیکن) و (ولیکن) و (پا) و (پای) یا اینکه (استہی) را که بقول صاحب ساطع بفتح اوّل بمعنی (استخوان) است به تبدیل ہای ہوز با واو (استوی) کرده باشند اندرین صورت این قسم تبدیل خلاف قیاس باشد که مثال این از نظر ما نگذشت و تصرف در اعراب ہم شده و این چیزی نیست که این قسم تصرف اکثر بنظر آمده و اگر خیال ما درست نباشد این را اسم جامد فارسی زبان گیریم (اردو) منکا - بقول آصفیه (ہندی) اسم مذکر - ریڑھ کا اوپری حصه - مہرۂ پشت -

استه | بقول برہان و رشیدی بر وزن خسته (۱) دانه خرما و شفتالو و زردآلو و امثال آن را گویند و استخوان آدمی و حیوانات دیگر را نیز گفته اند - صاحب ناصری گوید که معروف است چون خستۂ خرما و انگور و استخوان حیوانات چون (ہلیته) که بمعنی عاج می آید و (ہسته) به ہای ہوز ہم آمده بتبدیل

الف با ہای ہوز - صاحب جہانگیری ہمزبان برہان ولیکن معنی تخم را با بعض میوه ہا مخصوص کند و آنرا مرادف (است) قرار دہد کہ گذشت و از کمال اسمعیل سند آرد (س) آنکہ اندر لحاف و چادر شب نبود شب چو استۂ خرما ٭ صاحب سروری بمعنی ستۂ میوه با قانع و از ابو المثل سند دہد (س) کسی بی عیب نبود در زمانہ ٭ رطب را استہ باشد در میانہ ٭ صاحب جامع و شمس در تخصیص با جہانگیری متفق - صاحب غیاث این را بمعنی تخم خرما و مانند آن بالضم و تای فوقانی گوید بحوالۂ کشف و رشیدی و سروری ما اشاره این بمعنی دوم لفظ (است) کرده ایم و بخیال ما این ماخوذ است از لغت سنسکرت (استہی) بفتح اول و کسر دوم کہ بقول صاحب ساطع و سخندان زبان سنسکرت بمعنی استخوان است انچہ صاحب غیاث این را بالضم نوشتہ صحیح نباشد کہ ماخذ این متقاضی فتح اول است و حوالۂ سروری رشیدی ہم غیر صحیح (اردو) دیکھو (است) کی دوسری معنی -

(۲) استہ - بقول برہان بالضم بمعنی کفل و سرین - دیگر کسی از محققین فرس با برہان نیست و بخیال ما قطعی است کہ ہمان لغت عربی (است) را کہ بالکسر بمعنی دبر است با ہای مدوره خیال کرده اند و در حقیقت بعربی ہم با تای دراز است کذا فی المنتخب - ما صراحت کامل بمعنی چہارم لفظ (است) کرده ایم کہ گذشت - بالجملہ (استہ) بدین معنی نیست و نیامده (اردو) دیکھو (است) کے چوتھے معنی -

(۳) استہ - بقول برہان و جہانگیری و جامع و سراج و شمس بکسر اول و ضم ثالث و ظہور ہای ہوز مخفف استوه کہ بمعنی ملول و بتنگ گذشت - صاحب سروری این را بضم ہمزه و تای فوقانی آورده کہ تسامح اوست زیرا کہ (استوه) کہ اصل انیست بالضم نیست و ما اشاره این لغت (استوه) کرده ایم کہ گذشت (اردو) دیکھو استوه کے پہلے معنی -

(۴) استه - بقول برہان بکسر اوّل و ثالث ظہور ہا بمعنی ستیزه و لجاجت - صاحب جامع فرماید که مصدر این (استہیدن) است و بس مقصودش جز این نباشد که این حاصل بالمصدر آنست - و حقیقت اینست که مصدر این (استہدن) است بدون تحتانی که می آید و جا دارد که متعلق از (استہیدن) هم کنیم که بزیادت تحتانی در فارسی آمده و بزیادت دو تحتانی (استیہیدن) هم می آید و این هر سه مصدر مرادف یکدیگر است قیاس متقاضی این بود که حاصل بالمصدر مصادر (استہیدن) و (استیہیدن) (استہی) و (استیہی) می بود و لیکن استعمالش یافته نشد وجه زیادتی یک و دو یای تحتانی در مصادر مذکور بجایش ذکر کنیم - نسبت ماخذ این عرض میشود که (ست) بقول صاحب ساطع به فتح اوّل بزبان سنسکرت بمعنی زور و قوّت آمده پس فارسیان بزیادت ہای نسبت در آخرش (سته) که بمعنی حقیقی منسوب به زور و قوّت است مجازاً بمعنی ستیزه و جنگ گرفته باشند پس از ان الف وصلی در اولش آورده (استه) کردند - صاحب برہان ذکر (سته) بمعنی کرده پس متحقق شد که (استه) اسم مصدر استہدن است و بس (اردو) لڑائی - بقول آصفیه (ہندی) اسم مؤنث - جنگ - جدل - ستیزه -

(۵) استه - بتحقیق ما بکسر اوّل و سوم امر است از مصدر استہدن که می آید - صاحب رشیدی بذیل مصدر (استہیدن بیای تحتانی پنجم) سته را امر (استہیدن) گفته و ما می گوئیم که (استہیدن بدون الف اوّل) هم مرادف یا مخفف (استہیدن) است پس وجهی نیست که (سته) را امر (ستہیدن) گیریم و (استه) را امر (استہدن بدون یا) قرار ندهیم - حاصل اینست که (استه) بمعنی ستیز و جنگ کن آمده (اردو) لڑ - جهگڑ - لڑائی کر - (امر)

(۱۵۰۴)

استهدن بقول بحر عجم وضمیمۂ برہان بکسر اول وثالث مخفف استهیدن است ۔ متروک الاستعمال ۔ و (استهیدن) مخفف (استیهیدن) بمعنی لجاجت وستیزہ کردن فرماید کہ مضارع اوّل الذکر (استهد) وآخر الذکر (استیهد) باشد ما صراحت ماخذ این بر (استه) کردہ ایم (اردو) لڑنا ۔ لڑائی کرنا ۔ جنگ کرنا ۔

استهروش بقول صاحب انند بحوالہٗ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است بمعنی استخوان خوار و استخوان رند کہ کرگس وہما باشد ودیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال ما (استه) بفتح اوّل بمعنی استخوان گذشت و (روش) بقول صاحب نوادر بفتح اوّل وکسر ثانی حاصل بالمصدر از (رفتن) بہ معنی سبقت گرفتن مقصودش جز بہ (سبقت وسبقت گیری) نباشد وبقول صاحب موارد (رفتن) بمعنی شہرت گرفتن ومشہور شدن وقصد کردن وبردن آمدہ پس (استه روش) قلب اضافت (روشِ استه) ومعنی لفظی آن (سبقت گیری استخوان) و (شہرت پذیری استخوان) و (ارادہ سازی استخوان) و (بردگی استخوان) واسم فاعل ترکیبی بمعنی مشہور باستخوان وقصد کنندہ وبرندۂ استخوان وکنایہ باشد از کرگس وہما کہ مشہور است باستخوان خوردن واستخوان بردن مخفی مباد کہ اسم فاعل ترکیبی کہ مرکب از دو اسم بود اعم است از ینکہ ہر دو اسم جامد باشد یا یکی از ان حاصل بالمصدر بود ہمچون (آئینہ رو) کہ درین ہر دو اسم جامد است و (کبک رفتار) و (سست رفتار) کہ درین یک اسم جامد است ودیگر حاصل بالمصدر ۔ پس (کبک رفتار) بمعنی رفتار کبک دارندہ باشد و (سست رفتار) بمعنی رفتار سست دارندہ وہمچنین است سبقت گیری استخوان کنندہ یعنی سبقت کنندہ بر استخوان وبرندگی وقصد استخوان دارندہ ۔ یعنی استخوان برندہ (اردو)

دیکھو استخوان ربا - استخوان خوار -

استهیدن بقول صاحب بحر عجم و برهان بکسر
اوّل و ثالث مخفف استیهیدن که به تحتانی چهارم
و ششم می آید بمعنی لجاجت و ستیزه کردن (کامل
التصریف) مضارع این (استهد) صاحب جامع
بذیل لغت (استه) ذکر این کرده صاحب موارد نیز
این گوید که (استه) حاصل بالمصدر این است -
مؤلف گوید که ما بمعنی چهارم (استه) اشارهٔ این
کرده ایم که بمعنی ستیزه گذشت و اسم جامد زبان فارسی
است و ذکر ماخذش هم همدر آنجا کرده ایم - فارسیان برهمین لغت
علامت مصدر (دن) زیاده کرده (استهدن) بمعنی ستیزه و
لجاجت کردن گرفتند و ستیزه و لجاجت بالمعنی مرادف
یکدیگر است پس بقاعدهٔ فارسی در وسط کلمه یای
تحتانی بعد یای هوز زیاده کرده (استهیدن) کردند
چنانکه در (رقصیدن) که اصلش (رقصدن) بود و
(رخشیدن) بعوض (رخشدن) و جا دارد که این مصدر
ماخوذ و موضوع باشد از (استهی) که بقول صاحب
ساطع بزبان سنسکرت بمعنی (استخوان) است و
فارسیان سلاحی را (استخوان) نام نهاده اند
که از ارهٔ پشت نهنگ می ساختند - چنانکه بر معنی
سوم استخوان گذشت - پس (استهیدن) بزیادت
علامت مصدر بر استهی بمعنی سلاح کردن و کنایه
از ستیزه کردن باشد - صاحب تحقیق القوانین
فرماید که مصدر بر دو قسم است (۱) اصلی و (۲)
جعلی - اصلی آنست که بحسب اصل مفرد باشد مانند
آمدن و رفتن و آوردن و اندوختن و جعلی آنکه
مرکب بود یعنی ساخته شده باشد بالحاق یای معروف
و دال مفتوح و نون ساکن بمصدر عربی مثل
شمیدن و فهمیدن یا باسم جامد فارسی مانند پندیدن
و خوابیدن (الخ) ما صراحت کامل این بر (اسم مصغر
کنیم که می آید و خیال خود را که خلاف
صاحب قوانین است همدر آنجا
پیش کشیم در اینجا این قدر صراحت

بس است کہ در تعریف مصدر جعلی آنچہ صاحب تحقیق مصدر عربی را مخصوص کند تنگی خیال و تحقیق اوست۔ بسیاری از مصادر بجای خود دشش گذشت و می آید کہ مرکب است از لغات السنہ غیر فارسی ہم و ہیچ تخصیص باعربی نیست (اردو) دیکھو استہدن۔

استیا بقول برہان وسراج وجامع ورشیدی بایای حطّی بروزن افترا کوہی است از کوہہای مابین ہرات وغزنہ۔ صاحب سروری فرماید کہ این کوہ میان مری وغزنہ واقع۔ وجہ تسمیۂ این جزاین نباشد کہ فارسیان برلفظ (ست) کہ در سنسکرت بمعنی راستی وفضیلت وزور وقوّت است (کذا فی الساطع) کلمہ (یا) زیادہ کردند کہ در سنسکرت بمعنی این ودر ترکیب افادۂ معنی فاعلیت و اتّصاف ونسبت دہد ہمچون (کپڑیا) بمعنی بزّاز و (بتوہیا) بمعنی مسافر پس (ستیا) بترکیب سنسکرت بمعنی راستی وفضیلت وزور وقوت دارندہ باشد فارسیان در اولش الف وصلی زیادہ کردہ (استیا) نام کوہی نہادہ باشند کہ بسیار بلند ور است واز دیگر کوہہا فضیلت داشتہ باشد (اردو) استیا۔ فارسی مین ایک پہاڑ کا نام ہے جو ہرات اور غزنہ کے درمیان واقع ہے۔ مذکّر۔

استیدن بقول صاحب جامع بروزن چرکیدن بمعنی لجاجت وستیزہ کردن دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد۔ صاحب جامع از زباندانان فرس است اگر وجود این را باعتبارش تسلیم کنیم چیزی نباشد کہ مرادف ومبدل (استہدن) است کہ فارسیان بقاعدۂ خود ہای ہوّز را بہ یای تحتانی بدل کردند ہمچون (شاہگان) و (شایگان) وجا دارد کہ برلفظ (ستی) کہ بقول برہان بفتح اول بمعنی فولاد وآہن ونوعی از نیزہ وسنان است بزیادت علامت مصدر (دن) مصدری ساختہ باشند بمعنی ستیزہ کردن قرار دادہ (اردو) دیکھو استہدن۔

استیر بقول برہان و جامع و ہفت بر وزن کفگیر مقداری باشد معین و آن شش درم و نیم است صاحب رشیدی فرماید کہ (استار) بقول صاحب قاموس بالکسر چہار مثقال و نیم وزن کہ معرب کردہ باشند۔ صاحب اسند استار را بحوالہ منتہی الارب لغت عرب قرار دادہ فرماید کہ در وزن چہار مثقال و نیم و در مد و چہار تا دبر (استیر) گوید کہ لغت فارسی است بمعنی اوّل الذکر و صاحب برہان بر لفظ (ستیر) فرماید کہ بر وزن دلیر بمعنی سیر است کہ یک حصہ از چہل حصہ من باشد و آن بوزن تبریز پانزدہ مثقال است چہ یک من تبریز شش صد مثقال دارد و ہر مثقال شش دانگ و بقول بعض شش درہم و نیم مؤلف گوید کہ این مفرس است از استار نہ (استار) معرب این چنانکہ صاحب رشیدی گفتہ۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف را بایای تحتانی بدل کردہ (استیر) کردند و برای وزنی معین نام نہادند و ہمین است امالہ ہمچون (حساب) و (حسیب) و ستیر بحذف الف اوّل مخفف این (اردو) استیر۔ فارسی مین ایک وزن کا نام ہے جو ساڑہے چہہ درہم کے مساوی ہے ۔ مذکر۔

استیز بقول شمس بفتح یکم و سکون دوم و کسر سوم (۱) نام پادشاہ خوارزم۔ مولانا رشید وطواط و زمخشری در عہد او بود۔ صاحب رشیدی فرماید کہ (استیز) و (ستیز) (۲) معروف مقصودش جزین نباشد کہ بمعنی جنگ و خصومت و سرکشی و لجاجت و خشم و کین و عناد است۔ صاحب برہان بر ستیز ہمین معانی نوشتہ۔ بخیال ما این مرکب است از (ست) و (یاز) تست۔ بقول ساطع بزبان سنسکرت ست بمعنی زور و قوت و یاز بقول صاحب مؤارد حاصل بالمصدر از (یازیدن و یازدن) و ہم او فرماید کہ یاختن و یازیدن بمعنی مطلق حرکت دادن و حرکت گرفتن است و یاز از ہمین مصادر امر ہم۔ پس (ست یاز) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی حرکت دہندہ زور و قوت کہ کنایہ باشد از جنگ و خصومت

دغیرہ فارسیان الف دوم را بہ یای تحتانی بدل کردند وہمین است امالہ ہمچون (حساب) و (حسیب) بالجملہ استیز اسم جامد فارسی زبان است و (استیز) مزید علیہش بزیادت الف وصلی در اولش و معنی اول مجاز معنی دوم است کہ پادشاہی را کہ جنگجو بود بدین نام موسوم کردند (اردو) (۱) استیز خوارزم کے بادشاہ کا نام مذکر و (۲) دیکھو استہ کے چوتھے معنی۔

استیزہ بقول صاحب برہان و جامع و ہفت دانند بکسر اول بمعنی ستیزہ و لجاجت و جنگ و خصومت وخشم و کین۔ صاحب سروری از مولوی معنوی سند آوردہ (ع) برخوان شیران یک شبی بوزینہ ہمراہ شد ٭ استیزہ رو دارنیستی او از کجا شیر از کجا ٭ مؤلف گوید کہ برہان (استیز) کہ بہمین معنی گذشت ہای ہوز زائدہ آوردہ اند دیگر ہیچ۔ ہمچون (ستمگار) و (ستمگارہ) و (خونخوار) و (خونخوارہ) (اردو) دیکھو استہ کے چوتھے معنی۔

استیزیدن بقول صاحب نوادر مرادف استہیدن وستیزیدن و ستہیدن کہ می آید اصل این یعنی جنگ کردن۔ صاحب موارد ہم بہمین معنی ذکر این کردہ فرماید کہ (استیزد) مضارع این و (استیزہ) و (استیز) حاصل بالمصدرش مؤلف عرض کند کہ اصل این (ستیزیدن) است کہ بدون الف باشد فارسیان بر اسم جامد (ستیز) بقاعدۂ خود یای معروف و علامت مصدر (دن) زیادہ کردہ مصدری ساختند چنانکہ ذکرش بر (اسم مصدر) می آید و پس ازان الف وصلی در اولش زیادہ کردہ (استیزیدن) کردند (اردو) لڑنا۔ جھگڑنا۔

استیکان بقول صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار پیالۂ بلور را گویند و بقول صاحب بول چال پیالہ و گلاس دستہ دار۔ صاحب رہنما گوید کہ پیالۂ چای نوشی است یعنی از معاصرین ترک گویند کہ این لغت ترکی استنبولی است کہ معاصرین ترک و عجم ہر دو استعمالش کنند ولیکن بہ تحقیق ما این لغت زبان

روس است که ترکان استعمالش کرده اند و فارسیان معاصر از ترکان گرفته اند (اردو) چای کی پیالی موئنث

استیلا بهار ذکر این کرده از معنی ساکت و بقول صاحب آصفی غالب شدن و دست یافتن **مؤلف** گوید که این لغت عربیست بقول صاحب منتخب بمعنی دست یافتن فارسیان این را بمعنی غلبه و قبضه و فوق استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظهوری ـه) زحسرت دیده خون پالا ز دهشت رعشه بر اعضا ؛ حیا در عین استیلا ز عشق آثار پیدا شد ؛ (وله ـه) نمی یابد بهم وصل اگر سامان شود عاجز ؛ حوالت کن بشرم آغوش با استیلای بیتابی ؛ (انوری ـه) ملکتش را چو چرخ استیلا ؛ همتش را چو بحر استظهار ؛ معاصرین عجم هم استعمال این بهمین معنی کنند و صاحب رهنمای سهولت بحواله سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده (اردو) غلبه ـ بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر ـ چیره دستی ـ زورآوری ـ فوق ـ سبقت ـ

(الف) **استیلا دادن** استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کرده و از ظهوری سند آورده (ـه) چهره را زردی زبون خویش سازد روز حشر ؛ مهر آتش را اگر بر دل نه استیلا دهند ؛ **مؤلف** عرض کند که درین شعر از مهر آتش مهر سرخ مراد است یعنی آن تمغا و استیلا دادن بمعنی غالب کردن ـ پس

(ب) **استیلا دادن مهر بر چیزی** مصدر اصطلاحی است کنایه باشد از ثبت کردن و نشاندن مهر بر چیزی و این معنی پیدا می شود از همان معنی غلبه و فوق که بر لغت (استیلا) گذشت یعنی مهر را بر چیزی استیلا دادن و غالب کردن کنایه باشد از (الف) آوردن و چسپانیدن آن بر آن چیز (اردو) غالب کرنا ـ (ب) مهر کسی چیز پر لگانا ـ مهر کرنا ـ

(الف) **استیلا داشتن** استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده و بمعنی حقیقی غلبه داشتن گرفته (نثر) افغان مذکور

بر آن قلعه استیلا داشت'' مؤلف گوید که از این سند ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ

(ب) **استیلا داشتن بر قلعه** استعمال بمعنی قابض شدن و قبضه داشتن بر آنست (اردو) (الف) غلبه رکھنا۔ غالب ہونا۔ (ب) قلعه پر قابض و متصرف ہونا۔

استیلا یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سندش آورده که بمعنی مستولی و غالب و قابض شدن است (شعر) بر آن قلعه استیلا یافته خزائن موفور بدست آورده'' (اردو) غلبه پانا۔ قابض و متصرف ہونا۔

استیم بقول برهان و ناصری و رشیدی و جامع و سروری و جهانگیری و سراج و (ه دری و پهلوی) بفتح اوّل بر وزن تسلیم (۱) آستین جامه را گویند مؤلف گوید که فارسیان این را بالف ممدوده و نون در آخر هم استعمال کرده اند و بالف ممدوده به میم آخر (آستیم) هم که هر دو بجایش گذشت و ماخذ آستین هم در آن جا مذکور شد ممدوده و مقصوره ـ چیزی نیست که نتیجه لب و لهجه مقامی است ـ اگر آستین را اصل قرار دهیم تبدیل نون به میم هم موافق قواعد فرس است همچون (کبین) و (کبیم) و (آنیم) را که نیز در ممدوده گذشت مبدّل (آستین) دانیم و اگر اصل (آستین) بقول صاحب امیر اللغات (هستین) قرار دهیم چنانکه بر آستین) ذکر کرده ایم بعد تبدیل ہای هوز بالف همچو (همیان) و (امیان) (استین) بالف مقصوره اصل باشد و شک نیست که (هست) در سنسکرت بمعنی دست آمده کذا فی الساطع و یا و نون نسبت بر و زیاده شده (هستین) شد و مبدّل آن (استین) که می آید و جاداشت که (استین) مبدّل (دستین) بمعنی منسوب به دست بود و بقاعدهٔ فارسی دال مهمله بالف بدل شد صاحب قواعد فارسی ذکر این قسم تبدیل کرده و صاحب قوانین دستگیری هم چنانکه (دمان) و (آمان)

و (بدین) و (باین) و باشد که (دست) ہم مبدّل (ہست) باشد که ہای ہوّز با دال مہملہ بدل شود چنانکه (شنبہ) و (شنبد) پس بہ تحقیق ما (دستین) اصل است و (استین) بمقصورہ مبدلش و (استیم) مبدّل آن (اردو) دیکھو آستین۔

(۲) استیم۔ بقول برہان و ناصری و رشیدی و سراج بالفتح بمعنی دہان ظرف و اوانی ہم۔ صاحب سروری از خسرو سند آوردہ (ع) خیز و ہیش آر از ان می خوشبوی نیز و بگشای خنگ را استیم ٭ مخفی مباد کہ خیک بقول غیاث بمعنی مشک است کہ در و آب پر کردہ می آرند و بقول سروری بکاف فارسی پوست گوسپند دباغت کردہ کہ آب و شراب در آن کنند مؤلف گوید کہ محققین بالا در تعمیم معنی از غور کار نگرفتہ اند بہ تحقیق ما (استیم) دہان ظرفی را گویند کہ مشابہ باشد بہ آستین جامہ چنانکہ دہان مشک یا ظرفی دیگر مشابہ آن و این مجاز معنی اول باشد و اگر عموماً دہان ہر ظرف را استیم گوئیم مجاز مجاز باشد سند پیش شدہ مفید نزاکت معنی ماست و برای تعمیم طالب سند باشیم باقی حال این استعارہ باشد بسبیل تشبیہ (اردو) ہر ظرف کا منھ اور ہماری راے کے مطابق مشک یا کسی ایسے ظرف کا منھ جو مشابہ ہو آستین کے ساتھ۔ مذکر۔

(۳) استیم۔ بقول برہان و ناصری و سراج بکسر اول جراحتی را گویند کہ گزک شدہ باشد یعنی سرما خوردہ و ورم و آماس کردہ و جراحتی کہ سرش بہم آمدہ و درونش پر از چرک و ریم باشد و بدون نشتر زدن بر نیاید و بقول رشیدی جراحتی کہ مندمل شدہ در آن چرک ماند (شمس فخری ع) بسکہ پیوستہ ریم ریزد خصم ٭ گشتہ چشم عدوش چون استیم ٭

صاحب سروری ہم ہمزبان رشیدی **مؤلف** گوید کہ این مجاز معنی اوّل است کہ گذشت
و بدین وجہ کہ جراحت سرش ہم آمدہ و در ونش پراز چرک و ریم) مشابہ آستین خلاودر
اندرون دارد مجازاً آنرا استیم نام کردند دیگر ہیچ و این استعارہ باشد بوجہ تشبیہ زخم
سرما خوردہ باآستین - وجہ تبدیل فتح اصلی باکسرہ جز این نباشد کہ اہل زبان نا واقف
از ماخذ این را مزید علیہ (ستیم) بزیادت الف وصلی خیال کردند و (ستیم) را بوجہ
لاعلمی از ماخذ بکسر اوّل استعمال کردند کہ بہمین معنی می آید وبحث کاملش ہمدرانجا کنیم -
(اردو) وہ زخم جو ظاہر اُبھر گیا ہو اور اُس کے اندر ریم موجود ہو جیسں کو فارسیون نے
استیم کہا ہے - مذکر -

(۴) استیم - بقول برہان و سراج بکسر اوّل - سرمائی را گویند کہ بر جراحت زند و بیانا ساند
گویند اگر آن سرما در شب ہای مہتاب بر جراحت بہائم خورد البتہ او را بکشد - صاحب سروری
بحوالۂ شرف نامہ ہمزبان برہان - **مؤلف** گوید کہ می بایست کہ برای این معنی سندے
پیش کرد حالا در معاصرین عجم متروک است و اگر استعمال این را بسند بیان محققین بالا
در زمانہ سلف تسلیم کنیم جز این نباشد کہ مجاز معنی اوّل است گویند کہ چون برودت بر
جراحت قائم شود ہیچ علاقی نازک اطراف جراحت را گیرد و جراحت - اندرونش محفوظ
بماند بہیئت کذائی و مندمل نہ شود و ورم پیدا کند و نقصانی نبخشد و این اثر برودت است
ازینجاست کہ میوہ ہا یا چیزہای دیگر را کہ دیر محفوظ ماند در برف محفوظ کنند و سالہا بحال خود
قائم باشد و خراب نشود - پس ازینکہ برودت بالای زخم را غلافی فرض کردند فارسیان

مجاز را آخر استیم گفتند و جا دارد که این را مجاز مرسل گیریم که مسبّب را بیان کرده سبب مراد گیرند
چنانکه حکیم سنائی گوید (س) سرد و گرم زمانه ناخورده ٭ نرسی بر در سرا پرده ٭ درین شعر
سرد و گرم مسبّب است و انقلاب سبب سردی و گرمی پس شاعر مسبّب را ذکر کرد و سبب
مراد گرفت اندرین صورت استیم را که استعارهٔ زخم سرما خورده باشد ذکر کردن و مراد از
سرما گرفتن که سبب اوست مجاز مرسل باشد و وجه تسمیهٔ اوّل همان است که بمعنی سوم گذشت
(اردو) وہ سردی جس کے اثر سے زخم اپنی حالت پر قائم رہتا ہے اور مندمل نہین ہوتا
بلکہ اندر ہی اندر ورم بڑہتا جاتا ہے اور زخم کو بڑہاتا ہے اسکو فارسیون نے استیم کہا ہے

(۵) استیم - بقول برہان بالکسر بمعنی چرک و ریم جراحت هم آمده صاحب رشیدی گوید که
خونی که در جراحت ریم شود که آن را (ستیم) بدون الف هم نامند و بقول بعض ریمی که در
جراحت مانده باشد و بعضی گویند که ریمی که از جراحت رود و بقول صاحب سروری ریمی که
در جراحت مانده باشد (بشین معجمه) و بحوالهٔ لسان الشعرا گوید که ریمی که از جراحت رود - خان آرزو
در سراج این را بسین مهمله آورده **مؤلف** گوید که ریمی را که در جراحت مانده باشد استیم
گفتن مجاز معنی اوّل است زیرا که مشابه باشد با آستین که در حوالی زخم همچو غلافی سفید می‌پیچد
و تا آنکه او را خارج نه کنند جراحت مندمل نه شود و حیف است که سندی پیش نه شد -
حالا استعمالش در معاصرین عجم متروک است و جا دارد که این را مجاز مرسل گیریم که ظرف را ذکر
کرده مظروف مراد گیرند چنانکه گویند که "قدحی نوشیدم" یا "قاروره بیمار بیارید" - درین
هر دو تمثیل قدح و قاروره ظرف است هرچه در قدح و قاروره است مظروف پس استیم را

که استعارۂ زخم چرک و ریم دار است ذکر کرده مراد از ریم و چرک گرفتن مجاز مرسل باشد وجه
کسرۂ اوّل ہمانست که ذکرش بمعنی سوّم کرده ایم ـ آنانکه این را به شین معجمه گرفته اند مبدل باشد
که بقاعدۂ فرس سین مہملہ با شین معجمه بدل شود ہمچون (کستی) و (کشتی) (اردو) فارسیون نے
اس ریم کو استیم کہاہے جو زخم مین پیدا ہو کر زخم کو مندمل نہین ہونے دیتا ـ

استیناف | بقول صاحب بول چال ـ بمعنی مرافعه باشد که فریق مغلوب بنا راضی
حکم حاکم تحت پیش حاکم مافوقش کند معاصرین عجم بزبان دارند **مؤلّف** گوید که لغت عرب
است بکسر اوّل و سوّم و بقول صاحب منتخب از سر گرفتن چیزی و آغاز کردن پس معاصرین
عجم مرافعه را بدین نام موسوم کردند که فریق مغلوب پیش حاکم مجاز سماعت مرافعه ـ واقعات
مقدمه را از سر آغاز کند و بالآخر بنا راضی فیصلۂ حاکم تحت ـ عذرات خود بیان کرده استدعای
ترمیم یا تنسیخش کند (اردو) مرافعه بقول آصفیه مذکر ـ اپیل ـ ایک حاکم سے ہار کر دوسرے
حاکم کے پاس دادخواہی کرنا ـ ہماری راے مین مجاز سماعت مرافعه حاکم مافوق ہوتا ہے ـ

استینه | بقول برہان و جامع و ہفت بروزن دستینه تخم مرغ را گویند ـ صاحب ناصری
بحوالۂ برہان ذکر این کند و فرماید که در فرہنگہا نیافتیم و قول برہان بی برہان است ـ خان آرزو
در سراج گوید که بروزن انگینه ہر چیز زشت و مکروه و بعضی جفاکار و درشت ہم نوشته اند
بخیال ما تسامح اوست یا غلطی کاتب سراج که (استنبه) را که به تای فوقانی سوّم و نون
چہارم و ہای پنجم گذشت (استینه) نوشت سلسلۂ ردیف الفاظش ہم تائید خیال ما می کند
و ہمین معنی بیان کرده اش به (استنبه) مذکور شد و اشاره این ہم ہمدر آنجا کرده ایم و (استینه)

را در ممدوده هم نوشته ایم که بقول بعض باشین معجمه هم آمده ممدوده و مقصوره چیزی نیست که هیچ لب ولهجهٔ مقامی است بخیال ما اصل این به مقصوره باشد های هوز نسبت بر آخر این زیاده کرده (استینه) کردند بمعنی چیزی که منسوب به آستین است کنایه از بیضهٔ مرغ - یعنی چنانکه آستین اطراف دست را می پوشد بیضه هم از پوست خود داخل خود را پوشیده است دیگر هیچ آنانکه این را به شین معجمه آورده اند که در ممدوده گذشت مبدل این باشد که بقاعدهٔ فارسی سین مهمله به شین معجمه بدل شود همچون (کُستی) و (کُشتی) بالجمله صاحب محیط بر لفظ بیض گوید که مطلق آن تخم مرغ خانگی است که بفارسی تخم مرغ و خایهٔ ماکیان گویند و آن مشابه بمنی و خون انسان باشد - زردهٔ آن مرکب القوی مائل بگرمی تا آخر درجهٔ اول و سفیدی آن سرد تر در دوم و پوست بیرون آن در اول دوم سرد و خشک و پوست اندرون آن سرد و خشک در اول - سریع النفوذ و غذای نیک برای نحیف و مقوی دل و دماغ و بدن و باهی و منافع بسیار دارد (اردو) دیکھو (آستینه)

استیهیدن بقول صاحب بحر بکسر اول و ثالث و یای تحتانی رسیده مرادف (استهیدن) است که گذشت (کامل التصریف) و مضارع این استیهد - صاحب موارد هم ذکر این کرده و از مولوی معنوی سند آورده (ص) هر که باشد شیوه استیهیدنش ٭ دیدهٔ خود را بپوشد از دیدنش ٭ مؤلف گوید که استیهش حاصل بالمصدر باشد چنانکه حاصل بالمصدر (ستیهیدن) ستیهش آمده که بجای خود می آید - صاحبان رشیدی و سروری و نوادر و سراج هم ذکر این مصدر کرده اند بخیال ما (استیهه) بفتح اول و سین مهمله ساکن و کسر تای

فوقانی وسکون تحتانی وهای هوز در آخر نام جامد فارسی زبان است مبدل (استیغ) که بمعنی جنگ وخصومت وغیره گذشت فارسیان بقاعدۂ خود زای معجمه را به های هوز بدل کرده (استیهه) کردند چون (براز) و (براه) و (کوز پشت) و (کوه پشت) و بر آخر همین اسم جامد یای معروف وعلامت مصدر (دن) آورده مصدر جعلی ساختند (استیهیدن) شد ماذکرش ما اصلی جعلی بر (اسم مصدر) می کنیم که همدرین باب بجای خودش می آید (اردو) دیکهو استهیدن۔

اسحاره بقول برهان وهفت و اننه باحای بی نقطه بر وزن گهواره بلغت رومی دوائیست که آنرا تودری خوانند وآن چهار نوع می باشد۔ زرد وسفید وسرخ وگلگون وبهترین آن زرد باشد وسرطان را نافست۔ صاحب محیط این را بدون های هوز (اسحار) بالکسر نوشته گوید که تودری است وفرماید که بشین معجمه نیز آمده وبر (تودری) نوشته که بضم تا وسکون واو وفتح دال مهمله وکسر رای مهمله وسکون یای تحتانی اسم فارسی است ومعرب آن (توذری) بذال معجمه وآن را (تودریج) بزیادت جیم نیز گویند وبعربی (بزر الخمخم) و (بزر الهوه) و (قصیص) وبشیرازی (تدری) وباصفهانی (قدومه) وبه گرمانی (مادرغست) وبه تبریزی (درینه) و بیونانی (اروسیمن) وبه لاطینی (شدله) وبه سریانی (طلوطرفع) وبه رومی (اسحار) و بهندی (دوری) نامند وآن تخم نباتیست وسه قسم است سرخ وزرد وسفید وبهترین آن زرد رنگ بود گرم در دوم وتر در اول وهر سه قسم در افعال قریب بهم مشتهی ومحرک باه ومولد منی وشیر ومقوی دماغ ومسخن وملطف ونافع یرقان وعرق النسا ومنافع کثیره دارد الخ (اردو) بقول صاحب محیط۔ دوری۔ هندی۔ تخم کا نام جو دواؤن مین استعمال کیا جاتا ہے

صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام تو دری لکھا ہے۔

اسدان | بقول صاحب شمس بالفتح جاہا و چیزہا کہ بر ہودج اندازند گوید کہ لغت فارسی است دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و سندی پیش نشد و معاصرین عجم ازین ساکت و ماخذ این ہم متحقق نشد (اردو) ہودج کا ساز و سامان (مذکر)

اسرار زمین | اصطلاح - بقول بحر و ضمیمہ برہان بمعنی رستنی ہا و نباتات صاحب مؤید و شمس ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ اسرار بالفتح لغت عرب است جمع سر و سر بقول منتخب بالکسر و تشدید بمعنی راز و انچہ پوشیدہ شود پس فارسیان اسرار را مضاف کردند بسوی زمین و معنی لفظی آن انچہ در زمین پوشیدہ باشد و راز زمین وکنایہ گرفتند از رستنی ہا و نباتات (اردو) نباتات - بقول آصفیہ نبات کی جمع (عربی) اسم مؤنث پودے - دیکھو (اردو)

اسراسان | بقول شمس لغت فارسی است بکسرتین و تشدید سین مہملہ آب سخت شور باشد دیگر کسی از محققین فرس با و نیست دسندی ہم پیش نشد و متحقق نشد کہ مال کدام زبان است (اردو) نہایت کھاری پانی - مذکر۔

اسراف | بقول صاحب آصفی از حد در گذشتن در خرج - صاحب ضمیمہ برہان فرماید کہ بلغت سریانی بمعنی بندہ کہ ترجمہ آن در عربی عبد است - صاحب منتخب کہ محقق لغت عربست گوید کہ اسراف بالکسر بمعنی بی اندازہ خرچ کردن و بر گزاف کاری کردن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات می آید (عربی سے ۵) می مغانہ کہ از درد شود و شہر صاف است نہ بہ محتسب

ندهی قطره که اسراف است؛ (اردو) اسراف - بقول امیر (عربی) مذکر - فضول خرچی (فقرہ امیر) "وہ تباہ ہوگئے مگر اسراف سے باز نہین آتے"

اسراف از حد رفتن | استعمال - بمعنی بی اندازه خرج کردن چنانکه حدّی ندارد و اصل این (از حد رفتن) است که گذشت اسراف باشد یا چیز دیگر سند این هم در آنجا مذکور سند (اردو) اسراف حد سے گزر جانا -

اسراف رفتن | استعمال - صاحب صفی ذکر این کرده و از ظهوری سندی آورده (س) گر نه اسراف تو میرفت ظهوری در جد؛ صرف امسال شدی طاقت پارینهٔ ما؛ مؤلف گوید که در دیوان ظهوری مصرع اول را چنین یافتیم (ع) گر نه اسراف تو میرفت ظهوری از حد؛ پس ازین سند مصدر را اسراف از حد رفتن پیدا می شود و همانست که ما ذکر این به (از حد رفتن) هم کرده ایم فتأمل (اردو) دیکھو اسراف از حد رفتن۔

اسراف کردن | استعمال - صاحب صفی ذکر این کرده و از کلیم همدانی سند آورده که بمعنی بی اندازه خرج کردن باشد (س) در عبادت قانع است اینجا کفایت می کند؛ گر در آب غسل اسرافی کند زاهد ریاست (ظهوری س) کرده در خنده گر لب اسرافی؛ گریه از دیده انتقام کشید (اردو) اسراف کرنا -

اسرائین | بقول صاحب مؤید که بذیل لغات فرس آورده بر وزن و بمعنی اسرائیل است و فرماید که صاحب قنیه هم ذکر این کرده صاحب ضمیمهٔ برهان هم این را آورده - فارسیان اسرائیل را که لغت عبری است چنانکه (بنی اسرائیل) به تبدیل لام آخر به نون (اسرائین) کرده باشند ولیکن این قسم تبدیل خلاف قیاس است و تمثیلی از نظر ما نگذشته - صاحب انند فرماید که (اسرائیل) در عربی زبان بمعنی برگزیده خدا و نام حضرت یعقوب

علیہ السلام و فرماید کہ بہمین معنی (اسرائین) ہم آمدہ (اردو) اسرائیل - مذکر - عبرانی
زبان مین یعقوب علیہ السلام کا نام ہے اور اسی سے ہے بنی اسرائیل - امیر مغفور
فرماتے ہین کہ (اسرا) بمعنی برگزیدہ اور (ئیل) بمعنی خدا سے مرکب ہے یعنی برگزیدۂ خدا

اسرب بقول ضمیمۂ برہان با بای فارسی سرب را گویند کہ بہندی سیسا خوانند
صاحب شمس فرماید کہ بضم الف و رای مہملہ و بای فارسی باشد و بحذف الف ہم آمدہ
وصراحت کند کہ لغت فارسی است و صاحب مؤید بحوالۂ زفانگویا ذکر این کردہ محاکک
انند گوید کہ بضم اول و ثالث سرب است کہ می آید و (اسرف) معرب این - صاحب
سوار السبیل (اسرب) را عربی گوید و فارسی آن سرمہ و بہندی جست و بقول غیاث
سیسا **مؤلف** عرض کند کہ (سرب) بالفتح و بہ بای عربی بقول صاحب منتخب لغت
عربست بمعنی سیسہ و مہرہ وغیرہ (الخ) پس جز این نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود
بای عربی را بفارسی بدل کردند ہمچون (تب) و (تپ) و الف وصلی در اول این آوردند
مخفی مباد کہ (سرف) بفا در عربی زبان بقول صاحب منتخب بمعانی مختلفہ آمدہ
ولیکن بمعنی (سرب - بہ موحدہ) نیامدہ و (اسرف) در آن متروک صاحب برہان
بر (سرب) بدون الف وصلی و با بای موحدہ فرماید کہ بضم اول و سکون ثانی مخفف (اسرب)
است کہ بعربی آنک و بہندی سیسا خوانند نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ (سرب) بالفتح
و بای عربی لغت عرب است بہمین معنی فارسیان ہمین لفظ را بہمین معنی بالضم استعمال
کردند و الف وصلی ہم در اولش آوردند و بای عربی را بفارسی ہم بدل کردند پس

بخیال ما (اسرب) بیای عربی و (اسرپ) بیای فارسی - مفرس است و بس (اردو) دیکھو آنک کے چوتھے معنی -

(الف) اسرشتن (ب) اسرشتہ | (ب) بقول صاحب نوادر بمعنی خمیر کردہ (اسیر لاہجی ؎) علم در جان و دلت اسرشتہ اند ٭ تخم دانش در زمینت کشتہ اند ٭ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ (اسرشتن) بقول صاحب نوادر بکسرتین بمعنی خمیر کردن و شدن و مخلوط کردن و شدن آمدہ کہ بجای خودش می آید صاحبان بحر عجم و نوادر ذکر معنی لازم نکردہ اند پس فارسیان آنرا زیادت الف وصلی در اولش (اشرشتن) کردہ اند ازینجاست کہ ما این مصدر را بر (الف) قائم کردہ ایم و (ب) اسم مفعول آنست محققین مصادر (الف) را ترک کردہ اند و صاحب نوادر (ب) را بذیل مصادر (استیزیدن و استیہیدن) آوردہ فقاتل مقصودش جز این نباشد چنانکہ طرز اوست کہ (ب) را از ملحقات (استیزیدن و استیہیدن) می داند و ما باو اختلاف داریم زیرا کہ ہر دو مصادر بالا لفظاً و معنی با (ب) تعلقی ندارد ما صراحت ماخذ الف بر سرشتن کنیم کہ بجاے خودش می آید (اردو) (الف) - خمیر کرنا - مخلوط کرنا - ملانا (ب) خمیر کیا ہوا - ملا ہوا -

اسرنج | بقول صاحب برہان و ہفت بکسر اول و رای قرشت و سکون ثانی و نون و جیم (۱) طبقی باشد بی کنارہ کہ از روی سازند و برپشت آن قبہ کنند و بندی بر آن بگذارند و روزہای جشن و تماشا و تا می آنرا از دست گرفتہ برہم زنند تا ازان صدائی بر آید و آنرا سنج نیز گویند و (۲) سرنج را نیز گفتہ اند و آن رنگی باشد معروف کہ نقاشان و مصوران

بکار برند وسونتگیهار انیز نافع است هم اوربر (سرنج - بدون الف) صراحت مزید کندکه
بمعنی اوّل دو طبق بی کنار و بر پشت آن قبه سازند و آن قبه را بدست گرفته بر یکدیگر
زنند وبیشتر با نقاره و دهل و امثال آن نوازند و نسبت معنی دوم صراحت فرماید که قلعی
و سرب سوخته را گویند و آن رنگی است برای نقاشان و مصوران در غایت حمرت
چه باطن سرب سرخ است صاحبان سراج و ناصری هم ذکر هر دو معنی کرده اند
صاحب رشیدی نسبت معنی دوّم گوید که سفید آب باشد و بحوالهٔ قاموس فرماید که سیرنج
بروزن سمند لغت عربست به همین معنی و این را (اسلیقون) نیز گویند - صاحب شمس
ترک معنی اوّل نسبت معنی دوم نوشته که باوّل مکسور و به ثانی زده و رای مکسور سپیداب
و بفتح بمعنی شنگرف زوالی که هندش سند ورگویند و در تنجری (اسرونج) نوشته صاحب
جامع نسبت معنی اوّل فرماید که مرادف سنج و بمعنی دوم شنجرف صاحب سروری بر معنی
دوم قانع - صاحب مؤیّد این را بذیل لغات فرس آورده گوید که بالفتح شنگرف زوالی که
هندش سیندور گویند - از سرب و عصارهٔ بانسه بسازند کذا فی طب حقائق الاشیا - صاحب
ضمیمهٔ برهان هم هم زبان مؤیّد **مؤلف** عرض کند که صاحب برهان (سنج) را که بالفتح
بمعنی اول آمده مخفف (سرنج) گوید پس (اسرنج) بزیادت الف وصلی در اوّل آن مزید علیه
باشد بخیال ما (سرنج) ماخوذ باشد از (جهانجه) که لغت سنسکرت است بقول صاحب ساطع
زنگلهٔ نی نوازان و بقول صاحب آصفیه لغت هندی است بمعنی اوّل جاداردکه فارسیان
جیم عربی را به سین مهمله بدل کرده باشند همچون (ریواج) و (ریواس) و های هوز بدل شد

به رای مهمله چنانکه (رهوبه) و (هوبر) والف سوّم و های آخر حذف شده (سرنج) شد
بمعنی اوّل که حذف الف و های هوز اکثر در فارسی زبان می شود همچون (راه) و (ره)
و (گیاه) و (گیا) نسبت معنی دوم عرض میشود که صاحب منتهی الارب هم ذکر این کرده
که لغت عربیست و بقولش چیزیست مصنوعی از سرب سوخته مشابه به شنجرف که اندمال
جراحت هارا نافع است پس فارسیان الف وصلی در اولش زیاده کرده (اسرنج)
کرده اند و این بمعنی دوّم مفرس است اختلاف اعراب نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است
صاحب محیط بر (اسرنج) فرماید که بضم اوّل وسکون سین مهمله و فتح رای مهمله وسکون
نون وجیم بیونانی (سلیقون) و بفارسی شنگرف و (ازالی) و (سندریس) و بسریانی (زرقون)
و بهندی (سیندور) گویند چیزی است مصنوع از قلعی و سفیدآب سوخته شبیهه شنگرف
سرد و خشک و قابض ومانع سیلانات خون ومنافع بسیار دارد (اردو) (۱) جہانجہ
بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - ایک قسم کا بڑا مجیرا جو طاسہ اور ڈہول کے ساتہہ بجایا
جاتاہے اصل مین یہ دو تشتریان بیچ سے اُبہری ہوتی ہین جن مین سوراخ کرکے ڈورا
ڈال لیتے ہین اور ان دونون کو ملاکر بجاتے ہین - صنج - (۲) سِندور - سیندور - بقول
آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ایک سرخ رنگ کی دہات کا نام جسے ہندو عورتین اکثر
مانگ مین بہرتی ہین اور اس کے کہانے سے آدمی کی آواز بیٹھ جاتی ہے - برنج امرنج

اسروش | بقول برہان وناصری وہفت واننداز بضم اول وثالث وسکون ثانی و
واو وشین قرشت (۱) بمعنی آواز خوش و (۲) فرشته را نیز گویند مطلقاً و نام فرشته ایست

که تدبیر امور رسیدگان بدست اوست و (۳) نام روز هفدهم از هر ماه شمسی و بقول جهانگیری
و جامع همان سروش است که می آید) صاحب رشیدی فرماید که جبرئیل خصوصاً و ملائکه
عموماً و (۴) هاتف غیب را نیز گویند- صاحب سروری به جبرئیل و ملائکه قانع
خان آرزو در سراج گوید که سروش مخفف این است بمعنی مطلق فرشته و آنرا (اشاسپند)
و (امهوسپند) نیز گویند و بتازی ملک و بهندی دیوته و دیو خوانند و بعضی از اهل تحقیق
نوشته اند که حق تعالی سی و پنج سروش آفریده از انجمله سی نفر آنانند که روزهای سی گانه
از هر ماه شمسی بنام آنها موسوم گشته و پنج نفر آنکه پنجهٔ دزدیده یعنی خمسه مسترقه بنام
آنهاست و نیز نام ملکی مخصوص که سیاست بندگان بدو مفوض و تدبیر امور و مصالح
روز سروش بدو متعلق و نیز نام روز هفدهم از هر ماه شمسی- فرماید که انچه صاحب رشیدی
بمعنی جبرئیل علیه السلام گفته وجه این ظاهر نیست و مجازاً بمعنی هاتف که صاحب آواز
غیب است و این با ولیا هم خصوصیت ندارد بلکه عوام مسلمین را نیز میسر شود و جبرئیل
مخصوص بانبیاست علیهم السلام و (۵) سروش بمعنی صاحب آواز خوش هم آمده و
آواز خوش هم که مژدهٔ باشد- صاحبان شمس و انند صراحت کنند که لغت فارسی است
ما صراحت کامل این بر (سروش) کنیم- درینجا همین قدر کافی است که الف وصلی
بر لغت سروش زیاده کرده اند- جاد ارد که اصل این (سروش) باشد به فتح واو مرکب
از (سر) و (وش) - تهر بقول برهان بمعنی فکر و خیال و زور و قوت و سردار و مقدم
لشکر و میل و خواهش و بالا و زیده و خلاصه و خالص و (وش) بقولش بفتح اول و

سکون ثانی بمعنی خوب و خوش و منتخب و شبہ و مانند پس بخیال ما (سروش) بفتح اوّل و سوم بمعنی مثل سردار لشکر باشد کنایہ از معنی خاص دوم کہ تدبیر امور بندگان بدست اوست و دیگر ہمہ معانی مجاز آن - فارسیان بوجہ عدم اطلاع از ماخذ و بکثرت استعمال - واو را ساکن کردند - آنانکہ این را بمعنی آواز خوش و ہاتف غیب گیرند چنانکہ بر معانی اوّل و چہارم مذکور شد ممکن است کہ اصل آن (سروش) بمعنی فکر و خیال خوب و خوش باشد

(اردو) (۱) اچھی آواز - مونث (۲) فرشتہ - بقول آصفیہ ملک خدا ے تعالے کا نورانی قاصد (عام) اور بلحاظ تخصیص معنی دوم وہ خاص فرشتہ جس سے تدبیر امور بندگان متعلق ہے - مذکر (۳) اسروش فارسی مین ہر ماہ شمسی کے سترہوین دن کا نام - مذکر (۴) ہاتف - بقول آصفیہ اسم مذکر غیب کی آواز - آواز دینے والا - سروش (۵) اچھی آواز والا - مذکر -

اسروشنہ بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و شین و نون بر وزن بی حوصلہ نام شہریست از ولایت ماوراء النہر و فرماید کہ بضم اوّل و ثالث اصح است - خان آرزو در سراج ذکر این کردہ و بر حرکات اوّل الذکر قانع و صاحب ناصری ہمزبان برہان در صحت حرکات حروف - صاحب جامع فرماید کہ ہمین شہر را (تیپہ) نیز گویند و صاحب شمس فرماید کہ ترکان این را (درّانیہ) خوانند مقصود مصححین اعراب خبر می دہد کہ این ماخوذ است از (اسروشان) کہ بمعنی فرشتگان است و ہای لیاقت بر آخر کلمہ آمد والف دوم حذف شد و چادر کہ فارسیان (اسروش) را بزیادت نون (اسروشن)

گردند ہمچون (گذارش) و (گذارشن) و بر آخر او ہای لیاقت آوردند پس (اسروشنہ) بمعنی جائیکہ لائق فرشتگان است و کنایہ از شہری (اردو) فارسیون نے ایک شہر کا نام (اسروشنہ) رکھا ہے جو ولایت ماوراء النہرین واقع ہے۔ مذکر۔

اسرہ بقول صاحب شمس بکسر کیم و فتح سوم لغت فارسی است بمعنی انسان سو۔ و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب لغات ترکی این را بہمین معنی لغت ترکی نوشتہ۔ صاحب مؤید ہم بذیل لغات ترکی آوردہ بمعنی انسان (اردو) ادس طرف سے۔ اس وجہ سے۔

اسریشم بقول برہان و سراج و ناصری و انند و ہفت بکسر اول و فتح ثالث و شین و میم سریشم را گویند و آن دو نوع است یکی آنکہ از پوست گاومیش و گاو سازند و چیزہا بدان چسپانند و بعربی غراء الجلود خوانند و دیگری مانند پیہ بود و آنرا از شکم ماہی برمی آرند و سریشم ماہی گویند و بعربی غراء السمک و ہم او بر (سریش) ذکر اسریشم کردہ۔ صاحب خزانۃ اللغات بر (سریش) نوشتہ کہ ترجمۂ این در سنسکرت (سریست بہاسا) و در عربی (شراس) و صاحب انند بر (سریش) فرماید کہ معروف و آنرا در عربی (اشراس) گویند۔ و بر (سریشم) صراحت مزید کند و بر (اشراش) بہر دو شین معجمہ نویسد کہ فارسی است نباتی است کہ آنرا خشک کردہ از آرد آن کفشگران و صحافان چیزہا چسپانند و (سریش) ہم گویند۔ و صاحب محیط بر (اشراس) بشین معجمہ دوم و مہملہ پنجم فرماید کہ بفتح یا بکسر آن و سکون شین معجمہ باشد و سین مہملہ در آخر لغت عربی است و بفارسی (شہرش)

و بیونانی (آنوبیس) وبسریانی (عروی) بیخی است غیر بیخ خنثی - گرم وخشک در اول وسوختہ
آن گرم در دوم وخشک در سوم خوردن آن نافع درد پہلو وسرفہ و یرقان حادث از صفرای
سوختہ ومنافع بسیار دارد و بیخ آنرا سائیدہ و بآب آمیختہ مستعمل صحافان وکفش گران زیرا کہ
بسیار لزج است ووصل آن مستحکم وہم او بر (اسراش) بہ سین مہملہ دوم ومعجمہ ہم گویدکہ
آرد سودہ کہ گاہ از ورق معاد وگاہ از بیخ خنثی می سازند - نتیجہ این ہمہ جگر کاوی آنست کہ
(اشراس) لغت عرب اصل است فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کردند ہمچون (کستی)
و (کشتی) وبقاعدہ امالہ الف دوم را بیا بدل کردند ہمچون (حساب) و (حسیب) ومیم تخصیص
در آخرش آمدہ (اسریشم) شد یعنی چیزی خاص کہ از (اشراس) ساختہ شد - صاحب
قوانین دستگیری ذکر میم تخصیص کردہ ہمچو (نہم) و (دہم) وامثال آن یا اینکہ از اسراش بقاعدہ
امالہ وزیادت میم تخصیص (اسریشیم) شد پس تسامح اہل تحقیق است کہ در تعریف این
چیزی را بیان کردند کہ مخصوص از پوست گاومیش وگاو است یا از شکم ماہی گیرند وچیزہا
بدان چسپانند وجا دارد کہ آنرا مجازاً (اسریشیم) گوئیم - پس باید کہ (سریش) و (سریشیم) را
مخفف (اسریشم) گیریم بحذف الف ومیم در اول وبحذف الف در ثانی و (اسریشیم) بخیال
ما مفرس است (اردو) سریش - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - سریشیم ایک لیسدار چیز کا نام
جو اونٹ - گاے - بہینس وغیرہ کے کچے چمڑے یا مچھلی کے پوٹے کو پکا کر بناتے ہین
اور لکڑی وغیرہ جوڑنے کے کام مین لاتے ہین - ہماری تحقیق مین سریش ایک پودے کی
جڑ سے بنایا جاتا ہے - اور اوس جڑ کو عربی مین (اشراس) کہتے ہین اور اس چیز کا نام سریش مجازاً ہے

جس کا ذکر صاحب آصفیہ نے فرمایا ہے۔ اور بقول آصفیہ (سریش) عموماً نہایت چسپاں ہونے یا چپک جانے والا۔ لیسدار۔ چیپ دار۔

اسطبر بکسر اول و فتح ثالث و رای موقوف بقول صاحب انند بحواله فرہنگ فرنگ لغت فارسی است (۱) بمعنی بسیار سطبر و گندہ و (۲) بمعنی وزن ہم۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب برہان بر (ستبر) صراحت فرماید کہ بہ فای حطی معرب است مؤلف عرض کند کہ بحث این بر (استبر) گذشت و جز این نیست کہ فارسیان (سطبر) معرب (ستبر) را بزیادت الف وصلی در اولش مفرس ساختہ اند دیگر ہیچ۔ حیف است کہ سندی پیش نشد۔ انچہ صاحب انند در معنی این مبالغہ کردہ یعنی محض گندہ و ستبر را بسیار گندہ و ستبر نوشتہ۔ قابل غور است و ہم چنین معنی دوم را سندی باید کہ این معنی بر (استبر) و (ستبر) مذکور نیست و من وجہ جا دارد کہ معنی دوم این کنایۃ وزنی باشد کہ چیز گندہ و ستبر قدری وزنی می شود۔ (اردو) (۱) دیکھو استبر۔ (۲) وزن۔ بقول آصفیہ (عربی)۔ اسم مذکر۔ بوجھ۔ بار۔ گرانی آپ ہی نے لفظ وزنی کا بھی ذکر کیا ہے بھاری۔ ثقیل۔

اسطخر بقول برہان و ہفت و انند با طای حطی بر وزن و معنی استخر باشد و فرماید کہ بقول بعض معرب استخر۔ ما صراحت معنی و ماخذ این بر (استخر) کردہ ایم و این بہ تبدیل تای فوقانی با طای حطی ہمان باشد کہ مذکور شد کہ فارسیان در قواعد فرس ذکر این کردہ اند ہمچون (تبرزد) و (طبرزد) (اردو) دیکھو استخر۔

اسطر بقول برہان و ہفت و انند بضم اول و ثالث و سکون ثانی و رای قرشت

(۱) بزبان یونانی ترازو را گویند و بعربی میزان خوانند و (۲) نام پادشاہی نیز سماصراحت این بر (اسطرلاب) کردہ ایم و معنی دوم مجاز باشد کہ بادشاہی را اسطر نام کردند و استعارۃً او را میزان گفتند بتشبیہ عدالتش کہ ہمہ رعایا را در حقوق مساوی داند بخیال ما ہمین باشد وجہ تسمیہ اش (اردو) (۱) ترازو۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ میزان۔ وزن کرنیکا آلہ۔ تک۔ تکھڑی۔ (۲) ایک بادشاہ کا نام اسطر تھا۔

اسطرخ بقول برہان و انند و جامع با خای نقطہ دار بر وزن و معنی استخر است صاحب ہفت این را بہ صاد مہملہ نوشتہ و صراحتش در بیان حاشیہ لفظ ہم کردہ بخیال ما تسامح او بیش نیست۔ در قواعد فارسی تبدیل رای مہملہ با خای منقوطہ یا بالعکس آن نیامدہ و از نظر ما ہم نگذشت پس جز این نباشد کہ ناواقفان ماخذ یعنی عوام عجم در روزمرہ خود بتقدیم و تاخیر حروف (اسطخر) را (اسطرخ) کردہ باشند اصراحت (استخر بتای فوقانی) و (اسطخر۔ بطای حطی) بجایش کردہ ایم و ذکر ماخذ بر (استخر) گذشت (اردو) دیکھو استخر۔

اسطرلاب ہمان استرلاب است کہ بہ تای قرشت گذشت وجہ تسمیہ این ہم در آنجا ذکر کردہ ایم صاحب سراج السبیل فرماید کہ اصل این بہ یونانی (آستر الاین) است و معنی اصلی این اخذ الشمس باشد۔ یعنی گرفتن آفتاب۔ باقی حال فارسیان بصاد دوم و تای سوم ہم این را استعمال کردہ اند (استرلاب) کہ گذشت ہم در آنجا حقیقت تای فوقانی درین لفظ ذکر کردہ ایم و اشارہ بسوی طای حطی ہم در آنجا گذشت

و (اصطرلاب) که می آید در اینجا حقیقت صاد مهمله و دوم درین لفظ ذکر کنیم در اینجا همین قدر کافی است که مرکب است از (اسطر) که بیونانی ترازو را گویند چنانکه گذشت و (لاب) بمعنی آفتاب است پس معنی حقیقی این ترازوی آفتاب باشد و اگر بقول سوار السبیل استرلاب بتای فوقانی گیریم تبدیلش به طای حطی در فارسی نمی شود الا بضرورت تعریب چنانکه صاحب قوانین دستگیری نوشته (اردو) دیکھو استرلاب۔

اسطرلاب چهارم | اصطلاح ۔ بقول صاحب بحر و ضمیمهٔ برهان و آنند و مؤید آفتاب باشد۔ مؤلف گوید که این کنایه باشد که آفتاب بر فلک چهارم و اسطرلاب که در و طبقات متعدد دارد بمعنی حقیقی ہست (اردو) دیکھو آفتاب ۔ مذکر۔

اسطرنونا | بقول برهان و آنند بضم اول و ثالث و نون و واو رسیده و نون دیگر بالف کشیده بیونانی علم هیأت و علم نجوم را گویند (اردو) علم ہیئت ۔ بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر ۔ وہ علم جس کے ذریعہ سے اشکال فلکی اور مساحت کرہ ارض معلوم کریں آپ ہی نے علم نجوم پر فرمایا ہے کہ (اسم مذکر ۔ عربی) ستاروں کا علم ۔ وہ علم جس کے ذریعہ سے اجرام فلکی ان کی جسامت ۔ حرکات و سکنات ۔ بعد ۔ زمانہ گردش ۔ گرہن وغیرہ کا حال معلوم ہو ۔

اسطفلین | بقول برهان و آنند و هفت بکسر اول و فتح ثالث و فا به تحتانی رسیده و بنون زده بلغت یونانی زردک را گویند که گزر باشد و بهترین آن زرد و شیرین و قوت باه دهد و کمر را قائم کند و بضم اول هم گفته اند صاحب محیط بر گزر نوشته که بفتح اول و سکون رای مهمله معرب آن جزر است بعربی (ابو مقابل) و بفارسی (زردک) و بهندی گاجر گویند و آن دو نوع می باشد بری و بستانی و از مطلق آن بستانی مراد است که بیونانی (اسطفلین)

و (سامالینوس) و (اغریوس) و (اسطافالیس) و (اسطون) وبسریانی (سطفلین) وبترکی (بیرکوکی) و در انگلیسی (کیرٹ سیڈ) گویند- گرم و تر در دوم وبعضی در اول نیز گفته اند وبعضی گرم در آخر دوم و تر در اول نوشته ملطف اخلاط و مفتح سدہ جگر و مقوی معدہ وملین ومبہی ومزید جوہر منی ومنافع بسیار دارد (اردو) گاجر- بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث- گزر- زردک- جزر- ایک قسم کی میٹھی جڑ-

اسطقس بقول برہان وانند وہفت بضم اول وثالث وقاف وسکون ثانی وسین بی نقطہ باتشدید بلغت رومی ہر یک از چہار عنصر باشد کہ آب و آتش و باد و خاک است- صاحب سوار السبیل گوید کہ اصل این یونانی (ستونخس) بمعنی آخشیج است و اصل معنی او صف دال طرز بیانش جز این نیست کہ عربان (ستونخس) یونانی را تعریباً بہ تبدیل تای فوقانی بہ طای حطی و تبدیل خای معجمہ بہ قاف و حذف نون گرفتہ. یاکتابش در السنۂ فارسی و عربی بہمین حروف است (اردو) دیکھو آخشیج کے دوسرے معنی-

اسطقسات بقول برہان وہفت بالف وتای قرشت (۱) جمع اسطقس یعنی عناصر اربعہ بلغت رومی و (۲) اجرام سماوی و (۳) اصل و مادۂ ہر چیز و (۴) طبائع کہ حرارت وبرودت ورطوبت ویبوست باشد و (۵) علم ہندسہ را ہم گفتہ اند- صاحب ضمیمہ برہان این را بحذف سین مہملۂ دوم (استقات) گفتہ برمعنی اول قانع- صاحب انند بذکر ہر پنج معانی متفق با برہان گوید کہ صاحب تواریخ وصاف در حمد حق سبحانہ تعالی استعمال این بمعنی اول کردہ (نثر) از تاثیرات حرکات شوقی آن سلسلہ اسطقسات

اصول اربعہ با تضاد امزجہ و اختلاف کیفیات دریکدیگر پیوست "۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بضمن دستور پنجم کہ متعلق بہ لغات غریبہ است ذکر معنی اول این کردہ فرماید کہ بدون الف اوّل ہم آمدہ۔ صاحب شمس بذکر معنی اوّل و چہارم فرماید کہ لغت عربی است۔
مؤلّف گوید کہ چنین نیست کہ (اسطقس) کہ گذشت معرّب است از رومی زبان چنانکہ بجایش اشارہ کردہ ایم و این جمع آنست بقاعدۂ عربی بطرز بیان برہان این را جمع لغت رومی ظاہر می کند و نہ چنان باشد معنی اوّل حقیقی است و دیگر معانی مجاز آن (اردو) (۱) چار عنصر۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکّر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ وہ چاروں اصلی جز جن سے موجودات کی ظاہری صورت نمایان ہوئی (۲) اجرام سماوی۔ مذکّر۔ آسمانوں کے نورانی اور لطیف اجسام (۳) ہر چیز کی اصل (مؤنّث) اور اسکا مادّہ (مذکّر) (۴) طبائع مذکّر۔ طبیعت کی جمع جس سے حرارت۔ برودت۔ رطوبت۔ یبوست مراد ہے (۵) علم ہندسہ۔ بقول آصفیہ اسم مذکّر ریاضی کی وہ شاخ جو اجسام کی جسامت حقیقت اور سطوح و زوایا کے تعلقات یا اونکی پیمایش کو ظاہر کرے۔ وہ علم جس سے معرفت اشکال و مقادیر اشیا رکی واقفیت حاصل ہو۔

اسطوخودوس | بقول برہان و ہفت بضم اوّل و ثالث و خامی نقطہ دار و دال مہملہ بواو رسیدہ و سکون ثانی و سین مہملہ بلغت یونانی و بقول بعض بلغت رومی شاہ اسپرم) رومی است و معنی آن بعربی موقف الارواح۔ و ممسک الارواح۔ تقویت دل و تزکیہ فکر کند صاحب انند فرماید کہ این را بعربی (ضرم) گویند۔ صاحب مؤیّد گوید کہ گیاہیست کہ آنرا

بہندی (دہار) نامند۔ صاحب محیط نوشتہ کہ این اسم یونانی است بمعنی موقف الارواح یعنی حافظ الارواح وبعربی (انس الارواح) و (ممسک الارواح) و اہل مکہ گیاہ آنرا (ضرم) وگل آن را (زہر الضرم) نامند وبسریانی (سجاوس۔ نام جزیرہ الیست واین دو را آنجا رویا) و (شاہسفرم رومی) واہل مکاین (تردم) و بہندی (دہارو) ونزد بعضی اطبا (لباش) و در بنگالہ (تنفتہ) گویند و فرماید کہ صاحب الفاظ الادویہ بسبب عدم تحقیق ہندی آن (ہنڈی) نوشتہ۔ بالجملہ این گیاہیست ربیعی بقدر ذراع۔ نبت آن جاہای نمناک۔ بقول شیخ گرم در اول وخشک در دوم ونزد فاضل عبداللطیف گرم وخشک در اول و دوم وگویند کہ این صحیح تر است محلل وملطف بعاونت تلخی طعم دجالی ومفتح سدہ ومقوی بدن واحشاو مانع عفونت ومنافع بسیار دارد (اردو) صاحب جامع الادویہ نے لفظ (اسطوخودوس) پر اس کا ہندی ترجمہ (دنا) اور (دہارو) لکھا ہے۔ صاحب ساطع نے (دنا) پر لکھا ہے کہ یہ (مرزنجوش) کا نام ہے اور صاحب محیط نے (مرزنجوش) پر فرمایا ہے کہ اس کا ہندی ترجمہ (مروا) ہے مؤلف عرض کرتا ہے کہ اردو مین اسکو (اسطوخودوس) ہی کہتے ہین۔ بقول آصفیہ مذکر۔ ضرم۔ دہارو۔ ایک گھانس کا نام۔ الخ۔

اسطون | بقول برہان وہفت وانند بروزن گلگون بیونانی بمعنی اسطقین است (کہ گذشت) ما اشارۂ این ہم را انجا کردہ ایم۔ (اردو) دیکھو اسطقین۔

اسغدہ | بقول برہان وجامع وہفت بفتح اول وثانی وسکون غین نقطہ دار وفتح دال مہملہ بمعنی ساختہ وآمادہ ومہیا باشد۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ این را (بسغدہ)

هم خوانند و (سغدیدن) مصدر این است - خان آرزو در سراج گوید که (اسغدیدن)
مصدر این وبجده نیز آمده مؤلف عرض کند که این مخفف (اسغدیده) باشد که اسم
مفعول مصدر (اسغدیدن) است و اصل این (سغد) باشد مفرس و ماخوذ از
(سکت) که لغت سنسکرت و بقول صاحب ساطع بفتح اوّل و دوّم بمعنی قدرت و توانائی
فارسیان بقاعدۂ خود کاف عربی را به غین و تای فوقانی را به دال مهمله بدل کرده (سغد)
کردند چنانکه (کشکاو) و (غشکاو) که صاحب قوانین دستگیری ذکر این کرده همین تمثیل نقل
فرموده و (زرتشت) و (زردشت) و (توت) و (تود) و پس از ان بقاعدۂ خود که ذکر
مفصلش بر اسم مصدر نوشته ایم - بزیادت یای معروف با علامت مصدر
(سغدیدن) کردند و ازان پس بقاعدۂ خود الف وصلی در اولش آورده (اسغدیدن)
خواندند و بزیادت بای زائد (بسغدیدن) شد که بجایش می آید ومحدوده که گذشت
نتیجۂ لب ولهجۂ مقامی است - انچه فارسیان غین معجمه را ساکن کردند - تصرف استعمال
است ازینجاست که ما (سغد) را مفرس گفته ایم (اردو) دیکهو آسغده کے دوسرے معنی

اسغدیدن بقول صاحب بحر عجم بفتحتین بمعنی ساختن و پرداختن و آماده و مهیا کردن است (سالم التصریف) که بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راه نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواهد بود و صیغه های غیر سالم آن که مضارع و حال و اسم فاعل و نهی باشد در استعمال اهل لسان نیامده صاحب نوادر بر معنی لازم ساخته و پرداخته شدن

قانع - صاحب موارد که محقق مصادر است ذکر این نکرد - صاحبان برہان و اننددمعنی با صاحب بحر ہمزبان اند مؤلف گوید که (سغدیدن) اصل این است - از اسم جامد (سغد) و (اسغدیدن)	و (بسغدیدن) بزیادت الف و بای موحده مزید علیهش - ما صراحت ماخذ این بر لغت (اسغده) کرده ایم که مخفف اسم مفعول همین مصدر است (اردو) آماده ہونا - آماده کرنا - مہیا کرنا -

(الف) **اسغر** بقول برہان بضم اول و ثالث و سکون ثانی و رای قرشت سیخول را گویند و آن جانوریست که خارهای ابلق مانند سیخها بر بدن دارد و چون کسی قصد او کند خود را چنان تکانی میدهد که آن سیخها از بدن او جسته بر آنکس می خورد و فرو میرود گویند هرچند او را بزنند فربه تر میشود و همین را ---------------

(ب) **اسغرنه** گویند - صاحب ناصری فرماید که این را چوکه و تشی و سیخول و خارپشت و بحذف الف سغر و سغرنه نیز و بجای غین فا هم دیده شد (مولوی معنوی الف ۵) هست حیوانی که نامش اسغر است ٭ کو بزخم چوب زفت و لمتر است ٭ صاحب جهانگیری بذکر هر دو فرماید که این را باشین معجمه شغر و با کاف سکر و سکرنه نیز نامند - خان آرزو هم در سراج ذکر این کرده فرماید که بهندی این را ساهی گویند - صاحبان سروری و رشیدی و هفت و انند و جامع و شمس هم ذکر این کرده اند بعضی از صاحبان تحقیق صراحت کرده اند که لغت فارسی است مؤلف گوید که این همان جانور است که ذکرش به (تشی) گذشت نسبت (اسغر) خیال ما این است که فارسیان از لغت عربی (سغر) کنایةً نام این جانور وضع کرده اند - سغر بقول صاحب منتخب بالفتح دور کردن و نیست کردن آمده پس (اسغر)

تفضیلش بمعنی بسیار دور کننده و نیست کننده و این هر دو معنی با صفت این جانور من وجه تعلق دارد یعنی بدین وجه که او از خارهای پشت خود دشمن خود را دور و نیست کند فارسیان کنایةً او را بدین نام موسوم کرده باشند و زیادت (نه) هم چنانکه بر (ب) مذکور است که نه بقول برهان افادهٔ معنی لیاقت می کند پس معنی (اسغرنه) لیاقت بسیار دوری و نیستی دارنده و (اسغر) و (اسکر) و (اشغر) مبدل (سغر) و (سکر) مخفف این باشد که ذکر هر یک بجای خودش آید و بهمه را انجا قاعدهٔ تبدیل حروف بصراحت بیان کنیم۔

(اردو) الف و ب۔ دیکھو اشتی

اسغیوش | بقول صاحب شمس معنی اسپیوش است که گذشت۔ دیگری از اہل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف گوید که این مبدل (اسپ یوش) و اصل آن (اسپ گوش) باشد که بمعنی نیز رقطونا گذشت و وجه تسمیه آن هم همه را آنجا مذکور۔ فارسیان بقاعدهٔ خود بای فارسی را به غین معجمه بدل کردند همچو (پرویزن) و (غرویزن) و نسبت تبدیل کاف فارسی به یای تحتانی خیال خود را بر (اسپیوش) ظاهر کرده ایم (اردو) دیکھو اسپغول۔

(الف) **اسغابره** | بقول صاحب جامع که با لغت (اسبان بره) نوشته بضم بای ابجد نام شهر مداین که طاق کسری در آنجاست وهم او ذکر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) **اسغابور** | بهمین معنی کرده و (اسفان بره) هم بهمین معنی می آید صاحبان برهان و ناصری و هفت و انند هم ذکر (ب) کرده اند۔ ما صراحت ماخذ این به (اسبانبر) کرده ایم که گذشت (الف) مبدل آنست و صراحت قاعدهٔ تبدیل هم همه را آنجا ذکر شد

و (ب) مخفف (اسفاربور) است بحذف رای مهمله که ذکر آن و بیان ماخذش هم بر (اسبانبر) کرده ایم و (اسفانبر) که می آید هم متبدل و مخفف (اسفاربور) است که رای مهمله بقاعدهٔ فارسی با نون بدل شد همچون (تار) و (تان) رواو بکثرت استعمال حذف (اردو) دیکھو. اسبانبر۔

اسفار | بقول برہان و جامع و سراج و ہفت بفتح اول بر وزن افسار (۱) نام ولاتیست گویند در آن ولایت رودخانه ایست که بهر سال سه ماه آب در و جاریست و باقی ایام منقطع باشد و (۲) بکسر اول نام ریحانیست بغایت خوشبوی که آنرا آس می گویند مؤلف گوید که شک نیست که این لغت ترکی باشد مرکب از (اس) که بمعنی بنیاد و اصل و عقل گذشت و (فار) در ترکی زبان بقول (صاحب کنز و لغات ترکی) بمعنی برف پس معنی حقیقی (اسفار) بنیاد برف دارنده باشد و مجازاً رودخانه را نام کرده باشند که در هر سال آبش سه ماه جاری باشد بواسطهٔ برف که چون در تابستان برف آب شود در روانی رود تا سه ماه صورت گیرد و همچنین بسیاری از دریاها و سیل ها بواسطه گداختن برف مجتمعه در تابستان تا مدت معینه جاری می باشد پس جز این نیست که آن ولایت را بنام رودخانه موسوم کردند نسبت معنی دوم عرض می شود که صاحب محیط ذکر (اسفار نه کرده و بر (آس) فرماید که اسم فارسی است مشهور بمورد و بقول تمیمی (ریحان) است بلغت عرب و (نازبو) بلغت فارس و (آس نبکه) بکسر بای موحده یا ضم آن و سکون نون و فتح کاف و ہا نیز گویند و بسریانی (آسا) و (کولنفا) و بیونانی (قیطوش) و بقول دیاسقوریدوس (امرسی) و آس

بستانی را (مرسیا یا مارس) و بلغت اہل مصر و شام (قوا نطرو) و بہ رومی (مرتین) و بحبشی (ازورا) و بلغت اہل کابل (مورم) بالجملہ آس سرد و خشک در دوم و گویند سرد در اول و خشک در دوم است ۔ برگ سودہ آن بازیت سوختگی آتش را نافع و بوئیدن برگ تازۂ آن دماغ را از قبول ابخرۂ متصاعدہ بسوی او منع کند و مقوی دماغ و قلب و منافع بسیار دارد ما بہ معنی سوم لفظ (آس) کہ در ممدودہ گذشت از بیان مجمل کار گرفتیم از ینجاست کہ در اینجا صراحت کاملش بکار بردیم ۔ صاحب برہان ذمہ دار بیان خود است کہ (آس) را بہ (اسفار) موسوم کرد ۔ و از کتب لغات طب متحقق نشد کہ (آس) و (اسفار) ہر دو یکی است و ذکر (اسفار) ہم بطور مستقل یافتہ نشد (اردو) (۱) اسفار ایک ولایت کا نام ہے جس مین ایک ایسی ندی ہے جو سال بھر مین صرف تین مہینے بہتی ہے (۲) بقول صاحب جامع الادویہ ادوہرہ ۔ آپ ہی نے حب الآس کا ترجمہ (ادوہرہ کے بیج) لکھا ہے اور اصل الآس پہ (ادوہرہ کی جڑ) دیکھو (آس) کے تیسرے معنی ۔

اسفال بقول خان آرزو در سراج (۱) بمعنی سفال است یعنی ظرف گلی و (۲) پوست بادام و امثال آن و ہم او بر سفال گوید کہ ریزۂ ظرف گلین نیز و این مجاز است و فرماید کہ صاحب برہان سفال را تنہا بمعنی ریزۂ ظرف گلین نوشتہ و آن خطاست نیز گوید کہ (سفال) بمعنی پوست بادام و فندق و انار خشک بود و در نسخۂ ابراہیمی تخصیص بہ کوزۂ نا پختہ کردہ توسی گوید کہ این خلاف متعارف است و نزد مؤلف خطای محض و سفالہ زیادہ ہا بمعنی ریزۂ کوزہ و رشیدی بمعنی سفال گفتہ ہر دو صحیح تواند شد (انتہی) صاحب انند صراحت

کند که (سفال) لغت فرس است و صاحب کنز ہم که محقق لغت ترکی است۔ سفال را لغت فارسی نوشته مؤلف گوید که (سفال) بالفتح بقول صاحب منتخب لغت عربست بمعنی فرودی و پستی نقیض علو لیس عجبی نیست که فارسیان چیزی را اسفال نام کرده باشند که از خاک ساخته باشند و الف وصلی در اولش آورده اسفال کردند معنی دوم مجازاست بر سبیل استعاره که پوست بادام و امثال آنرا نظر بشباہت پیالگی اسفال خوانند۔

(اردو) مٹی کا پیالہ یا مٹی کا ظرف (مذکر) صاحب آصفیہ نے لفظ سفال پر لکھا ہے (عربی) اسم مؤنث۔ ٹھیکری۔ ٹھیکرا (مذکر) (اُردو) بادام۔ پستہ وغیرہ کا خول۔ چھلکا۔

(الف) اسفاناج (ب) بقول صاحب ضمیمۂ برہان معروف

(ب) اسفاناخ

است و آن سبزی باشد صاحب انند بحواله بحر الجواہر فرماید که بالکسر و فا و نون و خای معجمه نام تره ایست که بهندی آنرا پالک گویند و (الف) (اسپاناج) بجیم عربی نیز آمده چرا که خای معجمه بجیم بدل شود صاحب شمس صراحت کند که این لغت فارسی است و بہمین معنی معرب آن (اسفناج) آمده ماذکر ماخذ و تعریف مکمل این بر (اسپانخ) کرده ایم که گذشت صاحب کنز که محقق ترکی زبان است الف را لغت ترکی قرار داده و اصلش (اسپاناک) گفته و بر (اسپاناک) نوشته که اسپانخ باشد باری حال تحقیقیکه بر (اسپانخ) گذشت از برای این کافی است

(اردو) دیکھو اسپانخ۔

اسفانبر بقول برہان و سراج و ہفت و جامع بفتح اوّل و سکون نون و ضم بای ابجد و رای بی نقطه ساکن بمعنی اسفابور باشد مؤلف گوید که این ہمان (اسفابور) است که ماذکر ش بر (اسابنبر) کرده ایم۔ سای مهمله اول بقاعدهٔ

فارسی بہ نون بدل شد چنانکہ (تار) و (تان) واو بکثرت استعمال حذف گردید دیگر ہیچ (اردو) دیکھو (اسبان بر)

اسفاہان بقول صاحب شمس شہری ونام نواحی - دیگر کسی از صاحبان تحقیق ذکر این نکرد این ہمانست کہ ماذکرش بر (اسپاہان) بای فارسی کردہ ایم - فارسیان بقاعدۂ خود بای فارسی را بہ فا بدل کردہ اند ہمچون (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) دیگر ہیچ - (اردو) دیکھو اسپاہان -

اسفجات صاحب شمس فرماید کہ لغت فارسی است ونام شہری از ولایت ماوراء النہر کہ آنرا بترکی شیروان نامند دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد **مؤلف** خیال کند کہ این ہمان (اسپیجاب) است کہ بجای خودش گذشت غلطی کتابت اہل مطابع آنرا (اسفجات) کرد این در حقیقت (اسفیجاب) بہ یای تحتانی چہارم و بای موحدہ در آخر باشد کہ مبدل (اسپیجاب) است فارسیان بای فارسی را بہ فا بدل کنند - چنانکہ (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپیجاب -

اسفراج بقول برہان وانند وہفت بکسر اوّل وثالث ورای بی نقطہ بالف کشیدہ وبجیم زدہ بلغت اندلس مارچوبہ را گویند وبرگ آن مانند برگ رازیانہ وبعضی گویند لغت اہل مغرب است صاحب سوار السبیل این را معرب (اسپرج) گوید کہ بہمین معنی لغت فرنساوی است صاحب محیط بر (اسفراج) گوید کہ اسم ہلیون وبرہلیون فرماید کہ اسم رومی است وآنرا بیونانی (اسفارغین) وبعربی (خشب الحیہ) وبسریانی (فیسوہوما) و (افساہیوما) ونزد بعض عرب واہل اندلس (اسفراج) وبفارسی (مارچوبہ) در (مارگیا) وہندی

(ناگدون) باشد تیاتیست کہ شاخہای آن نرم باید گرم در اوّل وخشک در دوم و تری آن را خشکی غالب بر گرمی۔ قوت آن جالی و مفتح سدد جمیع احشا خصوصاً جگر و گردہ و منافع بسیار دارد (اردو) ناگدون۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ مارچوبہ۔ ایک قسم کی خاردار لکڑی جس کے گھر میں رکھنے سے باعتقاد ہنود سانپ نہیں آتا۔ ہلیون وہ لکڑی جو رفع سموم جانوران گزندہ یعنی سانپ بچھو وغیرہ کرتی ہے۔

(الف) **اسفراین** بقول جامع وانند
(ب) **اسفرایین** (الف) نام شہریست مشہور در خراسان و بزیادت یای بعضم (اسفرایین) ہم خوانند۔ صاحب برہان بر (ب) قانع صاحب سروری بر (ب) صراحت کند کہ این شہر بر منتصف طریق جرجان واقع وبعضی گفتہ اند مرادف (اسپرایین) است کہ گذشت مؤلف عرض کند کہ ما بر (اسپرایین) وجہ تسمیۂ این را ذکر کردہ ایم و اشارۂ اسفرایین ہم وبخیال ما (ب) مبتدل آنست و قاعدۂ تبدیل ہم ہمدر انجا مذکور صاحب ناصری بر (ب) گوید کہ از توابع نیشاپور بر پنجاہ قریہ شامل و فواکہش خوب و گردگاہش مرغوب و (الف) مخفف (ب) باشد (اردو) دیکھو اسپرایین۔

(الف) **اسفرسب** بقول برہان الف
(ب) **اسفرسف** بفتح اول ورابع وثالث و سکون ثانی و سین بی نقطہ و بای ابجد میدان و عرصہ و سب بافای آخر بر وزن و معنی الف۔ خان آرزو در سراج بر لغت (اسپراسپ) ذکر ب ہم کردہ و صاحبان رشیدی و جامع ہم ذکر الف و ب کردہ اند۔ **مؤلف** گوید کہ (اسپ رز) و (اسپ ریس) و (اسپ رسب) و (اسپرسف) و (اسپ رش) و (اسپرصف) و (اسفرسپ) و (اسفرسف) ہمہ

مرادف یکدیگر است و هر یکی بجایش مذکور و ذکر ماخذ هر یکی بجایش کرده ایم جز این نیست که الف مبدل (اسپرسپ) است و (ب) مبدل الف یعنی در الف فای سوم را بعوض بای فارسی و در (ب) فای آخر را بعوض بای عربی آوردند بعض محققین بای فارسی را بجای بای عربی گیرند و بعض بالعکس آن و این هم بقاعدهٔ تبدیل حروف در فرس درست است همچون (تب) و (تپ) و بای عربی و فارسی هر دو به فا بدل شود چنانکه (زبان) و (زفان) و (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپ رس آ

اسفرم بقول برهان و جامع و هفت و آنند بروزن و معنی (اسپرم) مؤلف گوید که این مبدل اسپرم است که بجایش گذشت بای فارسی بفا بدل شد چنانکه (سپید) و (سفید) و هر دو مخفف (اسپرهم) و (اسپرغم) که ذکر این مع صراحت ماخذ بر (اسپرغم) کرده ایم (اردو) دیکھو اسپرم

(الف) **اسفرنج** (ب) **اسفرنگ** بقول برهان و هفت و سروری و آنند (الف) با جیم عربی معرب (ب) که شهری بود نزدیک بسغد سمرقند و مولد سیف و بقول بعض قریه ایست نزدیک بسمرقند و (ب) با کاف فارسی مرادف (الف) و بقول ما اصل (الف) و مبدل (اسپرنگ) که به همین معنی گذشت ذکر ماخذش همه را آنجا کرده ایم۔ تبدیل بای فارسی با فا موافق قواعد فرس است چنانکه (سپید) و (سفید) و مخفف (ب) سفرنگ بدون الف هم می آید۔ خان آرزو در سراج بر (ب) فرماید که آنچه بعض محققین این را شهری و بعض شان قریه گویند هر دو یکیست (اردو) دیکھو اسپرنگ۔

اسفرود بقول برهان بکسر اوّل و فتح ثالث و ضم رابع و سکون ثانی و واو و دال مهمله سنگ خوارک و آن پرنده ایست سیاه رنگ

بزرگی گنجشک وچند پر مانند شاخی برسر دارد
وبعربی قطا گویندش اگر استخوان او را بسوزانند
وبسایند وبا روغن زیت بجوشانند وبر داء الثعلب
وسر کچل بمالند موی بر آورد - صاحبان
جهانگیری وسراج وسروری ورشیدی وجامع
هم ذکر این کرده اند ومبدل این (اسپرود)
است که گذشت وبدون الف (سفرود)
هم باشد که می آید (از سروری ۵) مثل پیش
عمان کی نماید آب رود به پیش شاهین چون
بیاید اسفرود به اتفاق اکثر اهل لغت برنیست که این لغت
فارسی زبانست وبا بر اسپرود وعده کرده ایم که صراحت
ماخذ این بر (سفرود) کنیم وهمدر آنجا نوشته ایم که اصل
این (سفرود بدون الف) است ولیکن نتیجهٔ تحقیق ما در ینجا
برخلاف آنست معلوم میشود که این جانوریست آبی صاحب
غیاث بر لفظ قطا گوید که آواز کردن قطا در بیابان مسافران
را دلیل باشد برین که در ینجا آبست وصاحب کنز بر
(اسفرود) فرماید که فارسی است وبمعنی قاق الماء طائر

است وخان آرزو بر (سفرود) بحوالهٔ مؤید
گوید که در لغت (سغر) باغین تصحیف شده
در خواندن (الخ) مؤلف عرض کند بقدر
تحقیق شد که این جانور آبی است ودر هوائی
آب می باشد وآوازش خبر می دهد از قرب
آب پس جا دارد که فارسیان این را کنایةً
اسپ رود نام نهاده باشند که تشنه را بر
رود می رساند و (اسفرود) مبدل آن که
که بای فارسی با فا بدل شود چنانکه (سپید)
و (سفید) وسفرود مخفف آن بحذف الف -
وباشد که این مرکب است از (سغ) و (رود)
که (سغ) در ترکی بقول صاحب کنز بمعنی
غوطه وبقول صاحب لغات ترکی بمعنی پوشش
آمده وبدین وجه که قطا - طائر آبی است و
غوطه در آب گیرد بتلاش شکار و بر سطح آب
همچون پوشش وسقف پرواز کند فارسیان
این را کنایةً (سغرود) نام نهاده باشند و

و بقاعدۂ فارسی غین معجمہ بہ فا بدل شدہ (اسفرد) شد ہمچون (غلیو) و (فلیو) اندرین صورت (اسغرود) اصل است و (سفرود) مبدل آن	و (اسفرود) مزید علیہش و (اسپرود) کہ گذشت مبدل و مزید علیہ آن (اردو) دیکھو اسپرود۔

اسفزار بقول صاحب ناصری و انند از توابع شہر ہرات است بست پارۂ قریۂ آباد دارد و مسکن جماعت ابدالی از قوم افاغنہ باشد۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد بخیال ما این مبدل (اسپ زار) است۔ اسپ بمعنی حقیقی و زار از قبیل گلزار و کارزار کہ زار بقول برہان بمعنی انبوہی و بسیاری آمدہ پس عجبی نیست کہ درین مقام کثرت اسپان باشد و آب و ہوای این مقام اسپان را می سازد فارسیان بای فارسی را بہ فا بدل کردہ (اسف زار) کردند ہمچون (سپید) و (سفید) (اردو) اسفزار۔ ایک مقام کا نام ہے توابع شہر ہرات سے جو بیس قریون پر شامل ہے۔ مذکر۔

اسفل السافلین اصطلاح۔ بفتح اول و سوم و کسر نہم و دہم بقول بحر و غیاث ہفتمین طبقۂ دوزخ کہ زیر ہمہ طبقات دوزخ است۔ مرکب از ہردو لغات عرب و فارسیان استعمال این در فارسی کنند و اصطلاح دیگر غالباً بزبان ندارند و این کنایہ باشد (اردو) اسفل السافلین۔ بقول امیر دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقے کا نام۔

اسفناج رومی بقول برہان و ہفت دانند دوائی باشد کہ آنرا بعربی قطف و سرمق و بقلۃ الذہبیہ خوانند کہ استسقا را نافع و اگر	جامۂ ابریشمی را بطبخ آن بجوشانند پاک و پاکیزہ گردد مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ذکر این بہ (اسپاناخ) و (اسپانج) و

(اسپانخ) کردہ ایم و از ماخذ این ہم ہمہ را انجا بحثی و بر (اخنیوس) ہم اشارہ داین	گذشت (اردو) دیکھو (اخنیوس) و (اسپانخ)

(الف) **اسفنج** بقول برہان و ناصری بکسر اول وسکون ثانی و فتح ثالث و نون و جیم ساکن چیزی شبیہ بہ بند کرم خوردہ و آن را (ابر مردہ) و (ابر کہن) ہم گویند (الخ) و ہم او فرماید کہ ــــــــــــــــ

(ب) **اسفنجہ** بزیادت ہای ہوز در آخر ہم بمعنی اسفنج آمدہ - صاحبان رشیدی و جامع و ہفت و شمس ذکر ہر دو کردہ اند و صاحبان ناصری و سروری و اتنند و (در ہی پہلوی بر الف) قاتع سیف اسفرنگی استعمال الف کردہ (سہ) چون زندہ گیا زندہ و سردہ است بصورت ؛ با آنکہ تنش مردہ و زندہ است چو اسفنج ؛ مؤلف گوید کہ (الف) بخیال ما مفرس است از (اسپنج) لغت انگلیسی و ما ذکر این بحوالہ محیط بر (ابر کہن) کردہ ایم فارسیان بای فارسی را بہ فا بدل کردہ اند چنانکہ (سپید) و (سفید) و در (ب) ہای آخرہ زائد باشد ہمچون (ستمگار) و (ستمگارہ) - صراحت کامل و حقیقت و خواص این بر ابر کہن گذشت (اردو) دیکھو ابر کہن -

اسفند بقول برہان و ہفت و اتنند بکسر اول و فتح ثالث وسکون ثانی و رابع و دال ابجد (۱) نام ماہ دوازدہم از سال شمسی و (۲) نام الکہ ایست در نیشاپور و (۳) نام دوائیست کہ آنرا (ہزار اسفند) نیز گویند و آن نوعی است از سداب کوہی و بعربی حرمل عامی نامند - خان آرزو در سراج فرماید کہ مخفف اسفندار است و بمعنی ماہ و روز

و نام الکه و نسبت معنی سوم گوید که مبدل (سپند) که بای عربی با فابدل شد همچون (سپید و سفید) و الف در سپند حذف شده و هم او برد (اسفندار) فرماید که (اسفند) نام فرشته ایست صاحب ناصری نسبت معنی سوم خبر دل نوشته و بس مؤلف گوید که بر لغت (اسپندار) که مرادف (اسفندار) است ذکر معنی اول لفظ (اسفند) گذشت و بخیال ما از همین است (آسفندار) و (اسفندیار) و (اسفندارمذ) که می آید و جادارد که این را بقاعدهٔ تبدیل (اسپند) هم گیریم که (اسپندار) و (اسپندیار) و (اسپندارمذ) به بای فارسی هم گذشته است و حقیقةً اسفند بلغت ژند و پاژند بمعنی قدرت حق و روشنی باشد و بمعنی اول مخفف (اسفندار) که نام ماه دوازدهم از سال شمسی است و معنی دوم مجاز باشد از معنی حقیقی که الکه را فارسیان (اسفند) نام کردند و بمعنی سوم مبدل (اسپند) که گذشت و ذکر ماخذش هم در آنجا کرده ایم در ینجا بای فارسی به فا بدل شده است و بس (اردو) (۱) اسفند ماه اسفندار کا مخفف جو سال شمسی کا بارهوان مهینا هے جس کا آغاز ماه فروردی سے هوتا هے - مذکر - (۲) ایک مقام کا نام (اسفند) هی جو بیتا پور مین واقع هے - مذکر (۳) دیکهو اسپند -

اسفندار بقول خان آرزو در سراج بالکسر همان اسپندارمذ (که گذشت) و در برهان نام پسر گشتاسب نیز نوشته لیکن آن (اسفندیار) است بزیادت تحتانی بعد دال و قیاس نیز همین می خواهد یعنی کسیکه اسفند (نام فرشتهٔ موکل بر نار) یار و معاون او باشد (انتهی) مؤلف گوید که دیگر کسی از محققین فرس ذکر (اسفندار) نکرده و نه صاحب برهان این را نوشت البته مبدل این (اسپندار) بجای خودش مذکور و صاحب برهان ذکرش کرده است پس باید

که این را اصل دانیم یا اینکه (اسفند) را به فا اصل
قرار دهیم و (اسپندار) مبدل این که فا
به بای پارسی بدل شود چنانکه (سفید) و (سپید)
بالجمله اسفندار بر هر سه معانی (اسپندار) شامل یا
یعنی (۱) شمع و (۲) نام پسر گشتاسپ و (۳)
نام ماه دوازدهم از ماه های شمسی که صاحب
برهان آنرا بودن نیر اعظم در برج حوت نوشته
مخفی مباد که (اسفند) بمعنی حقیقی قدرت حق
و روشنی بجای خود مذکور شد پس (اسفنددار)
بمعنی روشنی دارنده کنایهٔ شمع را توان گفت
از دو دال مهمله که یکجا جمع شد یکی را حذف کردند
و بمعنی دوم مخفف (اسفندیار) که یای تحتانی
حذف شد بکثرت استعمال و بمعنی سوم هم کنایه
باشد که ماه (اسفندار) روشنی نیر اعظم را در
برج حوت دارد (اردو) دیکھو اسپندار۔

اسفندارمذ اصطلاح بقول برهان و جامع مرادف
(اسپندارمذ) که گذشت یعنی (۱) نام ماه دوازدهم
از سال شمسی و (۲) نام روز پنجم از ماه شمسی و
(۳) نام فرشته که موکلست بر درختان و بیشه‌ها
و تدابیر امور و مصالح ماه و روز مذکور بدو تعلق
دارد (۴) بمعنی زمین صاحب بحر عجم بر معنی اول نوشته
بدین صراحت غریب که آن مدت ماندن آفتاب
است در برج حوت - دیگر محققین هم ذکر این
کرده اند مؤلف گوید که ما به (اسفند) تحقیق
کرده ایم که بفا اصل است پس (اسپندارمذ)
را که گذشت مبدل این دانیم که فا به بای فارسی
بدل شد همچون (سفید) و (سپید) و بر (اسپندارمذ)
صراحت کرده ایم که (مذ) بمعنی صاحب و خداوند
آمده پس (اسفندارمذ) بمعنی خداوند روشنی ارزنده
باشد عجبی نیست که کنایهٔ ماه دوازدهم سال
شمسی را بدین نام موسوم کنند که در همین ماه
آفتاب در برج حوت می باشد و جا دارد که
این را اصل نام این ماه گیریم و مجرد (اسفندار)
مخففش و (اسفندم) که بهمین معنی مذکور شد

مخفف مخفّف و نسبت معنی دوم عرض می شود که فارسیان مجازاً همین نام برای روز پنجم از ماه شمسی نهاده باشند که بقول برہان این روز را درین ماه مبارک شمرند و عید کنند و جشن سازند بنا بر قاعدهٔ کلیه که پیش ایشان متداول است که چون نام ماه با نام روز موافق باشد آن روز را نیک دانند پس این روز را کنایةً خداوند روشنی دارنده توان گفت که معنی حقیقی (اسفندارمذ) است حالا عرض کنیم نسبت معنی سوم که فرشتهٔ را که تدابیر امور و مصالح این ماه و روز بدو متعلق است بر سبیل کنایه خداوند روشنی دارنده نام کردن بی محل نیست و همچنین در معنی چهارم زمین را هم کنایةً خداوند روشنی دارنده توانیم گفت که از شعاع آفتاب روشنی دارد۔

(اردو) دیکھو اسپندارمذ۔

اسفند اسفید استعمال بقول برہان واند بکسر اوّل و فای دوم خردل سفید است که تخم سپندان باشد و بعربی حب الرشاد خوانند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد **مؤلف** گوید که (اسفند) مبدل اسپند است که گذشت که بای فارسی بفا بدل شود همچون (سپید) و (سفید) و (اسفید) فرید (بسفید) که الف وصلی در اوّل آورند پس (اسفند اسفید) مرکب توصیفی است بخیال ما باید که دال اول را مکسور خوانیم۔

(اردو) سفید اسپند - دیکھو اسپند۔

اسفندمذ (اصطلاح) بقول برہان و رشیدی و شمس بضم میم و سکون ذال نقطه دار نام روز سیوم است از خمسهٔ مسترقهٔ قدیم۔ صاحب سروری فرماید که روز سیوم از فروردجان۔ صاحب بحر عجم بر (خمسهٔ مسترقه) گوید که بدانکه سال شمسی سه صد و شصت و پنج و ربع روز است مگر متاخرین تاریخ فرس هر ماه شمسی را سی روز

گیرند و پنجره وزررا در آخر اسفندارمذ افزایند و این را خمسه مسترقه گویند صاحب غیاث صراحت مزید فرماید که ازان ربع روز باقیانده در یک صد و بست سال یک ماه جمع کرده سال صد و بستم را سیزده ماهه گیرند و خمسه مسترقه ازان گویند که گویا این پنجروز را از میان سال دزدیده اند مؤلف عرض کند که معنی لفظی (اسفندمذ) صاحب روشنی است که اسفند بمعنی روشنی گذشت و مذ بالضم بقول برہان بمعنی صاحب و خداوند آمده پس فارسیان روز سوم خمسه مسترقه را کنایةً (اسفندمذ) گفتند که نزد شان روز مسعود و نیک مشهور است و بس (اردو) خمسه مسترقه کے تیسرے دن کو فارسیون نے (اسفندمذ) کہا ہے خمسہ مسترقہ قدیم کی نسبت محققین نے لکھا ہے کہ ہر سال شمسی ۱/۴ ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے لیکن متاخرین تاریخ فرس ہر ماہ شمسی کو ۳۰ دن کا مہینا محسوب کرتے ہین اس حساب سے سال کے مجموعی ایام ۳۶۰ ہوتے ہین باقیاندہ پانچ دن کو ماہ اسفندار کے آخر مین بڑہا کر ۳۵ دن کا مہینا قرار دیتے ہین اور ۱/۴ دن کو ۱۲۰ سال مین ایک مہینا قرار دیکر ایک سو بیسوین سال کو ۱۳ مہینے کا سال شمار کرتے ہین ۔

اسفندیار بقول برہان (۱) بروزن شمسی است ہیف است که صاحب برہان و معنی اسپندیار است که گذشت نام پسر این را مرادف (اسپندیار) قرار داد و بر گشتاسپ و او را روئین تن می گفتند و (۲) (اسپندیار) بمعنی اوّل قناعت کرد صاحبان بمعنی قدرت و لطف یزدان هم و (۳) رب جامع و جہانگیری بمعنی اوّل قانع و ذکر این ماه اسفندار و رب روز اسفندار که پنجم ہر ماه با (اسپندیار) کرده اند مؤلف گوید که (اسفند

معنی قدرت حق گذشت پس معنی لفظی اسفندیار کسی است که قدرت حق یار اوست (اسم فاعل ترکیبی) وکنایةً پسر گشتاسپ را نام نهادند وہمین است وجہ تسمیہ انچہ صاحب برہان معنی دوم وسوم را بدین متعلق کند تسامح اوست کہ معنی دوم متعلق بہ (اسفند) است ومعنی سوم متعلق بہ (اسفندار) وتسامحش ازین ہم پیدا است کہ او (اسفندیار) را مرادف (اسپندیار) گفتہ وبر اسپندیار ہموافق مدعای ما بر یک معنی اول قانع - بالجملہ (اسفندیار) بہ فا اصل است و (اسپندیار) مبدلش کہ تبدیل فا بہ بای فارسی وبالعکس آن آمدہ چنانکہ (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپندیار -

اسفوردیون بقول صاحب شمس لغت فارسی است بضم یکم وسوم وکسر ششم وفتح ہشتم (۱) سیر غم دشتی است وآن را اسفور نیز گویند وفرماید کہ در مؤید (۲) شیر دشتی وصاحب مؤید بزبان مطبع نولکشور گوید کہ (اسقوردیون) بہ قاف سیر دشتی کذا فی زفانگویا - مؤلف گوید کہ از کم التفاتی اہل مطابع تصرفی در لفظ ومعنی راہ یافتہ تا تحقیق این بر (اسقوردیون) کنیم کہ می آید (اردو) دیکھو اسقوردیون -

اسفوقدبیرن بقول صاحب شمس لغت فارسی است بفتح یکم وہفتم وضم سوم وپنجم وکسر ہشتم بیخ کتہ رومی باشد مؤلف گوید کہ محققین فرس ازین لغت ساکت ودر السنۂ دیگر ہم یافتہ نمی شود وجزین نیست کہ تحریف اہل مطابع وتصرف شان یا تسامح مؤلفش این را قائم کرد کثرت اغلاط در حروف لفظ وہم معنی این را ابیکار کردہ است وقیاس ما از تحقیق این قاصر - چندانکہ جستیم اصل این را نیافتیم -

اسفہبد | بقول برہان و ہفت و انند بروزن و معنی (اسپہبد) است کہ مطلق سپہ سالار باشد و نامیست مخصوص ملوک فارسیان - مؤلف گوید کہ مبدل است بمعنی اول و دوم (اسپہبد) کہ گذشت بقاعدۂ تبادل بای فارسی بہ فا بدل شد چنانکہ (سپید و سفید) ناصراحت ماخذ این ہمدر آنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اسپہبد کے پہلے اور دوسرے معنی -

اسفہبد خورہ | استعمال - بقول برہان و جامع و ہفت بروزن و معنی اسپہبد خورہ است کہ باعتقاد اشراقیان فارس نفس ناطقہ باشد مؤلف گوید کہ ما صراحت ماخذ این بر (اسپہبد خورہ) کردہ ایم - چنین نیست کہ این تبدیل آن باشد کہ بای فارسی با فا بدل شود ہمچو (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپہبد خورہ

اسفیجاب | بہ فای سوم و جیم فارسی بقول برہان و جامع و سروری و ہفت بروزن اسپیجاب نام شہریست در ماوراالنہر کہ آن را بترکی شیروان خوانند مؤلف گوید کہ صراحت ماخذ این بر (اسپیجاب) کردہ ایم و این بدل آنست و قاعدۂ تبدیل ہم ہمدر آنجا مذکور - صاحب جہانگیری ذکر این با (اسپیجاب) کردہ (اردو) دیکھو اسپیجاب -

اسفید | بقول صاحب رشیدی کہ با اسپید نوشتہ ہمان سفید و سپید است - مؤلف گوید کہ ما ذکر این بر (اسپید) کردہ ایم کہ اسفید مبدل اسپید است و قاعدۂ تبدیل ہم ہمدر آنجا مذکور - صاحب شمس و انند ہم ذکر این کردہ عجب انیست کہ محققین بالا بر لغت (اسفید) ذکر معنی مجاز نکردہ اند کہ بر (اسپید) گذشت (اردو) دیکھو اسپید کی پہلی معنی -

(الف) **اسفیدآب** | اصطلاح (ب) بقول برہان و ہفت باجیم - معرب اسفیداب است

(ب) اسفیداج | که زنان بر روی مالند و نقاشان و مصوران هم کار فرمایند و خوردن آن کشنده بود خصوصاً سفید آب قلعی صاحب انند بذکر این فرماید که کلمهٔ که در آخر آن الف باشد در حالت تعریب جیم زائد کنند و در عرف این را سفیدهٔ کاشغری خوانند صاحب سوا السبیل گوید که (اسفیداج) معرب است به فارسی سپیده قسمی است از گل سپید مؤلف عرض کند که او در بیان معنی غلط کرده است که از ماخذ این بی خبر باشد و صاحب انند هم که طرز بیانش قریب به ماخذ رسیده هیچ اعتنا به ماخذ نکرده حقیقت اینست که فارسیان آبی سازند سفید رنگ برای غازه و با غراض نقاشی از ارزیز و سرب و جست وغیره و نیز قسمی از مداد که ذکرش بر آب سپید) در ممدوده کرده ایم بالجمله (الف) اصل است و (اسپیدا) مخفف آن که به تبدیل الف آخره به ہای ہوز معروف است به (سپیده) عربان (اسپیدا) را بقاعدهٔ بینهٔ صاحب انند که بالا گذشت جیم عربی در آخرش زیاده کرده و بای فارسی را به فا بدل ساخته (اسفیداج) کردند۔ صاحب محیط بر (سفید آب) فرماید که اسم فارسی است معرب آن اسفیداج و ایضاً بفارسی سپیدهٔ ارزیز و بعبرانی (یاروق) و بیونانی (اهونیون) و (ابولیون) و (اسمونیون) و بسریانی (اسطیقا) و به ترکی (کرتان) و بهندی (سفیده و سپیده) و آن از ارزیز و سرب و جست سازند بطریق احراق و گاه بسرکه مرتب می سازند و گاهی از نمک و مرتب بسرکه در تلطیف شدید تر و غائص تر و در مرتب به نمک وغیرها تلطیف شدید نیست و مستعمل در ادویهٔ چشم وغیرآنست آنچه از ارزیز سازند سنگین و نرم و بسیار سفید و آن را سفید آب رومی و کاشغری نام است خصوص در امراض چشم تلطیف و تجفیف گرد و دگرمی

وتیزی سوزش آن زائل شود وقوت آن تا سہ سال باقی می ماند وبعد ازان مستحیل بخاک میشود وآن بقول شیخ سرد وخشک در دوم وگویند در سوم وبعضی گویند سرد در سوم وخشک در دوم وبعضی بالعکس این گفتہ اند وخشکی آن زیادہ تر است ومنافع بسیار دارد (اردو) (الف و ب) دیکھو اسپیدہ کے تیسرے اور چوتھے معنی - دیکھو آب سفید-

اسفیدار بقول برہان وہفت مخفف اسفیدار است کہ درخت بید باشد وبعربی غرب خوانند وبعضی گویند کہ نوعی از بید باشد- صاحب محیط بر (غرب) فرماید کہ بعربی این را (اسفیدار) نام است وبقولش (ارطیسا) ہم ہمین است کہ بجایش مذکور شد کہ فارسیان آنرا بوبادران گویند صاحب ضمیمۂ برہان بر (اسپیدار) ذکرش کردہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت این با ماخذ بر (اسپیدار) کردہ ایم بای فارسی با فا بدل شدہ (اسفیدار) شد ہمچون سپید وسفید (اردو) دیکھو اسپیدار-

اسفیدخورہ استعمال- بقول صاحب شمس نزد اشراقیان فارس نفس ناطقہ باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد- بخیال ما تسامح صاحب صاحب شمس است کہ (اسفہبد خورہ) را کہ گذشت (اسفید خورہ) نوشت حیف است کہ سندی پیش نشد وجا دارد کہ غلطی کتابت مطبع باعث این غلطی باشد ولیکن ذکر این بعد لفظ (اسفید) کردہ ازینجاست کہ ما تسامح مؤلف شمس را اغلب خیال کنیم (اردو) دیکھو اسفہبد خورہ -

اسفید دشت استعمال- بقول برہان وسروری ورشیدی وہفت بفتح دال مہملۂ دوم نام قریہ ایست از توابع اصفہان بخیال ما وجہ تسمیۂ این جز این نباشد کہ این قریہ در محض دشت وبیابان واقع باشد واز قرای دیگر بفاصلۂ دور ودراز وآبادی این ہم خال خال

نہ بہ جمعیت ازینجاست کہ فارسیان این را بہ (اسفید دشت) موسوم کردند کہ (اسپید) در استعمال فرس بمعنی سادہ گذشتہ است پس ہچو قریہ را (دشت سادہ) نام نہادن بعید نیست وصاحب برہان بر لغت (دشت) فرماید کہ اینہم نام قریہ ایست وہمانجا ذکر کند کہ (دشت بیاض) ہم نام ولایتی است در خراسان پس ازین ثابت می شود کہ فارسیان در اسمای ولایات وقریہ ہا این قسم ترکیب آوردہ اند۔ باقی حال لفظ سپید درینجا بطور صفت واقع شدہ وباشد کہ زمین این قریہ سپید باشد وسیع تر واللہ اعلم بالصواب (اردو) اسفید دشت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو نوابع اصفہان سے ہے۔ مذکر۔

اسفیدش بفتح اوّل وسکون دوّم وسوّم وضم یای تحتانی وسکون مابعد ہمان اسیغول است کہ گذشت ما ذکر این بحوالۂ صاحب محیط بر اسیغول کردہ ایم کہ بقولش فارسی قدیم است وبنجیال ما مبدل (اسپیوش) کہ بجایش مذکور شد فارسیان بقاعدۂ خود بای فارسی را بفا وواو را بہ دال مہملہ بدل کردہ اند ہمچون (سپید) و (اسفید) و (بیو) و (بید) (اردو) دیکھو اسیغول۔

اسفیل بقول صاحب شمس بالکسر لغت فارسی است بمعنی پیاز دشتی کہ در تازی بصل خوانند۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ مؤلف گوید کہ تسامح صاحب شمس است کہ اسقیل را کہ بقاف سوم بہمین معنی لغت عربست بہ فای سوم نوشت وصراحت کرد کہ لغت فارسی است صاحب منتخب واننند ذکر (اسقیل) کردہ اند (اردو) جنگلی پیاز۔ مؤنث۔

(الف) **اسفیوس** صاحب ناصری ذکر (ب) **اسفیوش** (الف) کردہ فرماید کہ بذر قطونا یعنی اسفرزہ باشد وصاحب برہان نسبت (ب) فرماید کہ بر وزن ومعنی (اسپیوش)

است که گذشت که عربان بقلهٔ مبارک
گویند صاحبان سروری و جهانگیری و جامع و
هفت هم ذکر این کرده اند- صاحب سوائر السبیل
این را معرب اسپغول قرار دهد- صاحب محیط
بر اسپغول بنسبت الف فرماید که بفارسی
قدیم اسپیوس و اسفیوس و اسفیدبش می نامند
ما اشارهٔ این بر اسبغول کرده ایم و (اسپیوش)
هم بجایش گذشت و ماخذش همه را آنجا بنگو رپس
جزاین نیست که الف مبدل (اسپیوش) است
که فارسیان بای فارسی را به فا بدل کنند همچون (سپید)
و (سفید) وشین معجمه به سین مهمله هم بدل شود چون
(نشار) و (سار) ونسبت (ب) عرض میشود که
جا دارد که این معرب (اسپیوش) است به تبدیل
بای فارسی با فا چنانکه (پیل) و (فیل) تسامح صاحب
سوائر السبیل است که این را معرب (اسپغول)
نوشت (اردو) دیکھو اسبغول۔

اسقاط بکسر اول لغت عربی است- صاحب منتخب نوشته که بمعنی انداختن بچه و خطا
کردن در سخن و بالفتح رختها و متاعهای زبون است صاحب بول چال گوید که معاصرین
عجم زرسود را اسقاط گویند که دائن بیش از بیش از زر اصل وضع کند (اردو) متی کاٹا۔
بقول آصفیہ اسم مذکر وہ حساب جس کے موافق صراف لوگ مدت معینہ کا سود ہنڈی پر لیتے
ہین- کٹوتی- ہماری راے مین یہ تعریف ناکافی ہے بلکہ یون ہونی چاہیئے کہ جب کوئی شخص
قرضہ لینا چاہتا ہے تو ساہوکار لوگ متی یعنی سود کی مجموعی رقم کو بلحاظ مدت وعدۂ ادائی دستاویز کی
رقم یعنی زر اصل سے کاٹ لیکر یعنی وضع کرلیکر باقیماندہ رقم مدیون کو دیتے ہین اسی عمل کا نام
متی کاٹا ہے مثلاً زید نے بکر سے سو روپیہ قرضہ فیصدی ماہانہ ایک روپیہ سود سے لینا
چاہا اور وعدہ کیا کہ اسکو دو مہینہ مین ادا کریگا تو ساہوکار دس سو روپیہ سے دو مہینے کی

متی سی بابت دو روپیہ کاٹ لیکر ۹۸ روپیہ اسکو ادا کرتا ہے اور دو مہینہ مین کامل سود تک کی ادائی کا متوقع رہتا ہے تو اس عمل وضعات کا نام متی کاٹنا ہے۔

اسقف بقول برہان بضم اول وقاف وسکون ثانی وفا۔ قاضی ترسایان را گویند وشخصی را نیز گویند از ایشان که بجہت ریاضت خود ابزنجیر می بندد۔ گویند این لغت عربست صاحب مؤید این را ذیل لغات عرب نوشتہ فرماید کہ قاضی ترسایان ومہتر ایشان وزاہد وزنجیر پوش وبالفتح مرد خمیدہ وپیشوا۔ کذا فی شرفنامہ وفی التاج کلانتر ترسایان وفی زفانگو یا انجیل خوان ودر دستور مذکور است کہ دانشمند ترسایان کہ خوش آواز باشد۔ صاحب انند از غافانی سند آوردہ (س ۵) ببانگ زاری مولف زن دیہ ہٖ بہ بند آہنی اسقف پر اعضا ۵ صاحب سوار السبیل این را معرب قرار دہد وفرماید کہ اصلش بیونانی زبان (اپکپس) است یای فارسی حرف تعریف باشد لہذا در زبان عربی تعریبش بدون معاوضہ آن شد کہ آنرا زائد فہمیدہ شد (اردو) ترسایون کے قاضی اور ریاضت کش اور پیشوا کو فارسیون نے (اسقف) کہا ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے انہین معنون مین۔

اسقفا بقول صاحب ہفت بضم اول وسکون سین مہملہ وضم قاف وفا بالف کشیدہ ہمان (اسقف) است کہ گذشت دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردو توانیم گفت کہ این مفرس باشد از لغت (اسقف) عربی (اردو) دیکھو اسقف۔

اسقلطس بقول برہان وہفت وانند بکسر اول وسکون ثانی وفتح قاف ولام

ساکن و ہای حطی مضموم بسین بی نقطہ زدہ یونانی نوعی از موسیائی باشد کہ اورا موسیائی کوہی گویند و بعربی قفرالیہود خوانند مؤلف گوید کہ ما صراحت کامل این بر (اسفلطس) کردہ ایم کہ مرادف این است (اردو) دیکھو اسفلطس۔

اسقلینس بقول برہان وہفت واننداکسراول ولام بہ تحتانی زدہ (۱) نام حکیمی است یونانی و (۲) نام دوائی ہم کہ آنرا بشیرازی (زنگی دارو) گویند بیخ کبررومی است و آنرا (اشقولوقندریون) ہم خوانند و بعربی (حشیشۃ الطحال) گرم وخشک است دراول دوم صاحب محیط بر (اسقلینوس) فرماید کہ ہمان (اسقولوقندریون) و بر (اسقولوقندریون) نوشتہ کہ لغت یونانی است بمعنی مزیل الصفا و بمعنی کاوی الطحال بجہت آنکہ گدازندہ و زائل کنندۂ سپرز است۔ بیونانی (اسقیلونس) و (اسقلینس) و (سقلنون) و (میعلون) و (قنطاریقا) و (قنطاریقا) و (میوا) نامند و بقراط گفتہ کہ تریاق الطحال است ولہذا حشیشۃ الطحال نیز گویند و نزد اہل مصر معروف بہ (کف النسر) و اہل اندلس (عفریان) و بفارسی (گیاہ جالینوس) و عوام شیراز (زنگی دارو) و آن نباتیست منبت آن زمین سنگریزہ و کوہستان و گویند کہ کبررومی است بقول شیخ گرم دراول وخشک در دوم و گویند گرم باعتدال وخشک دراول دوم۔ ملطف و محلل و مفتح و منافع بسیار دارد مؤلف گوید کہ معنی دوم حقیقی است و معنی اول مجاز آن جا دارد کہ حکیمی راکہ در علاج امراض طحال مشہور باشد بدین نام موسوم کردہ باشند (اردو) (۱) اسقلینس یونانی زبان مین ایک حکیم یونانی کا نام (۲) بقول صاحب جامع الادویہ اس دوا کا مشہور

نام زنگی دار وسے ہے - سبز - سرخی مائل ایک گہانس غیر سمّی - طبیعت کو نرم اور جلا کرتی اور سدہ کہولتی ہے اور پیشاب اور حیض جاری کرتی ہے گرم و خشک -

اسقلیوس | بقول برہان و انند بفتح اول بر وزن بطلیموس دو حکیم بودہ اند در یونان صاحب مذہب و ہر یک در طبابت عیسیٰ زمان خود بود یکی را اسقلیوس اول و دیگر یرا اسقلیوس ثانی می گفتہ اند مؤلف گوید کہ لغت یونانی است ضرورت بیان وجہ تسمیہ نیست (اردو) اسقلیوس نامی یونان میں دو حکیم گزرے ہیں -

اسقنقور | بقول برہان و ہفت و انند بکسر اول جانوریست معروف و او را سقنقور گویند شبیہ بسوسمار ہم در آب و ہم در خشکی می باشد قوت باہ دہد گویند این لغت رومی است صاحب سوار السبیل ذکر (اسقنقور) کردہ اشارہ کند بہ سقنقور) و بر (سقنقور) نویسد کہ اصل این (سکنکس) یونانی و صراحت کند کہ شاید از زبان قدیم مصری ماخوذ باشد بمعنی ریگ ماہی صاحب محیط بر (سقنقور) گوید کہ بفتح اول و ثانی و سکون نون و ضم قاف ثانی و (اسقنقور) باضافہ الف اسم عربی است و (سقنقس) نیز گویند و بہندی (سمہور) و (بن روہو) بقول شیخ الرئیس ورل مائی است از نسل نہنگ بر لب دریا بیضہ دہد و بچہ می آورد پس انچہ از بچہ آن در آب میرود نہنگ میشود و انچہ بیرون آب در خشکی نشو و نما می یابد سقنقور می گردد - حرارت آن تا درجہ سوم و خشکی آن تا دوم و گویند کہ خشک در اول است - مقوی باہ و مسخن بدن و نافع بہ فالج و لقوہ و رعشہ و خدر و منافع بسیار دارد صاحب محیط المحیط کہ محقق زبان عربست (سقنقور) و (اسقنقور) ہر دو را لغت یونانی نوشتہ بخیال ما اصل این (سکنکس) لغت

یونانی است عربان بقاعدهٔ خود هر دو کاف عربی را به قاف بدل کرده (سقنقس) کردند همچون
(کند) و (قند) وجود این لغت بقول صاحب محیط یافته میشود و نسبت (سقنقور) متحقق شد
که لغت غیر عرب است و به تحقیق رسید که لغت رومی یا یونانی نیست بخیال ما جز این نباشد
که فارسیان این را مفرس کرده انداز (سکنکس) که کاف عربی به قاف بدل شد بقاعدهٔ متذکرهٔ
بالا و سین مهمله به واو بدل کردند خلاف قیاس و رای مهمله در آخر زیاده کردند همچون (نشا)
و (نشار) و الف در (اسقنقور) وصلی است پس (سقنقور) و (اسقنقور) هر دو مفرس و مستعمل
در عربی است آنانکه این هر دو را یونانی یا رومی نوشته اند یا عربی دانسته اند تسامح کرده اند
(اردو) سقنقور - بقول آصفیه (رومی) اسم مذکر - ایک گوه کے مشابه جانور کا نام یا وُه
مچھلی جو ریت مین رہتی ہے - ریگ ماہی حشرات الارض مین سے ایک جانور کا نام - جسکا گوشت نہایت مقوی باہ ہے

اسقوردیون | بقول برهان و آنند و هفت بضم اول و ثالث و سکون واو و رای
قرشت و کسر دال ابجد و ضم یای حطی بواو و نون زده بلغت رومی و بعضی گویند بیونانی
دوائیست که آنرا بشیرازی (سیر مو) گویند و آن سیر صحرائیست و بعربی ثوم الحیة خوانند
و بعضی گویند عنصل کوچک است و از جملهٔ اجزای تریاک فاروق باشد و بقول صاحب مؤید
به قاف سیر دشتی کذا فی زفانگویا **مؤلف** عرض کند که این همانست که ما بر (اسفوردیون
به فا) وعده بیانش کرده ایم معلوم میشود که صاحب شمس همین لغت را به فا نوشته است که گذشت
و در کنز اللغات که لغت زبان ترکی است این را لغت ترکی قرار داده بمعنی ثوم بری گرفته صاحب
محیط فرماید که لغت یونانی است و بحذف همزه (سقوردیون) نیز آمده بعربی ثوم الحیة

ومعروف بہ (ثوم الکلب) و (ثوم البری) وبفارسی (سیر دشتی) وبشیرازی (موسیر) وبہندی (جنگلی لہسن) گویند این بیطار آنرا بشین معجمہ (شقوردیون) نوشتہ وگفتہ کہ این حشیشۂ ثومی است معروف بحافظ الاجاد وحافظ الموتی وآن ثوم الحیہ نیست بالجملہ آن سیر صحرائی است۔ گرم وخشک در آخر سوم وگویند تا چہارم ودرآن مرارت وقبض مع تجفیف معتدل وتلطیف وتحلیل وتفتیح وجلاست ومنافع بسیار دارد (اردو) جنگلی لہسن۔ مذکر۔

اسقورون بقول برہان وہفت وانند بضم اوّل وثالث وراء قرشت وسکون ثانی ورابع وواو ونون بیونانی وبعضی گویند برومی ریم آہن باشد وآنرا بعربی (خبث الحدید) خوانند۔ قطع خون بواسیر وسلس البول کند۔ صاحب محیط بر خبث الحدید فرماید کہ بفارسی (نوش) و (چرک آہن) و (ریم آہن) وبشیرازی (رمہ) وبہندی (لوہے کا میل) و (کیٹ) نامند وآن چرکی است کہ وقت گداختن از آہن جدا می شود وبہترین آن فولادی خشک درسوم ودر گرمی کمتر وگویند گرم در دوم وخشک درسوم۔ بغایت مقوّی معدہ ومجفّف ومنشف ورافع استرخای مقعد وسلس البول ومحلّل اورام ومنافع بسیار دارد (اردو) لوہے کا میل۔ مذکر۔ بقول جامع الادویہ چرک آہن۔ ریم آہن۔ خبث الحدید۔

اسقولو بقول برہان وہفت وانند بضم اوّل وسکون آخر کہ سین بی نقطہ باشد بیونانی (۱) گادبحری را گویند وبرومی (قسطاس) صاحب موید گوید کہ بقول لغات طب (۲) قند وذکر معنی اوّل ہم کند واین را بذیل لغات فارسی نویسد بہ تحقیق ما معنی

دوم متحقق نشد (اردو) دریائی گاے۔ مؤنث۔ (۲) قند بمعنی کہانڈ۔ اسم مذکر (آصفیہ)

اسقولوس بقول برہان وہفت وانند بضم اول وسکون آخر کہ سین بی نقطہ باشد بیونانی بخیبیت کہ آنرا آسیا کنند وآرد سازند واستادان صحاف وکفشگران واشال آن بکار برند وبفارسی سریش گویند۔ صاحب محیط این را (اسقویوس) بہ تحتانی پنجم نوشتہ واشارہ کند کہ بخیبیت کہ آنرا (خنثی) نامند وبر (خنثی) گوید کہ ہمان بیخ کہ بفارسی (سریش) نام دارد وبسریانی (اسقولوس) بخیال ماتسامح اوست کہ بطور مستقل این را بہ تحتانی پنجم نوشت وبہ تحقیق ما برحرف پنجم لام است نہ یای تحتانی بالجملہ این ہمان (اسریشم) است کہ بجایش گذشت (اردو) دیکھو اسریشم۔

اسقیل بقول برہان بکسر اول وثالث وسکون ثانی وتحتانی ولام پیاز دشتی است و آن درمیان نرگس پیدا می شود وبعربی بصل الفار خوانند وبصل العنصل ہمانست گویند اگر موش قدری ازان بخورد بمیرد واگر گرگ پای بر برگ آن گذارد البتہ لنگ شود واگر ساعتی توقف کند بفتد وبمیرد۔ صاحب سراج السبیل گوید کہ اسم یونانی این (سکلا) است ولعربی اسقیل ومحققین لسان عرب تصدیق کنند کہ اسقیل۔ لغت عرب است بمعنی پیاز دشتی صاحب محیط بر (اسقیل) فرماید کہ بکسر ہمزہ وسکون سین مہملہ وکسر قاف وسکون یای تحتانی ولام اسم عنصل است وبر عنصل فرماید کہ عربی است وبقول صاحب تسید نہ درسریانی (اسقیل) و (اسقال) و (اسقیلا) وبہ رومی (اقلیطون) وبفارسی (پیاز دشتی) و (پیاز موش) ودر انگلیسی (اسکوال) وبہندی (کندا) وکولی کاندا) گویند گرم وخشک در دوم ونزد

بمعنی خشک در سوم و بقول شیخ گرم و خشک در دوم۔ بغایت قوی و حرارت آن شدید تر و منافع بسیار دارد (اردو) جنگلی پیاز۔ مونث۔

اسک | بقول برہان وہفت دانند بکسر اول و سکون کاف (۱) اسپی را گویند کہ در راہا بجہت قاصدان بپا رندو (۲) قاصد را نیز گویند و بفتح اول ہم آمدہ۔ صاحب شمس این را بالفتح بمعنی دوم لغت ترکی نوشتہ و بقول جامع (اسک) بالکسر و (اسکدار) بضم و فتح و کسرۂ اول ہر دو بمعنی برید و قاصد پیادہ و سوار و بقول رشیدی بالفتح بمعنی الاغ و بقول سروری قاصد والاغ۔ صاحب ناصری فرماید کہ این لغت در بلاد اسلامبول معمول و شائع۔ چون (اسک) بمعنی الاغ است (اسکدار) بمعنی الاغ دار از ہمین باشد و فرماید کہ بہ شین معجمہ مبدّل این (اشک) ہم آمدہ و صاحب مؤید بذیل لغات فرس این را بمعنی قاصدی و الاغی آوردہ و بذیل لغات ترکی ذکرش نکردہ و (ایشک) را بہ تحتانی دوم بمعنی خر لغت ترکی گفتہ و صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است (اشک) بدون تحتانی بفتحتین بمعنی حمار و نحو ہا نوشتہ و صاحب لغات ترکی (ایشک) را بہ فتح شین معجمہ بمعنی خر و صاحب برہان (اشک) را بدون تحتانی با شین معجمہ بمعنی سالک راہ خدا گفتہ صاحب جہانگیری (اسک) را مرادف (اسپ یام) آوردہ کہ گذشت (سیف اسفرنگی ملہ) سلطان آل یسین کز نعل اسک اسپش ؛ سر بازپس برآید نون ہلال چون نی ؛ مؤلف گوید کہ اگر این را مبدّل اسپ گیریم جا دارد کہ تبدیل بای فارسی با کاف موافق قواعد فرس است چنانکہ (پیخ) و (کیخ) و اگر اصل این لغت ترکی (اشک) قرار دہیم میتوان شد کہ شین معجمہ بہ سین مہملہ بدل شود ہمچون (شار) و (سار) بای حال

اسپ باشد یا خر یا مماثل آن - فارسیان این را مخصوص کردہ اند بہ اسپی یا خری کہ برای سواری قاصدان در راہ بگذارند و معنی دوم مجاز است کہ قاصد را ہم بہ ہمین نام خوانند پس باید کہ بصورت اوّل این را بالفتح خوانیم کہ اسپ بفتح اول است و بصورت ثانی ہم بالفتح کہ (اشک) بقول صاحب کنز بالفتح آمدہ آنانکہ این را بمعنی الاغی و قاصدی بیای مصدری نوشتہ اند خطا کردہ اند (اردو) (۱) ٹپّہ کا گھوڑا - مذکر - (۲) قاصد - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - ہرکارہ - پیک - پیغامبر - نامہ بر -

(۱۰) **اسکار** بکسر اوّل بمعنی قاصد مستعمل (ظہوری **سہ**) بروی کار من ہر نخیہ افتاد بر چیدیم ؛ بکارم آمد آخر بر لب اسکار می چینیم ؛ **مؤلف** گوید کہ محققین فرس ذکر (اسکار) بمعنی قاصد نہ کردہ اند عجبی نیست کہ مخفف (اسکدار) باشد کہ بمعنی قاصد می آید ما صراحت معنی (اسک) بجای خودش کردہ ایم و ماخذش ہم ہمدر انجا نگوئیم (اردو) دیکھو اسک کے دوسرے معنی -

(الف) **اسکال** (الف) بقول صاحب شمس بمعنی اندیشہ و اندیشہ کنندہ و امر اندیشہ
(ب) **اسکالش** کردن و بہمین معنی بدون الف اوّل (سکال) ہم آمدہ و (ب)
(ج) **اسکالیدن** بالکسر بمعنی اندیشہ دیگر کسی از محققین ذکر الف نکرد و مقصود صاحب شمس جز این نباشد کہ الف را ہم بالکسر گیریم صاحب سروری برای (ب) از مولوی معنوی سند آوردہ (**سہ**) او ہمی خندد ز ذوق مالشت ؛ او ہمی خندد بر آن اسکالشت ؛ صاحب موارد مذکر (ج) با کاف فارسی گوید کہ بمعنی فکر و اندیشہ کردن است و (ب) حاصل بالمصدر رش و اشارہ کند بسوی سگالیدن کہ بدون الف وصلی بہمین معنی می آید و بر (سگالیدن)

اشارهٔ (ج) فرماید و همدر آنجا نویسد که اسگال و اسگالش هردو حاصل بالمصدر (ج) است و الف امرش نیز (اسگالد) مضارع آن صاحب نوادر هم بذکر (ب) و (ج) همزبان است صاحب بحر ذکر (ج) با الف وصلی نکرده در (سگالیدن) فرماید که بکسر اول و کاف فارسی بمعنی (۱) دشمنی و خصومت کردن و (۲) فکر و اندیشه نمودن و (۳) سخن بگفتن و (۴) قصد کردن و بر (سگالیدن) به کاف عربی گوید که بمعنی اندیشه و فکر و گفتگو کردن و گفتن و شنیدن و پرسیدن و خواستن و فرماید که با کاف فارسی هم درست است - صاحب کنز که محقق ترکی زبان است نوشته که (سگال) بکسر اول و کاف فارسی لغت فرس است بمعنی فکر و فکرت و غیبت و نمیمت - صاحب هفت بر (اسگالش) آورده که بمعنی اندیشه و خیال و فکر و اندیشه مندر انیز گفته اند که صاحب فکر و اندیشه و خیال باشد خان آرزو در سراج بر (سگالیدن) بکاف فارسی فرماید که بکسر مخفف (اسگالیدن) بمعنی اندیشه کردن است و برین قیاس سگالنده و سگالش و سگال و بر صاحب برهان اعتراض کند که سگال بمعنی سخن و گفتگو و دشمنی و خصومت آورده خطاست چراکه (بدسگال) بمعنی بد اندیش است که کنایه از شاعر باشد و نیز بمعنی دشمنی نیست بلکه بشین معجمه بمعنی مکر و فریب است که (شگیل) بشین معجمه اماله آنست و صاحب برهان (شگال و شگیل بمعنی مکر و فریب) بکاف عربی آورده و همین معنی (اشکال و اشکیل) به شین معجمه و کاف عربی هم نوشته که می آید مؤلف عرض کند که (اسکال) بالکسر بسین مهمله و کاف عربی اصل است اسم جامد زبان فارسی بمعنی اندیشه و فکر یا مفرس است از (اشکال) که بلغت عربی بالکسر بمعنی دشواری است فارسیان به تبدیل شین

معجمه به سین مهمله همچون (شار) و (سار) کنایۃً بمعنی اندیشه و فکر استعمال کرده باشند و آنچه در (اسگال) کاف عربی را بفارسی بدل کردند که می آید) هم تصرف ایشانست پس این اسم مصدر است و مصدر اسکالیدن از همین (اسکال) و اسگالیدن - از (اسگال) وضع شده که یای تحتانی بر آخرش زیاده کرده علامت مصدر در آخرش آوردند و این مصدر جعلی است چنانکه ذکرش بر (اسم مصدر) می آید و معنی مصدری این فکر و اندیشه کردن و (اسکالش) حاصل بالمصدرش موافق قاعدهٔ فرس که بر صیغهٔ امر که (اسکال و اسگال) است شین معجمه زیاده کرده (اسکالش و اسگالش) کردند ما بحث تفصیلی حاصل بالمصدر بر لغت (آموی) کرده ایم همین قدر است حقیقت الف و ب و ج و آنچه (سکالیدن و سگالیدن) و مشتقاتش بدون الف اول می آید مخفف این است بحذف الف اول آنچه بعض محققین الف را بمعنی فاعل گرفته اند تسامح او شانست که به قواعد فارسی پی نبرده اند - هر گاه الف صیغه امر (ج) است وقتیکه با اسمی مرکب شود افادهٔ معنی فاعل و مفعول هر دو کند که آنرا اسم فاعل و اسم مفعول ترکیبی نام است چنانکه خیر سگال بمعنی خیر اندیش و نمی شود که مجرد صیغهٔ امر را بدون ترکیب بمعنی فاعل گیریم و آنچه بعض محققین بر مصدر (سکالیدن و سگالیدن) و رای معنی فکر و اندیشه کردن - ذکر معانی دیگر هم کرده اند - جز این نیست که مجاز باشد و ما طالب سند استعمال آن باشیم و اگر بقول صاحب کنز و معنی الف غیبت و نمیمت را هم داخل کنیم در دیگر معانی مصدری بتبعیهٔ صاحب بحر عجم تائیدی بهم رسد - حیف است که کسی از محققین فرس اندرین خصوص تائید صاحب کنز نمی کند و از سند استعمال هم ساکت و آنچه صاحب هفت ریا بمعنی اندیشه مند و صاحب فکر

و اندیشہ و خیال گرفتہ خطای فاش کردہ کہ معنی حاصل بالمصدر بمعنی اندیشہ مندی است ۔ نہ اندیشہ مند و انچہ بعض محققین معنیٔ در الف و ب فرق نہ کردہ اند قایل غور است بالجملہ حاصل جگر کاوی ما اینست کہ الف بمعنی فکر و اندیشہ و ب بمعنی اندیشہ مندی و فکرمندی و (ج) بمعنی فکر و اندیشہ کردن باشد یعنی (الف) اسم مصدر است و (ب) حاصل بالمصدر و (ج) مصدر ما فرق اسم مصدر و حاصل بالمصدر را (اسم مصدر) بیان کنیم انشاءاللہ المستعان (اردو) الف ۔ اندیشہ ۔ بقول امیر فارسی مذکر ۔ دھڑکا ۔ خوف ۔ کھٹکا (آتش سے) وہ قد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پر ؛ اندیشۂ خزاں نہیں رکھتا نہال دوست ؛ فکر ۔ بقول صاحب آصفیہ عربی اسم مؤنث و مذکر ۔ سوچ ۔ بچار ۔ اندیشہ ۔ تردد (اسیر سے) فکر ہے انگوٹھی حسن کے نیلام کی ؛ سیر ہو چھوٹے اگر بولی ہمارے نام کی ؛ (داغ سے) گزر جائیگی ہر صورت گزر کیوں کروں داغ اندیشہ ؛ میرے مولا کو ہر دم فکر ہے میرے گزارے کا ؛ صاحب تذکیر و تانیث نے بھی لفظ فکر کو مختلف فیہ لکھا ہے ؛ (ب) فکرمندی ۔ بقول آصفیہ اسم مؤنث بمعنی تفکر و تردد (ج) فکر کرنا ۔ اندیشہ رکھنا ۔ اندیشہ کرنا ۔

اسکاوند بقول برہان و انند بفتح اوّل و واو مفتوح بنون و دال ابجد زدہ بمعنی سگاوند است و آن کوہی باشد نزدیک بہ سیستان و معرب آن سجاوند ۔ ہم او این لغت را بدون الف اوّل ۔ بہ کاف فارسی (سگاوند) نوشتہ و خان آرزو ہم در سراج بر سگاوند بکاف فارسی فرماید کہ سگ بسیار در ان باشد و صاحب برہان ہمین لغت را بشین معجمہ اشکاوند ۔ بکاف عربی و شگاوند بدون الف باکاف فارسی بہ ہمین معنی

نوشته که می آید - صاحب هفت (اسگاوند) را هم بکاف فارسی نوشته مؤلف عرض
کند که شک نیست که این مرکب است از (اسکا) و (وند) وند بقول برہان چون در آخر
کلمه آید افاده معنی صاحب ده همچون مند چنانکه (دانشوند) که مرادف (دانشمند) است
جزو اول را اگر بقول برہان و انند بکاف تازی گیریم باید که اصلش (سکاو) قرار دہیم
به دال مهمله در آخر که بقول صاحب سراج بمعنی سر کوه و فرق سر آدمی است - دال آخر
حذف شده مخفف آن (سکا) باقی ماند و الف وصلی در اولش آورده (اسکا) کردند - پس
اسکاوند بمعنی صاحب قله و کنایه از کوهی خاص است که قله ان به نسبت دیگر کوه ها خصوصیتی
داشته باشد اندرین صورت (سکاوند) بحذف الف به کاف عربی مخفف آن باشد آنانکه
این را بکاف فارسی (سگاوند) گفته اند وجه تسمیه آن همان باشد که خان آرزو اشاره آن
کرده یعنی (سگان وند) بمعنی صاحب سگان پس نون اول را حذف کرده (سگاوند) کوهی را نام
نهادند که بر آن کثرت سگانست اندرین صورت در (اسگاوند - به کاف فارسی) الف اول
وصلی باشد حیف است از برہان و انند که این را درینجا به کاف عربی آورده و بحذف الف
اول بجایش کاف فارسی استعمال کرده غلطی کتابت را درینجا دخلی نیست که سلسله ردیف
الفاظ و طرز صراحتش و اضح تر است تسامحش بیش نباشد که از ماخذ کار می گیرد آنچه همین لغت
با الف اول و بدون آن با شین معجمه می آید مبدل اینست که سین مهمله با شین معجمه بدل شود همچون
(کستی) و (کشتی) (اردو) اسکاوند - ایک پہاڑ کا نام ہے جو سیستان میں واقع ہے مذکر

اسکدار	بقول برہان و جامع و هفت با	دال ابجد بر وزن رہگذار - (۱) آنست که چون

قاصدی را خوانند که بتعجیل بجائی فرستند و رهر
منزل بجهه او اسپی نگاه دارند تا منزل بمنزل بر اسپ
تازه زود رسوار شود و (۲) پیادگان این نوع را
نیز گویند که در هر چند قدم یکی نشسته باشد و خط
و کتابت را پیادهٔ اول به دوم و دوم به سوم
دهد تا بمقصد رسد و این در هندوستان بیشتر متعارف
است و (۳) خریطهٔ و کیسه را نیز گویند که قاصد نشان
مکتوب در آن نهند و بضم اول و کسر اول هم آمده مثال
جهانگیری بذکر معنی اول و دوم از منوچهری سند دهد
(ع) بر عزم جنبش این نیت من که کرده ام ؛
نزد شهنشه ملکان بر یا سکدار ؛ صاحب سروری
برای معنی اول و سوم از حکیم عنصری سند دهد
(ع) تو گوئی نه اسرار ایشان همی ؛ فرستد بدو
آفتاب اسکدار ؛ و صاحب رشیدی همین سند را
برای معنی اول گیرد - خان آرزو در سراج

فرماید که به هر سه حرکات اول معنی شخصی که اسپان
را در راه نگاه دارد و بعضی اسپان مذکور را
گفته اند و قوسی گوید که تحقیق آنست که اسکدار
شخصی است که بر آن اسپ سوار شود که آن
اسپ را اسک گویند که گذشت و گاهی بمعنی قاصد
و خریطه نیز آمده و فرماید که اسکدار بمعنی خرایلچی
ریام نیز مستعمل مؤلف گوید که معنی اول اصل
است و معانی دوم و سوم مجاز آن - آنچه
خان آرزو (اسکدار) بمعنی خرایلچی گوید مقصود دش
بدون اضافت باشد یعنی هر ایلچی که سوار خر است
و هم باید که برای این معنی اصل این (اشکدار)
گیریم و صراحت کال این برا اسک کرده ایم آنانکه
این را بالفتح و بالضم گرفته اند بی خبر اند از ماخذ -
(اردو) (۱) ٹپہ کا سوار - مذکر (۲) ٹپہ کا پیادہ - مذکر (۳)
ٹپہ کا چرمی ڈبہ جسمیں خطوط محفوظ کئے جائیں (مذکر)

اسکر بقول برهان و جامع بضم اول و سکون ثانی و فتح کاف و رای قرشت خارپشت
بزرگ تیر انداز را گویند - صاحب هفت صراحت فرماید که این بکاف فارسی است و طرز بیان

وسلسلہ ردیف برہان - کاف را عربی گوید وصاحب انند ہم بہزبانی صاحب ہفت صراحت
کند کہ این لغت فارسی زبان است بخیال ما این مبدل (اسغر) است کہ گذشت فارسیان
بقاعدۂ خود غین معجمہ را بکاف عربی وکاف فارسی ہردو بدل کنند چنانکہ (غشکاو) و (کشکاو)
و (غلولہ) و (گلولہ) پس (اسکر) بہ کاف عربی وفارسی ہردو صحیح باشد و ما اشارۂ این بر
(اسغر) کردہ ایم و تفرقۂ اعراب تصرف فارسیان است (اردو) دیکھو اتشی -

اسکرک بقول صاحب انند بکسر اول وثالث بروزن فرفرک لغت فارسی است
بمعنی ہچکی گلو یعنی صدائی کہ بی اختیار از گلو برآید کہ بعربی فواق گویند - صاحب برہان و جامع
این را بکاف فارسی نوشتہ وصراحت کاف اول ودوم نکردہ - صاحب سروری فرماید کہ
کہ بکسر ہمزہ وکاف تازی وفتح رای مہملہ فواق باشد یعنی صوتی کہ پیاپی از حلق برآید بی قصد
خان آرزو در سراج صراحت کند کہ بفتح اول وسکون دوم وکاف تازی است کہ بہندی
این را ہچکی گویند - صاحب خزانہ بر لغت (ہچکی) فرماید کہ این را ابترکی (الخرق) گویند -
وبعربی فواق مؤلف گوید کہ در اسباب فواق تنگی حنجرہ را دخل است و (سکرا) بفتح اول
بقول صاحب ساطع در سنسکرت تنگ وضیق را گویند و (سکرانا) معنی تنگ کردن کسی را
و (سکرائی) بمعنی تنگی جای وضیق مکان و (سکری) بمعنی ہر نقل پس عجبی نیست کہ فارسیان
بقاعدۂ تبدیل الف (سکرا) بکاف فارسی بدل کردہ باشند چنانکہ (اسگنج) و (گرگنج) والف
وصلی در اولش آوردہ (اسکرگ) کردند - اندرین صورت باید کہ کاف آخرہ را فارسی
گیریم و باتفاق صاحب سراج بفتح اول خوانیم آنانکہ کاف اول را فارسی گیرند یا کاف

دوم را عربی - جز این نیست کہ برماخذ غور نفرمودہ اند - حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد (اردو) ہچکی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - فواق - وہ ہوا جو گلے سے رک رک کر نکلتی ہے -

اسکرہ بقول برہان بضم اول و سکون ثانی و فتح کاف و رای قرشت کاسۂ سفالی و جام آب خوری باشد و با تشدید رابع ہم بنظر آمدہ صاحب رشیدی فرماید کہ بضم الف و تشدید رای مہملہ و (اسکورہ) بالضم پیمانہ ایست کہ مقداری معین می گیرد و در اوزان دسکائیل طبی مذکور و بمعنی مطلق پیمانہ نیز استعمال کنند و (سکرہ) و (سکورہ) بحذف الف ہم آمدہ و بتازی (اسکرجہ) و (سکرجہ) گویند - مولوی معنوی (۵) بحر را پیمودہ ہیچ اسکرۂ پُشیر را بر داشت ہرگز برّہ صاحب جہانگیری بر کاسہ گلی قانع - صاحبان انند و جامع و سروری و ناصری و ہفت و شمس ہم ذکر این کردہ اند - خان آرزو در سراج این را بضم کاف گوید و بر برہان اعتراض کند و فرماید کہ در کلام مولوی معنوی بمقابلۂ قافیۂ (برّہ) (اسکرّہ) را بالضم خواندن بروی قواعد قافیہ عیبی ندارد و گوید کہ ظاہراً معرّب اسکورہ و بہندی سکورہ بمعنی کاسۂ سفال است - صاحب کنز این را فارسی گفتہ و بمعنی کاسہ و کشکول آوردہ و صاحب برہان (سکرہ) و (سکورہ) بحذف الف ہم بہمین معنی آوردہ **مؤلف** عرض کند کہ اصل این لغت سنسکرت (سکورا) باشد بفتح اول و ضم دوم و سکون واو مجہول - مذکر) و (سکوری) مؤنث آن ہر دو - بقول صاحب ساطع ظرف گلی و نمکدان گلی - فارسیان الف آخر (سکورا) را بہ ہای ہوز بدل کردند ہمچون (پایسا)

و (یاسہ) وپس ازان از کثرت استعمال واو حذف شدہ (سکرہ) شد و الف وصلی در اولش آوردہ اسکرہ کردند و صاحب سراج درست فرماید کہ کاف را مضموم گیریم و بخیال ما این مفرس است و صاحب منتخب نوشتہ کہ (اسکرجۃ) و (اسکرۃ) بالضم بمعنی ظرفی کہ مقدار پنج مثقال آب گیرد پس این معرب باشد بہ تخصیص وزن (اردو) سکورہ۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی اسم مذکر مٹی کا پیالہ۔ کاسہ گلی۔ اردو والے بکسر سین مہملہ اور ہندو بفتح سین بولتے ہین۔ ہماری راے مین آپ نے اسکے ماخذ پر غور نہین فرمایا اس لئے اسکو فارسی کہا۔

اسکلہ بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار جائیکہ از جہاز بساحل فرود آیند و ہم او بجای دیگر نویسد کہ فرودگاہ است۔ صاحب رہنما صراحت کند کہ جائیکہ لب آب درست کنند از پلہ ہا کہ بوسیلہ آن از کنارہ دریا بہ کشتی سوار شوند و صاحب بول چال ترجمۂ این (گھاٹ) نوشتہ۔ صاحب سواء السبیل این را بالکسر و فتح لام معرب (اسکالا) لغت ایطالیانی نوشتہ بمعنی بندر بحیرہ و جمع آن اسکل۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی است این را بہمین معنی لغت ترکی قرار دہد مؤلف گوید کہ معرب گیریم یا مفرس بہر دو صورت ماخوذ است از لغت اطالیہ۔ الف دوم بکثرت استعمال حذف شد و الف سوم بدل شد بہ ہای ہوز ہمچون (یاسا) و (یاسہ) و ضرورت ندارد کہ ازین تبدیل ہم کار گیریم کہ تلفظ زبان اطالیہ را اگر بزبان فرس نقل کنیم جا دارد کہ الف آخر را بصورت الف نویسیم یا ہای ہوز زیرا کہ در زبان مذکورہ حرف مخصوص ہمچو الف و ہا نیست کہ در آخر کلمہ قریب المخرج باشد و صاحب محیط المحیط تائید تعریب این کند و جمع این اسکل آورد و فرماید کہ (الاسکلۃ المیناء فی بحر الروم

او ما یتوصّل بہ الی البر) وجاداردکہ ترکان ہم ازلغت اطالیہ گرفتہ باشند یا بالعکس آن ۔
(اردو) وہ مقام لب دریاجس کے ذریعہ سے کشتی مین سوار ہوتے ہین ۔ صاحب آصفیہ نے لفظ گہاٹ پر لکہا ہے کہ ہندی اسم مذکر۔ وہ ڈہلوان سطح جہان سے کشتی وغیرہ پر سوار ہوتے ہین ۔

اسکملہ بقول صاحب بول چال چیزی کہ بہ انگلیسی زبان آنرا (اسٹول) گویند وصاحب سوار السبیل فرماید کہ لغت ترکی است بمعنی قدم گاہ ۔ کرسی زیر پای وکرسی پست و در عربی بالکسر (اسکملۃ) بہ ہمین معنی مستعمل وہم اوگوید کہ (اسکملس) بمعنی چارپایہ وپایگاہ لغت لاطینی است وصاحب کنز کہ محقق ترکی است فرماید کہ در ترکی زبان بمعنی منبر وکرسی است و(اسکملی) کذلک (اردو) وہ چوکی جو کرسی پر بیٹھکر اسپر پاؤن رکہتے ہین جس کو دکن مین (پادراز) کہتے ہین۔

اسکناس معاصرین عجم استعمال این می کنند وصاحب بول چال صراحت کند کہ (۱) آلہ را نام است کہ بوسیلہ آن دریافت وتحقیق اوزان متناسبہ فلزات کنند ومعنی لفظی این آلہ آزمایش ۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار (۲) بمعنی برات وچک نوشت وترجمہ آن در انگلیسی زبان (بنک نوٹس) ہیچ متحقق نشد کہ این لغت کدام زبان است کہ فارسیان ازو گرفتہ اند یا مفرّس ساختہ اند محققین فرس قدیم ہم ازین ساکت اند (اردو) (۱) اسکناس ۔ استعمال معاصرین فرس مین ایک آلہ کا نام جس کے ذریعہ سے اوزان متناسبہ فلزات کو معلوم کرتے ہین ۔ مذکر (۲) چک ۔ بقول آصفیہ (مؤنث) (انگریزی) اردو مین مستعمل ۔ کاغذ زر ۔ نقدی ملنے کا پرچہ وبقول مؤلف برارت ۔

اسکنج بقول برہان بانون وجیم وحرکت غیرمعلوم (۱) بوی دہن را خوانند وبعربی بخر- صاحب اننذ غرباید کہ بفتح اول وثالث لغت فارسی است بمعنی بوی دہن وصاحب ہفت ہمزبانش وصاحب جامع گوید کہ (۲) بمعنی بوی بد دہن- صاحب برہان بر(سکنج) بدون الف فرماید کہ بضم اول وثانی وسکون نون وجیم گندگی دہن وبوی دہان راگویند کہ بعربی بخر خوانند وشخصی را نیز گفتہ اند کہ بوی دہان داشتہ باشد وباین معنی بفتح اول ہم آمدہ وباول مکسور بمعنی سرفہ کردن وآواز بگلو برآوردن وبمعنی تراش ہم وگزیدن را نیز گویند (الخ) **مؤلف** عرض کند ہرگاہ حرکات حروف (سکنج) را خود برہان بیان می کند عجب است کہ بر اصلش کہ (اسکنج) است حرکت غیرمعلوم چرا نوشت- مخفی مباد کہ بَخَر در عربی بفتحتین بمعنی ہرچیزی کہ رائحہ او تند باشد وگندگی دہن (کذا فی المنتخب) بخیال ما معنی دوم مجاز است کہ گندگی دہن نتیجۂ تندی بوی دہن است وبنیاد آن بوی دہن باشد یعنی چون دہنی بو ندارد علامت صحت کلی است وچون تندی پیدا شود علامت غیراعتدال است کہ بالآخر بہ گندگی دہن رساند بالجملہ (اسکنج) مرکب است از (اس) و(گند) اس لغت عربی است بہر سہ حرکت بمعنی بنیاد واصل ہرچیز چنانکہ بجایش گذشت و(گند) بالفتح لغت فارسی است بقول برہان بمعنی بوی بد- پس فارسیان (اسگند) بمعنی بنیاد بوی بد گرفتند ومطلق بوی دہن را نام نہادند کہ بوی دہن بنیاد گندگی دہن است واتفاق صاحبان تحقیق بر معنی اول است ومعنی دوم مجاز آن- پس بقاعدۂ فارسی کاف فارسی بہ کاف عربی ودال مہملہ بہ جیم بدل شد چنانکہ (گند) و(کند) و(زکند) و (زکنج) وسکنج کہ بدون الف اول بہمین معنی می آید مخفف (اسکنج) است (اردو) (۱) بوی

دہن (فارسی) اردو مین مستعمل - مذکر (۲) گندہ دہنی - مؤنث - صاحب آصفیہ نے گندہ دہن کا ذکر کیا ہے - یعنی وہ شخص جس کے منھ سے بدبو آئے - سکنج - پیاستو -

اسکندان | بقول برہان وسراج بفتح اوّل بروزن دربندان بمعنی کلیدان است کہ محل بستن وکشادن باشد درباغ وخانہ وطویلہ وامثال آن راوبعربی مغلق خوانند صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی زبان است وفرماید کہ کلیدان باغ وخانہ راگویند وصاحب ناصری معنی متفق بدو وبقول جامع کلیدان چوبی صاحب برہان بر (کلیدان) فرماید کہ بکسر اوّل آلت بست وکشاد درباغ ودرکوچہ وامثال آن وبعربی غلق وقفل رانیز گویند - صاحب منتخب بر (غلق) نوشتہ کہ بالفتح دربستن وبفتحتین چیزیکہ بدان در رابندند وآنرا مغلاق نیز گویند وبفارسی کلیدان - مخفی مباد کہ (سکند) بقول اہل تحقیق بالفتح بمعنی جماع ومباشرت آمدہ و (سکن) بقول صاحب محیط المحیط بفتحتین درلسان عرب بمعنی سکون واطمینان وبرکت پس بخیال ما شک نیست کہ فارسیان (بزیادت دال) (سکند) کردند ہمچون (پیرہن) و (پیرہند) وبمعنی جماع ومباشرت استعمال کردند وہمچنین بر (سکن) کہ بمعنی سکون واطمینان است لفظ (دان) زیادہ کردہ (سکندان) آلہ را نام نہادند کہ بوسیلۂ آن در رابندکنند وقفل بردرخانہ وامثال آن اندازند - الف وصلی در او لش آوردہ (اسکندان) کردند (اردو) کنڈی - بقول آصفیہ (اسم مؤنث) زنجیر دروازہ - حلقۂ در - دکن مین (اڑڈنڈا) اس آلہ کا نام ہے جس کے ذریعہ سے دروازہ بند کرتے ہین - یہ دونون کواڑونکے وسط مین آڑا قائم ہوکر ٹھون کو بند کردیتا ہے اور بعض اڑڈنڈون مین کنڈی بھی لگی ہوتی ہے جسمین قفل لگادیتے ہین -

اسکندر بقول برہان بکسر اوّل نام پادشاہیست کہ عالم گیر شد گویند دختر زادۂ فیلقوس و پدرش دارا نام داشت وچون دارا دختر فیلقوس را بسبب گندہ دہنی پیش فیلقوس فرستاد دختر از دارا حاملہ بود و اظہارنمی کرد تا بوی دہن اورا با (اسکندروس) کہ آنرا بفارسی سیر گویند علاج کروند - بعد ازان فرزند بوجود آمد واورا اسکندر نام نہادند ونام مادر را وناہید بود وبعضی گویند کہ اسکندر پیغمبر شد واو را ذوالقرنین ازان جہت می گفتند کہ دو طرف پیشانی او بلند و برآمدہ بود **مؤلف** گوید کہ این لغت زبان رومی باشد کہ صاحب محیط بر (اسکندروس) صراحت این کردہ و (سکندر) کہ می آید مخفف این است - صاحب ناصری بر لغت (سکندر) گوید کہ نام پادشاہی است معروف - یونانی دلی بواسطہ لقب ذوالقرنین ونسبت بعضی چیزہا بد و مشتبہ وملتبس است وتحقیق آنست کہ ذوالقرنین اکبر پسر خالۂ خضر علیہ السلام ونامش صعب بن روم بن یونان بن تارح بن سام بن نوح علیہ السلام ومعاصر حضرت خلیل الرحمان بود وظہورش در سہ ہزار وچہار صد وپنجاہ وہفت سال بعد از ہبوط آدم در مصر بود وبعد از غلبہ بر ولایات مصر وافریقیہ وامصار مغرب کہ حتی **اذا بلغ مغرب الشمس** اشارہ بدان است قصد بلاد یورپ وسیرہ ومشرق کرد وسکنۂ مشرق از اشرار تاتار ومغول شکوہ کردند - سد یاجوج وماجوج را ساخت وگفتہ اند کہ سد باب الابواب ودربند است وبعد از مراجعت از مشرق باششصد ہزار کس متوجہ ایران ومکہ شد وباحضرت ابراہیمؑ در مکہ ملاقات ومصافحہ کرد پس باراضی مقدونیہ رفتہ شہری را بنام خود ساخت ودر دومۃ الجندل بعبادت بود تا درگذشت - پانصد سال عمر یافت وچہل سال در مصر وغیرہ پادشاہی کرد وبعضی اخبار کہ بوی نسبت کنند اغلب مرموز است وتاویل خواہد وچہل او از عرب بود وبعضی از سلاطین

مین را بعد از و ملقب ذو القرنین خوانده اند و یکی از آنان ابوکرب شمر ارعش است که دو گیسوی
او آویخته بود بر دو بازوی او بسبب این ملقب شد زیرا که قرن بمعنی گیسو و شاخ آمده و فخر
کرده شاعر عرب حمیری که ذو القرنین پدر ما بود و پیش از و ملقبین عمهٔ ما بوده - و اذواء یمن متعدد
بوده اند که اسامی ایشان از (ذو) خالی نبود و ابوریحان گفته که دیگری از ذو القرنین (اطرکس) بخ
که بر (سامیرس) ملک بابل غالب شده او را کشته پوست کنده با موی او دو زلفش دباغت
کرده آنرا بمنزلهٔ تاج خود قرار داده خود را ذو القرنین لقب نهاد - علی الجمله اسکندر پسر فلیپ مشهور به
(فیلقوس) در پنجهزار و دویست سال بعد از هبوط آدم در مقدونیه متولّد شد و بحکومت رسید و دارای
اصغر معاصر وی و بادشاه ایران بود - اسکندر بر وی غلبه یافته ایران را تصرّف گرفته از مازندران بخراسان
رفت و قصد سندهه و هند کرده (پورس) پادشاه پنجاب و لاهور را کشت و از سندهه عزم بابل
کرد - از کثرت ادمان بر شراب بیمار و در شهرزور بابل فوت شد جسد او را باسکندریه بردند
و بخاک سپردند - سی و دو سال عمر یافت و شانزده سال سلطنت داشت - گویند رغبت او با
پسران ساده زیاده از زنان بود - اغراق افسانه خوانان و شعرا همه دروغ و آرایش و خیال
در حق ذو القرنین است عبد صالح بود و مختلط به یکدیگر کرده اند و صاحب انند بحواله صاحب
تاریخ طبری نوشته که چون بهمن پدر دارا بر اورنگ سلطنت نشست در روزگاری بر آن برآمد
آهنگ زمین یونان کرد و با فیلقوس پادشاه آنجا صلح کرد و بهمن دختری از آن فیلقوس بزنی کرد
و هم در آنجا یک شب با او بود و او را باز پیش پدر فرستاد و بهمن باز بملک خویش بازگشت و روزگاری
دور از برایت برآمد و آن دختر همان شب از بهمن بار گرفت و چون نه ماه برآمد سکندر را زاد و بنهاد

بطالع سعد و این فیلقوس ملک یونان او را بپرورد۔ کسی نمید انست کہ این پسر بہمن است و بہمہ مردمان او را اسکندر بن فیلقوس خواندندی و چون فیلقوس بمرد اسکندر بملک نشست و بحوالہ ناصری فرماید کہ سکندر را اسکندر نیز گویند و معنی این نام بیونانی حکمت دوست است و شہری کہ او ساخت اسکندریہ خوانندش و منسوب بدان شہر را اسکندرانی گفتہ اند و یافتۂ از آنجا حاصل بشود در کمال لطافت چنانکہ شیخ عطار گفتہ (ع) تو گر اسکندری دنیا می فانی ۔ کفن پوشد تنِ اسکندرانی ۔ و پیش از و نیز ملوک اسکندر نام در بعضی طوائف ایرانیان و کلدانیون بودہ باصطلاح اسکندر بمعنی پادشاہ بزرگ است اگرچہ نام دیگر داشتہ باشد و اسکندر رومی در سال پنجہزار و دوست و ہفت از ہبوط آدم بر مصر استیلا یافتہ و بعد از و بطالسہ بادشاہ شدند و در میان آنہا دو نفر اسکندر نام یعنی اسکندر۔ پادشاہی داشتہ اند و آخرین بطالسہ زنی۔ کلیا پترہ نام بود و بحسن و جمال شہرت داشت و اسکندر نام دیگر قبل از اسکندر رومی بودہ است کہ او را (اسکندرینا) می گفتہ اند و در آثار الباقیہ مذکور شدہ (ظہوری ع) سہل بود آئینہ بر اسکندر آن پرتو نداشت ۔ گر زنی لاف صفا از سینۂ بیرنگ زن ۔

(۲) بہ تحقیق ما (اسکندر) بلغت رومی بمعنی سرنگون ہم کہ بر (اسکندری خوردن) بحث این می آید

(۳) بقول مؤید بالکسر یعنی کہ برای دفع سحر کارنبندند و آنرا اسکندروس ہم گویند (اردو) اسکندر ۔ سکندر بقول امیر یونان کا ایک بڑا اولوالعزم بادشاہ فیلقوس کا بیٹا۔ اسکی عمر کا بڑا حصہ ملک گیری میں صرف ہوا۔ مصر میں اسکندریہ اپنے نام پر آباد کیا۔ دارا کی بیٹی کے ساتھ شادی کی اور بابل کے قریب ۳۲۳ سنہ قبل مسیح کے بیمار ہو کر وفات پائی اسکا وزیر و معلم حکیم ارسطا طالیس تھا ذوالقرنین جن کا

(۱۵۱)

ذکر کلام باری تعالیٰ میں ہے ممکن ہے کہ سکندر ہی اونکا نام ہو اسی سکندر کو بانی سد یاجوج ماجوج جاننا یا ذوالقرنین بانی سد کو سکندر بن فیلقوس یونانی سمجھنا خطا ہے - واللہ اعلم - (۲) سرنگون بقول آصفیہ اوندھے منھ - سر کے بل (۳) دیکھو اسکندروس -

اسکندر آباد | استعمال - بقول ہفت و مؤید بکسر اوّل وسکون سین مہملہ و فتح کاف وسکون نون و فتح دال ابجد ورای مہملہ زدہ نام شہریست بسر حد جنوب آباد کردۂ ذوالقرنین (اردو) اسکندر آباد ایک شہر کا نام ہے جو سرحد جنوب پر ذوالقرنین کا آباد کیا ہوا ہے - مذکر -

(الف) **اسکندروس** | بقول برہان وہفت وجامع بضم را وسکون واو و سین بی نقطہ بلغت رومی (۱) سیر - برادر پیاز و (۲) نام پسر اسکندر ذوالقرنین ہم ہست کہ از روشنک دختر دارا بہم رسید و بعضی گویند (۳) نام مادر اسکندر است صاحب ناصری بذکر ہر دو معنی فرماید کہ لغت یونانی است و نسبت معنی دوم گوید کہ متحقق نشد الا اینکہ در اشعار نظامی شنیدہ ایم و صاحب سروری بر معنی دوم قانع و صاحب جہانگیری برای معنی دوم از نظامی سند آوردہ (ع) ہمان پور اسکندر اسکندروس * ہمی آمد و خاک می داد بوس * صاحب سوار السبیل نوشتہ کہ (۴) صمغی باشد زرد شبیہ بکاہ ربا کہ از افریقیہ آرند و گاہ در سیاہی دوات برای اصلاح اندازند و بفارسی (سندروس) گویند - صاحب محیط فرماید کہ اسم رومی پیاز است و گویند سیر - صاحب شمس بذکر ہر سہ معنی اوّل الذکر صراحت کند کہ معنی اوّل و دوم بہ شین معجمہ ...

(ب) **اسکندروش** | ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ تبدیل سین مہملہ با شین معجمہ بفارسی آمدہ چنانکہ (کستی) و (کشتی) و معنی چہارم بہ تحقیق نرسید اگرچہ صاحب محیط بر (سندروس) تعریف آن کند کہ بجای خود ش می آید اما صراحت نکند کہ اسمش

(اسکندروس) است (اردو) (۱) لہسن - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - سیر - برادر پیاز (۲) اسکندروس - رومی زبان مین - سکندر ذوالقرنین کے فرزند کا نام (۳) اسکندروس بقول بعض رومی زبان مین سکندر کی مان کا نام (۴) سندور - اسم مذکر دیکھو (اسرنج کے دوسرے معنی -

اسکندرون بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ زرنگ بالکسر وضم رای مہملہ نام شہری - صاحب شمس گوید کہ نام جزیرہ کہ قبر سکندر در آنجا ست مؤلف گوید کہ این بمعنی معمورۂ اسکندر است کہ (دون) بقول برہان نام شہریست کہ بسین فرنجی وی منسوب بآن شہر است اگرچہ متحقق نشد کہ (ون) لغت کدام زبان است ولیکن این قدر متحقق شد کہ نام شہریست وجہ تسمیۂ آن ہر چہ باشد بیر لقاعدہ فارسی (دون) بطور عام بمعنی شہر گرفتن عیبی نیست ومعنی (اسکندرون) شہر اسکندر است یعنی شہری کہ مدفن سکندر باشد - فتح واو کہ بسکون بدل شد وسکون رای مہملہ بضمہ این نتیجہ کثرت استعمال و عدم تعمق بر ماخذ است وبس (اردو) اسکندرون - ایک جزیرہ کا نام ہے جس مین سکندر کی قبر ہے - مذکر

اسکندری مفرس است از (اسکندر) لغت رومی کہ بمعنی سرنگون گذشت فارسیان یای مصدری در آخر این آوردہ (اسکندری) بمعنی سرنگونی استعمال کردند صراحت مزید این بر (اسکندری خوردن) می آید (اردو) سرنگونی - سر کے بل ہونا - گردن جھکا لینا (حاصل بالمصدر) صاحب آصفیہ نے سرنگون کا ذکر کیا ہے اور سرنگونی کو ترک فرمایا ہے -

اسکندری خوردن اصطلاح - صاحب بحر بحوالۂ خان آرزو گوید کہ معنی آن کج شدن سم اسپ در وقت رفتن یا دویدن است واین مخصوص ہر دو دست آن باشد لیکن وجہ تسمیہ معلوم نیست (ذہنی) صاحب بحر عجم بہ (سکندر خوردن) فرو…

که (سکندر) بزبان رومی سر را گویند۔ خان آرزو
در چراغ از اشرف سند دہد و گوید که وجه تسمیه معلوم
نشد (سه) بود در وی زبس باشد تنک پڑ
سمند عمر خضر اسکندری خورد و آراسته در مصطلحات
بر سکندر و سکندری خوردن گوید که سکندر بزبان
روسی سر را گویند بخیال ما غلطی کتابت است
که (رومی) را (روسی) نوشت۔ خان آرزو
در سراج بر لفظ (سکندر) فرماید که بسر در آمدن
اسپ است و آنرا (سکندری) نیز گویند و بعضی
(سکندر) را بمعنی مطلق سرنگون نوشته اند صاحب
برہان بر لفظ (سکندر) گوید که بمعنی سرنگون و اسپی
که بسر در آید۔ حالا عرض کنیم که متحقق شد که (سکندر)
بمعنی سرنگون و (سکندری) بزیادت یای
مصدری بمعنی سرنگونی است بقاعدۂ فارسی
(خوردن) بقول صاحب موارد بمعنی گرفتن
و حاصل کردن (چون بوسه خوردن و رشوت خوردن)
و ہم بمعنی شدن چون (خم خوردن) پس (سکندری
خوردن) بمعنی سرنگونی حاصل کردن و (سکندر
خوردن) بمعنی سرنگون شدن باشد که کنایه باشد
از پای بسنگ آمدن۔ بتحقیق ما این تخصیص با اسپ
ندارد فارسیان برای غیر اسپ ہم استعمال این
کرده اند (مخلص کاشی سه) دلا بصرفه قدم نه
که در طریق معاش پ سکندری خورد از فاقه ہر که
دارا نیست پ مخفی مباد که (دارا) در مصرع ثانی
مقابل نادار است محققین متاخر تخصیص اسپ
باستناد کلام اشرف ما زندرانی کرده اند که بالا مذکور
شد و تخصیص به ہر دو دستش از نیکه پا بسنگ آمدن
چارپایان متعلق است از دوہای اولین شان
و خیال نکردند که در کلام اشرف لفظ (سمند) موجود
است و از مصرع ثانیش مصدر (اسکندری خوردن
سمند) پیدا می شود۔ پس مجرد (اسکندری خوردن)
را ذکر کردن و این را مخصوص به اسپ گردانیدن
نقص تلاش و قلت غور بیش نیست و آنچه بعض
محققین (سکندر) را بمعنی اسپی که بسر در آید و بسر

در آمدن اسپ نوشته اند خطای فاحش کرده حاصل
اینست که (سکندر خوردن) و (سکندری خوردن)
مخفف این است بحذف الف که بجایش می آید
(اردو) ٹھوکر کھانا - الجھ کر گر پڑنا - سنگ راہ
کی ٹکر کھانا۔

اسکندریه | بقول برهان و جامع و هفت
نام شهریست بنا کردهٔ اسکندر که در کنار دریا
بسرحد فرنگ واقع - صاحب ناصری در مقدمهٔ
کتاب بذیل آرایش چهارم گوید که شهریست از
توابع مصر بر کنار دریای روم و در سلسلهٔ ردیف
هم ذکر این کرده بر ابهام بیان برهان اعتراض کند
و بقول غیاث شهریست در شمال ملک مصر بنا کردهٔ
اسکندر بن فیلقوس (اردو) ایک شہر ہے جس کا نام
اسکندریہ ہے - حضرت امیر فرماتے ہیں کہ ملک مصر کی شمال میں
بحیرۂ روم کے کنارے واقع ہے یہ شہر سکندر بادشاہ کا بسایا ہوا
ملک مصر کا بڑا بندرگاہ اور بر اعظم افریقیہ میں بڑی تجارت کا مقام ہے

(۱) **اسکنگ** | بقول برهان نمبر (۱) بکسر اول و ثالث و فتح نون مرادف نمبر (۲) باشد و
(۲) **اسکنه** | آن افزاریست درودگران را و بعربی بیرم خوانند - خان آرزو در سراج
ذکر هر دو کرده فرماید که هر دو بکاف تازی چیزی که آنرا بفارسی برمه گویند صاحبان جامع و ناصری
و هفت و شمس و رشیدی و انند هم ذکر این کرده اند - صاحب انند صراحت کند که هر دو لغت فارسی
زبان است که بهندی آنرا نهان و نهائی خوانند صاحب سروری بر اسکنه فرماید که گردبر را گویند - و
بقول جهانگیری که بر ذکر لغت دوم قانع است (سکنه) نیز آمده - (مولوی معنوی ؒ) جور و جفا
و درودگری کان کنکاری می کند ؛ بر دل و جان ما تبر و اسکنه کاری می کند ؛ (مسعود سعد ؒ) چو حقهٔ تو
شدم در غم تو سرگردان ؛ بسان چوب تو از اسکنه شدم دل ریش ؛ صاحب غیاث بحواله لغات
ترکی فرماید که (اسکنه) بالکسر و سین مهمله نهان نجاران و صاحب مؤید بحواله قنیه بر اسکنه نوشته

که بالکسر با شین معجمه بمعنی برمه و بحوالهٔ صحاح و صراح فرماید که ترجمه آن مثقب وقیل اشکنه بالکسر و بالفتح الت شکستن صاحب خزانه بصراحت نویسد که (برمه) را در ترکی (اسکنه) گویند **مؤلف** عرض کند که اگر (اسکنه) لغت ترکی را اصل گیریم (اسکنک) مبدل آنست که بقاعدهٔ فارسی تبدیل های هوز به کاف عربی آمده چنانکه (پروانه) و (پروانک) و (اشکنه) بشین معجمه هم مبدل (اسکنه) باشد که مهمله به معجمه بدل شود همچون (سار) و (شار) واگر (اشکنه) را بشین معجمه اصل گیریم ماخوذ باشد از (شکن) که بقول صاحب موارد حاصل بالمصدر (شکستن) است و چون (شکستن) بقولش بزیادت الف وصلی اشکستن هم آمده پس حاصل بالمصدرش (اشکن) باشد فارسیان بزیادت های نسبت در آخرش اشکنه نام آله نهادند که بوسیله آن سوراخ در چوب وغیره کنند و آنرا اشکنند و (اسکنک) مبدل آن بتبدیل شین معجمه با مهمله و کاف عربی با های هوز و (اسکنه) به تبدیل شین معجمه به سین فقط که این هر دو قسم تبدیل در فارسی آمده چنانکه ذکرش بالا گذشت **(اردو)** برما۔ بقول آصفیه (هندی) اسم مذکر۔ لکڑی مین چهید کرنے کا ایک اوزار جو بڑهیون کے پاس هوتا ہے شفیه

اسکوت لند | استعمال ۔ بقول صاحب رهنما بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار مبدل (اسکاٹلینڈ) است **مؤلف** گوید که فارسیان الف را با واو بدل کنند چنانکه (تاغ) و (توغ) و تای هندی را دائما تای عربی خوانند و یای تحتانی حذف شد بکثرت استعمال (اسکاٹلینڈ) لغت انگلیسی است حصه ملک برطانیه که در شمال انگلستان واقع (اردو) اسکاٹلینڈ۔ انگریزی بقول امیر ملک برطانیه کا وه حصه جو انگلستان کے شمال مین واقع ہے ۔

اسکوره | بقول صاحب رشیدی مرادف (اسکره) که گذشت و ما اشارهٔ این هم بر آنجا

کرده ایم و این مفرّس است و اصل این (سکورا) لغت سنسکرت - صراحت کاملش بر

(اسکره) مذکور (اردو) دیکھو اسکره

(الف) اسکیز / (ب) اسکیزد / (ج) اسکیزه — بقول برهان (الف) بکسر اوّل و ثالث و سکون ثانی و تحتانی و زای موز و (ج) بروزن استیزه بمعنی برجستن و آکیز و جفته انداختن ستور باشد- صاحب رشیدی (ب) و (ج) را مرادف یکدیگر و فرماید که بدون الف (سکیزد و سکیزه) هم آمده صاحب جامع ذکر الف و (ج) کرده - خان آرزو در سراج بر (الف) ب و ج را نوشته صاحب جهانگیری بذیل (ج) الف را هم ذکر کند و برای (ج) از مولوی معنوی سند آرد (ـه) چونکه مستغنی شد او طاغی شود ؛ خرچو بار انداخت اسکیزه زند ؛ صاحب ناصری هم ذکر (ج) کرده و صاحب سروری بر (ج) معنی جست و خیز نوشته و صاحب نوادر (الف و ج) را بذیل مصدر اسکالیدن آورده حواله کند بر سکالیدن و (سکالیدن) را بکاف فارسی بمعنی فکر و اندیشه کردن نوشته مؤلف گوید که آنانکه ذکر هر سه بطور اسم جامد کرده اند بی خبر اند از مصدر و صاحب نوادر که ذکر مصدر کرده است سکندری خورده بخیال ما مصدر این هر سه لغت (اسکیزیدن) است بمعنی جست و خیز کردن و برجستن و آلیز زدن و جفته انداختن ستور - صاحبان تحقیق و محققین مصادر این مصدر را ترک کرده اند و همین معنی بر مصدر (سکیزیدن) بحذف الف اوّل آورده اند پس باید که (الف و ب و ج) را متعلق (اسکیزیدن) کنیم - مخفی مباد که صاحب نوادر بر مصدر (سکیزیدن - بدون الف) اسکیزه را حاصل بالمصدرش نوشته و امر نیز - مؤلف گوید که بخیال ما (الف) اسم مصدر است یعنی اسم جامد زبان فارسی که مصدر (اسکیزیدن) از همین اسم وضع شد-

و اسم مصدر مرکب است از (اس) و (خیز) آس بقول صاحب محیط کہ بر (اسگند) نوشتہ بزبان ہندی بمعنی اسپ است و جادارد کہ ما این را بزبان فارسی ہم مخفف اسپ گیریم و (خیز) حاصل المصدر از خاستن و بترکیب آن با (اس) (اسخیز) قلب اضافت بمعنی خیز اسپ یعنی جست و خیز آن - و (اسکیز) مبدلش کہ بقاعدۂ فارسی خای معجمہ بکاف عربی بدل شود ہمچون (خمان) و (کمان) و (تلخ) و (تلک) فارسیان بر آخر این بقاعدۂ خود یای معروف با علامت مصدر زیادہ کردہ مصدر ش (اسکیزیدن) ساختند (ما بیان مصدر اصلی و جعلی بر اسم مصدر کنیم) پس (ب) مضارع ہمین مصدر است و (ج) حاصل بالمصدر و جادارد کہ (الف) را امر این ہم گیریم - نتیجۂ این ہمہ جگرکاوی این است کہ (اسکیزیدن) اصل است و (سکیزیدن) بحذف الف اول مخفف آن کہ می آید و جست و خیز کردن اسپ معنی حقیقی است و جفتہ انداختن و آلیز و لگد انداختن ستور مجاز آن و این مصدر مخصوص است برای اسپ بلحاظ حقیقت ماخذ و عام شد مجازاً برای چارپایان - و از سند مولوی معنوی کہ بالا مذکور شد مصدر مرکب -

(د) اسکیزہ زدن	ہم پیدا میشود کہ مراد ف - - - - - - - - - - - - - - - -
(ہ) اسکیزیدن	باشد - (اردو) (الف) اُلیل - بقول امیر (مؤنث) کلیل شوخی

اچھل کود (گھوڑے کی) صاحب تذکیر و تانیث نے کلام تسلیم سے اس کی سند دی ہے (ع) گرچہ بوڑھا ہو اسمند فلک ؛ ہے قیامت مگر الیل اسکی ؛ (ب) الیل کرے - الیل کرنا مضارع (ج) الیل - حاصل بالمصدر الیل کرنا کا (د) و (ہ) الیل کرنا - کلیل کرنا - الول کرنا - امیر نے لفظ الول پر اسکی سند دی ہے (نشاط ع) نہین یہ توسن بادبہار کے جھونکے ؛ پڑے الول بچھیرے الھڑ کرتی ہین

اسگاره | صاحب شمس بحوالهٔ مؤید گوید که بکاف فارسی بمعنی خزنده از شرم وصراحت کند که لغت فارسی است۔ حیف است که ما این را در مؤید نیافتیم و دیگر کسی از اهل لغت با او نیست۔ چندانکه جستیم از ماخذ این هم خبری نیافتیم صاحب شمس ذمه دار اوست (اردو) شرم سے چھپنے والا۔

(الف) **اسگال** | (ب) **اسگالش** | (ج) **اسگالیدن** | این هر سه همانست که بکاف عربی گذشت و ماذکر این بکاف فارسی وصراحت ماخذ وتعریف کامل این همه را آنجا کرده ایم (اردو) دیکهو۔ اسکال۔ اسکالش۔ اسکالیدن۔

اسگر | بقول صاحب انند بضم اول وثالث وسکون رای مهمله لغت فارسی است بمعنی خاره پشت بزرگ تیر انداز۔ ما صراحت ماخذ وتعریف این بر اسکر بکاف عربی کرده ایم (اردو) دیکهو اسکر۔

اسگرک | بقول برهان بکسر اول وکاف فارسی بر وزن فزرک برجستن گلو۔ ما صراحت ماخذ وتعریف کامل این بر (اسکرک) بهر دو کاف عربی کرده ایم (اردو) دیکهو اسکرک۔

(الف) **اسگند** | (ب) **اسگنده** | صاحب محیط بر (الف) فرماید که (اس) بهندی اسپ را گویند وگند بمعنی پوست چون از درخت تازهٔ این بوی اسپ می آید باین اسم مسمی گردند و (باج گند) نیز گویند چه (باج) نیز در هندی بمعنی اسپ است بالجمله بیخی است هندی بهترین آن ناگوری شبیه ببرگ بانسه و بر (باجگند) گوید که اسم (اسگند) است بالجمله تلخ وتیز وگرم وخشک در سوم با رطوبت فضلیه برای وجع مفاصل ودفع بیماری جگر نافع ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب انند (الف) را بزیادت های هوز در آخر بحوالهٔ فرهنگ فرنگ (اسگنده) نوشته فرماید که بفتح اول وثالث نام درخت هند است وصاحب ساطع نسبت (ب) فرماید که بفتح اول وکسر آن وفتح کاف فارسی لغت سنسکرت است

نباتی را گویند کہ آن را (عروس در پردہ) ہم نامند و صاحب محیط (عروس پس پردہ) و (عروس در پردہ) را ذکر کردہ فرماید کہ این نام مستعمل عامۂ فرس است۔ کاکنج را گویند و بر (کاکنج) فرماید کہ معرب (کاکنہٗ) فارسی و نزد عامہ اہل فارس معروف بہ (عروس در پردہ) و بہ شیرازی (کجوس) و بیونانی (قسولیدوس) و (اوسقدنون) و بسریانی (خمری موجا) و برومی (استقیدولیون) و بعربی (جوز المرج) و (حب اللّہو) و بہندی (راجپوتکہ) و (بن پوتکہ) و (پوپٹن) و بلاطینی (الیلہ کایم) از انواع عنب الثعلب سرد و خشک در دوم۔ نافع اورام و نافع خنازیر و درد جگر و منافع بسیار دارد (الخ) پس متحقق شد کہ (الف) و (ب) دو دوای مختلف است (اردو) (الف) باجگند۔ ایک دوا کا نام جو وجع مفاصل اور بیماریہای جگر کے لئے نافع ہے (ب) صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام پوپن لکھا ہے۔ ایک ہندی گھانس کا نام۔ صاحب آصفیہ نے پوپٹن پر لکھا ہے (اسم مونث) ایک پودے کا نام جس کے پتے زخم پکانے کے حق مین مفید ہین اس کا پھل مکو سے مشابہ۔

اسگون بقول صاحب شمس ہمان آسگون است کہ در ممدودہ گذشت بہر دو معنیش کہ نام دریا ست و اسم ولایتی یا جزیرۂ۔ دیگر کسی از اہل لغت ذکر این نکرد بخیال ما این مرکب است از (آس) و (گون) باید کہ آس را در ینجا بمعنی سوم یا ہفتم یا ہشتم یا نہمش گیریم کہ بجایش گذشت و گون بمعنی رنگ پس۔ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی رنگ آس دارندہ و این کنایہ باشد از دریای کہ آبش مشابہ برنگ آس است و مجازاً نام ولایتی کہ این رودخانہ از ان ولایت بگذرد۔ فارسیان اکثر معمورہ ہا را بنام رودخانہ موسوم کردہ اند۔ بالجملہ (آسگون) بممدودہ اصل است و بمقصورہ نتیجۂ

لب ولہجۂ مقامی دجا دارد کہ این را مخفف (آبسگون) گیریم کہ در ممدودہ گذشت و وجہ	تسمیۂ آن ہمہ رآن جا مذکور۔ (اردو) دیکھو آسگون۔

اسلام بقول بہار بمعنی مسلمان شدن و بقول صاحب منتخب لغت عربیت بکسر اول بمعنی مسلمان شدن و گردن نہادن و در صلح آمدن فارسیان این را بمعنی مسلمانی یعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) تازہ ام در خدمت بت اعتمادی نیستم ؛ صندل و پیشانی اسلام من انصاف نیست ؛ (انوری ؎) صدر اسلام و بدر دولت و دین ؛ کہ بر و صدر ملک مقصور است ؛ (اردو) اسلام۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ سر جھکانا۔ صلح چاہنا۔ کفر کی ضد۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (سوز ؎) حرف نام محبت نہ رہے گا کوئی عالم ؛ نے کفر رہے گا نہ یہ اسلام رہے گا ؛

اسلام آوردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی مسلمان شدن و دین اسلام قبول کردن و ایمان آوردن است (حزین اصفہانی ؎) چو آن کافر کہ اسلام آورد از بی نوائیہا ؛ رہ دین میرود زاہد کہ دنیا نیست در دستش ؛ (اردو) اسلام لانا۔ بقول امیر مسلمان ہونا۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرنا۔ (انشا ؎) در حال کفر جس کو ملال تہا ؛ اسلام لا کے اب وہ ہوا معدن ہم ؛

(۱۵۶۳) **اسلام تازہ شدن** استعمال۔ بمعنی قوت گرفتن اسلام باشد چنانکہ عرفی شیرازی گوید ؎ زنار را نیابت تسبیح می دہیم ؛ ای اہل شرع مژدہ کہ اسلام تازہ شد ؛ (اردو) اسلام تازہ ہونا کہہ سکتے ہیں بمعنی اسلام قوی ہونا۔

(۱۵۶۵) **اسلام دادن** استعمال بمعنی عطا کردن اسلام و توفیق اسلام دادن و با ایمان کردن چنانکہ معزی

گوید (سه) اسلام داد کافر شتاد ساله را ﴿ دار
فساد کفر جهود را اسلام کرد ﴿ (اردو) مسلمان بنانا
توفیق اسلام عطا کرنا۔

(۱۵۹۵) **اسلام فروش** | استعمال۔ از قبیل جد فروش
است که برای دنیا طلبی اسلام را ذلیل کند و حرمت
آن نگاه ندارد چنانکه عرفی گوید (سه) همه سرمایهٔ سودای
دل خام طمع ﴿ همه نقصان متاع من اسلام فروش ﴿
مخفی مباد که این اسم فاعل ترکیبی است از (اسلام
فروختن) و اسلام فروختن در محاورهٔ فرس ضائع
کردن و رسوا کردن اسلام است بمعاوضهٔ ثروت
و دولت دنیا (اردو) اسلام فروش اس شخص
کو کہہ سکتے ہیں جس نے دنیا طلبی میں اسلام کی ذلت
گوارا کی ہو۔

(۱۵۹۶) **اسلامیان** | استعمال۔ از قبیل عالمیان و جهانیان
یعنی اهل اسلام و مسلمانان چنانکه عرفی گوید (سه)
بجان زنگی که اینجا در دل اسلامیان بینی ﴿ معانا
نیز بود اما صفائی می زدود اینجا ﴿ مخفی مباد که (اسلامی)
بزیادت یای نسبت منسوب باسلام و مسلمان
باشد از قبیل جهانی همچون (انجهانی) فارسیان بالف و نون
جمع در آخرش آورده اسلامیان کردند (اردو)
اهل اسلام۔ مسلمان۔

اسلنج | بقول برهان بفتح اول و لام بروزن
شطرنج نوعی از لحیته التیس است که آنرا ذنب
الخیل نیز خوانند۔ ورم جگر و استسقا را نافع است
صاحبان انند و هفت هم ذکر این کرده اند و
این همانست که صراحت کامل و بیان ماخذ
این بر (اسپنج) و (اسپلنج) گذشت (اردو)
دیکھو (اسپلنج)

اسلوب | بقول برهان بضم اول و لام و سکون ثانی و واو و بای ابجد (۱) نام حکیمی و پادشاهی
و (۲) جنسی از طعام و خوردنی و در عربی (۳) بمعنی طرز و روش صاحبان جهانگیری و هفت و جامع
هم ذکر این کرده اند۔ صاحب انند این را بهر سه معنی بالالغت عربی گوید عجبی نیست که معنی سوم اصل باشد

وفارسیان حکیمی و پادشاہی را باین نام موسوم کردند کہ دستور و آئین او مخصوص و مشہور باشد ہمچنین طعام و خوردنی خاص را کہ بطرز خاص آنرا درست کنند و واضع آن حکیم و بادشاہ مذکور باشد (اردو) (۱) اسلوب - ایک حکیم اور بادشاہ کا نام (۲) اسلوب فارسی مین ایک غذای خاص کا نام - (۳) اسلوب - بقول امیر (عربی) مذکر معنی راہ صورت - طور (ناسخ ۵) یان سے اُنہی کوس وہ محبوب ہے ؎ وصل کا اب کونسا اسلوب ہے ؎

اسلیقون | بقول برہان و انند با قاف بروزن افتیمون بلغت رومی سرنج را گویند و آن رنگی است معروف کہ نقاشان و مصوران بکار برند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ بمعنی دوم (اسرنج) ذکر این گذشت (اردو) دیکھو اسرنج کے دوسرے معنی -

(الف) **اسلیم خطائی** | استعمال - الف - بقول انند بکسر ہمزہ و لام نوعی از نقاشی و گرہ بندی

(ب) **اسلیمی** | کہ برگرد نقشہا سازند و آنرا (بند رومی) نیز گویند و تنہا (اسلیمی) و (سلمی)

(ج) **اسلیمی خطائی** | نیز آمدہ - صاحب بحر ذکر (ب) و (ج) کردہ خان آرزو در چراغ بذکر (ج) قانع و وارستہ بذکر (ج) فرماید کہ (اسلیمی و سلیمی) ہم آمدہ - بہار رہنر بالش (حسن بیگ رفیع ب ۵) در اسلیمی او گرہ ہای کار ؎ بود از طراوت در شاہوار ؎ (اشرف ج ۵) طالع شہرت چنان دارم کہ دوران گرکشد ؎ حلقہ بر نام من اسلیمی خطائی میشود ؎ (ولہ ۵) خط پیشانیم را داغ سودا در بغل دارد ؎ باین سرلوح اسلیمی خطائی اینچنین باید ؎ مؤلف گوید کہ وجہ تسمیہ (ج) جز این نباشد کہ موجد این نقش شخصی باشد سلیم نام از سکنای ختا فارسیان ایجادش را (سلیمی خطائی) نام کردہ باشند و الف وصلی در اولش آوردہ (اسلیمی خطائی) کردند و در آخر اسلیمی و خطائی ہر دو یای نسبت است

دبس و مجرد (اسلیمی) ہم ہمان والف بہ حذف یای دوم مخففش (اردو) اسلیمی خطائی - فارسی
مین ایک نقش کا نام ہے جو گرہ بندی کی شکل مین حاشیہ پر کیا جاتا ہے -

اسم بالکسر لغت عرب است - بقول صاحب منتخب بمعنی نشان وعلامت چیزی و بقول صاحب تحقیقات القوانین کہ محقق قانون فارسی است (۱) بمعنی نشان و در اصطلاح (۲) کلمہ ایست کہ بذات خود دلالت کند بر معنی کہ یکی از ازمنۂ ثلاثہ از و مفہوم نگردد و از خواص آنست دخول حروف جار ثالث معانی و لحوق کاف تصغیر و حروف جمع و یای وحدت و یای مصدری و نسبتی و مبتدا و فاعل و مرجع ضمیر و موصوف بودن و مفعول و منادی و مضاف و مضاف الیہ شدن - صاحب قوانین تقسیم این بر شش تمبین کند (۱) اسم جامد و مصدر و مشتق (۲) اسم غیر صفت و اسم صفت (۳) اسم نکرہ و معرفہ (۴) اسم ظرف (۵) اسم عدد (۶) اسم کنایہ - وصاحب قواعد فارسی گوید کہ از روی تقسیم صرفی مجرد اسم بر سہ قسم است (۱) اسم جامد (۲) اسم مصدر (۳) اسم مشتق - ماذکر ہر یکی بجایش کنیم کہ در ملحقات می آید - معاصرین عجم (۳) اسم را بمعنی اسم بد استعمال کردہ اند و این مجاز باشد از معنی اوّل چنانکہ صاحب سرگذشت گوید " ای بد ذات این چہ حرفہاست پیش خود می سازی اسم خودت را سر من می گذاری وای وای من خود را می کشم " سیحدا (اردو) اسم (۱) بقول امیر - (عربی) مذکر - نام اور (۲) اصطلاح مین اس کلمہ کو کہتے ہین جو آپ اپنے معنی بتائے اور کوئی زمانہ اس مین نپایا جائے (انتہی) (۳) برا نام - مذکر -

اسمار بقول برہان بکسر اوّل و سکون ثانی و میم بالف کشیدہ و بہ رای قرشت زدہ دوائیست کہ او را (مورد) گویند و بعربی (آس) خوانند بہترین آن خسروانیست - صاحبان انند و جامع

وہفت و ناصری ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط بر (اسمار) فرماید کہ آس بری است و (بر آس بری) گوید کہ این را (اساروں اسفر) وبعربی (رند) و (ریحان القبور) وبیونانی (مرسیہ) و (اذخر) وبفارسی (موردا سفرم) نامند وبر (موردا سفرم) نوشتہ کہ آس بری است و اسم فارسی (اذخر) وبر اذخر گوید کہ اسم یونانی (کاہ مکی) و (علف گورخر) و (گورگیاہ) و (موردا سفرم) باشد وہم او بر آس بری فرماید کہ غلط کردہ کسی کہ این را (اذخر) گفتہ بالجملہ (آس بری) بقولش درخت بستانی است وگرم وخشک در دوم ومحلل وجاذب ومقوی است وبوئیدن آن نافع برای دفع رطوبات از دماغ ومقوی دماغ ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب جہانگیری بر لفظ (آس) نوشتہ کہ فارسی این (اسمار) است پس این اسم جامد زبان فارسی باشد وممدودہ (آسمار) ہم آمدہ چنانکہ ذکرش در ممدودہ کردہ ایم (اردو) بقول صاحب جامع الادویہ (اودہرہ) اور بقول محیط جو۔ لفظ (آس) پر لکھا ہے۔ حب الآس کو (ہیرا) کہتے ہیں۔

اسم اعظم (اصطلاح) بقول صاحب بحر و غیاث بمعنی اسم بزرگ است از جمیع اسمای حق تعالیٰ و در تعین آن اختلاف۔ نزد بعضی اللہ و نزد بعضی صمد و نزد بعضی الحی القیوم و نزد بعضی الرحمن الرحیم و نزد بعضی مہیمن واللہ اعلم بالصواب صاحب آنند بحوالہ کشف گوید کہ نزد قاضی حمید الدین ناگوری اسم اعظم ہو باشد کہ او اول از سر او قات عزت در عالم ظہور آمدہ و ہو یک حرف است و حرف واو از اشباع ضمہ متولد شدہ واو اسم ذات مطلق باشد نہ معلول و نہ مشتق۔ زیرا کہ اسم مشتق در اشتراک غیر خالی نبود از انجہت بنای وحدت ہو خالی نبود و باتفاق جملہ عشاق ہو مشتق واو منتہای اسم اللہ است و ہرچہ از راہ عبادت در سایر اسماست آن را اشارتی در دائرہ ہو است۔ آوردہ اندکہ

اسم ہو اصل و اسم جملہ اسماست چنانکہ سورۂ فاتحہ اصل
و اسم تمام قرآن (چو ہو او بود تو کیستی - ہذا ستر لطیف
و در اصطلاح - عبدالرزاق کاشی در معنی اسم اعظم
این دو بیت فرمودہ (ص) اسم اعظم جامع اسما
بود ؛ صورت او معنی اشیا ؛ بود ؛ اسم دریا و تعین
موج او ؛ این کسی داند کہ او از ما بود ؛ (ظہوری
ص) نیارو زدن تا دم از عشق ہر کس ؛ طلسمی
بر این اسم اعظم بہ بندم ؛ مؤلف گوید کہ باضافت
اسم مرکب توصیفی است و معنی حقیقی این اسم بزرگتر
(اردو) اسم اعظم - بقول امیر باری تعالیٰ کا
بزرگتر نام اسکے تعین مین اختلاف ہے - کہتے ہین
کہ اسم اعظم قرآن مجید مین موجود ہے مگر کسی کو اسکا
علم نہین واللہ اعلم بالصواب (آتش ص) دہن
اس روی کتابی مین ہے پر نا پیدا ؛ اسم اعظم وہی
قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا ؛

اسمان | بقول برہان و انند و ہفت بفتح اول
(۱) ہمان آسمان است کہ فلک باشد (در ممدودہ
گذشت) و (۲) نام روز بست و پنجم از ماہہای
قدیم و بیست و ہفتم نیز آمدہ - صاحب جامع بذکر
ہر دو معنی - روز بست و ہفتم را ذکر نہ کرد - بخیال
ما (آسمان) بممدودہ اصل است کہ ذکر ماخذش
ہم در ممدودہ گذشت ممدودہ بکثرت استعمال
و لب و لہجۂ مقامی بمقصورہ بدل شد دیگر ہیچ
و معنی دوم مجاز باشد کہ فارسیان بعض روزہای
ماہ را عروج و بہ مرتبت بلند خیال کنند و در آن
روزہا عید کنند و عجبی نیست بہمین خیال این روزہای
مخصوص را بہ آسمان استعارہ کردہ باشند و لیکن
معنی دوم در ممدودہ مذکور نشد و آنرا مخصوص
کردہ اند با مقصورہ و ما بہ (اس) معنی اصل ہر چیز
و تغل را ذکر کردہ ایم - و بقول صاحب محیط کہ
بر لفظ (اسگند) نوشتہ بزبان ہندی مخفف اسپ
ہم و (مان) بقول برہان بروزن خان معنی مثل
و شبیہ و مانند - پس جا دارد کہ روز خاص را کہ پیش
فارسیان معزز و محترم است (اسمان) نام کردہ باشند

معنی (ہمچو اسپ) و (ہمچو عقل) و (مانند اصل ہر چیز در بلندی و مرتبت) و این کنایہ باشد (اردو) (۱) دیکھو آسمان (۲) فارسیون نے قدیم مہینون کی ۲۵ یا ۲۷ تاریخ کو (آسمان) کہا ہے -

(۱۵۹۸)

اسمای اشارہ (اصطلاح) مرکب اضافی بقول صاحب قواعد فارسی اسمائیکہ بواسطۂ آن بسوی چیزی اشارہ کنند و انچیز را مشار الیہ خوانند و آن دو اسم است یکی (این) کہ بوسیلۂ آن اشارہ کنند بسوی چیزی کہ قریب است و دوم (آن) برای چیز بعید و خواص این اسما مثل ضمائر منفصل باشد - در باب مرجع کہ ذکرش بجای خودش آید (اردو) جن اسما سے کسی چیز کی طرف اشارہ کرین اون کا نام اسمای اشارہ ہے اور اوس چیز کو مشار الیہ کہتے ہین قریب کیلئے (یہہ) ہے اور بعید کے لئے (وہ) ان دونون کا مکمل بیان اوسکے مقام سے متعلق ہے -

(۱۵۹۹)

اسمای موصولہ (اصطلاح) بقول صاحب قواعد فارسی قسمی است از معرفہ و اسم موصول آنست کہ آنرا جملۂ بطور صلہ باشد و در آنجملہ بیان آن اسم بود و در فارسی میان صلہ و موصول کاف می آید کہ آنرا کاف صلہ یا تفسیر نامند چنانکہ "طفلیکہ دیشب دیدہ بودم امروز آمدہ بود" درین مثال لفظ طفل اسم موصول است و بعد کاف صلہ جملہ کہ واقع است صلۂ آن باشد (اردو) اسم موصول وہ اسم ہے جس کے لئے ایک جملہ بطور صلہ کے آنا ضرور ہے اور اس جملہ مین اس اسم موصول کا بیان ہوتا ہے اور زبان فارسی مین صلہ اور موصول کے درمیان کاف صلہ یا تفسیر کا ہونا ضرور ہے اور اردو مین اس کاف کے عوض جسکو اور جنکو اور جو وغیرہ موقع کے لحاظ سے جیسے " وہ لڑکا جس کو ہم نے کل رات دیکھا تھا آج ہم سے ملا تھا "

(۱۶۰۰)

اسم با مسمی (اصطلاح) معنی لفظی این سماست کہ مطابق اسم خود است قریب باسم فاعل ترکیبی یعنی

کسی - (اسم با مسمی) گویند که خصائل و محاسن او
موافق اسم او ست یعنی معنی که از اسم او پیدا شود
در ذات او یافته شود همچون شاه غفور رما (غفران
مکان - محبوب علیخان) که ذات ستوده صفاتش با
رعایای ملک تا ممالک غیرش محبوب خود نسبت شیدا
و فدائی او بود پس توانیم گفت که او اسم با مسمّی بود
صاحبان تحقیق این را ترک کرده اند و در کلام
متقدّمین هم استعمال این بدین معنی یافته نشد لیکن
معاصرین عجم بر زبان دارند - مؤید عجبی که از مشاهیر
اهل زبان است این را نظم کرده (قطعه) تی
دیدم سمن روی و سمن بوئی که بد رشک سمن آن
سیم سیما ٭ بدو گفتم که نام نامیت چیست ٭ که حسنت
برد عقلم را به یغما ٭ سمن گفتا مرا نام است گفتم ٭ که
الحق داری اسمی با مسمّی ٭ (اردو) اسم با مسمّی -
بقول امیر اسکی نسبت کہتے ہین جس کے صفات اسکے
نام کے مثل ہون جیسا نام ہو ویسے ہی صفات ہون
جیسے (شجاعت علی) اگر بہادر ہو تو کہین گے کہ آپ تو
اسم با مسمّی ہین -

(۱۰۱)

اسم جامد (اصطلاح) بقول صاحب قوانین
اسمی است که نه آن گرفته شده باشد از کلمه نه کلمه
از ان مثل مرد و زن و خوب و زشت و
روز و شب و پیش و پس و یک و دو و نحو ها
و دلالت آن برابر است که بر معنی واحد بود چنانکه
از مثال های صدر واضح است یا بر معانی متعدده
و از ین معانی اگر هر یک وضعی باشد آن اسم مشترک
نامیده شود مانند لفظ باز بمعنی جدا و کشاده و مکرر
و دیگر و اگر یکی وضعی بود و دیگر غیر وضعی و آن
اسم در معنی اوّل غیر مستعمل و به ثانی مستعمل باشد موسوم
گردد بمنقول - مثلاً نماز که موضوعست برای معنی
بندگی و فرمان برداری و منقول است بمعنی عبادت
مخصوصه و اگر در معنی اوّل و ثانی بهر دو مستعمل بود
آنرا باعتبار معنی اوّل حقیقت و باعتبار ثانی مجاز
گویند مثل لفظ شیر که معنی حقیقیش درنده مشهور و معنی
مجازی آن مرد شجاعت - مؤلّف گوید که جامد

اسم فاعل است از جمود و بقول صاحب منتخب
در اصطلاح بمعنی کلمہ کہ از و اشتقاق کلمہ دیگر نتوان
کرد (الخ) پس اسم جامد بخیال ما اعم است از آنکہ
مادۂ مصدری باشد یا نباشد یعنی از بعض اسم جامد
مصدری وضع کردند و از بعض آن نکردند و آنچہ
گفتیم کہ نکردند بلحاظ استعمال فرس است کہ مصدرش
یافتہ نشد۔ بخیال ما ہر اسم جامد صلاحیت آن
دارد کہ اگر اہل زبان خواہند بزیادت علامت
مصدر در آخرش مصدری سازند چنانکہ از روز
(روزیدن) بمعنی روز کردن و از شب (شبیدن)
بمعنی شب کردن اگر اہل زبان این قسم تعمیم در
استعمال و روبغرّہ خود ندارند توانیم گفت کہ اسم
جامد۔ مادۂ بعض مصادر است و اسمش (اسم مصدر)
یعنی اسمی کہ از و مصدر ساختہ شد شک نیست کہ
اسم جامد اسم مشتق نیست و اشتقاق ندارد و لیکن
نتوان گفت کہ مصدر اصلی ہمچون اسم جامد۔ اسم
مصدر است بمعنی اسمی کہ مصدریت دارد اگر
چنین گوئیم معنی آن بالفاظ دیگر این باشد کہ مصدر
اصلی ہم یک اسم جامد است بمعنی مصدری
و این تمثیل و استعمال فرس مخالف این خیال
حیف است کہ اکثر متقنین فرس از اہل ہند و غیر عجم
اند و بعض اہل زبان کہ قصد این کار کردہ اند ہیچ
اعتنا بر اصول نکردہ اند و باتباع غیر عجمیان پی بردہ اند
با صراحت کامل این بر (اسم مصدر) می کنیم کہ
می آید۔ بالجملہ بخیال ما ہر مصدر فارسی موضوع
و ساختہ شد از اسم جامد زبان فارسی۔ یا لسنۂ
غیر۔ کہ حقیقت آن بر ہر یک مصدر بیان کنیم
(اردو) اسم جامد۔ صاحب آصفیہ نے لفظ
(جامد) پر فرمایا ہے کہ وہ لفظ جس سے نہ تو کوئی
اور لفظ بنے اور نہ وہ کسی لفظ سے بنا ہو۔ آپ
فرماتے ہیں کہ جامد صفت ہے اس کی لغوی
معنی جما ہوا۔

اسم تفضیل (اصطلاح) مرکّب اضافی۔
بقول صاحب تحقیق القوانین کہ بذیل اسم صفت

و غیر صفت آورده اسم صفتی است که لفظ (تر) بدان لاحق گردد و دلالت کند بر زیادت اتّصاف چیزی بصفتی نسبت بغیرش و آن استعمال یا بدیا آینکه بواسطهٔ (از) چنانکه "زید داننده تراست از بکر" درینجا زید مفضّل و بکر مفضّل علیه و داننده تر اسم تفضیل یا استعمال یا بد بمضاف شدن بطرف مفضّل علیه هم چنانکه "خوی خوش نیکتر اعمال است" و گاهی اسم تفضیل بنا بر ضرورت وزن از مفضّل علیه موخّر گردد چنانکه (سعدی ره) سگ از مردم مردم آزار به، یعنی سگ بهتر است از مردم مردم آزار و گاهی مفضّل علیه بجهت اختصار بر قرینهٔ علمش حذف کرده شود چنانکه "خدا بزرگتر است" یعنی بزرگتر است از همه مؤلف گوید که آنچه صاحب قوانین در کلام سعدی (به) را بمعنی بهتر گرفته قابل غور است (به) بقول برهان بمعنی خوب و نیک باشد (الخ) پس (بهتر) اسم تفضیل آن است که ترقّی خوبی و نیکی را ظاهر کرده و درجه آخر ترقّی آن به زیادت یا و نون است در آخر یعنی بهترین) که فائق تر است از (بهتر) نمیدانیم که صاحب قوانین مرتبهٔ آخرین را درین مقام چرا ترک کرد (اردو) اسم تفضیل - (مذکر) اردو مین اوس اسم صفت کا نام ہے جس پر لفظ بہت زیادہ کرین اور اس اضافہ کی وجہ سے اوس وصف مین بہی زیادتی ہو جس کا بیان کرنا مقصود ہو - جیسے لفظ (خوب) پر لفظ بہت زیادہ کیا گیا اور (بہت خوب) کی معنی نے خوبی کو زیادہ کر دیا - اسی طرح زیادتی کا ایک اور درجہ (بہت ہی) کے زیادہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے جیسے (بہت ہی خوب) جس کی معنی زیادہ تر خوب کی ہین

اسم حالیه (اصطلاح) مرکّب توصیفی است صاحب قواعد فارسی این قسمی قرار داده از اسم مشتق و فرماید که اسم حالیه مشتقی است که از آن صدور یا وقوع فعل بطور تواتر و استمرار یافته شود چنانکه (سرایان) و (خندان) و فرماید که بیه

(۴۰۱)

صیغهٔ واحد امر حاضر معروف الف و نون. یاده کرده
اسم حالیه سازند همچون (درخشان) از (درخش) و (تابان
از تاب) و (خیزان از خیز) صاحب برهان بر کلمهٔ
(ان) گوید که افادهٔ معنی فاعلیت کند هرگاه در آخر
کلمه در آورند. مؤلف گوید که تعریف مقننین
و تخصیص صیغهٔ واحد امر حاضر معروف برای
زیادت کلمهٔ (ان) در آخرش بهتر از تعریف صاحب
برهان است و تعمیم برهان قابل غور که کلیهٔ بیان
کرده اش در اکثر جاها قائم نباشد (اردو) بقول
صاحب قواعد فارسی اسم حالیه اس مشتق کو
کہتے ہیں کہ جس سے صدور یا وقوع فعل کا بطور
تواتر و استمرار پایا جاتا ہو۔ زبان اردو میں صیغهٔ
امر پر (تا ہوا) زیادہ کرنے سے یہی مطلب
حاصل ہوتا ہے۔ جیسے (روتا ہوا) (کرتا
ہوا)

(۲۰۷) **اسم صفت و غیر صفت** (اصطلاح)
مرکب اضافی۔ بقول صاحب تحقیق القوانین بر
اسم که دلالت نکند بر متصف بودن چیزی به صفتی
آنرا اسم غیر صفت و تنها اسم هم خوانند مثل (اسکندر)
و (سمندر) و (گل) و (مل) و هر اسم که دال بود
بر اتصاف چیزی بصفتی آنرا اسم صفت و تنها صفت
نیز نامند و این بر دو نوع است (۱) مشتق و
(۲) جامد. مشتق مانند آینده و رونده و آورده
و برده و خندان و گریان و جامد مثل بلند و پست
و تند و کند و چست و سست و دراز و کوتاه و
زشت و خوب و سفید و سیاه و کم و بیش و گران
و سبک و نیک و بد. این همه اسمای جامده مفید
معنی اسم فاعل اند و هم بعض این نوع اسما افادهٔ
معنی اسم مفعول دهند مانند آزاد و آماده و هر لفظ
مرکب که مفید و متضمن معنی اسم فاعل یا اسم مفعول
باشد بصفت مرکب نامیده شود مؤلف گوید که
است اسم فاعل ترکیبی و اسم مفعول ترکیبی) و فرماید
که این بر چهار نمط بود اوّل از دو اسم ترکیب یابد
خواه هر دو اسم غیر صفت باشد مثل (آئینه رو) و ([illegible]

ابرو) و (باربد ترانه) و (جم پیمانه) و (تنگ دل)
و (ارم محفل) و (گل بدن) و (سیم تن) و (لاله رخسار)
و (کبک رفتار) و (موکمر) و (جادو نظر) و (آهو
چشم) و (مریخ خشم) و ازین قبیل است (گلفام)
و (می گون) و مثلها - این همه مرکبات مفید معنی اسم
فاعل اند بر سبیل تشبیه و نیز بعضی این نمط مرکبات افاده
آن معنی بی لحاظ تشبیه دهد مانند (جور پیشه) و (سیاه
اندیشه) و (زیان کار) و (همیشه بهار) و نیز فرماید که
خواه یک اسم صفت باشد و دیگر اسم غیر صفت مثل
(بلند پایه) و (کم مایه) و (بد رکاب) و (گران خواب)
و (تند خو) و (گندبو) و (جوان بخت) و (سبک رخت)
و (زشت کردار) و (سست رفتار) و (سفید جامه)
و (سیاه نامه) و (گرم صحبت) و (نیک سیرت) و همچنین
(جامه پارسا) و (روسیاه) و (زبان دراز) و (دست
کوتاه) و هم ازین باب است (سیه فام) و (شاداب)
و نحوها - این همه مرکبات هم مفید معنی اسم فاعل اند
لیکن یک جزو اینها که غیر اسم صفت است بطریق
تمیز واقع گشته **دوم** آنکه از اسم و فعل مرکب گردد
مانند (دستگیر) و (کرم فرما) و (پامال) و (کمیاب) و
(خداترس) و (هیچدان) و (کس مخر) و (کم گو)
ما عرض کنیم این همه را هم اسم فاعل ترکیبی نام است
و بقولش **سوم** آنکه از اسم و حرف ترکیب یابد مثل
(دویم) و (سیم) و (جنگی) و (چنگی) و (سندی)
و (هندی) و (باخبر) و (باهوش) و (بی زر) و
(بی سر) و (پیشه ور) و (هنرور) و (تشنه) و (گرسنه)
و (خدمتگار) و (گنه گار) و (دریوزه گر) و (کوزه گر)
و (زورمند) و (دولتمند) و (سوگوار) و (شرمسار)
و (غمناک) و (نمناک) و (مهربان) و (پهلوان)
و (ناچار) و (ناهنجار) **چهارم** آنکه از فعل
و حرف مرکب شود مانند (بینا) و (دانا) و (خریدار)
و (گرفتار) و (آفریدگار) و (آمرزگار) و (ناتوان)
و (نایاب) صاحب قوانین ذکر اسم تفضیل هم همینجا
بطور فائده کند و ما ذکرش بجای خودش کرده ایم
و صراحت اسم فاعل و مفعول ترکیبی بذیل (اسم فاعل)

ومنظ (اردو) اسم صفت (مذکر) فارسی مین اس
اسم کا نام ہے جو کسی چیز کے متصف ہونے پر دلالت
کرے اور جس اسم مین ایسی دلالت نہو وہ اسم غیر صفت
ہے جیسے (سکندر) اور (سمندر) یہ اسمای غیر صفت
ہین - اسم صفت کے دو اقسام ہین (۱) مشتق
جیسے (آنے والا) اور (جانے والا) اور (خندان)
اور (گریان) (۲) جامد - جیسے (بلند) اور (پست)
ان اسمای جامدہ سے فاعلی معنی پیدا ہوتے ہین
اور (جیسے) (آسان) اور (آمادہ) ان دو اسمای
جامدہ مین مفعولی معنی ہین - ہر لفظ مرکب جس سے
معنی فاعلی یا مفعولی پیدا ہون اوسکو (صفت
مرکب) کہتے ہین اور اسم فاعل ومفعول ترکیبی
بھی اسی کا نام ہے (۱) یہ کہ دونون اسم غیر صفت
ہون جیسے (کمان ابرو) (جوہر پیشہ) یا ایک اسم صفت
ہو دوسرا غیر صفت جیسے (بلند پایہ) اور (زبان
دراز) (۲) یہ کہ اسم وفعل سے مرکب ہو جیسے
(کمیاب) و (ہیچدان) (۳) یہ کہ اسم وحرف سے
ترکیب پاے جیسے (دوم) (سہ ہندی) (باہوش)
(بی زر) (گنہ گار) (دریوزہ گر) (شرمسار) (دولتمند)
(غمناک) (مہربان) (۴) یہ کہ فعل وحرف سے
مرکب ہو جیسے (بینا) (دانا) (آفریدگار) (نایاب)

اسمِ ظرف (اصطلاح) بکسر میم - بقول صاحب
تحقیق القوانین اسمی است کہ دلالت کند بر زمانی
یا بر مکانی وہر واحد ازینہا برابر است کہ مدخول
فیہ چیزی باشد یا نہ وآن را در صورت اول
ظرف زمان ودر صورت ثانی ظرف مکان نامند
وچیز مدخول را مظروف گویند وہر یک از ظرف
زمان ومکان یا محدود بود مثل (روز) و (شب)
و (سال) و (ماہ) و (باغ) و (خانہ) و (شہر) و
(کو) یا مبہم مانند آن و (دم) و (گاہ) و (ہنگام)
و (پس) و (پیش) و (چپ) و (راست) و (زبر)
و (زیر) والحقست بایں اسمای شش جہت ولفظ
(بیرون) و (درون) و (در بمعنی جای) و (بعید)
و (نزدیک - بمعنی جای قریب) وبعضی جا لفظ (پس)

(۱۸۰۵)

معنی زمان پسین و (پیش) بمعنی زمان پیشین ہم
آمدہ چنانکہ سعدی فرماید (ب) برگ عیشی بگور
خویش فرست * کس نیارد ز پس تو پیش فرست *
و بعض ظروف مکان بترکیب صورت گیرد مثل
(لالہ زار) و (کوہسار) و (سرمہ دان) و (گلستان)
و ہر ظرف کہ بمعنی ظرفیت استعمال نیابد یعنی در ترکیب
نحوی مبتدا یا فاعل یا مفعول واقع شود آنرا
ظرف متصرف نامند مثلاً روز درین مصرع
(ع) تاریک شد ز رفتن تو روز روشنم * و ہر
ظرف کہ بمعنی ظرفیت مستعمل گردد آنرا ظرف غیر متصرف
گویند مثلاً لفظ خانہ درین مصرع (ع) یار در
خانہ و من گرد جہان می گردم * و چنین ظرف
بی واسطۂ حرف ظرف استعمال نیابد لیکن این
حرف اکثر مقدر باشد بر ظروف زمان محدودہ
و بر ظروف زمان و مکان مبہمہ و بیشتر مذکور بود
بر ظرف مکان محدود (اردو) صاحب آصفیہ
نے (ظرف) پر فرمایا ہے کہ (مذکر) وہ اسم ذات
جو جگہ یا وقت کے معنوں پر دلالت کرے اور انہی
نے (ظرف زمان) پر لکھا ہے کہ وہ اسم جس میں زمانہ
یا وقت پایا جائے جیسے دوپہر۔ صبح۔ شام اور
(ظرف مکان) پر فرماتے ہیں کہ وہ اسم جس میں
مکانیت پائی جائے۔ جیسے باغ۔ راغ۔ گھر
قلمدان وغیرہ (الخ) پس اردو میں بھی اسکو
اسم ظرف کہ سکتے ہیں۔ مذکر۔

اسم عدد (اصطلاح) بکسر میم۔ بقول صاحب
تحقیق القوانین اسمیست کہ موضوع باشد برای
شمار افراد چیزہا خواہ آن افراد منفرد باشد خواہ
مجتمع و این چیزہا را معدود ذات نامند مانند (یک)
و (دو) و (سہ) و (چہار) و (پنج) و (شش) و
(ہفت) و (ہشت) و (نہ) و (دہ) و (بیست)
و (سی) و (چہل) و (پنجاہ) و (شصت) و (ہفتاد)
و (ہشتاد) و (نود) و (صد) و (ہزار) این ہمہ اسمای
عدد اصل اند و باقی اسما کہ حاصل شود بتوسط واو
عطف از اجتماع اسمای احاد و عشرات یا مآت یا

الوف همه متفق عندا لنها لیکن در هر یکی از یک و
ده تا نه دو ده خلاف قیاس بجای واو عطف - کلمهٔ از
آورده بنابر تخفیف تغیر و تبدیل را راه دادند یعنی
در (یک ازده) بعد دور کردن فتحه همزه هر گاه کاف
را حذف نمودند یازده گردید و در (دوازده)
چون فتحه همزه را بر واو نقل کردند دوازده شد
و بعضی همزه را باشباع فتحه الف ممدوده خوانند
و بعضی همچنان بحال دارند و در (سه ازده) بعد حذف
های مختفی هر گاه همزه را بیای ساکن بدل نمودند
سیزده گردید و در (چهار ازده) چون کلمهٔ از حذف
نموده شد چهارده باقی ماند و در (پنج ازده) بعد
ازالهٔ حرکت همزه و حذف جیم هر گاه همزه و نون
را بجای یکدیگر در آوردند پانزده شد و در (شش
ازده) بعد دور نمودن فتحهٔ همزه چون شین دوم را
حذف کردند شانزده گردید و در (هفت ازده)
هر گاه حرف تا و کلمهٔ از هر دو را حذف نمودند
هفده شد و در (هشت ازده) چون شین و تا و
همزه هر سه را حذف کردند هژده گردید و اینجا زا
را بعضی به زای فارسی و بعضی بجیم فارسی مبدل
سازند و در (نه ازده) بعد حذف ها و همزه هر گاه
در آخر نون یک دال و جهت بیان ضمه زیاده نمودند
نوزده شد تا اسم ملفوظی و وجه تسمیه و حقیقت هر یک
عدد را بجای خودش بیان کنیم - انشاء الله تعالی
صاحب تحقیق القوانین فرماید که اگر خواهند که اسمای
الوف و آت و عشرات و احاد را بواو عطف یکجا
جمع نمایند باید که اول الوف و مآت را حسب مقصود
باسمای احاد مصدر کرده پس بترتیب ذکر هر یکی
را بر دیگری مقدم کنند چنانکه وو آنکس از تجارت
شارع بنگاله دو هزار و سه صد و بیست و چهار
روپیه حاصل کرد " و چون هر اسم عدد ابهامی
دارد بنابر ان لازمست که اسم معدودش را
برای رفع ابهام بعد آن ذکر نمایند لیکن باید که
این اسم رافع ابهام را همه جا واحد آرند چنانکه
" آنکس از دو ازنان خود دو پسر و سه دختر گذاشت "

دانستنی است که دلالت هر اسم از اسمای عدد مرقومه
بر معدود غیر مرتب است یعنی هر معدودی که مرتبهٔ آن
از روی ترتیب متعین نبود مثلاً اگر گویند که از ان سه کس یک
کس را با خود می بریم معلوم نشود که این کس منفرد از آن کسان
مجتمع در ترتیب آیا مرتبهٔ اول هست یا مرتبهٔ ثانی یا ثالث
و اصل در این صورت آنست که اسم عدد بر اسم
معدود مقدّم باشد چنانکه از صد روا صحبت و هر گاه
خواهند که مرتبهٔ معدود متعیّن گردد باید که میم فاعلی
باسم عددش ملحق کنند و این اسم درین حال مفید
معنی اسم فاعل شده و صفت معدود خود واقع
شود لهذا اصل درین صورت آنست که اسم
عدد از اسم معدود موخّر بود چنانکه "از روز های
این ماه روز دوم بسیار مبارک است" اینجا
مراد از روز دوم آن روز است که در روز های
آن ماه از روی ترتیب بمرتبهٔ ثانی واقعست
نه روز مطلق و الحاق میم مزبور بنا بر غرض مذکور
بجمیع اسمای عدد درست باشد لیکن مستحسن آن نیست
که تا امکان بجای یکم لفظ اول اختیار نمایند- و
برای ضرورت شعر گاهی اسم عدد را در صورت
اول از اسم معدودش موخّر و در صورت ثانی
بر آن مقدم گردانند چنانکه درین کلام فردوسی
(؎) بسی رنج بردم درین سال سی ؛ عجم
زنده کردم بدین پارسی ؛ و هم بقول سعدی
(؎) دوم باب احسان نهادم اساس ؛ که
منعم کند فضل حق را سپاس ؛ و گاهی اسم معدود
را در هر دو صورت بر قرینهٔ فحوای کلام محذوف
دارند چنانکه سعدی گوید (؎) ایکه پنجاه رفت
در خوابی ؛ مگر این پنج روز دریابی ؛ (وله ؎)
دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاه ؛ سیم هر آینه
در وی کند بلطف نگاه ؛ یعنی بامداد سیم و در
نثر نیز بنا بر اختصار بصورت ثانی حذف نموده شود
گاهی اسم معدود تنها چنانکه "دوستان بر سه
نمط اند- اوّل جانی- دوّم ثانی- سیم زبانی"
یعنی دوستان نمط اول جانی هستند و گاهی باهم

عدد چنانکہ ؎ کلمہ بر سہ قسم ست اسم و فعل و حرف
یعنی قسم اول ازان سہ قسم اسمست و قسم دویم فعل
و قسم سیم حرف - (اردو) اسم عدد - مذکر - وہ
اسم ہے جو وضع کیا گیا ہے شمار افراد اشیا کے
لئے جیسے ایک سے نو تک ان کا نام (اکائیان)
ہے اور دس سے نوّے تک جنکو (دہائیان) کہتے ہین
اور سو سے نو سو تک یہ (سیکڑے) ہین اور ہزار
کا درجہ سب سے آخر ہے اردو مین برخلاف
فارسی ہزار کے بعد بھی مدارج ہین یعنی سو ہزار
کا نام (لاکھ) ہے اور سو لاکھ کو کرور کہتے ہین
اور سہولت شمار کے لئے اعداد زائد از کرور کے
بھی خاص نام ہین جیسے سو کرور کا ایک (ارب)
اور سو (ارب) کا ایک (کھرب) مجموعۂ اعداد
کے بیان کرنے مین اعلیٰ ترین درجہ سے آغاز
کرتے ہین جیسے ؎ چھ لاکھ پانچ ہزار نو سو باون
روپیہ جس مین سب سے پہلے لاکھ کا بیان
ہوا اور پھر ہزار کا اور پھر سیکڑون کا اور پھر عشرات
و احاد کا - بدین وجہ کہ پچاس پر دو کا خاص نام
محاورہ مین (باون) ہے لہذا عشرات و احاد
کے لئے ایک ہی لفظ کافی خیال کیا گیا -

(الف) **اسم فاعل** (اصطلاح) باضافت
توصیفی بقول صاحب تحقیق القوانین از اقسام
اسم مشتق است و مشتق گردد از صیغہ واحد غائب
مضارع مثبت معروف بالحاق ہای مختفی
و زیادت نون ساکن بر حرف آخر و مکسور گردد
ماقبلش را موضوع است برای چیزی کہ معنی
مصدری بر سبیل حدوث بدان قائم بود مثل (آئندہ)
(روندہ) و (زنندہ) (کشندہ) ما گوئیم کہ اکثر
متفقین بر آنند کہ بر امر حاضر کلمہ (ندہ) زیادہ گردد
شود ہم او فرماید کہ در اشعار استادان بعضی
این قسم اسما بفتح ماقبل نون و بحذف ہا نیز واقع
اند چنانکہ سنائی گوید (ع) ہر کہ ہست آفریدہ
او بندہ است نہ بندہ در بند آفرینندہ است ؎
(ظاہر وحید ع) رہ تنگ عشق است پست و بلند

(۱۲۸۱)

ولی چون دم اره باشد برند٭ مؤلف گوید که
(ب) اسم فاعل ترکیبی هم متعلق به این است
یعنی که فارسیان (۱) هر صیغهٔ امر یا نهی را بعد اسمی
آورده مجموعهٔ آن را بمعنی اسم فاعل گیرند چنانکه
(گو) امر است از گفتن با اسم راست مرکب شده
(راست گو) بمعنی راست گوینده مستعمل شد و یه
(مدان) که نهی است لفظ (هیچ) داخل شده
(هیچدان) شد بمعنی اسم فاعل و هم ازین قبیل است
(خدا مترس) و (۲) بر آخر امر الف و نون زیاده
کرده بمعنی اسم فاعل استعمال کنند چون (کنان) و
(درخشان) و بقول شان در بعض مصادر زیادتی
الف بر آخر امر هم همین معنی دهد چنانکه (دانا) و
(مینا) ذکر اوّل الذکر بر اسم حالیه گذشت صاحب
قوانین دستگیری فرماید که در آخر اسم الف
زائد مفید معنی فاعلیت باشد چون (زیبا) و (زیبا)
مؤلف عرض کند که این را در قاعدهٔ ششم داخل
کنیم که بذیل مذکور است - (۳) دو اسم جامد را که
که غیر صفت باشد جمع کرده بمعنی اسم فاعل گیرند
همچون (سنگ دل) و (ارم محفل) (کمان ابرو)
و (آیینه رو) (سیم تن) و (گلبدن) این همه
اسم فاعل ترکیبی است بر سبیل تشبیه که مشبّه به اکثر مقدّم
باشد و در بعض مرکبات تقدیم مشبّه را هم دیده ایم مانند
(ابرو کمان) بمعنی (کمان ابرو) است و (۴) دو
اسم جامد غیر صفت بدون لحاظ تشبیه جمع شوند چنانکه
(حور پیشه) و (سپاس اندیشه) و (زیان کار) و
(همیشه بهار) و درین قسم تقدیم مخصوص بر منسوب
شرط است (۵) یک اسم صفت و دیگر اسم غیر صفت
جمع شود چنانکه (بلند پایه) و (کم مایه) و (بد رکاب)
و (گران خواب) و (تند خو) و (سست رفتار)
و (نیک سیرت) و (سیه فام) و اکثر درین ترکیب
اسم صفت مقدم باشد و در بعض مرکبات مؤخر
نیز مثل (جامه پارسا) و (رو سیاه) و (زبان دراز)
(۶) از اسم و حرف ترکیب یابد پس اگر حرف معیت
یا حرف نفی باشد مقدم آید بر اسم همچو (باهوش) و

(با خبر) و (بی زر) و (بی سر) و (ناچار) و (ناهنجار)
و اگر حروف دیگر اقسام باشد بعد اسم آید چنانکه (پیشه ور)
و (خدمتگار) و (کوزه گر) و (دانشمند) و (دولتمند)
(سوگوار) و (شرمسار) و (غمناک) و (مهربان) و
(پهلوان) و (زیبا) مرکب شود از فعل و حرف با همچون
(ناتوان) و (نادان) و (آفریدگار) و (خریدار) و (رنجیده)
قاعده هم قانون تقدیم و تاخیر همچون قاعده ششم
باشد صاحب تحقیق القوانین ذکر این قواعد بترتیب
خود بذیل اسم صفت و غیر صفت کرده و با تجدید
در ترتیب و تعریف تصرفی کرده ایم - صاحب قوانین
دستگیری گوید که گاهی اسم فاعل برای تخفیف بحذف
حرف (نده) بصورت امر هم آید لیکن درینصورت
اکثر مرکب بلفظ دیگر گاهی بر سبیل قلب بدون ترکیب
هم چون فراز بمعنی فرازنده چنانکه جامی فرماید (س)
مرتبه ساز سقف چرخ دائره فراز چار دیوار عناصر
و خود او گوید که درین شعر اگر (فراز) بمعنی بالا گیریم استقامتی
نخواهد شد. و سندی دیگر از ظهوری آورده که در خطبهٔ
نورس گوید "سطوتش زور در بازوی پنجه شیر شکن
الفتش رم از طبع آهو ربا - رزمی اجل در خون فگن
بزمی جام بر جم پیما" فرماید که شکن و ربا و فگن و پیما
بمعنی شکننده و رباینده و فگننده و پیماینده آمده
مؤلف عرض کند که سکندری خورده است
ظهوری استعمال (زور شکن) و (رم ربا) و (اجل
فگن) و (جام پیما) کرده که اسم فاعل ترکیبی است
و ذکرش بر قاعدهٔ اول گذشت و بقول صاحب
قوانین دستگیری گاهی الحاق یای تحتانی با واخر
اسما مفید فاعلیت است چون (کسبی) و (محنتی)
و (جنگی) مؤلف گوید که این در قاعده ششم مذکور
بالا داخل است (اردو) اسم فاعل - بقول صاحب
قواعد فارسی اوس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو ایسی ذات
پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہوا ہو یا جس کے
ساتھ فعل قائم ہو - فعل صادر ہونے سے مراد وہ فعل ہے جسکے
صدور کا فاعل کو اختیار ہو اور فعل کے قائم ہونے
سے مراد وہ فعل ہے جس کا اختیار فاعل کو نہو جیسے

(دیکھنے والا) یہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے فعل اختیاری دیکھنے کا صادر ہوا اور (مرنے والا) یہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس کی ذات سے فعل غیر اختیاری مرنیکا قائم ہے۔ اسم فاعل کی دو قسمیں ہین (۱) قیاسی (۲) سماعی۔ قیاسی اسے کہتے ہین جس کے بنانے مین قیاس کو دخل ہوا ور سماعی وہ جو محض اہل زبان سے سنا گیا ہو اور قیاس کو اوس کے بنانے مین کچھ دخل نہ ہو (الخ) ہم عرض کرتے ہین کہ زبان اردو مین جب مصدر کے الف آخر کو یا سے بدل کر کلمۂ (والا) اس پہ زیادہ کرین تو اسم فاعل قیاسی بنجاتا ہے جیسے (کرنا) سے کرنے والا او (مرنا) سے مرنے والا اور یہی ہے فارسی کے (الف اسم فاعل) کا ترجمہ اور (ب) اسم فاعل ترکیبی بقاعدۂ فارسی بعینہٖ اردو مین مستعمل ہے۔

اسم کنایہ (۱۰۰۹) (اصطلاح) بقول صاحب منتخب کنایہ لغت عرب است بمعنی پوشیدہ سخن گفتن (انتہی) و اسم کنایہ مرکب اضافی۔ بقول صاحب تحقیق القوانین عبارت از لفظی ست کہ بدان تعبیر کنند چیزی را کہ مدلول صریحش نبود و غرض از ذکر آن ترک تصریحست چنانکہ لفظ عمری بیای مجہول بمعنی مدت دراز ہست (حزین ؎) ایدل احوال مروت را چہ می پرسی ز من ؛ کان عزیز القدر عمری شد ز عالم رفتہ است و لفظ فلانی بیای معروف بجای اسم ظاہر چنانکہ امروز چہ شد کہ فلانی نیامد۔ بخیال مؤلف در فلانی ہم یای مجہول است نہ معروف و فرماید کہ لفظ کسی بیای مجہول بجای نام شخص مطلوب و منقول قتیل (؎) جان ز تن رفت و ہنوز م نفسی می آید ؛ ای اجل یک دو نفس رو کہ کسی می آید ؛ (اردو) صاحب آصفیہ نے لفظ کنایہ پر لکھا ہے کہ جب کوئی مطلب اختصاراً یا بغرض عدم اظہار ایک یا دو لفظون مین ادا کیا جائے تو وہ لفظ اسمای کنایہ کہلاتے ہین جیسے وہ یون کیا۔ وہ کیا اس طرح یہی سمجھایا۔ اُس طرح یہی سمجھایا وغیرہ ہم کہتے ہین کہ اسم کنایہ وہ لفظ ہے جس سے کوئی

ایسا مطلب ادا کرین جس کا بیان صراحت سے ظاہر نہو جیسے ''عرصہ سے آپکا خط نہین آیا'' یعنی بہت دنون سے۔ اور ''آج تو حضرت تشریف نہین لائے'' حضرت سے مراد وہ صاحب ہین جن سے قائل آگاہ ہے اور مخاطب بہی لیکن اوروں پر اُسکا اظہار مقصود نہین ہے یا کہین ''رئیس صاحب کو ہم نے آج راہ مین دیکھا تھا''

اسم مشتق (اصطلاح) بہ کسر میم اول مرکب توصیفی است وبقول محققین فرس قسم سوم اسم کہ صراحتش برلفظ اسم گذشت وبقول صاحب تحقیق القوانین اسمی است کہ گرفتہ شدہ باشد از کلمۂ وآن برسہ قسم است اول (اسم فاعل) دوم (اسم مفعول) سوم (صفت مشبہ) بعض محققین فرس اسم حالیہ وحاصل بالمصدر را ہم در اقسام این داخل کنند وبعض ورای آن ہم۔ ما تعریف ہر یک بجایش کنیم وازین اختلاف باہمی ایشان ما درینجا سروکاری نداریم (اردو) اسم مشتق (مذکر) لغات اردو نے اسکو ترک کردیا ہے۔ بقول صاحب قواعد فارسی وہ لفظ جو بقاعدۂ صرفی مصدر سے بنایا گیا ہے اور حروف مادّہ یعنی اصلی اس اسم مشتق مین ایسے ہی یا تبدیل ہوکر باقی رہین اسکی چار قسمین ہین (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم حالیہ (۴) حاصل بالمصدر (الخ) بعض نے صرف اسم فاعل اسم مفعول صفت مشبہ کو اقسام اسم مشتق مین داخل کیا ہے۔

اسم مصدر (اصطلاح) مرکب اضافی۔ بقول صاحب تحقیق اسمی است کہ برآوردہ شود ازان افعال واسمای مشتقہ ودلالت کند برحدث وحرف آخرش نون ساکن باشد کہ ماقبلش وال مفتوح یا تای مفتوح بود واگر آن نون را حذف نمایند صیغۂ واحد غائب ماضی مطلق مثبت معروف بعینہ باقی ماند وآن بردو قسم است (۱) اصلی و (۲) جعلی اصلی آنست کہ بحسب اصل مفرد باشد مانند (آمدن) و(رفتن) و (آوردن) ولاندوختن) وجعلی آنکہ مرکب

بود یعنی ساخته شده باشد بالحاق یای معروف و دال مفتوح و نون ساکن بمصدر عربی مثل (شمیدن) و (فهمیدن) یا باسم جامد فارسی مانند (پندیدن) و (خوابیدن) یا بامر مخاطب معروف از مصدر اصلی مثل (پنداریدن) و (کاهیدن) و یا تبرکیب دو لفظ که اول اسم جامد بود و یا اسم مفعول و ثانی مصدر اصلی مانند (نگه داشتن) و (کشته شدن) و ازین قبیل است (بر آمدن) و (فرو رفتن) و (ترسانیدن) و نحو ها و آن مصادر جعلی که از صیغه های امر مخاطب حاصل گردند اکثر مترادف مصادر ماخذ خود ها می باشد چنانکه (افروزیدن) و (افروختن) و (پنداریدن) و (پنداشتن) و (تابیدن) و (تافتن) و (جوئیدن) و (جستن) و (رهیدن) و (رستن) و (کاهیدن) و (کاستن) و (گردیدن) و (گشتن) و فرماید که شاید که دو (انباردن) بمعنی (انباشتن) و (گذاردن) بمعنی (گذاشتن) یا را حذف کرده اند و نیز فرماید که همچنان بعض مصادر اصلی نیز مترادف هستند چنانکه (آلودن) و (آغشتن) بمعنی (ملوث شدن) و (افراختن) و (افراشتن) بمعنی بلند ساختن و (گسستن) و (گسیختن) بمعنی بریدن (الخ) **مؤلف** عرض کند که (اسم مصدر) به کسر میم اول دو معنی دارد (۱) باضافت توصیفی اسمی که مصدر صفت اوست و (۲) باضافت اسم بسوی مصدر اسمی که از و مصدر ساخته شود بزیادت علامت مصدر که بالا مذکور شد پس قسم دوم بخیال ما اسم جامد است که از و مصدر ساختند همچون (پند) که در فارسی زبان بمعنی نصیحت است و اسم جامد و (پندیدن) مصدر آن و (خواب) بمعنی نوم است و اسم جامد و (خوابیدن) مصدرش آنچه صاحب تحقیق و مقتنین فرس این قسم مصادر را جعلی نام نهاده اند بر خلاف خیال ماست که هیچ جعل درین نیست و خلاف اصل نباشد و آنچه در مصادر جعلی لغت عرب را

مخصوص کرده اند به سند (شمیدن) و (فهمیدن)
درست نباشد که بسیاری از مصادر فرس وضع
شده است از لغات غیر زبان فرس و عرب هم
مثلاً (اشهیدن) بمعنی ستیزه کردن که از لغت
سنسکرت (اشهی) ساخته شد و بعض مصادر از
لغت ترکی ساخته شده که ذکر آن در همین کتاب
بجای خودش موجود پس فرق مصدر اصلی و جعلی
همین قدر کافی است که مصدر اصلی ساخته شود
از اسم جامد زبان فرس و مصدر جعلی وضع شود از
لغات غیر زبان فرس و آنکه صاحب تحقیق یای
معروف را علامت و خصوصیت مصدر جعلی قرار
داده هم بخیال ما درست نباشد که یای تحتانی
در بعض لغات بقاعده تبدیل بیاید و در بعض
جاها بسبیل زیادت بخیال ما یای تحتانی در
(پندیدن) زائده است محض برای دفع ثقالت
(پندیدن) بوجه اجتماع دو دال بخواندن آسان
شود پس بقاعده خود یای زائد میان دو دال آورده اند

و آنچه محققین فرس (آمدن) و (رفتن) و (آوردن)
و (اندوختن) را مصدر اصلی گیرند و خیال کنند که
همچو اسم جامد این اسم هم از کلمه ساخته نه شده
بمعنی مصدری اصل لغت است و از اقسام
ثلاثه اسم باشد که بر لفظ اسم گذشت - درست
نیست زیرا که بتحقیق ما بر لفظ (آمد) و (آورد)
دال مهمله و نون علامت مصدر آورده (آمدن)
و (آوردن) کردند و بر لفظ (رفت) و (اندوخت)
علامت مصدر (تن) آورده (رفتن) و (اندوختن)
ساختند و از دو دال و تای مکرر یکی حذف شده
(آمدن و آوردن و رفتن و اندوختن) شد و در این
هر چهار مصدر اسم جامد بمعنی اسمی موجود است که
بحث کامل آن بجایش کنیم و همین کیفیت است
هر مصدر فارسی را که یا اینکه ساخته شد از اسم
جامد زبان فرس یا وضع شد از اسم جامد السنهٔ غیر
فرس - پس اول الذکر را مصدر اصلی و آخر الذکر
را مصدر جعلی گفتن باعتبار اصلیت زبان فارسی

و اضافهٔ اسم از زبان غیر عیبی ندارد و آنچه مقننین فرس (نپداریدن) و (کاهیدن) را مصدر جعلی نام نهاده اند بوجه آنکه بخیال شان این هردو از امر حاضر معروف ساخته شد خطای فاش است که چنین نباشد زیرا که (نپدار) اسم جامد زبان فارسی است بمعنی فکر و خیال و (کاه) هم اسم جامد است بمعنی علف خشک پس این هردو مصدر وضع شد از همین هردو اسم جامد و آنچه مقننین نسبت مصادر (زنگه داشتن) و (برآمدن) و (فرو رفتن) می فرمایند که این هم مصدر ساخته شد از اسم جامد و مصدر اصلی هردو و علی هذا القیاس (کشته شدن) وضع شد از اسم مفعول و مصدر اصلی و این را هم مصدر جعلی نام نهند درست نباشد که بخیال ما این هرچهار مصدر مرکب است و اصلی است نه جعلی - حیف است که (ترسانیدن) را هم مصدر جعلی نام نهاده اند و نمیدانند که (ترس) اسم جامد فارسی است بمعنی خوف و بیم و بقاعده که در آخر همین بیان بقول

صاحب تحقیق القوانین می آید مصدر لازم را متعدی کرده اند بزیادت الف و نون و یای معروف با علامت مصدر (دن) بر اسم جامد نه بر امر مخاطب - پس (ترسانیدن) بزیادت یای معروف قبل علامت مصدر و (ترساندن) بدون زیادت یا بمعنی متعدی ترسیدن است و نمیدانیم که چرا این را لقب جعلی عنایت شد اگرچه لفظ (اصلی) و (جعلی) باعتبار خاص مستعمل شده است ولیکن آنانکه کار از اصول گیرند و از ماخذ هر لفظ خبر دارند تصفیه اختلاف ما با جمهور مقننین کنند و نه بینند که می گوید بلکه کار گیرند از چه می گوید و آنچه ذکر مرادفات چند از قبیل (افزدیدن) و (افروختن) و امثال آن خارج از بحث لبیان آمده است که بالاگذشت تصفیه حقیقت هریکی بجای خودش کنیم که این محل آن نیست و درینجا همین قدر کافی است که در (انباردن) و (انباشتن) و (گذاردن) و (گذاشتن) آنچه بشبه صاحب تحقیق یای تحتانی

حذف شده است نه چنین باشد بلکه در وضع
این مصادر ضرورت آوردن یای تحتانی نیفتاده
وغالباً با علامت مصدر (تن) یای تحتانی نیاید. ماحصله
هر قدر که بالا گذشت در آن اختلاف ما با متقدمین
فرس در لفظ اصلی وجعلی صرف اعتباری است و
اصطلاحاً نامی را قایم کردن باختیار ایشان است
وباختیار ما هم ولیکن اختلافی که مابین ما و متقدمین فرس
در وضع مصدر واقع شده است که بقول شان بعض
مصادر هیچ اسم جامد سماعی است وبقول ما همه مصادر
قیاسی وهم وضع آن از اسم جامد. البته
این چیزی است بسیار دقیق که بر هر یک مصدر وجود
اسم جامد را ثابت کردن بر ذمهٔ ماست و ما در مصادر دیگر
درین کتاب گذشت لزوم آن نکرده ایم ازینکه
این بحث پیش نظر نبود البته در مصادر یکه می آید
بر هر یک مصدر سعی کنیم السعی منّی والاتمام من الله
تعالی واگر در مصدری خاص قاصر مانیم نقص تلاش
ما و عدم کفاف ذخیرهٔ لغت پیش نباشد واین معذرت

مبنی بر احتیاط است وبس زیرا که هندنژادیم واز
اهل زبان نبوده ایم ومهما امکن جگر کاوی ها می کنیم
واز تحقیق ماخذ هر یک لفظ که در موضوع این کتاب
داخل است توقع داریم که خیال ما بر هر مصدر
درست برآید من الله التوفیق وبدیده از سته التحقیق
صاحب تحقیق القوانین فرماید که چون خواهند که
مصدر لازم را متعدی بیک مفعول ومصدر متعدی
را متعدی بدو مفعول ومصدر متعدی به دو مفعول
را متعدی به سه مفعول گردانند الف ونون ویای
معروف را بالفظ (دن) لصیغهٔ واحد امر مخاطب
آن ملحق سازند چنانکه در (ترسانیدن) از (ترسیدن)
و (خورانیدن از خوردن) و (دهانیدن از دادن)
و بنای اینگونه مصادر بدون یا نیز جائز است
مانند (رساندن ونشاندن از رسیدن ونشستن)
مؤلف گوید که این قاعدهٔ کلیه حالا در محاوره
معاصرین متروک است و در کلام متقدمین هم خلاف
آن یافته شده وصراحت هر یکی بجای خودش در مصادر

بیاید و فرماید که بدستور اسم جامد چند مصادر اصلی هم مشترک اند بمعنی لازم و متعدی هر دو مثل (آزردن) بمعنی رنجیده شدن و رنجیده نمودن و (افروختن) بمعنی روشن شدن و روشن کردن و همچنین آموختن و زادن و سوختن و شکستن و بعضی بمعنی معروف مجهول مانند پاشیدن بمعنی ریختن و ریخته شدن و بعضی در معانی دیگر مثل (باختن) بمعنی بازی کردن و بخشیدن و خرج نمودن و (پرداختن) بمعنی متوجّه شدن و خالی ساختن و آراستن و فرماید که هر مصدر که برآورده شود ازان همه افعال و اسمای مشتقّه بر وفق قوانین مقرره آنرا (مصدر کامل التصریف) و (مصدر متصرّف) نامند مانند دویدن و رفتن و زدن و کشتن و هر مصدر که چنین نبود آن را (مصدر ناقص التصریف) و (مصدر مقتضب) گویند مثل خستن و سختن و سفتن و نهفتن مؤلّف گوید که صاحب بحر عجم در مقدمهٔ کتاب این را بر چهار قسم آورده (۱)

مصدر کامل التصریف و (۲) مصدر سالم التصریف و (۳) مصدر ناقص التصریف و (۴) مصدر متروک التصریف - کامل التصریف آنکه همه صیغه های آن که ماضی و مضارع و حال و مستقبل و اسم فاعل و اسم مفعول و امر و نهی باشد یافته شود و هم در کلام اهل لسان استعمال یابد چون از (آموختن) آموخت - آموزد - می آموزد خواهد آموخت - آموزنده - آموخته - آموز - میاموز - و سالم التصریف آنکه بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راه نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواهد بود چون از (آبادانیدن) آبادانید خواهد آبادانید - آبادانیده و صیغه های غیر سالم آن که مضارع و حال و اسم فاعل و امر و نهی باشد در استعمال اهل لسان نیامده و ناقص التصریف آنکه بعضی از صیغه های او مستعمل و بعضی متروک چون

(پندیدن) کہ صیغہ اسم فاعل و امر و نہی آن نیامده۔ و متروک التصریف آنکہ ہیچ یکی از صیغہ آن مستعمل نباشد چون (نزاختن) و (نبازیدن) مولف گوید کہ ما صراحت این بر ہر یک مصدر می کنیم۔ الحاصل بخیال ما (اسم مصدر) یعنی دوّم بیان کردۂ ما اسم جامد است و ورای (حاصل بالمصدر کہ بیانش بجای خودش آید) زیرا کہ اسم مصدر معنی اسم جامد دارد و حاصل بالمصدر شامل است بر معنی مصدری و در بعض مصادر۔ حاصل بالمصدر بصورت اسم مصدر ہم می آید و فرق مفاہیش بجای خودش بیان کنیم (اردو) (۱) مصدر۔ بقول آصفیہ (مذکر) وہ کلمہ جس سے افعال و صفات نکالین یا وہ کلمہ جس سے فعل اور صیغے مشتق ہون (۲) اسم مصدر (مذکر) فارسی مین وہ اسم جامد ہے جس پر علامت مصدر بڑھا کر مصدر بنایا جائے۔

اسم معرفہ (اصطلاح) مرکب اضافی است صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ معرفہ اسمی است کہ موضوع بود برای چیزی کہ نزدیک متکلم و مخاطب معہود و معیّن باشد و آن پنج قسم است اول ضمیر دوّم علم و سوم اسم اشارہ و از قبیل اسمای اشارہ یای موصول یعنی یای مجہول کہ باسم نکرہ لاحق شدہ مفید معنی آن و چنان باشد کہ ذکر کاملش بر یای موصول) بیاید چہارم اسم نکرۂ کہ مضاف شود بطرف ضمیر یا علم یا اسم اشارہ چنانکہ در لفظ (بندۂ من) و (پسر بہرام) و (اشتر آن) یا بسوی ملحق بہ یای موصول چنانکہ درین قول رفیع (ع)
چو شاخہای درختی کہ شد ز سرما خشک ٭ ز آہ سرد سرا گشتہ جملہ اعضا خشک ٭
پنجم اسم نکرہ کہ منادی باشد چنانکہ درین قول سعدی (ع)
ایدوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ٭
اینست اقسام معرفہ لیکن اعرف درین ہمہ مضمر است یعنی ضمیر متکلم و مخاطب و غائب بلحاظ ترتیب ذکر بعد ازان علم پس اسم اشارہ

پستر نکرهٔ منادی (اتا) اسم نکره که بطرف ضمیر یا علم
یا اسم اشاره یا بسوی یای ملحق به یای موصول مضاف
بود حکمش درین باب حکم مضاف الیه ویست۔
صاحب قواعد فارسی گوید که معرفه را (اسم ذات)
هم گویند۔ ما صراحت هر یکی از اقسام این بجایش
کنیم و هم او معهود ذهنی یا خارجی را هم بذیل اسم
معرفه آورده و باذکرش بر اسم کنایه کرده ایم۔
(اردو) معرفه۔ بقول صاحب قواعد فارسی اُسکو
اسم ذات کو کہتے ہین جو دلالت کرے شے معین پر
جیسے زید۔ عمرو۔ دہلی۔ کلکتہ۔ معرفہ کے کئی اقسام
ہین (۱) علم (۲) ضمیر (۳) اسم اشارہ (۴) اسم
موصول (۵) معہود ذہنی یا خارجی (۶) وہ اسم جو
مضاف ہو ان اقسام بالا کی طرف (۷) منادی

(۱۶۱۳)

(الف) **اسم مفعول** (اصطلاح) باضافت
توصیفی۔ بقول صاحب تحقیق القوانین اسمی است
از اقسام اسم مشتق که از گرفته شود از صیغهٔ واحد
غائب ماضی مطلق مثبت خواه معروف باشد خواه
مجهول بالحاق های مختفی و دلالت کند بر چیزی که
فعل واقع گردد بر آن مانند (آورده) و (کشته)
د (آورده شده) و (کشته شده) و بعضی مثالین
اولین را مخفف و مختصر ثانیین دانند پس نزد یکی
اینان اشتقاق آن از صیغهٔ واحد غائب ماضی
مطلق مجهول است وبس۔ صاحب قوانین دستگیری
فرماید که گاهی بنا بر کثرت استعمال های آخره ساقط
شود چون (سنگ سود) بمعنی سنگ سوده و (درد
آلود) بمعنی درد آلوده مؤلف گوید که مجهون
اسم فاعل ترکیبی

(۱۶۱۴)

(ب) **اسم مفعول ترکیبی** هم (بترکیب توصیفی)
باتصال اسمی قبل امر حاضر یا نهی وضع شود چنانکه
دستگیر بمعنی محبوس و عالم گیر بمعنی شائع شده۔ و
پائمال و پابند و (کس مخر) و (کس مپرس)
هم ازین قبیل است۔ صاحب قوانین دستگیری
فرماید که حروفیکه مفید معنی مفعولیت باشد چون به
اسمی آید مرکب آن افادهٔ معنی مفعولیت کند چنانکه

(حمایتی) و (عنایتی) بمعنی حمایت کردہ شدہ ۔ و عنایت کردہ شدہ و (نایاب) بمعنی نایافتہ شدہ و ما قاعدۂ تقدیم و تاخیر الفاظ و حروف را بر اسم فاعل ترکیبی بصراحت بیان کردہ ایم کہ گذشت و ہمہ اقسام کہ در آنجا گذشت شامل باشد بہ اسم مفعول ترکیبی ہم (اردو) (الف) اسم مفعول ۔ بقول صاحب قواعد فارسی اس اسم مشتق کو کہتے ہین جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل فاعل کا واقع ہو جیسے (مارا ہوا) اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر مارنے کا فعل واقع ہوا تھا ۔ اسی طرح (دیکھا ہوا) (سنا ہوا) (الخ) اردو مین اس کے بنانے کا قاعدہ عام یہ ہے کہ ماضی مطلق پر (ہوا) زیادہ کرین (ب) اسم مفعول ترکیبی جو فارسی مین مستعمل ہے اردو مین بھی اسکا استعمال ہے ۔

اسمند بقول برہان و سراج و ناصری و جامع بفتح اوّل و سکون ثانی و نون و دال ابجد نام قریہ ایست از قرای سمرقند ۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ این را بحذف الف (سمند) نیز خوانند و صاحب برہان بر (سمند) گوید کہ رنگی باشد بہ زردی مائل مر اسپ را و بمعنی تیر پیکان و نام قریۂ از قرای سمرقند مُولّف گوید کہ جا دارد کہ فارسیان این قریہ را بدین وجہ (اسمند) نام کردہ باشند کہ آب و ہوای این بجا اسپان مفید باشد کہ (اس) مخفف اسپ است و در زبان سنسکرت ہم بمعنی اسپ کہ ذکرش بر اسگند کردہ ایم و سمند مخفف این واللہ اعلم (اردو) اسمند فارسی مین سمرقند کے ایک قریہ کا نام ہے ۔ مذکر ۔

اسمندر بقول برہان و سراج و رشیدی بفتح اوّل بمعنی سمندر است و آن جانوریست کہ در آتش متکوّن می شود ۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ این را (سامندر) و (سامندل) و (ہمندر) و (سمندور) و (سمندل) و (سمندول) نیز گویند (شیخ عطار ؎) آتشی بر دست

دشمن در گرفت ٭ تا خلیلش طبع اسمندر گرفت ٭ وہم او بر (سامندر) نوشتہ کہ این جانور بہیئت موش باشد و از پوستش کلاہ سازند وچون چرکین شود در آتش اندازند تا چرک آن بسوزد و پاک گردد و گروہی برآنند کہ بصورت مرغی بود صاحب برہان بر لفظ (سمندول) فرماید کہ اصل این لغت (سام اندرون) بمعنی دراندرون آتش چہ سام بمعنی آتش باشد و بر (سام) فرماید کہ مرض (سرسام) مرکب ازہمین لغت است وصراحت مزید کند کہ جانوری در آتش متکون می شود و ورا (سام اندر) نام است و (سمندر) مخفف آن **مؤلف** عرض کند کہ ہمین است وجہ تسمیۂ این وحقیقت (سمندور) و (سمندل) و (سمندول) بجایش عرض کنیم- بالجملہ (سمندر) اصل است و (اسمندر) بزیادت الف وصلی در اولش (اردو) سمندر- بقول صاحب آصفیہ اسم مذکر- ایک آتشی چوہے کا نام جو آگ کے اندر پیدا ہوتا ہے- اور امیر لوگ اسکی کھال کی ٹوپیان بناتے ہین- جب اس کی ٹوپی میلی ہوجاتی ہے تو آگ مین ڈالنے سے اس کا تمام میل جل کر صاف نکل آتی ہے اور آگ اس مین مطلق اثر نہین کرتی- اس کی صورت گرگٹ سے بہت مشابہ ہے- آگ کے باہر نہین جی سکتا (ذوق سے) ترا مجنون لگنہ وشت مین آتش قدم گر ہو جلا دے زیر پا گر خار مژگان سمند رہو ٭

(۱۶۱۵) **اسم نکرہ** (اصطلاح) مرکب اضافی- بقول صاحب تحقیق القوانین نکرہ اسمی است کہ موضوع بود برای چیزی کہ نزد متکلم ومخاطب معہود ومعین نباشد مثل (مرد) و (زن) و (درخت) و (چمن) (اردو) بقول صاحب آصفیہ نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین شے کے واسطے وضع کیا گیا ہو **مؤلف** کہتا ہے کہ اردو مین بھی اسکو اسم نکرہ ہی کہتے ہین -

اسموسا بقول برہان وہفت واانند بفتح اوّل وسکون ثانی ومیم بواو رسیده وسین بی نقطه بالف کشیده - یونانی نوعی از مرد باشد و آن رستنی است که تخم آنرا بشیرازی مرو رشتک خوانند و باین معنی باشین نقطه دار هم آمده مؤلف گوید که مقصودش جزین نباشد که سین مهمله اول را بشین معجمه گرفته اند چنانکه خود او ذکر (اشموسا) بجایش کرده است که می آید - صاحب محیط بر (اسموسا) نوشته که اسم گزربری است و بر (اشموسا) بشین معجمه دوم گوید که نوعی از مرو است که کم بوتر است از سائر اقسام و ذکر (اسموشا) به سین مهمله دوم شین معجمه هیچ نکرد و بر (گزربری) فرماید که در بلاد قزوین آنرا (گزرا) و در بربری (سرغنت) و (سرغند) و (اسرغنت) و بیونانی (اسطافالیوس) و (اسموسا) و بسریانی (حراسیا) و بهندی (جنگلی گاجر) نامند - گرم در اوّل دوم و گویند در سوم وخشک در آخر اوّل و دوران حدت ولذع و تسخین بیّن و تلطیف و قدری تلخی است و در جمیع افعال سوای باه قوی تر از بستانی است بلکه در تقویت باه نیز و حمول آن منقّی رحم و مخرج جنین و مدر حیض و منافع بسیار دارد (الخ) ماذکر گزربر (اسطفین) هم کرده ایم - پس تسامح برهان و اهل تحقیق دیگر است که (اسموسا) را مرو گفته اند که (مرو) ورای گزربرّی است که بر (اشموسا) به شین معجمه دوم آید حیثیت کاملش بجایش کنیم (اردو) جنگلی گاجر - دیکھو (اسطفین) جس پر گاجر کا بیان ہے -

اسن بقول برہان وجهانگیری وناصری وجامع وانند وشمس بفتح اوّل وثانی وسکون نون (۱) جامه واثر و نه پوشیده را گویند و (۲) کالک را نیز که خربزهٔ نارسیده باشد و باین دو معنی باشین نقطه دار هم آمده چه در فارسی سین وشین بهم تبدیل می یابد - صاحب شمس فرماید که این لغت فارسی است - صاحب کنز گوید که در ترکی زبان بمعنی سلیم - صحیح - هاب - نافع - صاحب ساطع فرماید که

که در سنسکرت بفتحتین خورش و طعام و نباتی که خورش گرم پلیه باشد. و بقولش (اشن) به شین معجمه هم بمعنی خوراک و غذا آمده و بالضم گرم و حار و گرمی و حرارت نیز مؤلف گوید که بخیال ما حزین نباشد که این ماخوذ است از ترکی زبان که فارسیان این را برای خربزهٔ نارسیده استعمالش کردند که نقّاخ است و معنی اوّل مجاز آنست که جامهٔ واژونه پوشیده را هم مشابه خربزه گرفتند چراکه خطوط دوخت آن همچون خطوط خربزهٔ نمایان باشد و هیئت مجموعی آن هم بالیده و سخت (اردو) (۱) الٹا پہنا ہوا کپڑا (مذکر) (۲) کچّا خربزہ - مذکر -

اسناد بقول آصفی نسبت کردن حدیث بکسی و پناه به کسی بردن و پشت دادن بچیزی مؤلف گوید که این لغت عربست بقول منتخب پشت بچیزی دادن و تکیه نمودن چیزی به چیزی و پناه بکسی بردن و حاضر گردانیدن و نسبت کردن حدیث به کسی و بالفتح جمع (سند بفتحتین و سند چیزی که بآن تکیه کنند (انتهی) ما گوئیم که فارسیان این را بالفتح (۱) بمعنی جمع سند و بالکسر (۲) بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکّب سازند که در ملحقات می آید (اردو) (۱) اسناد مذکر - سند کی جمع - حجتین - دلیلین جیسے ”اسناد و امثال سے لغت کی شان بڑھجاتی ہے“ نیز وثیقے اور سارٹیفکٹ جیسے ”تم ایک عرضی کے ساتھ اپنے اسناد بھیجدو تو مین صاحب کے یہان پیش کردون“ (۲) استنا دکرنا کہ سکتے ہین - صاحب تذکیر و تانیث نے لفظ (استناد) پر فرمایا ہے مؤنث - دیکھو (استناد)

اسناد آوردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از ابوالفتح رونی

سند آورده (۵) آنی که زکر دار تو آرد گهر اسناد آنی که زگفتار تو سازد هنر امثال ما می گوئیم که در این

شعر لفظ (اسناد) را بالفتح و بالکسر هر دو توان خواند و جا دارد که (اسناد آوردن) را بالفتح بمعنی سند بیان آوردن گیریم و بالکسر بمعنی پناه بکسی بردن و تکیه نمودن هم (اردو) استناد کرنا۔ سند لانا۔ دیکھو استناد کردن۔

اسناد دادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و بر سند مخلص کاشی قانع (س) مدار باکرمش بیم از گنه مخلص ؛ دگر بنحوه نشتن اسناد این گناه مده ؛ مؤلف گوید که (اسناد دادن) درین شعر بمعنی مطلق نسبت کردن است (اردو) نسبت دینا۔ بقول آصفیہ تعلق ظاہر کرنا۔ نظیر دینا مطابقت ثابت کرنا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسکا ترجمہ منسوب کرنا بھی ہوسکتا ہے۔

اسناد کردن | (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کرده ام بسند والہ ہروی معنی این را بر ما می گذارد (س) کرده در نظر خویش ز استقبالش ؛ پستی فطرت و همت بفقیری اسناد ؛ مؤلف گوید که درین شعر اسناد کردن بمعنی منسوب کردن است (اردو) منسوب کرنا۔

اسنتان | بقول برہان بفتح اوّل و سکون ثانی و کسر نون و سین بی نقطہ ساکن و فوقانی بالف کشیده و بنون زده نام پدر زن وامق است و عاقبت او بر دست وامق کشته شد و باین معنی بکسر رابع و تشدید فوقانی هم آمده صاحبان جامع و هفت هم ذکر این کرده اند مؤلف گوید که معنی (اسن) بجایش ذکر کرده ایم و (ستان) در فارسی زبان بقول برہان۔ بر پشت خوابیدن و جای انبوهی و بسیاری چیزہا از قبیل گلستان و بمعنی بی صبری بی طاقت و مخفف آستان هم و بفتح اوّل ستاننده و امر هم مؤلف گوید که معنی فاعلی بدون ترکیب بالفظی دیگر نمی شود۔ پس اگر (اسن) را لغت سنسکرت بمعنی خورش و طعام گیریم معنی لفظی این ستاننده خورش و طعام است یعنی ظالمی که مخلوق را بی رزق کند بکثرت استعمال در اعراب صحیحه تصرف و تبدیل واقع شد۔ عجبی نیست که

ہمین باشد وجہ تسمیۂ این (اردو) اسنتان - ایک شخص کا نام ہے جو وامق کا خسر تھا جس کو وامق نے قتل کیا -

اسو | بقول برہان وہفت (۱) بفتح اوّل وضم ثانی وسکون واو بمعنی طرف وسو وجانب و (۲) بضم اوّل مخفف (اوسو) باشد کہ بمعنی ربودن و ربایندگی و ربایش است - خان آرزو بر معنی اوّل قانع - صاحبان ناصری وسروری وجہانگیری برای معنی اوّل از سوزنی سندی آوردہ اند کہ در ہجو مردی کہ بخر تشبیہ کردہ واز معنی دوّم ساکت (۵) خری کہ کاہ وجو او زبرگ تاک تلک ٭ مراغہ کردن وغلطیدنش اسو باسو ٭ بہ تحقیق ما این اسم جامد زبان فارسی است واصل این بدون الف (سو) باشد کہ می آید فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ (اسو) کردند ومعنی اوّل اصل است - حیف است کہ صاحب برہان برای معنی دوّم سندی مثالی نکرد ما بحث آن بر (اوسو) کنیم - وبہ تحقیق ما (۳) (اسو) بمعنی اسپ ہم باشد چنانکہ صراحت این بر (اسب) گذشت وصاحب ساطع فرماید کہ بزبان سنسکرت (اسو) بفتح اوّل وسوّم مذکر اسپ است واز ہمین است (اسوپت) بمعنی سوارپس فارسیان اسوار اکہ لغت سنسکرت است در فارسی زبان بمعنی اسپ ہم استعمال کردہ اند چنانکہ بر اسوار می آید (اردو) (۱) اسو بقول آصفیہ (اسم مونث) سمت - طرف - جانب - پہلو - جیسے یک سو وغیرہ (۲) دیکھو (اوسو) (۳) دیکھو اسب -

اسوار | بقول برہان وجامع بر وزن رہوار (۱) بمعنی سوار باشد کہ در مقابل پیادہ است و (۲) بزبان گیلانی (۲) جمعی باشد از لشکریان کہ اوّل مرتبہ تیری وچاقی ہمراہ دارند کہ بدان حرب کنند

(۱۶۱۶)

دربکلاه خود یکدیگر زنند و آن نوع حرب را اسوار
می گویند و (۳) نام شهریست از ولایت سعید
مصر که راه ولایت نوبه بر چهار فرسخی آن شهر
واقع است و کوهیست بر جنوب آن که از دامن
آن کوه رود نیل بر می آید - خان آرزو در سراج
بذکر معنی اوّل و دوم فرماید که این مرکّب است
از (اسو) که مبدل اسپ است یا بر عکس و الف
و رای نسبت مؤلّف گوید که مقصودش این باشد
که الف و رای مهمله بروزیاده کرده (اسوار) کردند
بمعنی کسی که منسوب به اسپ است یعنی سوارش
و بخیال ما جا دارد که اصل این (اسوآر) گیریم بمعنی
آرندهٔ اسپ - اسم فاعل ترکیبی - کنایه از سوار اسپ
صاحب ناصری نسبت معنی دوم صراحت کند
که این نوع حرب را (اسوار) می گویند و در بیان
که (۴) اسوار نام مردیست از ملوک گیلان که
پدرش شیرویه نام داشت و پسرش را (مرداویج)
می گفتند یعنی (مرد آویز) و آن (با سفار) مشهور شد

(الخ) مؤلّف گوید که مقصودش جز این نباشد
که (سوار) بمعنی چهارم مبدّل (اسفار) است فا به واو
بدل شده باشد همچون (فرخج) و (ورخج) که بقول
صاحب سراج بمعنی زبون آمده پس سوار که بدون
الف می آید بمعنی اوّل مخفف (اسوار) باشد -
و معنی دوم و سوم و چهارم مجاز آن به تعلّق
لفظ اسپ در آن یعنی جماعت لشکریان هم سوار
اسپ باشد و در شهر معلوم هم کثرت اسپان بود
و ملک گیلان را هم نظر به شجاعتش اسپ سوار نام
نهاده باشند که دائماً مستعد پیکار باشد دیگر هیچ
(اردو) (۱) سوار - بقول آصفیہ (فارسی) اسم
مذکّر - پیادہ کا نقیض - راکب - گھوڑ چڑھا -
امیر نے لفظ (سوار) پر لکھا ہے کہ (سوار) اسی کا
مخفف ہے (قلق ۵) رفقا میں بھی پڑ گئی
ہلچل ⁂ جا لگے اسوار چونک اٹھے پیدل ⁂ (ہجر
۵) ہمعنان از دست رفتہ ہیں بزنگ موج
گل ⁂ وہ یسان بو ہوا کے گھوڑے پہ اسوار ہیں ⁂

(۲) اسوار فارسی مین ایک لڑائی کا نام ہے جو لشکریون کی ایک جماعت تیر اور گرز سے بایکدیگر خود دون پر ضرب لگاتی ہے (۳) اسوار ایک شہر کا نام ہے جو ولایت سعید مصر مین واقع ہے (مذکر) (۴) اسوار ملوک گیلان سے ایک بادشاہ کا نام ہے۔ (مذکر)

اسوبار بقول برہان و ناصری و انند بفتح اول و بای ابجد بالف کشیدہ بروزن نمودار بلغت ژند و پاژند بمعنی سوار است کہ در مقابل پیادہ باشد۔ صاحب جہانگیری ہم در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ حالا در روزمرۂ معاصرین عجم متروک است معلوم می شود کہ فارسیان زمانۂ قدیم (اسب) را (اسوب) ہم می گفتند بزیادت واو زائد ہمچون (افتادن) و (اوفتادن) و (مغل) و (مغول) پس اندرین صورت ترکیب (اسوبار) از قبیل (اسوار) باشد۔ یا اینکہ (اسو) مبدل و بمعنی اسپ کہ ذکرش بجایش گذشت و (بار) بمعنی آنچہ بر پشت توان برداشت (کذا فی البرہان) پس این قلب اضافت (بار اسو) باشد بمعنی بار پشت اسپ و کنایہ از سوار (اردو) دیکھو اسوار کی پہلی معنی

اسودِ سالخ (اصطلاح) صاحب برہان گوید کہ بفتح اول و واو و کسرۂ دال ابجد و سین بی نقطہ بالف کشیدہ و لام مکسور بخای نقطہ دار زدہ لغتی است عربی و معنی آن حیۃ الاسود است کہ بفارسی (مار سیاہ) گویند و نوعی از مار است و او را اسالخ از ان جہت گویند کہ در سالی چندین مرتبہ پوست می افگند و ہر حیوانی را کہ بگزد در ساعت ہلاک شود مؤلف خیال کند کہ اگرچہ ہر دو الفاظ این مرکب عربی است ولیکن فارسیان استعمال این بترکیب اضافی کردہ اند کہ از مجرد مار سیاہ تعریف وصفش ظاہر نمیشود (اردو) اسود سالخ کا لفظی ترجمہ کالا پوست اتارنے والا۔ یہ ایک

قسم کا سانپ ہے جو سال مین کئی دفعہ اپنا پوست اتارتا ہے۔ اس کا کاٹا ہوا جانبر نہین ہوتا (مذکر) دکن مین اسکو کینچلی جھاڑنے والا کالا ناگ کہتے ہین۔

اسود و احمر (اصطلاح) بقول بحر و واقف اشارہ بملک حبش و روم دبقول بعضی عرب و عجم صاحب غیاث فرماید کہ این کنایہ باشد محققی دیگر ذکر این نکرد وحیف است کہ سند استعمال پیش نشد و وجہ تسمیہ جزین نباشد کہ از اسود۔ بلحاظ سیاہی رنگ حبشیان حبش مراد گرفتہ اند و از احمر ملک روم کہ رومیان سرخ وسپید می باشند البتہ برای عرب و عجم این الفاظ مناسبتی ندارد کہ در اسود نہ عرب داخل است و نہ عجم اگر از (اسود و احمر) بحر اسود و بحر احمر گیریم درین صورت بلحاظ مقبوضات وجغرافیۂ زمانۂ حال بحر اسود و بحر احمر را با عرب و عجم تعلقی نیست و باشد کہ در زمانہ سلف باشد وجا دارد کہ در زمانۂ پیشین رنگ نشان عجم سیاہ باشد و رنگ نشان عرب سرخ یا بالعکس آن ہمین وجہ فارسیان عرب و عجم را اسود و احمر گفتہ باشند باتی حال حالا بزبان معاصرین متروک است (اردو) فارسیون نے حبش اور روم یا عرب و عجم کو اسود و احمر کہا ہے

اسورہ بقول برہان با رای قرشت وحرکت نامعلوم بلغت ژند و پاژند بمعنی پریروز است کہ روز پیش دیروز باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر این کردہ از حلیۂ لفظ ساکت وصاحب ناصری و انند ہم ہمزبانش مؤلف گوید کہ بقول منتخب در عربی زبان سورہ بالضم وسکون ہمزہ بمعنی پس خوردہ وپس ماندہ آمدہ عجبی نیست کہ فارسیان قدیم برہمین لغت عرب الف وصلی زیادہ کردہ مفرس و بمعنی پریروز استعمال کردہ باشند کہ روز پس ماندہ است وحالا در روزمرۂ عجم متروک (اردو) پرسون۔ بقول آصفیہ ہندی پریروز۔ کل سے پہلے کا دن۔

اسیا بقول برہان و ناصری و جامع بفتح اوّل و سکون ثانی تحتانی بالف کشیدہ بمعنی (سیاہ) است کہ در مقابل سفید باشد و بلغت زند و پازند (۲) بمعنی سینہ کہ بعربی صدر خوانند صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر معنی دوم کردہ و صاحب بول چال فرماید کہ (۳) معاصرین عجم (ایشیا) را (اسیا) گویند مؤلف گوید کہ اصل این بمعنی اوّل سیاہ باشد کہ فارسیان الف وصلی در اوّلش آوردند و ہای ہوز آخرہ حذف کردند ہمچون (گیاہ) و (گیا) می بایست کہ این را بکسر اوّل خوانیم کہ سین مہملہ در (سیاہ) مکسور است و حالا در روزمرۂ معاصرین با الف وصلی متروک باشد و بحذف ہای ہوز مستعمل و جا دارد کہ اصل این (سیام) لغت سنسکرت باشد کہ بقول صاحب ساطع بفتح اوّل بمعنی سیاہ آمدہ الف وصلی در اوّلش آوردند و میم آخر را حذف کردند ازینجاست کہ فارسیان (اسیا) را بالفتح گیرند نسبت معنی دوم عرض می شود کہ عجبی نیست فارسیان (سینہ) از ہمین لغت ژند و پاژند ساختہ باشند کہ الف اوّل را حذف کردند ہمچون (اشتر) و (شتر) و الف آخر را بہ ہای ہوز بدل ساختند ہمچون (یاسا) و (یاسہ) و نون زائد بعد یای تحتانی زیادہ کردند کہ زیادت نون در قواعد فارسی یافتہ می شود ہمچون (گذارش) و (گذارنش) و جا دارد کہ (اسیا) بمعنی دوم مخفف و مزید علیہ (سینا) باشد کہ بقول برہان (سینا) بلغت ژند و پاژند بمعنی صدر آمدہ الف وصلی در اوّلش زیادہ شد و نون را حذف کردند نسبت معنی سوم عرض کنیم کہ مفرس است از (ایشیا) کہ لغت انگلیسی زبان و بقول امیر حصّۂ شرقی دنیای قدیم کہ کلاں تر از ہر یک بر اعظم باعتبار وسعت و آبادیست (اردو) (۱) سیاہ - بقول آصفیہ - کالا - اس کا ہندی ترجمہ سیام (۲) سینہ - بقول آصفیہ - (مذکر) فارسی - چھاتی - صدر - انسان کا وہ حصّہ

جس میں چوپایاں ہوتی ہیں اور حیوانات کا اگلا دھڑ جس میں دونوں دستیں ہوتی ہیں (۳) ایشیا بقول آصفیہ پانچ بر اعظموں میں سے ایک بر اعظم کا نام - ایش سے مشتق ہے جس کے معنی مشرقی اور گرم ملک کے ہیں و بقول امیر پرانی دنیا کا شرقی حصہ جو روے زمین کے ہر ایک بر اعظم سے باعتبار وسعت و آبادی بڑا ہے -

(الف) **اسیاب بادی** استعمال - بقول صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار آسیائی را گویند کہ بزور باد گردد و -- (ب) **اسیاب بخار** آسیائی را نامند کہ بزور دخان دور زند مؤلف گوید کہ جزو اول این ہر دو مرکبات ہمان (آسیاب) است کہ در ممدودہ گذشت یعنی آسیای آب مایر لفظ (آس) و (آسیا) و (آسیاب) بحثی از ما خدش کردہ ایم چنانکہ خیال اہل تحقیق سلف است و اتفاق بر این است کہ (آسیاب) مرکب از (آس و آب) باشد و مخصوص برای آسی کہ بزور آب گردد ولیکن فارسیان مطلق آسیا را کہ بزور دست گردد و (دست آسیا) نام دارد مجازاً (آسیاب) ہم گفتہ اند آگرچہ آب را در و دخلی نباشد و معاصرین عجم در ینجا ممدودہ را مقصورہ کردہ (اسیاب) ہم بہمان معنی مجازی گرفتہ اند و اضافت آن بسوی باد و بخار کردہ (الف) آسی را نام کردند کہ بزور باد گردد و ہیچ تعلق با آب ندارد و (ب) آسی را گفتند کہ بزور بخار دور زند البتہ آب را درین دخل است اگرچہ (الف) مرکب توصیفی و (ب) مرکب اضافی است ولیکن در روزمرۂ فرس بفک اضافت خوانند (اردو) (۱) پون چکی - یعنی وہ چکی جو ہوا سے پھرے - ہوا کی چکی (۲) دخانی چکی - مونث جو بخار کے زور سے چکر لگائے - اگرچہ محققین اردو نے اسکا ذکر نہین کیا ہے لیکن صاحب آصفیہ نے دخانی پر لکھا ہے کہ وہ چیز

جو بھاپ یا دھوئین کے زور سے چلے جیسے دخانی
جہاز یا کل وغیرہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ ایسے جہاز
کا نام بخاری جہاز ہونا چاہیئے تھا لیکن اس لحاظ
سے کہ پانی آگ کے ذریعہ گرم کیا جاتا ہے اور بخار
گرم پانی سے پیدا ہوتا ہے اور آگ سے دھوان
بھی نکلتا رہتا ہے - عام لوگون نے اسٹیمر کا نام
دخانی جہاز رکھدیا اور فاضل مؤلف فرہنگ آصفیہ
نے بھی لفظ (دخانی) کی تعریف مین یہ احتیاط ضرور کی
کہ ذریعۂ سیر مین دھوین کو داخل کر دیا آپکا خیال مبارک
شاید یہ ہو کہ صرف دھوین سے چلنے والا کوئی جہاز
یا کوئی کل بھی بنی ہو اس تعریف کے عوض
اگر یون کہا جاتا کہ (دخانی) وہ چیز ہے جو بھاپ
کے زور سے چلے اور جس سے دھوان بھی نکلتا ہو
تو من وجہٖ بہتر ہوتا -

اسیر | بقول آصفی بمعنی بندی - بہار گوید کہ محبوس و اساری جمع آن فارسیان بمعنی مصدری
ہم استعمال کردہ اند و دور نیست کہ بدین معنی نیز عربی باشد چراکہ فعیل نیز از اوزان مصدر است
چون نعیم بمعنی نعمت - صاحب انند صراحت کند کہ این لغت عرب است و صاحب منتخب کہ
محقق عربی زبان است ہمزبانش مؤلف گوید کہ فارسیان استعمال این بمعنی مصدر با مصادر فرس
ہم کردہ اند کہ در ملحقات می آید ظہوری این را بمعنی اول الذکر استعمال کردہ (ف) دہا اسیر
آہو صیاد گیر تست ؎ آزاد کیست آنکہ بصد جان اسیر تست ؎ ملا عبداللہ ہاتفی بمعنی مصدری آوردہ
(ف) متاع کسان بعد قتل و اسیر ؎ ببردیم از بوریا تا حریر ؎ (اردو) اسیر - بقول امیر (عربی)
قیدی (امیر ف) ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ؎ اسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے ؎
اسیر کرنا بمعنی قید کرنا - پھنسانا -

اسیر آوردن | استعمال بمعنی اسیر کردن است چنانکہ ظہوری گوید (ف) ہمہ شیر افگنان آہو حرم

ترک حشمت اسیری آرد ؎ (اردو) اسیر کرنا۔
بقول اسیر۔ قید کرنا (آتش ؎) اے بت اسیر
عشق نہ کر زاہد ونکو تو ؎ قید نماز ہی انہیں قید
شدید ہے ؎

اسیر افتادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ از معنی ساکت و از شفائی اصفہانی سند
آرد (؎) دل کہ در چاہ زنخدانت اسیر افتادہ
است ؎ تاری از زلفت اگر دستم دہی بالا کشم ؎
مؤلف گوید کہ بمعنی اسیر شدن است (اردو)
اسیر ہونا۔ دیکھو لفظ اسیر جس پر اسکی مثال ہے۔

(۱۲۱۴)
اسیران | جمع اسیر است بقاعدۂ فارسی
چنانکہ ظہوری گوید (؎) شگون دیگر و فال
دگر باشد اسیران را ؎ کشاد کار ما در عقدہای
نگاری منیم ؎ (اردو) اسیروں۔ جیسے " اس زلف
کے اسیروں میں ہم بھی شریک ہیں " اسیر۔

اسیران خاک | اصطلاح۔ ترکیب اضافی
بقول صاحب بحر عجم (۱) تن پروران و (۲)
مردگان۔ صاحبان ہفت و انند و شمس ہم ذکر این
کردہ اند۔ حیف است کہ سندی پیش نشد مؤلف
گوید کہ این کنایہ باشد و در معنی اوّل۔ خاک استعارہ
از دنیاست کہ تن پروران دلدادۂ دنیا و سفلیہ
اند بستش (اردو) (۱) تن پرور۔ بقول آصفیہ
شکم بندہ۔ خود غرض۔ آرام طلب۔ اسکی جمع واو
اور نون سے آتی ہے جیسے " تن پروروں میں
اونکا بھی شمار ہے "۔ (۲) مردے۔ مذکر۔

(۱۲۱۵)
اسیر بردن | استعمال۔ یعنی بحالت قید بردن
و بہ بند اندر آوردن۔ چنانکہ انوری گوید (؎)
دوش زندانبان قہرت راہمی دیدم بخواب ؎
مرگ را دستار در گردن ہمی بردی اسیر (اردو)
قید کرکے لیجانا۔ اسیر کرنا۔

اسیر بودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی مقید بودن است و در بند افتادن
(لسانی شیرازی ؎) بودہ ام در کنج تنہائی بدرد
دل اسیر ؎ تا نہ پنداری کہ بیدردانہ صحبت کردہ ام ؎

(اردو) اسیر ہونا - دیکھو لفظ اسیر -

(الف) اسیر جای (اصطلاح) بقول صاحب

(ب) اسیر خانہ بحر عجم بمعنی زندان خانہ

بہار و وارستہ ہم ذکر این کردہ (حیاتی گیلانی الف

ے) نگار خانہ چین است آن نہ زلف و رخ است

اسیر جای دلست این نہ طرۂ گیسوست ؛ (محتشم

کاشی ب ے) تا در اسیر خانہ آن زلف بود غیر؛

من در شکنجہ بودم و او در عذاب بود ؛ مؤلف

گوید کہ قلب اضافت است و اسیر در اینجا بمعنی مصدر

اولی (اردو) (الف) و (ب) قید خانہ بقول

آصفیہ (اسم مذکر) فارسی جیل خانہ - محبس - زندان

بندی خانہ - قیدیوں کے رہنے کا مکان -

اسیر داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر

این کردہ است بمعنی مقید داشتن و در بند افگندن

چنانکہ شاپور طہرانی گوید (ے) تا دگر زلف

پریشانش کرا دارد اسیر ؛ دور از ان جعد پیا دمی ننیم

پریشان خوابہا ؛ (اردو) قید رکھنا -

اسیر ساختن استعمال - مرادف اسیر

کردن و در بند افگندن - صاحب آصفی ذکر

این کردہ (ظہوری ے) بغم سازدم لغزش

پا اسیر ؛ نباشد اگر بخشش دستگیر ؛ (اردو)

اسیر کرنا - دیکھو اسیر آوردن ؛

اسیر شدن استعمال - بہ بند افتادن و

گرفتار شدن است صاحب آصفی ذکر این کردہ

(شانی مشہدی ے) اگر فرشتہ بکویش گذر کند

شانی ؛ اسیر قامت آن سرو سایہ رست شود ؛

(انوری ے) مرا محنت ہجران فتاد کار آخر ؛

اسیر محنت ہجران شدم در آخر کار ؛ (اردو)

اسیر ہونا -

(الف) اسیر طبع (اصطلاح)

(ب) اسیر طبع مخالف بقول صاحبان

بحر عجم و ضمیمہ برہان و شمس گرفتار نفس امارہ صاحب

انند بحوالہ فرہنگ فرنگ ذکر الف کند و صاحب

مؤید ذکر (ب) حیف است کہ سندی پیش نشد ہر دو

مرکب اضافی است (اردو) نفس امارہ کا اسیر صاحب آصفیہ نے نفس پرست پر لکھا ہے شہوت پرست نفس پرور

اسیرک بقول برہان دانہ وہفت باء ای فرشت بروزن کنیزک بیارۂ خربزہ - گویند خان آرزو در سراج گوید کہ ساق خربزہ را نام است صاحب جامع فرماید کہ بیارۂ خربزہ باشد کہ ساق بوتۂ خربزہ بود - صاحب برہان بر بیارہ گفتہ کہ ہر درختی را کہ ساق آن افراشتہ نبود ہمچو درخت خربزہ و ہندوانہ وخیار وکدو و مانند آن - آنرا بیارہ گویند مؤلف عرض کند کہ عجبی نیست کہ فارسیان این را از لغت (سیر) وضع کردہ باشند کہ بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت بکسر اول بمعنی تری و کشاورزی است و بقول برہان در فارسی گیاہی کہ در آب پای استادہ رویدہ فارسیان در اول لغت سنسکرت الف وصلی و در آخرش کاف تصغیر درآوردہ (اسیرک) بیارۂ خربزہ را نام نہادہ باشند کہ کہ زراعت صغیر است وجا دارد کہ (اسیر) درین لفظ معنی بندی باشد بیادت کاف تصغیر کہ بیارہ ہم باسلاسل مشابہ است واللہ اعلم (اردو) خربزہ کی بیل - مؤنث -

اسیر کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از غنی کشمیری سند آوردہ و عرفی ہم استعمال این کردہ است بمعنی مقید کردن و در بند افگندن عرفی ؎ ذوق غزل بمہر تا نم اسیر کرد ٭ آسیب آن فراغتم اندماہ مہرداد ٭ (اردو) اسیر کرنا - دیکھو اسیر آوردن -

ذکر این کردہ است مرادف اسیر شدن باشد کہ گذشت (نصیر ہمدانی ؎) اسیر عارض خورشید پروری گردم ٭ کہ توبہ داد ز عشق ہلیل شعری را ٭ (ظہوری ؎) دشمن نغلط اسیر گردیدہ ٭ بندش کشا کہ بیگناہ است ٭ سند اول را متعلق بہ (اسیر گشتن) ہم توان گرفت - برخلاف سند دوم کہ مخصوص است بہ

اسیر گردیدن استعمال - صاحب آصفی (اسیر گردیدن) (اردو) اسیر ہونا - دیکھو اسیر شدن

اسیر گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی اسیر کردن است یعنی بہ بند افگندن (سعدی شیرازی ؎) نکونام راکس نگیرد اسیر ؛ بترس از خدا و مترس از امیر ؛ - (اردو) اسیر کرنا - دیکھو اسیر کردن -

اسیر گشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از فغانی شیرازی سند آوردہ (؎) دل اسیر خون سالی گشت و این چرخ کبود ؛ پیری می سازد مرا جوان او جوانی می شود ؛ مؤلف گوید کہ مرادف اسیر گردیدن است کہ گذشت (اردو) دیکھو اسیر گردیدن -

اسیر گیر | اصطلاح - صاحب آنند بحوالہ فرہنگ فرنگ گوید کہ آنکہ بردہ فروشی کند - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بظاہر این اسم فاعل ترکیبی است از (اسیر گرفتن) کہ گذشت بمعنی اسیر کنندہ و باشد کہ فارسیان بردہ فروش را کنایتہ گفتہ باشند کہ او ہم برای مقاصد خود مردم دشتی را اسیر کند حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) بردہ فروش اوس شخص کو کہ سکتے ہین جو بردہ فروشی کرتا ہے صاحب آصفیہ نے بردہ فروشی پر فرمایا ہے کہ غلام کی تجارت - غلام فروشی ایک مشہور شعر ہے (؎) بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی ؛ بیچ ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہو وے ؛

اسیرم آب | بقول برہان بفتح اول و رابع و سکون میم دارو ی چندیست کہ اطبا در آب جوشانند و بدن بیمار را در آن شویند و آن را بالعربی نطول خوانند وظاہر این لغت بالغت اسپرم آب کہ قبل ازین مذکور شد تصحیف خوانی شدہ واللہ اعلم - خان آرزو در سراج فرماید کہ بہ تحتانی در برہان بمعنی نطول آوردہ و این تصحیف است صحیح آن اسپرم آب بیای فارسی باشد چنانکہ بجایش ذکر شد - صاحب جامع فرماید کہ این مرادف (اسپرم آب) است کہ بہ بای فارسی گذشت مؤلف عرض کند کہ ما صراحت ماخذ (اسپرم آب) ہمہ را آنجا کردہ ایم - آنانکہ از ماخذش خبردار ند - بی ساختہ گویند کہ درین لغت یای

تحتانی بعوض بای فارسی گرفتن تحریف یا غلطی کتابت است و آنانکه از قواعد تبدیل حروف آگاه باشند این خیال را تسلیم کنند که تبدیل بای فارسی با یای تحتانی در فارسی نیامده و از نظر ما ہم نگذشت (اردو) دیکھو اسیرم آب۔

اسیر ماندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از خسرو دہلوی سند آورده (ع) مانده پیاپی بہ کشاکش اسیر ؂ وامده از کشمکش اندر نفیر ؂ مؤلف گوید کہ اسیر ماندن بمعنی در حالت حبس آمدن و بودن است (اردو) اسیر رہنا۔ قید رہنا حالت قید مین آجانا۔

اسیرمی بیای دوم مجہول یعنی بزیادت کلمہ (می) بعد لفظ اسیر بقول بہار بمعنی اسیر بودمی چنانکہ میر خسرو گوید (ع) ای بکمند زلف تو گر نہ چنین اسیرمی ؂ کی زکمان ابروت خستہ زخم تیرمی ؂ ہم او فرماید کہ (بی نظیرمی) ہم برین قیاس است کہ درہمین غزل واقع۔ صاحب انند نقلش برداشتہ و دیگر کسی از محققین فرس این را نہ نگاشتہ مؤلف گوید کہ بخیال ما یای مجہول در (اسیرمی) و (تیرمی) زاید است و بس و ہیچ ضرورت ندارد کہ (بود) را در ہر دو مصرع محذوف گیریم و این لغت مرکّب درخور آن نبود کہ بطور مستقل بیانش کنیم (اردو) مین اسیر ہون۔

اسینوب صاحب محیط بحر التیمی گفتہ کہ اسم فارسی و فرماید کہ دیاسقوریدوس غفلت ازان نموده ذکر آن نکرده و آن شجری است ثمر آن مرکّب القوی از قوتہا و قریب الطبع از تمنج و پوست آن گرم و مجفّف۔ اگر از آب ترش آن یک رطل بگیرند و ہموزن آن شکر اضافہ کرده بقوام شربت آرند صاحبان امراض گرم را موافق باشد و چون از گل آن روغن بسازند خدر را مفید بود و حمول آن صلابات رحم را تحلیل نماید و چون قطع کرده و خشک نموده بسایند و بعسل کف گرفتہ بشتند تریاق برای سموم باشد

وچون از ریشۂ بیخ آن دو درم سودہ بآب بخورند گزیدگی عقرب را نافع (انتہی) مؤلف گوید کہ صاحب محیط برخلاف شعار خود اسم این در السنۂ غیرہ نوشتہ ونہ از وجہ تسمیۂ این اشارہ کردہ ونہ از حلیۂ شجرش خبری دادہ ما از تحقیق مزید این قاصریم (اردو) ایک درخت کا نام فارسی مین اسینوب ہے جو بقول صاحب محیط اوسکا ثمر مرکب القوی ہے اور بلحاظ طبیعت قریب قریب ترنج اور اوس کے پوست کے ہے یعنی گرم اور مجفف - افسوس ہے کہ ہم اسکا نام اردو یا اور کسی زبان مین دریافت نکر سکے -

اسیوس | بقول برہان وانند بفتح اول وسکون ثانی وتحتانی مضموم بہ واو وسین بی نقطہ زدہ (۱) بیونانی نمک چینی را گویند کہ شورہ باشد وباروت را از ان سازند ودر ہندوستان بدان آب سرد کنند وبعضی گویند (۲) سنگی باشد بغایت سست وبہ زردی مائل وچون نزدیک زبان آورند زبان را بگزد واگر آن را با آرد باقلا برنقرس ضماد کنند نافع باشد - صاحب ناصری بذکر معنی اول فرماید کہ در فرہنگہا نیافتیم - صاحب محیط گوید کہ این ہمان است کہ در ممدودہ گذشت ویعنی (آسیوس) گوید کہ اسم یونانی است ومعنی آن رخو یعنی سست وآن بقول شیخ الرئیس سنگی است کہ بر آن نمک مسمی بزہرۂ اسیوس پیدا می شود وشاید کہ تولد این نمک از نداوت بحر وشبنم کہ بر آن می افتد باشد وگیلانی نوشتہ کہ این نمک چینی است واہل مغرب آنرا بارود نامند اگرچہ بارود غیر آنست وفرماید کہ بر سواحل دریای شور سنگریزہای کوچک وبزرگ سبک بسرعت شکنندہ پیدا می شود وبر آن از شبنم بحر وآنچہ از اجزای ارضیہ بدان خشک می گردد چیزی سفید کہ تابش آفتاب آنرا خشک کردہ باشد شبیہ باشنج رو نوشادر پیدا می شود سفید رنگ ونوعی از ان مائل بہ زردی بالجملہ آن سنگ را اسیوس وآن نمک را ملح اسیوس وزہرۂ اسیوس نامند واین در فعل قوی تر

از ننگ آنست - چون بزبان ہند سوزش آرد الحاصل زہرۂ آن گرم وخشک و رسوم و سنگ آن در دوم ہر دو مفتح و ملحم و اندک معفن - گداز ندۂ گوشت و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) (۱) شورہ بقول آصفیہ (اسم مذکر) ایک قسم کا کہار جو اکثر بارود یا پانی ٹھنڈا کرنے کے کام آتا ہے اور کیاریان کہود کر جما یا جاتا ہے اور آتش بازی مین بہی کار آمد ہے (عارف ؎) شورۂ اتنک مین میرے مجہے افسوس ہے کیون ؛ تونے پانی نہ کیا حور شمائل ٹہنڈا ؛ مؤلف کہتا ہے کہ شورے کے بنانیکا طریقہ زمانۂ سابق مین غالبًا ایسا نہ تہا جیساکہ اب ہے بلکہ سمندر کے کنارے سنگریزون پر خود بخود جم جاتا تہا - (۲) فارسیون نے اون سنگریزون کو بہی (اسیوس) کہا ہے یہ زبان یونانی کا لفظ ہے

الف مقصوره باشین معجمه

اش بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی (۱) بمعنی (او) و (اورا) باشد کہ ضمیر غائب است ہمچو خانہ اش و جامہ اش یعنی خانۂ او و جامۂ او - خان آرزو در سراج بذکر معنی اول گوید کہ (۲) مخفف اشک ہم کہ قطرہ گریہ باشد - صاحب ناصری برای معنی اول سندی آوردہ (مولوی معنوی ؎) جامہ اش دوزد و گوید تار نیست ؛ خانہ اش سوزد و گوید نار نیست ؛ صاحب شمس نسبت معنی اول فرماید کہ بالضم بمعنی اینکہ مؤلف عرض کند کہ تسامح صاحب شمس است در اعراب و ہم در معنی - معلوم می شود کہ او در مسودہ کتاب لغت ترکی (اش - بالضم) را بمعنی آہنگ نوشتہ و کاتبان مطبع - آہنگ را (اینکہ) کردند باقی حال بخیال ما (اش) بمعنی اول مزید علیہ (ش) کہ یکی از ضمائر متصلہ است باشد - بقاعدۂ فارسیان اگر خواہند کہ ضمیری را از ضمائر متصلہ بلفظی ملحق نمایند باید کہ برای دفع اجتماع ساکنین حرف آخر آن لفظ را اگر ہای مختفی بود ہمزۂ و تا یہ مفتوحہ

بعد آن افزایند چنانکہ جامہ اش و خانہ اش و خلاف این روا نیست۔ بیان مفصل این بر لفظ ضمیر آید انشاء اللہ درینجا ہمین قدر کافی است کہ حقیقت (اش) بمعنی اوّل منکشف شد پس (ش) یا ضمیر مفعول بود یا ضمیر مضاف الیہ در حالت اوّل بمعنی او را و بعد فعل آید چنانکہ گفتندش و در حالت ثانی بمعنی او باشد و باسم ملحق شود چنانکہ (ع) رخش دلفریب و لبش جان فزای ؛ حیف است کہ خان آرزو برای معنی دوم سند بہم پیش نکرد (اردو) (۱) اس کا۔ اسکی۔ اسکو۔ جیسے۔ اس کا گھر۔ اس کی گاڑی۔ اسکو دیکھو (۲) اشک۔ بقول امیر۔ مذکر۔ دیکھو آرس کا نمبر (۲)

اشارات لغت عرب است بکسر اوّل۔ جمع اشارہ کہ بقول صاحب منتخب بمعنی رمز و فرمان آمدہ معاصرین عجم این را بمعنی (سگنل) استعمال کنند۔ چنانکہ صاحب بول چال ذکر این کردہ و سگنل لغت انگلیسی زبان است۔ ستونی را نامند کہ بر منازل کالسکۂ دخانی قائم کنند و سر آن دست چوبین و قندیل با آئینہ ہای رنگا رنگ باشد چون کالسکہ ران خواہند کہ کالسکہ را بر منزل رسانند نظر گنند بر آن ستون۔ ہر گاہ دست چوبین سرنگون شود این اشارہ و اجازت صاحب منزل باشد در روز و قندیل با آئینۂ سبز۔ در شب علامت اجازت است و راستی دست چوبین در روز و قندیل با آئینۂ سرخ در شب علامت آنست کہ صاحب منزل کالسکۂ دخانی را اجازت نمی دہد کہ داخل منزل شود الحاصل (اشارات) ترجمۂ (سگنل) است در استعمال معاصرین فرس (اردو) سگنل۔ مذکر۔ زبان انگریزی مین ایک ستون بلند کا نام ہے جو ہر ایک ریلوے اسٹیشن پر قائم کیا جاتا ہے جس پر دن کے لئے لکڑی کا ایک ہاتھ اور رات کے لئے رنگ برنگ آئینون کی قندیل لگی رہتی ہے جب ریل گاڑی دن مین اسٹیشن پر آنا چاہتی ہے تو انجن چلانے والا (سگنل) کو دیکھتا ہے اگر وہ دست چوبین جھکا ہے

اور رات میں سبز آئینہ قندیل کے روبرو ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ اسٹیشن کی سڑک صاف اور خالی اور گاڑی
آنیکی اجازت ہے۔ اگر سگنل کا ہاتھ دن میں سرنگون نہو یا سرخ آئینہ شب میں نظر آیا تو وہ علامت
ہے گاڑی کے روک لینے کی۔

اشارت بقول بہار بالکسر رمز و فرمان و اشارات جمع آن و مخصوص است بہ سر و لب و
چشم و ابرو و غمزہ و تحمزہ و انگشت و فرماید کہ صائب در شعر خود اشارہ میان نیز بستہ و این غریب
است مؤلف گوید کہ بہار و باتباع او صاحب آصفی اشارت و اشارہ را خلط کردہ است و آنچہ اشارہ
شعر صائب بالا گذشت متعلق بہ اشارہ است نہ اشارت ما می گوئیم کہ اشارت لغت عرب است
بقول صاحب منتخب بالکسر بمعنی گفتن بہ رمز و فرمان ہم۔ فارسیان استعمال این بدو طریق کردہ اند
(۱) اشارت را بحال خود گذاشتہ اند (۲) تای مدورہ را بقاعدۂ خود ہای ہوز گرفتہ و ہر دو را بمعنی
فرمان نیز رمز و فرمان مطلق آوردہ اند بمعنی حاصل بالمصدر و برای معنی مصدری ہر دو را بالمصادر
فرس مرکب کردہ اند۔ ما ذکر ملحقات اشارت درینجا کنیم و بحث اشارہ و ملحقاتش بجای خودش
کہ می آید۔ و در استعمال فارسیان جمع اشارت بقاعدۂ فارسی (اشارت ہا) ہم آمدہ۔ خیال ما اینست
کہ جائیکہ استعمال این ہر دو باضافت سر و چشم و ابرو و امثال آنست بمعنی فرمان نیز مراست مطلقاً
وہمین باشد ایما و جائیکہ استعمال ہر دو بدون اضافت است عام باشد بہ فرمان مطلق و فرمان
بہ رمز ہر دو (انوری ؎) انگشت اشارت بہ کمالت نرسد زانکہ ❊ از پایۂ او ہرچہ نہ قدر تو قصیر است
(ولہ ؎) چشم ایام بر اشارت تو ❊ گوش افلاک بر پیام تو باد ❊ (ظہوری ؎) عشوہ ہای وصل
پنہانی بچشم ❊ از اشارت ہای ابرو کردہ ایم ❊ (اردو) اشارہ۔ بقول امیر (عربی) ۔ مذکر۔ ایما

کنایہ - آپ ہی نے فرمایا ہے کہ شعرا نے اشارت اور اسکی جمع اشارات کا بھی استعمال کیا ہے (ظفر ؎) وہ مہ تو کو نہ پھر آنکھ اُٹھا کر دیکھے ؛ ابرو یار جسے کہدے اشارت سے نہ دیکھ ؛ (ناسخ ؎) وہ چلے جاتے ہیں لیکن میں بتا سکتا نہیں ؛ ضعف سے جنبش نہیں بھر اشارت ہاتھ میں ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ حکم یا فرمان کا استعمال بھی اردو میں ہے -

اشارت آمدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ اشارت درینجا بمعنی مطلق حکم است و این مصدر بمعنی فرمان صادر شدن و حکم رسیدن باشد (نظامی ؎) اشارت چنان آمد از شہریار ؛ کہ پیغام خاقان چہ داری بیار ؛ (اردو) حکم آنا - فرمان صادر ہونا -

(الف) **اشارت باشیدن** | استعمال - صاحب (ب) **اشارت بودن** | آصفی ذکر (ب) کردہ و سندش متعلق بہ الف است ازین جاست کہ ما (الف) را قائم کردہ ایم (فغانی شیرازی ؎) بسحر خامہ بہ بندم زبان طعن مخالف ؛ اگر اشارت ابروی عشوہ ساز تو باشد ؛ مخفی مباد کہ باشیدن در فارسی بمعنی ماندن آمدہ کذا فی بحر عجم و تفصیل کاملش بجای خودش آید و درینجا ہمین قدر کافی است کہ سند متعلق بہ الف باشد آنانکہ (باشد) را متعلق بہ مصدر بودن گیرند درست نباشد - بالجملہ اشارت درینجا مضاف بسوی ابرو و بمعنی حکم بہ عدم فرزانیہ ابروست (اردو) اشارہ ہونا چاہیے ؛ اگر اشارہ ہو جائے تو میں اپنی جان قربان کر دوں -

اشارت پرستیدن | استعمال - قلب اضافت از عمل کردن بر اشارت بجان و دل (حزین اصفہانی) (اشارات پرستیدن) آوردہ و صاحب آصفی ذکر این کردہ عیبی ندارد کہ اشارات جمع اشارت است (؎) سخن از خاطرم یک عقدہ نکشود ؛ اشارات خموشان می پرستم ؛ (اردو) اشارہ پر فدا ہونا -

اشارت دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر

این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ بمعنی مطلق حکم دادن
است بدون رمز (ع) در ہمہ ملک اشارتش
دادہ ٭ دستگاہ وزارتش دادہ ٭ (اردو) حکم دینا۔

اشارت دانستن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از حافظ شیراز سند آوردہ کہ بمعنی دانستن
رمز و ایما است (ع) آنکس است اہل بشارت
کہ اشارت داند ٭ نکتہ ہا ہست بسی محرم اسرار کجاست ٭
(اردو) اشارے کو سمجھنا۔

اشارت دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ بمعنی مشاہدہ
کردن و یافتن اشارہ و ایما است (ع) ہر کہ از آن ترش
یک اشارت دید ٭ پیش چوگان او چو گوی دوید ٭
(اردو) اشارہ پانا۔

اشارت رسیدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از نظامی سند آوردہ کہ بمعنی رسیدن
حکم و فرمان است (ع) این دہ ویران چو اشارت
رسید ٭ از تو و آدم بہ عمارت رسید ٭ (اردو) حکم
پہنچنا۔ فرمان صادر ہونا۔

اشارت رفتن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از نصیری ہمدانی سند آوردہ کہ بمعنی
حکم شدن است (نثر) بمذاق اقلام و مزاق اقدام
اصحاب این سیاق اشارت رفت" (اردو)
حکم ہونا۔

اشارت فرمودن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از حافظ شیراز سند آوردہ کہ بمعنی
ایما کردن و حکم دادن برمز است (ع) فرما
اشارتی کہ دو چشم امیدوار ٭ پیوستہ ور کرشمہ ابرو
نہادہ ایم ٭ (اردو) حکم دینا۔ اشارہ کرنا جیسے
"ذرا اشارہ کیجے تو دیکھئے مین کیا کرتا ہون"

اشارت فہمیدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از محتشم کاشی سند آوردہ کہ در آن
فہمیدن اشارت ہا مستعمل است کہ بمعنی دانستن رمز
و ایما است (ع) بدشمن یاری در قتل خویش از
یار می فہمم ٭ اشارت ہا کہ ہست از طرف او در کار

می فهم (اردو) اشاره سے واقف ہونا۔

اشارت کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از سندش استعمال این معنی ایماکردن و حکم به رمز دادن است (حافظ شیرازی ؎) ثره سیاہت ار کرد به خون ما اشارت ٭ توازین چه سود داری که نمی کنی مدارا ٭ و از سند دیگرش ہم ہمان معنی که ضمیر او بسوی عین است (فغانی شیرازی ؎) شکل حکایتی است که ہر ذره عین اوست ٭ آنا نمی توان که اشارت باو کنند ٭ مؤلف گوید که این مرادف اشارت نمودن ہست (اردو) (۱) ایماکرنا۔ اشاره کرنا۔

اشارت نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و سندش متعلق به اشاره باشد که آمی آئینه به اشارت ما از کلام عرفی سندی از برای این یافته ایم که مرادف معنی مصدر اشارت کردن است که گذشت (؎) تا بخون ریزم اشارت ہا نمود ابروی او ٭ میل خونریزی خود فہمیدم از ہر موی او ٭ (اردو) اشاره کرنا۔

اشاره ہمان اشارت است که ذکر مفصل این بر (اشارت) گذشت (ظہوری ؎) ابرویت اختراع زبان کرشمه کرد ٭ صد داستان اشاره پیدا در وگم است ٭ (صائب ؎) بنا می صبر که ہمسنگ کوه الوند است ٭ بیک اشاره موی میان او بند است ٭ (اردو) دیکھو اشارت۔

اشاره دریافتن استعمال۔ بمعنی حکم برمز دریافتن است چنانکه صائب گوید (؎) سوا د جوہر تیغ قضا بدست آور ٭ دگر اشاره ابروی یار را دریاب ٭ (اردو) اشاره معلوم کرنا۔ اشاره پانا۔

اشاره شدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از صائب سند آورده که بمعنی حکم به رمز گذشت (؎) می جستم از زمین خبر صدق لب بلب ٭

از غیب اشارہ ام بدم صبحگاہ شد۔ (اردو) اشارہ ہونا۔ جیسے "وہ اشارہ ہونے ہی کی دیر تھی کہ ہر طرح پر بند وبست ہو چکا"۔

اشارہ فرمودن استعمال۔ بمعنی اشارہ کردن است یعنی حکم بہ رمز دادن (عرفی ؎) اگر اجازت عرفی اشارہ فرماید۔ تہی کنم ز گہر گنج رمز ایما را۔ (اردو) اشارہ کرنا۔

اشارہ نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از وحید قزوینی سند آوردہ کہ بمعنی ایما کردن بہ رمز است (؎) بسر اشارہ نمودم بیار خود کہ بیا۔ اشارہ ایست کہ روی تو سجدگاہ من است (اردو) اشارہ کرنا۔

(۱۹۶۱)

اشاق بقول صاحب سروری بفتح ہمزہ غلام بچہ باشد و وشاق نیز گویند (نظامی ؎) بفرسود اشاقان درگاہ را۔ زدن بر لب جوی خرگاہ را۔ صاحب برہان ذکر معنی بالا فرماید کہ بضم اول بہ ترکی کودک وطفل را خوانند۔ صاحب جامع گوید کہ بضم اول در ترکی بمعنی غلام بچہ و کودک و در بفتح اول پسر سادہ و غلام بچہ۔ صاحب لغات ترکی ذکر معنی آخر الذکر کردہ پس متحقق است کہ این لغت ترکی است و تصرف فارسیان ہمین قدر کہ ضمہ اول را بہ فتحہ بدل کردند۔ صاحب مؤید بذیل لغات فرس ذکر این بضم اول کردہ (اردو) غلام۔ بقول آصفیہ سادہ رو۔ لڑکا۔ امرد۔ مذکر۔

اشالوچہ استعمال بقول صاحب شمس آشی کہ از آلو سازند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ مؤلف گوید کہ این مرکب است از آش و آلوچہ مرکب اضافیست اہل زبان ممدودہ را بمقصورہ بدل کردہ اند و بفک اضافت (اشالوچہ) گفتہ اند ذکر این در ممدودہ گذشت (اردو) وہ آش جو آلو سے پکائی جاسے۔ مؤنث۔

اشام بقول برہان بفتح اول بر وزن طعام خوراک بقدر حاجت باشد کہ بعربی قوت لا یموت گویند

خان آرزو در سراج بر (آشام بمدوده) فرماید که چیز آشامیدنی مثل شراب و آشامنده و این ترکیب
مستعمل نشود چنانکه درد آشام و خون آشام و امراز آشامیدن و آش رقیق که توان نوشید بحواله قوسی
گوید که در ابراهیمی وارد است که بغیر مده مخفف آن بمعنی آشامیدن که به قوت لاموت شهرت گرفته
(کمال ~~) پناه سوی قناعت همی بریم زان قوم ؛ که اهل خانهٔ خود را اشام می ندهند ؛ و فرماید
که لفظ اشام در هیچ جا و هیچ مکان مستعمل نیست بلکه از الفاظ موضوعه است و بایستی که مرکب مستعمل
شود چه اشام مفرد مستعمل نمیشود و بالفرض که مفرد نیز مستعمل شود اینجا مطلق مناسبت ندارد زیراکه معقول
نیست که گویند اهل خانه خود را اشامیده نه دهند و اگر همچنان که تفسیر باشامیدن کرده با آنکه هرگز باین معنی
مستعمل نشود مسلم داریم باز همان نامربوط است و عجب از مردم بزرگ که در اشعار استادان تصرف
نمایند و تغییر دهند و شعر را بی معنی و نامعقول سازند و صواب درین بیت آنست که همزه در اشام
زائد است و مراد آنکه پناه بقناعت بریم از قومی که اهل خانهٔ خود را آشام نمیدهند یعنی در نفقه
ایشان محض بر چاشت اکتفا کنند و خورش شام نمیدهند و درین بیت سکته حرفیست که بزیادت
یک حرف متحرک به تقطیع در می آید - خان آرزو در آخر این بحث رای خود نوشته که کلمهٔ اشام بقصر
مخفف آشامیدنی که عبارت از قوت باشد چنانکه اکثر اهل فن بدان تصریح نموده اند بلکه همین بیت
کمال را سند آورده اند و باقی ماند اعتراض قوسی بر سند شعر و از آن اصل مدعا باطل نمیشود و میتواند که
کاتب از روی سهو آشامیدنی بیای تحتانی را بدون یا نوشته باشد و تحقیق آنست که شام بمعنی مطلق
طعام شام و قوت شام آمده و اشام بزیادت الف نیز درست باشد از عالم طلیله و اطلیله بلکه میتواند
که اشام بمعنی قوت شام در اصل آش شام بوده باشد و یک شین را حذف نموده ممدوده را بنابر تخفیف

مقصوره نموده باشند (نخ) صاحبان ناصری و جامع وجهانگیری بر قوت لایموت قانع وصاحب
سروری فرماید که مرادف آشام است که در ممدوده گذشت وسند بالا را ال خلاق المعانی گوید مؤلف
عرض کند که آش بممدوده بمعنی طعام رقیق لغت ترکی است چنانکه صاحب لغات ترکی و کنز هم ذکر آنها
کرده وصاحب اننددیجو المنتهی الارب نوشته که بالفتح وتشدید شین معجمه در عربی زبان بمعنی نان خشک
باشد وبقول امیرکه در ممدوده برآش نوشته آش بمقصوره لغت سنسکرت است بمعنی مطلق غذا پس بخیال ما فارسیان
بر لفظ آش بممدوده یا اش بمقصوره الف دوم ومیم تخصیص زیاده کرده آشام و اشام غذائی را
نام نهاده باشند که مخصوص است به شام وبمعنی مطلق قوت لایموت تاہم واین اسم جامد واسم مصدر
است که مصدر جعلی (آشامیدن) بزیادت یای معروف وعلامت مصدر از همین اسم ساخته شد پس ما
عیبی نباشد که این را در کلام کمال بمعنی قوت لایموت گیریم وهیچ ضرورت ندارد که الف اول را در آشام
زائد گیریم که بتحقیق ما اشام بمعنی مطلق قوت لایموت اصل است وبا قوسی دریں خصوص اتفاق نداریم
که استعمال این بدون ترکیب درست نباشد - زیراکه اگر اشام را امر حاضر اشامیدن گیریم در آن صورت
البته برای افادۂ معنی اسم فاعل ضرورت دارد که با اسمی مرکب کنیم ہمچون خون اشام و دُرد اشام وازین
قاعدۂ کلیۂ اسم فاعل ترکیبی است که بجایش گذشت و دریںجا برای معنی حقیقی اسم جامد ضرورت آن
قاعده نیست ونباشد وجا دارد که اشام به مخفف آش شام وبعده مجازاً بمعنی عام قوت لایموت
گیریم ولیکن ضرورت این طول عمل نمی باشد بعد از دریاد الف ومیم تخصیص بر لغت ترکی یا عربی یا
سنسکرت ومصدر آشامیدن مؤید خیال ماست که در معنی آن تعمیم است به خوردن الحاصل بخیال ما
اشام راکه مقابل پگاه است دریں لغت دخلی نمیبینیم (اردو) دیکھو آشام - قوت لایموت بقول صاحب

آصفیہ عربی - اسم مونث - اس قدر خوراک جس سے جسم خاکی کا قیام رہے - زندگی قائم رہنے کے قابل خورش - سدِّ رمق -

اشباع حرکت (اصطلاح) اشباع بالکسر لغت عرب است بمعنی سیر کردن وبسیار ووافر نمودن ورنگ سیر خورانیدن جامہ را و باصطلاح پر خواندن فتحہ یا ضمہ یا کسرہ بطرزیکہ حرفی از حروف علت کہ مناسب آن باشد بتلفظ در آید و در عربی زبان ہم ہمین معنی اصطلاحی مستعمل است فارسیان بقاعدۂ خود لفظ اشباع را مضاف کردند بسوی لفظ (حرکت) واشباع حرکت نامش نہادند چنانکہ اشباع فتحہ وکسرہ وضمہ - صاحب قوانین ذکر این کردہ است (جامی ۵) مباد ہیچ کس چون من گرفتار ؛ کہ نہ دلدارم اندیشہ نہ دلدار ؛ (سعدی ع) چو مردی چہ سیراب چہ خشک لب ؛ پس در مصرع دوم جامی کلمہ نہ را باشباع فتح ہای ہوز خوانیم کہ ازان الف ظاہر می شود و در مصرع سعدی کلمۂ دوم چہ باشباع کسرہ باشد کہ ازان یای تحتانی ظاہر می گردد (اردو) اشباع حرکت اصطلاح مین حرکات کے کہینچ کر پڑہنے کو کہتے ہین جس سے حرف علت کا ظہور ہو جیسے (داغ ع) یہی نہ کہ شیرین کلامی کرین گے ؛ اس مصرع مین کلمہ نہ کا ہای ہوز اس طرح کہینچکر پڑہا جاتا ہے کہ اس سے الف ظاہر ہوتا ہے -

(الف) **اشبو** بقول برہان وناصری وجامع وہفت وشمس وسراج بفتح اول وضم بای ابجد وسکون ثانی وواو جائی را گویند کہ زغال وانگشت در آن ریزند - صاحب انند گوید کہ نام انگشت دان است وبضم ہم آمدہ وصراحت کند کہ لغت فارسی است وصاحب ناصری -

(ب) **اشبوختن** را بمعنی پاشیدن آوردہ چہ آب وچہ چیز دیگر - ودیگری از محققین فرس ومحققین مصادر

فرس ذکر این نکرد ـ بخیال ما (الف) اسم جامد زبان فارسی است و اسم مصدر ہم و اصلش سبو باشد
که بمعنی ظرف می آید فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کردند ہمچون
سار و شار ـ کستی و کشتی و اشبو بمعنی ظرفی خاص استعمال کردند که برای نگہداشتن زغال و انگشت
مخصوص است و (ب) مصدر است از ہمان سبو که پاشیدن آب و غیر ذالک متعلق است از ظرفی
که آب یا غیر آن در وست ـ خای معجمه زائد است برخلاف قیاس بائی و زائد گیریم در مصدر
اشپختن که می آید ہمچون افتادن و اوفتادن و این چیزی نیست که تبدیل بای عربی بہ فارسی
و بالعکس آن می شود ہمچون تب و تپ (اردو) (الف) کوئلہ رکھنے کا ظرف ذکر ہے ... (ب) چھڑکنا

اشپختن | (الف) بقول صاحب بحر عجم بکسر اوّل و ثالث مخفف اشپیختن است بمعنی پاشیدن مطلقاً ـ
(سالم التصریف که تعریف این بر اسم مصدر گذشت) صاحبان موارد و نوادر ہم ذکر این کردہ اند
بخیال ما این مصدر مرکب است از لفظ آش و مصدر پختن ـ آش بالف ممدودہ و مقصورہ ہردو
بجایش گذشت و پختن بقول بحر بمعنی پرویزکردن باشد که بجای خودش می آید پس معنی لفظی این
پرویزکردن آش است و فارسیان مجازاً برای ریختن و پاشیدن عام کردہ اند دیگر ہیچ (اردو) چھڑکنا

اشپش | بقول رشیدی بالکسر مرادف شپش
بمعنی معروف و بقول سروری جانوری که در بدن
آدم متکون شود و بحذف ہمزہ نیز آمدہ مؤلف گوید
که این ہمانست که بر اسپش بہ سین مہملہ و دوم گذشت
و ما ہمدرانجا اشارہ این کردہ ایم که ماخذ این شپش

عرض کنیم که اصل است ـ صاحب لغات ترکی گوید که
سپیوش در ترکی زبان بمعنی جاروب کش است و
عجبی نیست که فارسیان از ہمین لغت ترکی بحذف
واو ہمچون ہوشیار و ہشیار سپیش کردہ باشند و تحتانی
سوم ہم بکثرت استعمال حذف شد و سین مہملہ بہ شین معجمہ

بدل کردند همچون سار و شار و الف وصلی در اول آورده اشپش کردند و بدون الف سپش و شپش هم آمده که می آید و بالف وصلی و سین مهمله اول و شین معجمه دوم اسپش هم گذشت بالجمله این جانور را جاروب کش گفتن نادرست نیست۔ گویند که در سر و لباس کسی که اشپش باشد چرکش می خورد و صاف و پاک دارد اگرچه وجه دش بلای جان و تکلیف ده است بخیال ما این مفرس و اصل این بدون الف باشد (اردو) جون ۔ دیکھو اسپش ۔

اشپشه بقول برهان و ناصری و جامع و انند و شمس و هفت بکسر اول و بای فارسی و فتح شین قرشت بمعنی شپشه و آن کرکی باشد که بیشتر در تابستان و هوای گرم در پوستین و نمد و سقرلاط و صوف و دیگر پشمینه ها و گندم و جو و دیگر غلّه ها افتد و ضائع کند۔ خان آرزو در سراج فرماید که این مرکب است از جانور معروف و های نسبت که افادهٔ معنی تشبیه کند۔ صاحب جهانگیری گوید که این را سوس هم گویند (مولوی معنوی رع) آنکه در انبار ماند و صرفه کرد ؛ اشپشه موش حوادث پاک خورد ؛ صاحب سروری گوید که غالباً کرم پشمینه غیر اشپشه باشد و اشپشه مخصوص است به غلّه مؤلف عرض کند که وجه تسمیهٔ بیان کردهٔ خان آرزو درست است و نزاکتی که صاحب سروری در معنی پیدا کرده است حقیقت را شامل ما هر دو کرم را دیده ایم ۔ کرم غلّه همه تن مشابه باشد با اشپش و کرم نمد هیچ شباهت با او ندارد (اردو) فارسیون نے اشپشه اس کیڑے کو کہا ہے جو پشمینه اور غلّه مین ہوتا ہے غلّه کے کیڑے کو صاحب آصفیه نے گھن کہا ہے ۔

(الف) **اشپوختن** بقول برهان بکسر اول وضم بای فارسی بروزن بفروختن بمعنی پاشیدن اعم از این که آب بپاشند یا چیزی دیگر و تقسیم کش

(ب) **اشپیختن** بروزن بگریختن بکسر اول

و ثالث هم مرادف الف است و لقوش - - -
(ت ق) اشپیخته | بکسر اول و ثالث بر وزن بگریخته
بمعنی پاشیده و ترشح آب را نیز گویند - صاحب تح
عجم (الف) را ذکر کرده نسبت (ب) فرماید که اصل
اشپیختن است که بدون تحتانی گذشت - سالم التصریف
و تام التعریف سالم التصریف را برآنهم مصدر کرده ایم که
گذشت و جیم را ترک کرد بدین وجه که مفعول (ب) و آن
مشتق از آنست صاحب موارد بذکر الف و ب
گوید که این مصدر است در شپوختن و شپیختن که بمعنی
آسیب رسانیدن و پاشیدن می آید - صاحب بحر
شپوختن را بجای خودش آورده بهر دو معنی همزبان
موارد و شپیختن را به تحتانی سوم نوشته گوید که مرادف
اشپیختن است به یک معنی پاشیدن - صاحب نوادر
بر الف قانع و اشاره کند بر شپوختن صاحب جامع
نسبت هر سه متفق با برهان - صاحب ناصری بذکر
(ب) فرماید که همان اشپوختن است که ببای عربی
گذشت و بر (ج) گوید که بمعنی ترشح و پاشیدن آب
باشد و از عبدالله انصاری سند دهد " در وستی خاکی
است پخته و آبکی بر آن اشپیخته نه کف پا را از ان دردی
رنه پشت پا را از ان گردی " مقصودش از معنی
مصدری که بیان کرده این نباشد که نشان بدهد از
مصدریش ورنه در اشپیخته که اصلا معنی مصدری
نیست - خان آرزو در سراج ذکر (ب) و بضمن
آن ذکر (الف) کرده و صاحب رشیدی بر (ب) و
(ج) و صاحب جهانگیری بذکر (ج) از شریف تبریزی
سندی آورده که در هجو غیاث کهره گفته (ه) غیاث دستی
تو بدین ناخوشی که در سرادنه به پیش چشم تو اشپیخته نشد
دامن پا مؤلف گوید که (الف) همان است که به بای
عربی گذشت فارسیان بای عربی را به فارسی بدل کنند
همچو اسب و اسپ و تب و تپ - صراحت ماخذش
همدر آنجا کرده ایم و (ب) اصل است و اشپختن که
بدون یای تحتانی گذشت مخفف آن و صراحت ماخذ آن
همدر آنجا مذکور و (ج) اسم مفعول و ماضی مطلقش هم
زیادت های هوز (اردو) الف دیکهو اشپوختن -

مفعول اور جھڑ کا اسی کا ماضی مطلق۔	(ب) دیکھو اشپختن ۔(ج) جھڑ کا ہوا ب کا اسم

اشپیسم بقول صاحب شمس لغت فارسی است بکسر الف و بای پارسی۔ سرمائی کہ بہ ریش بہائم زند و بیاماساند و بمیراند و فرماید کہ در پنج بخشی و سکندریست کہ یکیہ از خراقۂ خون فراہم آید در دست پرشود و نیز سردئی کہ از نظر ما بہ ریش زند مؤلف عرض کند کہ للہ العجب کہ ذخیرۂ لغت بہ غلطی املا چہ قدر برباد شدہ است و بخیال ما این ہمان اشتیم باشد کہ بجایش بمعنی چہارم و پنجم گذشت صاحب شمس ہم ذکرش بہ سین مہملہ و تای مکسور و تحتانی و میم ساکن بجایش کردہ است عیبی نیست اگر درینجا سین مہملہ را شین معجمہ گیریم کہ بقاعدۂ تبدیل درست باشد ہمچون سار و شار ولیکن تای فوقانی بہ بای فارسی بدل نشود و بر حرف پنجم سین از کجا پیدا شد بہ یقین ما جز این نباشد کہ دست تصرف کاتبین در از شد یا نظر انجمن تالیف شمس کوتاہ کہ اشتیم را باین ہیئت قائم کردند بالعض اہل مطابع را دیدہ ایم کہ بطور افادت حاشیۂ لفظ را برخلاف مسودۂ مؤلف بیان می کنند عجبی نیست کہ درینجا این قسم تحریف ہم راہ یافتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ما این لغت در ذخائر محققین فرس نیافتیم و از لغات غیر فرس ہم نشانی۔ صاحب شمس ذمہ دار خود است۔ معاصرین عجم ہم برزبان ندارند (اردو) دیکھو اشتیم کے چوتھے اور پانچویں معنی۔

اشپیل بقول صاحب ناصری بلغت اہالی گیل تخم ماہی است چون آن را از شکم ماہی برآرند گیلانیان ہمگی برغبت ازان خورش کنند۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ ماخذ این ہیچ بفہم نمی آید جز اینکہ اسم جامد زبان فارسی است۔ صاحب محیط بر اشبیل بہ بای عربی گوید کہ بگیلانی اسم نوعی از بطارخ است و بر بطارخ فرماید کہ اسم مادۂ تخم ماہی است کہ در ماہی مذکور گردد و بر ماہی نوشتہ

که بیضیه های آن که در تقویت باه قوی الاثر و مولد منی و جهت سرفه نافع و غلیظ و دیر هضم (اردو) بحیلی
کا انڈا۔ مذکر۔

(الف) **اشتا** صاحب برہان نسبت (الف فرماید که بضم اوّل و سکون ثانی و فوقانی بالف
(ب) **اشتاب** کشیده بمعنی شتاب و تعجیل باشد و فرماید که بکسر اوّل هم آمده و بر (ب) گوید که
بضم اوّل و سکون بای ابجد مرادفش و بجای حرف آخر واو هم می آید که اشتا و باشد۔ صاحب ناصری
بر هر دو گوید که مخالف در زنگ و مخفف شتاب۔ صاحب جامع هم ذکر (ب) کرده۔ خان آرزو اشتاب
و اشتاو را نوشته گوید که اوّل به بای موحده و دوم به واو مبدل اوّل۔ همان شتاب است بمعنی جلدی
و سرعت و این مخفف آنست وضمناً ذکر (الف) بحواله برہان کرده گوید که محتاج سند است ما عرض
کنیم که اگر وجه تسمیه بیان کرده ما را اشتا لنگ درست باشد همین است سند این تخفیف۔ صاحب
جهانگیری برای (ب) از مولوی معنوی سندی آورده (ﻫ) چه باید کرد ایشان را که ایشان
چو برق و باد سخت اشتاب رفتند؛ صاحب انند هم همچو ناصری۔ این هر دو را مخفف شتاب نوشته
مؤلف گوید که تسلیم اوست و بخیال ما (الف) مخفف به تخفیف موحده و مزید علیه باضافه الف وصلی
از شتاب و (ب) مزید علیه شتاب است صاحب کنز که محقق زبان ترکی است صراحت کند
که شتاب لغت فارسی است (اردو) شتاب۔ بقول آصفیه (فارسی) جلد۔ فوراً۔ ترت۔
جهٹ۔ بلا توقف۔ جهٹ پٹ۔

اشتاد بقول برہان و جامع بفتح اوّل بر وزن هشتاد (۱) نام روز بست و ششم است از هر ماه
شمسی و (۲) نام فرشته که موکلست بر روز اشتاد و امور و مصالحی که در آن روز واقع می شود

تعلق با رواداد و نیک است درین روز حاجت خواستن و جامہ پوشیدن و صدقہ دادن و (۳) نام نسکیست از جملہ بست و یک نسک کتاب ژند یعنی قسمی است از بست و یک قسم کتاب مذکور صاحب سروری بذکر ہر سہ معانی برای معنی اوّل سندی آوردہ مسعود سعد سلمان ﷺ) اشتاد روز تازہ گل از بوستان ٭ اید وست می ستان زکف دوستان ٭ و صاحب ناصری برای معنی دوم (زرتشت بہرام ﷺ) روانت باد ذیرہ جان و دل شاد ٭ نگہدارت سروش و شنّ و اشتاد ٭ مؤلف گوید کہ معنی دوم اصل است بزبان ژند و پاژند و معنی اوّل مجاز آن تیمناً و تبرکاً و معنی سوم ہم مجاز بہ تعلّق ذکر اشتاد در رو (اردو) (۱) فارسیون نے ہر ماہ شمسی کی چھبیس تاریخ کو اشتاد کہا ہے اور (۲) ایک فرشتہ کا نام ژند و پاژند میں اشتاد ہے جس سے روز اشتاد کے مصالح متعلق ہین (۳) اشتاد کتاب ژند کے اکیسوین پارہ کا نام۔

اشتافتن | بقول صاحب انند۔ مزید علیہ شتافتن چنانکہ مولوی روم گوید (ﷺ) برگہا چون شاخہا بشگافتند ٭ تا بالای درخت اشتافتند ٭ اگرچہ محققین مصادر فرس این مصدر را ترک کردہ اند و لیکن قطع نظر از وجود سند عیبی ندارد اگر این را بزیادت الف وصلی مزید علیہ شتافتن گیریم کہ می آید پس این مصدر موضوع است از اشتاب کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود تای فوقانی را بہ فا بدل کردہ اشتاف کردند چنانکہ زبان و زفان و پس ازان تا و نون (علامت مصدر) را زیادہ کردہ مصدری ساختند اشتافتن شد۔ مخفی مباد کہ شتافتن و شتابیدن مرادف یکدیگر است کہ بجای خودش می آید محققین فرس شتافتن را مصدر صلی و سماعی نام نہادہ اند و شتابیدن را جعلی و فرق ہر دو و منع اختلاف خود بر (اسم مصدر) بیان کردہ ایم و ہر دو را موضوع گفتہ ایم۔ بالجملہ اشتافتن بمعنی شتافتن باشد

وشتافتن بقول صاحب سحر عجم بمعنی تیز دویدن وشتاب کردن در راه و در هر کار و هر چیز با تحقیق کامل معنی این بر شتابیدن و شتافتن کنیم انشاء اللہ (اردو) بھاگنا ۔ دوڑنا ۔ تیز جانا ۔ جلدی کرنا ۔ چلنے میں ۔ یا ہر کام میں ۔

اشتالنگ | بقول برہان وجہانگیری بکسر اول و فتح لام وسکون نون و کاف فارسی (۱) بمعنی شتالنگ است و آن استخوانی باشد که در میان بند پا و ساق پا واقع است و آنرا بجول گویند و بعربی کعب نامند و (۲) نوعی از قمار هم هست که آنرا با شش عدد بجول بازی کنند و اشتالنگ بازی همان صاحب لغات ترکی بر بجل گوید که بضمه با و جیم ابجد استخوان بند بالای پا که بدان بازی می کنند صاحب سروری بذکر هر دو معنی برای معنی دوم از شاه داعی شیرازی سندی آورده (ـه) زچیست خوبی ایشان ز ترک لهو و طرب بذکر زشتی ایشان زنرد و اشتالنگ ۞ صاحبان رشیدی وجامع وشمس دانند وهفت هم ذکر این کرده اند و صاحب ناصری فرماید که این بمعنی دوم در عوام قمار بازان به شش قاب مشهور است ۔ صاحب برہان بر لنگ فرماید که بکسر اول وسکون ثانی و کاف فارسی از بیخ ران تا سر انگشتان پای و بعضی کعب را گویند مؤلف گوید که بخیال ما اصل این ششتالنگ یعنی شش عدد کعب که از ان بازی می کردند بکثرت استعمال یک شین معجمه حذف شد و شتالنگ باقی ماند و الف اول وصلی در اولش آورده اشتالنگ کردند پس معنی دوم این حقیقی است و معنی اول مجاز آن که برای محض کعب هم همین لفظ مرکب مستعمل شد بعدم واقفیت ماخذش ۔ حیف است که صاحبان تحقیق در معنی اول متفق اللسان اند و سندی پیش نکردند تا دریافت می کردیم و مطمئن می شدیم که استعمال این بمعنی اول بچه اسلوب است و جا دارد که اصل این بمعنی اول مرکب باشد از اشتا و لنگ

اشتا مخفف اشتاب گذشت بمعنی شتاب ولنگ بمعنی نقص پا کہ بوجہ آن رفتار بہ درستی صورت
نہ گیرد۔ پس اشتالنگ اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی زود لنگ شوندہ وکنایہ از کعب کہ زود متاثر
شود از ضرب خفیف ہم اندرین صورت معنی دوم مجاز باشد (اردو) (۱) ٹخنا۔ بقول آصفیہ مذکر
شتالنگ۔ کعب وہ اٹھی ہوئی ہڈی جو ایڑی سے اوپر ہوتی ہے۔ (۲) اشتالنگ۔ فارسیوں نے
اس بازی کو کہا ہے جو چھ ہڈیوں سے کھیلتے ہیں۔

اشتاد | بقول برہان وسراج وہفت بضم اول
وسکون واو بمعنی اشتاب است چہ در فارسی دال
بہ با وبرعکس آن تبدیل می یابد۔ صاحب سروری
از سراج الدین راجی سند آوردہ (س) مکن در
کارہای وہر اشتاد٭ کہ طوفان می برد کشتی بغرقاد٭
بخیال ما کسرۂ الف اصل است کہ اصل این شتاب
بکسر اول است ازینجاست کہ برہان بر شتاب کسرۂ
الف اول را ہم ذکر کردہ وآنچہ اشتاد اشتاب واشتاد
بہ ضمہ اول مستعمل شد۔ استعمال فارسیان است برخلاف
اصل۔ دیگر ہیچ (اردو) دیکھو اشتا۔

اشتباہ | بکسر اول وسوم بقول صاحب منتخب لغت عربیست بمعنی مانند شدن چیزی بچیزی۔ و
پوشیدہ شدن چیزی برکسی۔ صاحب آصفی ہم ذکر این کردہ **مؤلف** گوید کہ فارسیان اینرا بمعنی شک
وشبہہ استعمال کنند وبامصادر فرس مرکب ہم چنانکہ در ملحقات آید (اردو) اشتباہ۔ بقول امیر
(عربی) مذکر۔ شبہہ کرنا۔ شک۔ گمان (فقرہ امیر) اب اس امر میں کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا

اشتباہ افتادن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز کمال اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی
شبہ وشک واقع شدن است (س) زبس رخنہ
کز نیزہ در تن بود٭ نفس را فتد در گلو اشتباہ٭
(اردو) شبہ واقع ہونا۔ شک واقع ہونا۔ اشتباہ
ہونا (ناصر س) اس ادا سے چمک کے وہ نکلی

سکو بجلی کا اشتباہ ہوا۔

(الف) اشتباہ داشتن استعمال صاحب آصفی ذکراین کردہ واز یقینی ہروی سند آوردہ کہ بمعنی شک وشبہہ داشتن است (ع) وہستی دہان تو داریم اشتباہ۔ چیزی بگو کہ قطع شود اشتباہ ما۔ مؤلف گوید کہ ازہمین سند استعمال۔۔۔

(ب) اشتباہ قطع شدن ہم پیدا است۔ (اردو) (الف) اشتباہ ہونا۔ شبہہ کرنا (ب) اشتباہ جاتا رہنا۔ باقی نہ رہنا۔

اشتباہ کردن استعمال۔ بمعنی شک وشبہہ کردن است چنانکہ صائب گوید (ع) ترا بیوسف مصر اشتباہ نتوان کرد۔ قیاس آب روان را بچاہ نتوان کرد۔ (اردو) اشتباہ کرنا (وزیر ع) یہ کس کے منہ سے جھڑے پھول باتین کرنے مین۔ چمن کا غنچہ پہ سب اشتباہ کرتے ہین۔

اشتباہ ورزیدن استعمال صاحب آصفی ذکراین کردہ وازعرفی شیرازی سند آوردہ کہ مرادف اشتباہ کردن است (ع) بسکہ دست ہمت آرایش ہرچہرہ کرد۔ عشق می ورزد بحسن یاس وامید اشتباہ (اردو) دیکھو اشتباہ کرنا۔

اشتر بقول خان آرزو در سراج بالضم جانور معروف وشتر مخفف آنست ودر ہندی کتابی نیز بہمین معنی است غایتش بتای ہندیست وآن موجب چندان تخالف نیست واین لغت نیز از جملۂ الفاظ مشترکۂ این دوزبان است۔ صاحب سخندان ہم ذکراین کردہ صاحب ساطع کہ محقق زبان سنسکرت است ذکر شتر کردہ فرماید کہ در سنسکرت بفتح اول بمعنی دشمن ومثل دشمن است وبالضم در فارسی بمعنی جمل وصاحب خزانہ گوید کہ در سنسکرت این را اتہانگہ گویند وبراوتہنی فرماید کہ ترجمہ این در سنسکرت اشٹرکا۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را لغت فارسی گفتہ وذکر شتر ہم بہمین صراحت کردہ مؤلف عرض کند کہ مفرس باشد کہ فارسیان از زبان سنسکرت گرفتہ اند بہ تبدیل فوقانی ہندی بہ تای عربی وہرچہ بدون الف است مخفف این (سعدی ع)

نه با شتری بر سوارم نه چو اشتر زیر بارم نه خداوند رعیت نه غلام شهریارم ۞ (اردو) اونٹ بقول امیر۔ مذکر۔ شتر۔

اشترابه بقول برہان و سراج و جامع

اشتراوه دہفت و نت بضم اوّل و فتح بای ابجد نوعی از جامۂ پشمین باشد و آن را اشتراوہ نیز گویند بفتح را و بنا بر قاعدۂ کلی۔ صاحب ناصری گوید که این در حقیقت جامۂ پشم شتر است مؤلف عرض کند اشترآب۔ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی رونق شتر دارنده و بای نسبت بر آخرش زیاد کردند و نظر بر استواری و دیر پائی این جامه که از پشم شتر است اشترابه نامش نہادند و در اشتراوه بای عربی به واو بدل شد ہمچو آب و آو (اردو) ایک اونی کپڑے کو جس کی بافت اونٹ کے بالوں سے ہے فارسیوں نے اشترابه کہا ہے۔

اشتربان استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بضم اوّل و ثالث بمعنی شتربان است مؤلف گوید که این اسم فاعل ترکیبی است که از اسم و حرف مرکب شده افادۂ معنی فاعلیت کرده است ہمچون مہربان بمعنی صاحب مہر و مہر دارنده صاحب برہان بر لفظ بان گوید که بمعنی نگاه دارنده و محافظت کننده آید وقتی که با کلمۂ ترکیب یابد ہمچون باغبان و دربان و نگہبان و امثال آن (اردو) شتربان بقول آصفیه (فارسی) اسم مذکر۔ اونٹ کا نگہبان ساربان۔ اونٹ والا۔

اشتربانه استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف اشترابه که گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد حیف است که سندی پیش نشد۔ بخیال ما این وضع شد از اشتربان زیادت ہای نسبت در آخرش بمعنی جامۂ که منسوب به اشتربان است و عجبی نیست که اشتربانان

همین جامه را می پوشید نه که از پشم شتران ساخته
می شد والله اعلم (اردو) دیکھو اشترابه -

اشتر بگسسته زمام | اصطلاح - بقول مصنف
اشتر بگسسته مهار | ناصری کنایه از کسی
که به هوای نفس و نادانی حرکت کند - ابوالمعانی
نشاط اصفهانی گفته (ع) ره بآخر شد و در واکه
ندانیم هنوز بکجا می رود این اشتر بگسسته زمام
صاحب انند هم ذکر این کرده مؤلف گوید که این
استعاره باشد نه کنایه (اردو) شتر بے مہار -
بقول آصفیه - بن نکیل کا اونٹ جو آزاد اور قابو
سے باہر ہو - بے لگام - نڈر - بے خوف - بیباک
دکن میں شتر بے مہار اوس شخص کو کہتے ہیں جو
آزاد روش اور نفس پرور ہو جو نہ مخلوق کا خیال
کرے اور نہ خدا کا خوف -

اشتر پلنگ | (اصطلاح) بدون اضافت -
بقول صاحب شمس بهیمه دشتی که عرب آن را
زرافه خوانند و مرادف شترگاو دیگر کسی از محققین
فرس ذکر این نکرد - مؤلف گوید که فارسیان
اشترگاو هم همین زرافه را گویند و بعض محققین
(اشترگاو پلنگ) هم - صاحب بحر برای اشترگاو پلنگ
صراحت کرده است که زرافه و آن جانوریست
میان اشتر و گاو چنانکه استر میان اسپ و خر
است و صاحب برهان به پلنگ گوید که جانوری
که آن را زرافه گویند و هرچیز که در آن نقطه ها
از رنگ دیگر باشد و هم او بزرافه فرماید که
(شترگاو پلنگ) باشد و صراحت کند و گوید که سر
و گردن او مانند شتر و دست و پای او همچو گاو
و بدن او به پلنگ می ماند - حالا وجه تسمیه اشتر پلنگ
اشترگاو - اشترگاو پلنگ - هر سه متحقق شد -
(اردو) زرافه ایک چار پایہ کا نام ہے جو اونٹ
سے مشابہ ہوتا ہے لیکن گردن سیدھی اور دراز
قد اونٹ سے کم اور جسم پہ سیاہ خال - امیر نے
اونٹ گاو پہ فرمایا ہے کہ مذکر - اشترگاو - زرافہ
ایک خوبصورت اور خوش قطع جانور جس کی اونٹ

کی سی گردن اور آگے کے دونوں پاؤں لمبے اور پیچھے کے اون سے کسی قدر چھوٹے ہوتے ہیں پوست چیتے کے مثل اور پاؤں اور سم گاے کے مشابہ اور دم ہرن کی سی ہوتی ہے بعض کہتے ہیں کہ تیندوے اور اونٹنی سے جو بچہ ہوتا ہے وہ شتر گاو ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اونٹ گاے پر پڑ جاتا ہے تو اوس سے اونٹ گاو پیدا ہوتا ہے صاحب آصفیہ نے شتر گاو کا ذکر کیا ہے

اشتر جلاّل استعمال - بہار گوید کہ بضم جیم تازی و تشدید دوم شتر نجاست کش را گویند و جلاّل مرغ گہ خوار را مانند صاحب انند نقلش بر داشتہ مؤلف عرض کند کہ صاحب منتخب بر جلّ نوشتہ کہ بالفتح و تشدید لام سرگین ستور چیدن - جلول جمع آن پس بخیال ما جلاّل درین اصطلاح از ہمین جلّ صفت مشبہ باشد (اردو) اس اونٹ کو فارسیوں نے اشتر جلاّل کہا ہے جس پر نجاست بار کرتے ہیں جیسے ہندستان میں میلے کی بنڈیاں فضلہ کی بنڈیاں -

(الف) اشتر خار (اصطلاح) (الف) (ب) اشتر خوار بقول برہان و انند نوعی از خار است کہ شتر آن را برغبت تمام می خورد و خار شتری ہمانست و بر (ب) فرماید کہ با واو معدولہ (۱) بمعنی الف و بقول بعض (۲) نوعی از مار است و میگویند کہ (۳) کنہ را نیز گفتہ اند و آن جانوریست کوچک و خونخوار کہ بر بدن شتر و گاو و خر و گوسفند بچسپد و خون از بدن آنہا بمکد صاحب بحر بر (ب) ذکر معنی الف و ہر دو معنی (ب) ہم کند - صاحبان سروری و رشیدی و شمس بر (الف) قانع و صاحب جامع و ہفت بر (الف) ذکر ہر سہ معنی (ب) فرماید و صاحب ناصری بذکر ہر دو - ہر سہ معنی (ب) را مقابل آن نوشتہ - صاحب جہانگیری بر (الف) فرماید کہ این را خار اشتر و خار شتر و شتر خار نیز گویند - خان آرزو بر (الف) ذکر (ب) ہم کردہ و ہر دو را بمعنی (الف) آوردہ صاحب محیط بر (الف)

فرماید که لغت فارسی است بعربی شوکة الجمل بهندی اونٹ کٹارہ نامند و برا اونٹ کٹارہ فرماید که نباتیست خاردار بقدر یک ذرع و برگ و شاخهای او خار بسیار گرم و خشک در دوم و دافع کف و سرفه و بادو بلغم و مولد صفرا و مقوی بدن و منافع بسیار دارد (الخ) بعض محققین بر (الف) صراحت کرده اند که ازین خار هاشیر می ریزد و شتران از خوردن این فربه میشوند مؤلف عرض کند که الف و ب را متحد المعنی قرار دادن چنانکه بعض محققین کرده اند خیال سطحی است که با معان لفظ علف کار نگرفته اند (الف) گیاهی است خاردار از مرغوب شتران و درین لغت خار و شتر هر دو بمعنی خود است قلب اضافت خار شتر یعنی خاری مخصوص را که شتر برغبت می خورد فارسیان اشتر خار نام کردند و اگر (ب) را به معنی (الف) گیریم باید که خوار بمعنی خوردنی قرار دهیم چنانکه برهان بلفظ خوار ذکرش کرده ولیکن این تکلف محض است که اشتر خوار را بمعنی خوردنی اشتر گرفته گیاهی خاص را نام نهیم و درحالیکه نامش بدون واو اشتر خار موجود است پس بخیال ما (ب) را بمعنی الف گرفتن ضرورت ندارد و نسبت (ب) عرض می شود که آنچه محققین فرس آن را بمعنی ماری گرفته اند بخیال ما خالی از تسامح نیست که هر قدر جستیم ماری را که تعلق با شتر دارد نیافتیم و جا دارد که همون کنه را که بمعنی سوم است بوجه عدم تحقیق ماری گفته باشند حاصل اینست که (ب) بمعنی کنه باشد و بس و آن بقول صاحب محیط بضم کاف و فتح نون مشدد و خفای ها - اسم فارسی - حیوانی است کوچک جثه که بهندی چچڑی و بعربی قراد نامند که در پوست بعض بهائم چون شتر و سگ و غیره مثل پیش اکثر در گوش و ران می چسپد و خون می کشد و بدشواری جدا می شود (الخ) جا دارد که این را اشتر خوار گوئیم بمعنی خورنده شتر که خونش می خورد و اگر بقول اهل تحقیق ماری را هم بهمین نام موسوم کنیم باید که از مخصوصات زهر آن تسلیم کنیم که شتر را می گزد و می کشد

ولیکن کسی صراحت این نکرد (اردو) (الف)
اونٹ کٹارا - یا اونٹ کٹیلا - بقول امیر اشترخار
ایک چھوٹا سا خاردار درخت جو بادآورد سے
مشابہ ہوتا ہے - مشہور ہے کہ اسکو اونٹ نہایت
شوق و رغبت سے کہاتے ہین - اسکی صراحت
مزید اشترغاز پر بہی ہے (ب) (۲) سانپ کی ایک
قسم کو فارسیون نے اشترخوار کہا ہے افسوس ہے
کہ صراحت مزید نہین کی (۳) چچڑی بقول آصفیہ
اسم مؤنث - ایک قسم کے خون پینے والے کیڑے
کا نام جو اکثر کتے - بکری - گائے بھینس وغیرہ کے
جسم پر چمٹا رہتا ہے (الخ) اسی کو دکن مین گوچڑی
کہتے ہین -

اشتردار | استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ
فرہنگ فرنگ بمعنی شتربان است و مالک شتر نیز
دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ خلاف قیاس
نیست - اسم فاعل ترکیبی است (اردو) دیکھو
شتربان - فارسیون نے اونٹ کے مالک کو بہی
اشتردار کہا ہے -

اشتردل | اصطلاح - بقول برہان و جامع
بکسر دال و سکون لام (۱) بددل و کینہ دل را
گویند و کنایہ از مردمی است کہ این صفت داشتہ
باشد و بعضی گویند کہ (۲) کنایہ از مردم بیدل
و نامرد و ترسندہ - صاحب بحر ہم ذکر ہر دو معنی
کردہ و ناصری بذکر ہر دو معنی برای معنی اول از
کلام خود سند آوردہ کہ بر شتردل می آید و صاحب
رشیدی و جہانگیری بر معنی دوم قانع - صاحب
جہانگیری در خاتمۂ کتاب بضمن دستور اول شدن
آوردہ (رضی الدین نیشاپوری ۵۳) بہار
آمد و جان حسود اشتردل ؛ بسبزہ سر خنجر رود بسوی
کنام ؛ (ولہ ۵) زہی بقوت جودت رجای
اشتردل ؛ کشد بسوی چراگاہ شیر شرزہ مہار ؛
(خسروانی - از سروری ۵) خصم اشتردل
تو گر خرنیست ؛ از چہ رو افسرش شد است
افسار ؛ خان آرزو و سراج بر شتردل نسبت

معنی اول بیان کردہ برہان اعتراض کند و صاحب
ناصری کہ از محققین معاصر عجم باشد مؤید برہان
است و بس مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است
(اردو) (۱) شترکینہ - بقول آصفیہ (فارسی)
اسم مذکر - وہ شخص جس کا کینہ اور کپٹ کبھی نہ نکلے
بلکہ ہمیشہ دل میں رہے کیونکہ اونٹ کا قاعدہ ہے
کہ یہ اپنی عداوت کا بدلہ لیکر ہی چھوڑتا ہے (۲) بزدل
بقول آصفیہ ڈرپوک - کم ہمت - نامرد - بزدلا
بھی کہتے ہیں -

اشترزہرہ | اصطلاح - بقول صاحب انند
بحوالہ فرہنگ فرنگ بالضم و فتح زای ہوز بمعنی
نامرد و ترسندہ - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این
نکرد - معلوم می شود کہ از معنی دوم اشتردل این
لغت ہم خیال کردہ اند ضعیف است کہ سندی
پیش نشد (اردو) دیکھو اشتردل کے دوسرے
معنی -

اشترخار | (اصطلاح) بقول برہان با ثمین
نقطہ دار و بالف کشیدہ و بہ زای ہوز بیخ درخت انجدان
است و صمغ آن را انگوزہ خوانند و بعضی گویند گیاہیست
کہ بیخ آن را اچار سازند و معنی آن شوک الجمال است
و عربان زنجبیل العجم خوانند تب لرزہ را مفید باشد
خان آرزو در سراج فرماید کہ خار بمعنی شگاف آمدہ
و چون خوردن این بیخ اشتر را مجروح سازد بدین نام
موسوم شد صاحب سروری گوید کہ از ثقات
استماع افتادہ کہ بیخ انجدان است (حکیم سنائی
؎) بسکہ دادند مر ترا این قوم ٭ بدل گاو روغن
اشترغاز ٭ (ظہیر فاریابی ؎) زحاسدان
اشتردل مدار مردی چشم ٭ کہ نیشکر نہ بروید ز بیخ
اشترغاز ٭ صاحبان رشیدی و جہانگیری و جامع
و مؤید و شمس و ناصری ہم ذکر این کردہ اند - صاحب
محیط فرماید کہ بیونانی اشاریون و بعربی زنجبیل العجم
و ضراب و زنجبیل فارسی گویند و فرماید کہ صاحب
مخزن غلط کردہ کہ این را بہ رای مہملہ در آخر
نوشتہ و بغلط افتاد کسی کہ این را معرب اشترخار

دانست - اشترغار گیاہ شوکی است و اشترغاز
بیخی است حاد حریف شبیہ بہ انجدان ملکہ از جنس
اوست و شیر این کہ بر دست سیلان کند قرح نماید
و ہمین است بیونانی اثاریون - بالجملہ گرم و خشک
در آخر دوم و گویند در آخر سوم و مفتح سدد و مسخن
معدہ و مدر بول و منافع بسیار دارد (الخ) صاحب
مؤید صراحت کند کہ شترغار بہ مہملہ آخر را بہندی
جوانسہ نام است (اردو) بقول صاحب جامع
اللغات یہ جواسا ایک قسم ہے گھانس کی جس کو فارسی
مین خار شتر کہتے ہین مؤلف کہتا ہے کہ صاحب
مؤید نے ترجمہ مین غالباً غلطی کی ہے یعنی اشترخار
کا ترجمہ اشترغاز پر لکھدیا - صاحب ساطع نے
صراحت مزید فرمائی ہے آپکا قول ہے کہ جواسا
اور جوانسا دونون ایک ہین جس کا ترجمہ فارسی
مین خار شتر ہے - صاحب محیط نے وج پر لکھا ہے
کہ یہی ہے زنجبیل العجم اور اسکی سندی بچ ہے
(دیکھو ادوی) اور یہی ترجمہ ہے اشترغاز کا -

اشترک بقول برہان و جامع بفتح رابع و سکون
کاف بمعنی موجہ خواہ موجۂ دریا باشد یا تالاب و
رودخانہ و امثال آن - صاحب ناصری فرماید کہ
بمعنی خیز آب است و آن را اشترک نیز گویند صاحب
برہان بر شترک صراحت کند کہ آدمی را نیز گویند
کہ خود را بصورت شتر و گوسپند و گاو و مماثل آن
بسازد - صاحب سروری این را بمعنی اول مصغر
اشتر گوید و مقصودش جزین نباشد کہ چون موج
بر آب بلند شود اشتری کوچک را ماند و این استعمال
باشد خان آرزو در سراج نوشتہ کہ این مجازست و
وارستہ از قاسم گونابادی سندی آوردہ (س)
زلشکر شد آراستہ روی آب * بشتر اشترک شد جرس
چون حباب :: بہار در معنی اول بہ تخصیص موج
دریا قائم و ما درین خصوص با او اتفاق نداریم
و سند بالا ہم مؤید تعمیم است عجب است کہ صاحب
انند این را عربی گفتہ تا محی بیش نیست یا غلطی
کاتب مطبع مؤلف گوید کہ انچہ برہان بر شترک

بدون الف معنی دوم ہم نوشتہ در این لغت ترک کردہ متعلق باشد بمحاورہ و استعمال دیگر ہیچ (اردو) موج۔ بقول آصفیہ۔ اسم مونث۔ عربی۔ لہر (ناسخ ۵) وہ اشک بار ہوں کہ مری چشم ترکو ہائے تار نگہ کے بدلے ملی موج آب کی ؛

اشترکا (اصطلاح) بقول برہان و جامع و انند بفتح اوّل و ثالث و کاف بالف کشیدہ نام جانوری کہ آنرا بعربی عنقا خوانند۔ خان آرزو در سراج این را بذیل اشترگاو بحذف واو آوردہ گوید حیوانی است عجیب الخلقت در نواحی مصر گردنش چون گردن شتر و سمش چون سم گاو و رنگ او چون رنگ پلنگ و بعربی زرافہ گوید مقصودش جزین نباشد کہ این مخفف اشترگاو بہ کاف فارسی است **مؤلف** گوید کہ اگر این را باتفاق محققین بہ کاف عربی گیریم مخفف (اشترکاو) باشد بحذف واو۔ کاو۔ بقول برہان قاطع شجاع و دلیر و خوش قد کہ صفت اشتر باشد و کنایہ از عنقا۔ مخفی مباد کہ بقول برہان گاو بکاف فارسی ہم بہ ہمین معنی آمدہ واضح باد کہ صاحبان تحقیق بر لغت عنقا در بیان حلیہ اش گویند کہ طائریست درازگردن (الخ) کہ بیان کاملش بر سیمرغ آید پس درازی گردنش مناسبت دارد بہ نام اشترکاو بخیال ما تسامح خان آرزو ست کہ این را او رای زرافہ خیال نکرد۔ صاحب منتخب بر عنقا گوید کہ زن درازگردن و سیمرغ را گویند۔ و در عنقا ہم عنق داخل است کہ بمعنی گردن آمدہ (اردو) عنقا۔ بقول آصفیہ عربی۔ اسم مذکر۔ ایک درازگردن معلوم الاسم مجہول الجسم پرندہ کا نام۔ بعض لوگون کے نزدیک اس کا وجود فرضی ہے۔ کیونکہ آج تک کسی نے نہین دیکھا فارسیون نے اسکو سیمرغ کہا ہے یعنی وہ پرند جس مین تیس پرندون کی مشابہت یا رنگ پایا جاتا ہے۔ اس کا کامل بیان سیمرغ پر آویگا۔

اشتر کہ کاہ می خورد گردن دراز می کند مثل

صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این
کردہ اند و از معنی ساکت فارسیان این مثل را جائی
زنند کہ مقصود شان از بیان سعی باشد کہ حیوان مطلق
ہم بدون سعی کامیاب نشود و رزق نیابد۔ شتر کہ
بہ نسبت دیگر چارپایان گردن بلند و دراز دارد علفش
حاصل نشود تا آنکہ گردن خود را بسعی دراز نکند
(اردو) دکن مین کہتے ہین "جبتک بچہ نہ روئے
مان دودھ نہین پلاتی"۔ اس کا مطلب یہ ہے
کہ باوجودیکہ بچہ کی نگرانی ہر طرح پر اوس کے مان باپ
کرتے رہتے ہین لیکن اوسکو بہی اپنے رزق کے لئے
سعی شرط ہے۔

اشترگاو | اصطلاح۔ بقول برہان زرافہ
را گویند و آن جانوریست میان اشتر و گاو چنانکہ اشتر
میان اسپ و خر است۔ صاحب بحر گوید کہ مرادف
(اشترگاو پلنگ) است کہ می آید۔ و ما صراحت
این بر اشتر پلنگ ہم کردہ ایم۔ صاحبان جہانگیری
و جامع و ہفت و آنند و شمس و مؤید ہم ذکر این کردہ اند
خان آرزو در سراج نسبت (اشترگاو پلنگ)
و (اشترگاو) تعریفی کہ کند ما ذکرش بر (اشترگا)
کردہ ایم بالجملہ ہمان یک چارپای زرافہ نام است
کہ فارسیان آنرا اشتر پلنگ و اشترگاو۔ و اشتر
گاو پلنگ گویندش دیگر ہیچ وجہ تسمیۂ این ہر سہ
اسما از تعریف مبینۂ ما بر لفظ اشتر پلنگ پیدا است
(اردو) دیکہو اشتر پلنگ۔

اشترگاو پلنگ | اصطلاح۔ ہمان اشتر پلنگ و
و اشترگاو است کہ گذشت۔ صاحبان بحر و رشیدی
و ناصری و شمس ذکر این کردہ اند و صاحب
محیط برین لغت حوالۂ زرافہ کردہ و بر زرافہ فرماید
کہ بضم زا گویند بہ فتح رای مہملہ مشدد و یا مخفف
و الف و فتح فا و ہا بہ فارسی (اشترگاو پلنگ) نامند
جہت آنکہ حیوانیست کہ گردن آن بلند مانند گردن شتر و سر
آن نیز مانند سر شتر و کوچک تر از آن مانند سر گاو کوہی و
جلد آن مثل جلد پلنگ برنگ آہو و بر آن نقطہای سفید
و دم آن مثل دم آہو و شاخ آن مثل شاخ گاو

دستهٔ پای آن و دست آن درازتر از پای آن
و دندان آن کوچک و چون برفتار می آید تقدیم
پای چپ و دست راست نماید بخلاف سائر چهار
پایان که آنها تقدیم راست بر چپ کنند و آن در
نواح مصر و به زمین نوبه و حبش کثیر الوجود است
و از جمع شدن نرگاو وحشی با شتر ماده متولد می گردد
و لهذا شاخ گاو و سر شتر یافته می شود گویند که از
سه حیوان یعنی ناقهٔ وحشی و بقر وحشی و کفتار پیدا
می شود باین طور که دو کفتار بناقه جفتی می کند پس
بچه میان ناقه و کفتار حاصل می شود پس اگر بچه
نر باشد و با بقر وحشی جفتی کند زرافه پیدا می شود
و بعضی گویند که حیوانات مختلف الصور در فصل تابستان
بطرف جنوب بخط استوا بر منبع آب جمع می شوند
و بعضی با بعضی دیگر جفتی می کنند و از آن حیوانات
مختلف الاشکال متولد می شوند از آن جمله زرافه
و سمع و اغشا وغیره هاست بالجمله مزاج زرافه یا
گرم است و خشک در اول و گوشت آن غلیظ تر
اولی آنست که گوشت آن نخورند - خان آرزو
در سراج بضمن اشتر مرغ فرماید که وجه تسمیهٔ اشتر گاو
پلنگ محض مشابهت است (اردو) دیکھو شتر گاو پلنگ

اشتر گربه | اصطلاح - بقول ناصری و اننده کنایه
از چیزهای نامتوسط و نامناسب است چنانکه شتر
با گربه مناسبتی ندارد - صاحب بحر ذکر شتر گربه کند
و فرماید که هر چیز مخالف و نامتجانس و مکر و حیله و دو چشم
که در غایت بلندی و پستی و کوچکی و بزرگی باشد و کنایه
از قول و فعل بهم آمیخته از ملائم و ناملائم - بهار بر شتر
گربه گوید که کاری که ته نداشته باشد متقدمین استعمال
این کرده اند که سندش بجای خودش می آید (اردو)
ناهمواریان - بے انکلیان - بے ڈھنگے کام -
بے تکے کام - مکر و فریب -

اشتر گیا | (اصطلاح) - بقول برهان و جهانگیری
و جامع مرادف اشترخار است که گذشت و بعضی گویند
که دوائی است سلیخه نام صاحب بحر باتفاق برهان
گوید که نزد بعضی گیاهیست دوائی - صاحب مؤید

بحوالۂ قنیہ فرماید کہ این را بتازی سلیخہ گویند۔ صاحب
منتخب بر سلیخہ نوشتہ کہ در عربی دار و مثیت اور بہندی
کھیلا کھیلی گویند و صاحب محیط ہمزبان مؤید و بر سلیخہ
نوشتہ کہ بیونانی اسلیوس و بہندی تج و بعربی ریحان
الجمال و بفارسی اشترگیا و بہندی قدیم ولو و ملو در
عوام کھیلی و کھیلا و آن پوست درخت کوچک
است برگ آن مثل درخت سوسن و پوست رقیق
آنرا کسیلا نام است۔ بقول شیخ گرم و خشک و گویند
در آخر دوم و در ان تسخین و تحلیل و تجفیف و تفتیح
و قبض اندک و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف
گوید کہ اصل این اشترگیاہ است بہ ہای ہوز در آخر
کہ حذف شدہ اشترگیا ماند و بدون الف اول
شترگیا ہم بالجملہ این مرادف اشترخار نیست۔ و برای
آنست و بدین وجہ کہ ہمچو اشترخار این علف ہم مطبوع
شتر است فارسیان اشترگیا و عربان ریحان الجمال
نام کردند قلب اضافت۔ گیاہ اشتر باشد (اردو)
صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام کھیلی و کھیلا
لکھا ہے اور فارسی ترجمہ کسیلی و کسیلا۔ ایک درخت
کی لکڑی مشابہ تج غیر سمی خشکی لاتی ہے لطافت
کرتی ہے۔ مفرح۔ مقوی معدہ اور عورتوں کے
اندام نہانی کی رطوبت کو خشک کرتی ہے۔

اشترمرغ اصطلاح۔ بقول برہان و بحر و ہفت
و شمس وانند و مؤید پرندہ ایست کہ پای او شبیہ
بہ پای شتر است و سنگ و آتش خورد و بپایہای
خود سنگ بہ ہر چیز کہ خواہد زند و خطا نکند و عربان
او را نعامہ گویند۔ خان آرزو در سراج ذکر این
گوید کہ در ابراہیمی شترمرغ را اشترگاو پلنگ نیز
گفتہ مؤلف عرض کند کہ تسامح اوست صاحب
محیط بر شترمرغ گوید کہ این را بعربی نعام و ابو [illegible]
و خفیند گویند۔ مرغی است عظیم الجثہ گردن بلند۔
شبیہہ بہ شتر و پای آن مشابہ بہ پای گاو و سم
آن مثل او دریدہ و رنگ آن تیرہ مائل بہ سپیدی
جست و خیز نماید۔ گویند چندان محتاج آب نیست
بر استنشاق ہوا اکتفا می نماید و بہترین آن بچہ است

گرم و خشک تا آخر سوم و تا چہارم نیز گفتہ اند و گوشت
ان محلل ریاح و قاطع بلغم و رافع فالج و لقوہ و منافع
بسیار دارد (الخ) (اردو) شتر مرغ۔ دیکھو ارتج
کے تیسرے معنی۔

اشتر مور | اصطلاح۔ بقول برہان و بحر و رشیدی
و سراج و ہفت جانوریست مانند مور لیکن برابر بہ
گوسفندی و بعضی گویند بہ بزرگی بز کوہی و
در جنگل ہای مغرب بسیار است۔ صاحب محیط
بر شتر مور ذکر این کند و گوید کہ کشندہ شتر است
و خورندہ آن **مؤلف** گوید کہ قلب اضافت
مور اشتر باشد کہ اشتر را بچسپد و بخورد و بکشد۔
(اردو) فارسیوں نے اس بڑی چیونٹی کو
شتر مور کہا ہے جو قد میں بکری کے برابر ہوتی ہے
اور اونٹ کو ہلاک کرتی ہے اور کھاتی ہے۔

اشتعال | لغت عربست بکسر اول و بقول صاحب منتخب افروختہ شدن آتش و آشکارا شدن
سپیدی در موی **مؤلف** گوید کہ فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر اول استعمال کنند و با مصادر فارسی
مرکب ساختہ بمعنی مصدر گیرند کہ در ملحقات می آید ما استعمال این را بدون اضافت آتش و نائرہ
و مرادف آن در کلام متقدمین ندیدہ ایم بعض معاصرین اشتعال طبع بمعنی برافروختگی طبع و زیادتی
خشم ہم استعمال کنند کہ بجایش مذکور شود (اردو) اشتعال۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بھڑکنا۔ شعلہ
اٹھنا۔ (فقرہ امیر) "دوا سے تپ زائل تو نہیں ہوئی مگر اس اشتعال میں ضرور کمی ہوگئی"

(الف) **اشتعال پذیرفتن** | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ
(نثر) دیگر بارہ نائرۂ حقد و حسد کہ در کانون درون
مرزا جہان شاہ بود اشتعال پذیرفتہ" بخیال ما ازین
سند مصدر ------------

(ب) **اشتعال پذیرفتن نائرہ** | پیداست
بمعنی مشتعل شدن آتش چنانکہ ذکرش بر لفظ اشتعال
کردہ ایم (اردو) آگ بھڑکنا۔ آگ کو اشتعال ہونا

امیر نے لفظ اشتعال کے ذیل مین کلام ناصر سے سند دی ہے (س) سنی جو آہ تو غصہ بڑھا ستمگر کا ❊ ہوا جو پا گئی آگ اور اشتعال ہوا ❊

(الف) **اشتعال داشتن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ (نثر) تا ہنگام عصر ہنگامۂ قتال ہمین روش گرم بود و آتش جدال بدین گونہ اشتعال داشت" مؤلف گوید کہ ازین سند۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) **اشتعال داشتن آتش** پیداست بمعنی تند و مشتعل بودن آتش چنانکہ ذکرش بر لفظ اشتعال کردہ ایم (اردو) آگ کا شعلہ زن رہنا مشتعل رہنا۔ جیسے "فلان محلہ مین آگ لگی اور شام تک مشتعل رہی"

اشتعال طبع اصطلاح۔ مرکب اضافی بمعنی بر افروختگی طبیعت و غلبۂ خشم باشد معاصرین عجم استعمال این می کنند و فی الحقیقت اصل این اشتعال آتش طبع باشد چنانکہ "از زبان دیگری او اشتعال طبع ما شد" (اردو) اشتعال طبع بقول امیر۔ طبیعت مین برہمی اور رجوش پیدا ہونا جیسے "کچھ کہئے تو سہی آخر آپ کے اشتعال طبع کا باعث کیا ہے"

(الف) **اشتعال کردن** استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ (نثر) در موکب ہمایون صف قتال آراستہ از جانبین آتش حرب اشتعال کردہ" بخیال ما ازین سند استعمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) **اشتعال کردن آتش** بمعنی مشتعل شدن آن پیدا می شود چنانکہ ذکرش بر لفظ اشتعال کردہ ایم (اردو) آگ مشتعل ہونا۔ بھڑک اٹھنا۔

اشتعال نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کاشفی ہروی سند آوردہ کہ مرادف اشتعال کردن است (نثر) بدین سبب ہر کہ پیش او صفت حاتم کردی آتش

(۱۱۲۵)

غنیمش اشتغال نمودہ با یذای ومی شغول گشتی"	(اردو) دیکھو اشتغال کردن ۔

اشتغال بکسر اوّل وسوّم وفتح غین معجمہ لغت عرب است ۔ بقول صاحب منتخب بہ کاری درشدن ۔ فارسیان بمعنی شغل استعمال کنند وبامصادر فرس ہم کہ در ملحقات می آید (اردو) تصرف کسی کام کا ہو رہنا ۔

(الف) **اشتغال داشتن** استعمال ۔ (ب) **اشتغال نمودن** صاحب آصفی (ج) **اشتغال ورزیدن** ذکر این ہر سہ کردہ کہ قریب یکدیگر است بمعنی شغل کاری داشتن (حزین اصفہانی الف) تا در زمان سلطان سلیمان الصفوی برحسب استقلال بوزارت	اعظم رسیدہ باین شغل خطیر اشتغال داشت" (نصیر ہمدانی ب) ہمان روز بہ تہیہ اسباب جدال اشتغال نمودہ (عالی شیرازی ج) از افراط آتشبازی وچراغ ومشعل در تماشای اشتغال لواہب بملاعب اشتغال ورزیدند" (اردو) مصروف ہونا متوجہ ہونا مشغول ہونا ۔

اشتقاق بکسر اوّل وسوّم لغت عرب است بقول منتخب گرفتن کلمہ از کلمہ ونیمہ گرفتن وشرم وجز آن شگافتن وسخن را بچپ وراست بردن در خصومت بی قصد وبہ چپ وراست رفتن در آن حال ۔ صاحب انند فرماید کہ در بلاغت آوردن لفظی چند است کہ مشتق منہ آن واحد باشد لیکن مقارنت معنی شرط است چنانکہ (محمد قلی سلیم ؎) مداحی ذات تو زاقسام عبادات ٭ قسمی است کہ قسّام ازل قسمت ما کرد ٭ (ولہ ؎) تنم آشیان عقاب عقوبت ٭ دلم پایمان متاع متاعب ٭ فرماید کہ بیشتر در کلمات تازی این صنعت یافتہ میشود ونادرگاہ از الفاظ پارسیہ ہم توان یافت چنانکہ عبد الرزاق فیاض گوید (؎) بچشم وناز او یک ذرہ رو می دل نگردانم ٭ نگردم گرد ن

وقتی کہ گردانی زمن رورا؛ پس (عقابِ عقوبت ومتاع متاعب ذنگردم گرداو گردانی)

بدیعۂ اشتقاق است۔ صاحب مجمع الصنائع این را ذکر کردہ گوید کہ در اصطلاح بلغا چنانست

کہ در نظم خواہ در نثر کلماتی جمع کردہ شود کہ مرادف اینہا در گفتار متقارب ومتجانس یکدیگر باشد و بہتر

آنست کہ از یک کلمہ مشتق باشند اکثری از فصحا این را برابر سہ صنعت شمردہ اند واز جملۂ تجنیس

حساب نمودہ اند مؤلف گوید کہ در فارسی زبان ہم این بدیعہ بہمین اسم عربی مستعمل است

واسمی دیگر از لغت فرس یافتہ نشد (اردو) اشتقاق۔ بدائع بلاغت سے ایک بدیعہ کا نام ہے

یعنی نظم یا نثر مین ایسے کلمے جمع کرنا جو ان کا مرادف لفظاً ایک دوسرے کا متجانس ہو اور بہتر یہ ہے

کہ وہ ایک کلمہ سے مشتق ہون جیسے (امانت ؎) ہیچ اگر پوچھو تو یہ ساعد ونکی جانین ہین؏

کشور حسن مین شانون کی بڑی شانین ہین ؎

اشتک | بقول برہان وجہانگیری وجامع وسراج وانند بکسر اول بروزن خشتک جامہ را

گویند کہ طفلان وکودکان نوزائیدہ را در آن پیچیدہ صاحب شمس گوید بضم اول وفتح تای فوقانی وبفتح

اول ہم آمدہ وبہ تازی قماط خوانند۔ ما خذ این ہیچ متحقق نشد وگوئیم کہ اسم جامد زبان فرس

باشد ووضع لفظ مشابہ بہ لغات ترک است ولیکن محققین ترکی زبان ازین ساکت اند (اردو)

وہ کپڑا جس مین نومولود کو لپیٹ دیتے ہین تاکہ وہ سردی سے بچے اور اس کے اعضا سیدھے

رہین بلاد فارس مین اس کا رواج ہے۔

اشتلابوس | اصطلاح۔ بقول برہان وہفت وانند بکسر اول وثالث ولام بالف کشیدہ

وبای ابجد بہ واو رسیدہ وبہ سین بی نقطہ زدہ بیونانی رختیست سطبر وخارناک۔ پوست آن

مانند قرفہ - سرخ - وضخیم - وسواس سودائی را نافع وضماد آن با سرکہ درد دندان را تخفیف دہد وبعبارت دیگر آنرا اشیشعان گویند وبجای بای ابجد یای حطی ہم بنظر آمدہ - صاحب محیط گوید اشتلابوس گوید کہ ہمان دار شیشعان است وبر دار شیشعان فرماید کہ اسم فارسی است وبعربی قندول وبہ بربری آزدوی وبرومی اشہابوس واشتلابوس وبہ یونانی اصفلاوس واندروخوسون وبشامی عیدان ودر بلاد افریقہ عود البرق وبہندی کاٹی بیل نامند وآن پوستی است سرخ مانند سلیخہ مائل بسرخی وگویند کہ آن درختیست ہندی کہ آنرا بہندی پہانکرا گویند - مائل گرمی وخشک در دوم وگویند گرم در اول وخشک در آخر دوم مرکب القوی ودر آن حرارت و قبض است وتلطیف وتفتیح قوی تر ومنافع بسیار دارد (الخ) ذکر این بر آزوری ہم گذشت وازین کہ در آنجا صراحت کامل نبود تلافی مافات کردہ ایم (اردو) کاٹے بیل - دیکھو ازدری -

اشتلم | بقول برہان وہفت بضم اول وثالث ولام وسکون ثانی ومیم بمعنی تندی وغلبہ وزور وتعدی کردن برکسی وبہ زور چیزی گرفتن وبقول شمس فریقتن ہم وبقول خان آرزو در سراج تندی وغلبہ وزور وتعدی وفرماید کہ شتلم بحذف الف مخفف آن صاحب جہانگیری گوید کہ بمعنی تندی وغلبہ کردن است چنانکہ امیر خسرو فرماید (ش) اندیشہ متاع صبر گم کردہ ؛ غم بر دل ودیدہ اشتلم کردہ ؛؛ وخواجہ جبین شنائی راست (ش) زبس ہول شب اشتلم کردہ بود ؛ رہ دیدہ را خواب گم کردہ بود ؛؛ صاحب سروری باتفاق معنی با سراج از امیر خسرو سند آوردہ (ش) چہ پوئی بدنبال لشکرکشان ؛ مباش اشتلم خوی با سرکشان ؛؛ صاحبان جامع وبہار وانند وناصری ورشیدی ہم ذکر این کردہ اند - صاحب غیاث گوید کہ این لغت ترکی است بمعنی ستم مؤلف عرض کند

که چنین باشد بلکه صاحب لغات ترکی (اوشولوم)
را بمعنی ظلم وستم نوشته - فارسیان واو اول و دوم
علامت ضمه را که در رسم الخط ترکی نوشته می شود حذف
کردند و بر ضمه قناعت کردند و تای عربی زائد بعد شین
معجمه آوردند همچو (پاداش) و (پاداشت) پس
(اوشولوم) اشتلم شد - صاحب قوانین دستگیری
ذکر تای زائد کرده است بالجمله اشتلم بخیال ما ترکی
است آنانکه این را بمعنی مصدری بیان کرده اند
تسامح و کم التفاتی آنهاست و عجب اینست که صاحب
جهانگیری معنی این تندی و غلبه کردن نوشت
و از سندش استعمال (اشتلم کردن) بمعنی مصدری
پیدا است و چرا نباشد که لفظ کردن با اوست
و در مجرد اشتلم معنی کردن را داخل کردن نشاید
آنچه صاحب شمس معنی فریفتن هم نوشته است محتاج
سند و قابل غور است (اردو) جبر - بقول
آصفیه (عربی) اسم مذکر - زیادتی - سختی - سینه
زوری - ظلم - ستم - جور - جفا - غلبه - دیکھو استیلا

اشتلم آوردن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده و از ظهوری سند آورده که بمعنی غلبه
کردن و غالب شدن است (ھ) نیارد وگر
موج غم اشتلم ؛ فتد رخت عقل از بگرداب خم ؛
(اردو) غلبه کرنا - غالب ہونا -

اشتلم داشتن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده که
مبتلای ستم بودن است (نثر) حاکم و سپاه
در باحتیاج یومیه عنف اشتلم داشتند" (اردو)
گرفتار ستم ہونا - سختی سہنا -

اشتلم کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کرده که بمعنی غالب آمدن و غلبه کردن است
(ظهوری ھ) سخن چیست سرجوش این هفت
خم ؛ کزو هوشیاران کنند اشتلم ؛ (خسرو ھ)
اندیشه متاع صبر گم کرد ؛ غم بر دل و دیده اشتلم
کرد ؛ (ناظم هروی ھ) الهی از خودم بستان
و گم کن ؛ بنور پاک بر من اشتلم کن (اردو) غالب

آنا - غلبہ کرنا۔

اشتلم کشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از ظهوری سند آورده که به معنی ستم	کشیدن و مبتلای سختی شدنست (سه) از ان باده ور ساغرم کن زرخم ؛ که قلزم زرنگش کشد اشتلم ؛ (اردو) ستم سهنا - مبتلاے ستم ہونا۔

(الف) **اشتتو** بقول برہان بفتح اوّل بر وزن بدرو (۱) بمعنی انگشت و زغال باشد و (۲) جای را گویند که زغال در آن ریزند و فرماید که ظاہرا که درین معنی باشتوبه بای ابجد تصحیف خوانی شده باشد و بضم اوّل (۳) بمعنی سبزه آمده و (۴) بمعنی انگشت که عربان اصبع خوانند و مرادف این است --

(ب) **اشتوا** بفتح اوّل بر وزن کدخدا - خان آرزو و سراج ذکر الف کرده معنی (۱) را بحواله ادات الفضلا و معنی (۲) را بحواله ابراہیمی نوشته و معنی سوم ہم آورده و بحواله قوسی فرماید که تحقیق آنست که اشتبو بیای موحّده تصحیف است و صحیح به تای قرشت بمعنی اول باشد و معنی دوم مجاز آن - ما عرض کنیم که بیان ماخذش بجای خودش گذشت و نسبت معنی سوّم گوید که محققین این را بسند کلام منصور شیرازی گفته اند (سه) اگر ز قلزم لطف تو قطره بچکد ؛ درون کوره دوزخ لهب شود اشتو ؛ و حقیقت آنست که درین شعر ہم اشتو بمعنی اول است - صاحب رشیدی الف را بضم اوّل و سوّم و یا بفتح اول بمعنی دوّم آورده و بضم اوّل و سوّم بمعنی اول و سوم - صاحب جہانگیری نسبت (الف و ب) فرماید که با اول مفتوح بمعنی دوم و با اول مضموم بمعنی اوّل و سوّم - صاحب جامع گوید که (الف) بر وزن بدگو و (ب) بر وزن بدعا بمعنی اوّل و دوّم و بضم اوّل بمعنی سوم و چہارم - صاحب سروری بر (الف) ذکر (ب) ہم کرده بر معنی اوّل و سوّم

وپنجم قانع - صاحب ناصری بر (الف) قانع و فرماید کہ (ہ) بمعنی انگشتوانہ باشد وصاحب سروری و رشیدی ہم با اوست - صاحب شمس بذکر ہر دو بمعنی اول وسوم وپنجم قناعت کند - صاحب مؤید بر الف ذکر معنی چہارم ہم فرماید مؤلف عرض کند کہ انگشتو بہ کاف فارسی مکسور اصل است بزیادت واو ونسبت بلفظ انگشت بمعنی منسوب بہ انگشت کنایہ از زغالدان و معنی اول مجاز آن ونسبت معنی سوم بار با خان آرزو اتفاق است کہ بوسیلۂ سندی کہ معنی سوم پیدا کردہ اند دران انشتو بمعنی دوم است پس معنی سوم نتیجۂ تسامح اہل تحقیق باشد بالجملہ الف مخفف انگشتو باشد و (ب) ہم بزیادت الف زائد در آخرش ونسبت معنی چہارم عرض می شود کہ باید کہ انشت مخفف را انگشت بہ ضم کاف فارسی گیریم و واو در آخر (الف) و واو والف در آخر (ب) زائد قرار دہیم کہ ہیچو الف - واو ہم در ابتدا و وسط و آخر کلمہ زائد آید ہیچون لکن و ولیکن وافتادن و وافتادن و عمر و عمرو - حیف است کہ اہل تحقیق برای معانی (الف و ب) سندی پیش نکردند وحالا ہر دو در زبان معاصرین عجم متروک است - بالجملہ بلحاظ ماخذ بیان کردۂ ما باید کہ الف و ب را بمعنی اول و دوم بالکسر خوانیم و بمعنی چہارم بالضم - فافہم (اردو) (الف و ب) (۱) کوئلا - مذکر - بقول آصفیہ انگشت - زغال - جلی ہوئی لکڑی کا بجھا یا ہو انگڑا یا کان سے نکالا ہوا سیاہ اور وزنی مادّہ جو کوئلے کی طرح جلتا ہے (۲) کوئلے رکھنے کا ظرف - کوئلا دان مذکر (۳) اس کے ترجمہ کی ضرورت نہین خیال کیگئی اسلئے کہ غلط ہے (۴) انگلی - مونّث (۵) انگشتانہ - بقول امیر مذکر - شام کی شکل لوہے یا پیتل کا خول جسے کپڑا سینے کے وقت چھنگلیا کے پاس کی انگلی مین پہن لیتے ہین تاکہ سوئی نہ چبھے -

اشتود بقول برہان وناصری وہفت وجامع وانند بفتح اول وثالث ورابع وسکون ثانی ودال ابجد نام روز دوم است از خمسهٔ مسترقهٔ قدیم وبودن آفتاب در برج عقرب ودرین روز مغان یعنی آتش پرستان جشن کنند ومعنی اول الذکر بجای فوقانی نون هم آمده ما صراحت خمسهٔ مسترقه بر اشفند کرده ایم- صاحب انوری وپہلوی گوید که (اشتود) به تای فوقانی سوم ودال در آخر روزی از ایام مسترقه که روز جشن مغانست- بخیال ما اسم جامد ژند وپاژند باشد مرکب از شت که بمعنی حضرت آمده تعظیماً برای ممدوح ومخاطب استعمال کنند وواو نسبت ودال زائد در آخر والف وصلی در اول آورده اشتود کرده باشند که بمعنی منسوب بحضرت است یعنی روزی متبرک که نسبت دارد به بارگاه ایزدی- جادارد که به تصحیف تای فوقانی را نون کرده اشنود هم گفته باشند که می آید و باشد که اشنود مبدل شنون ومخفف شنونه که اسم مفعول است از (شنونتن) که بمعنی نوشتن می آید یعنی نوشته شده ومنقول باشد- الف وصلی در اولش آورده ونون آخر را ابدال بدل کرده اشنود کردند که تبدیل نون به دال می شود چنانکه نمونه ونموده- وگزینه وگزیده بالجمله (اشنود) بمعنی منقول اشاره از روزی باشد که ذکرش در ژند ودساتیر نوشته (اردو) خمسہ مسترقہ سے ایک دن کا نام ژند وپاژند مین اشتود یا اشنود ہے جو مبارک مانا جاتاہے-

اشته بقول صاحب شمس نوعی از سماروغ صراحت کند که لغت فارسی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد وصاحب محیط هم ازین ساکت- بخیال ما این همان اشنه به نون سوم است که می آید تسامح صاحب شمس باشد که نون را تای فوقانی نوشت (اردو) دیکھو اشنه

اشتہا لغت عرب است بکسر اوّل وسوم بقول منتخب بمعنی آرزو کردن ـ بہار گوید کہ فارسیان بمعنی آرزوی طعام استعمال کنند وصاف وسوختہ از صفات اوست وبا لفظ ـ داشتن و سوختن مستعمل مؤلف گوید کہ در استعمال فرس بمعنی جوع است وخصوصیت استعمال با دو مصادر بالا نیست چنانکہ از لحقات می کشاید (اردو) اشتہا ـ بقول امیر ـ عربی ـ مونث ـ خواہش ـ بھوک (مصحفی ؎) کہا گئی مردے ہزارون ہی مگر ٭ اشتہا لیکن نہ اس کی کم ہوئی ٭

اشتہا آوردن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ بمعنی پیدا کردن جوع است (طالب ؎) حریص کرد مرا تیغ او بخوردن زخم ٭ برندہ بود و لے آب اشتہا آوردہ ٭ (اردو) بھوک پیدا کرنا ـ

اشتہا خواستن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز سحابی استر آبادی سند آوردہ کہ بمعنی خواہش اشتہا داشتن است ودیگر ہیچ ـ (؎) کس بی حاجتی نتواند بودن ٭ درویش غذا شہ اشتہا می خواہد ٭ (اردو) بھوک کا طالب ہونا ـ

اشتہا داشتن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز طالب آملی سند آوردہ کہ بمعنی داشتن جوع است ومعنی مرادی این رغبت و خواہش داشتن (؎) زبانم سیر بود از گفتگو لیک ٭ لبم در بوسہ خوردن اشتہا داشت ٭ (اردو) بھوکا ہونا ـ

اشتہار بکسر اوّل وسوم لغت عربست بقول صاحب منتخب شہرت دادن وشہرت یافتن لازم ومتعدی ہر دو آمدہ ـ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی شہرت کنند وبرای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند (اردو) شہرت ـ بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث ـ اشاعت ـ دہوم دھام ـ ناموری ـ

اشتہار داشتن استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز منشی اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی

شہیر و مشہور و نامور بودن است (نثر) پیر شما بفریش اشتہار داشت " (اردو) مشہور ہونا۔ نامور ہونا۔

اشتہار یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نثری اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی شہرت گرفتن و ناموری حاصل کردن است (نثر) بدین جہت آن طبقۂ علی الشان بقرالباش اشتہار یافت " (اردو) شہرت پانا۔ ناموری حاصل کرنا۔ مشہور ہونا۔

اشتہا سوختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ کہ بمعنی زائل شدن و باقی نماندن اشتہاست (ص) اشتہا چون سوخت دارد لذت مرغ کباب ؛ خوان مارا مرغ بریان گر نباشد گو مباش ؛ (اردو) بھوک مرنا۔ بقول آصفیہ اشتہا زائل ہونا۔ بھوک بند ہونا بھی کہتے ہین۔

اشتہا نیست جان من مرض است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را استہزاءً برای کسی زنند کہ بسیار مشتاق و حریص خوردن باشد (اردو) دکن مین جب کسی شخص کو کھانے مین حریص اور بہت سیر خوراک دیکھتے ہین تو استہزاءً کہتے ہین کہ " یہ تو جوع البقر ہے "

اشتہای مردان زیر دندان (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان در تعریف مردانگی مردان این مثل زنند مقصود شان این باشد کہ مردان از اشتہا عاجز نمی شوند و اعتنا بہ آن نمی کنند و زبان طلب نمی کشایند (اردو) " بے صبر بھوکون مرے اور صابر بھوک " دکن مین کہتے ہین یعنی جو لوگ بے صبر ہین وہ تو بھوک سے تباہ حال ہوتے ہین اور مرتے ہین۔ برخلاف اون کے صابرون کی

بھوک خود مرجاتی ہے اور وہ اسکی پرواہ نہیں	کرتے" جان جائے زبان نہ ہلے"

اشتیم بقول برہان و ہفت و ناصری و انند و جامع بفتح اول بر وزن تسلیم چرک و ریمی را گویند که در جراحت باشد مؤلف گوید که این ہمان استیم است که بہ سین مہملہ گذشت و ہمین معنی بر معنی پنجمش مذکور۔ جز این نیست که این مبدل آنست فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کنند ہمچون کستی و کشتی (اردو) دیکھو استیم کے پانچوین معنی۔

اشتینہ بقول صاحب شمس با شین منقوطہ موقوف و تای فوقانی مکسور و یای معروف بمعنی آستینہ است که گذشت۔ صراحت کند که لغت فارسی است دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد حیف است که سندی پیش نشد مؤلف گوید که ہمین لغت بہ سین مہملہ و بالف ممدودہ ہم بجایش گذشت ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست که نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و اصل این آستینہ بہ سین مہملہ باشد و ذکر ماخذش ہم ہمدرآنجا کردہ ایم و این مبتدل آنست که فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کنند ہمچون کستی و کشتی (اردو) دیکھو استینہ۔

اشخار بقول برہان و جامع بفتح اول و خای نقطہ دار بالف کشیدہ (۱) قلیا را گویند که زاج سیاہ است و رنگ رزان بکار برند و (۲) نوشادر را نیز گویند و آن نمک مانند است که بہ ستادان سفیدگر بکار برند صاحب رشیدی و ناصری بر معنی اول قانع۔ خان آرزو و سراج صراحت مزید کنند که ساجی که قلیا نیز گویند زاج سیاہ است که از شورہ گیاہی سوختہ و خاکستر شدہ سازند و گیاہ مذکور را اشنان نام است و چندگاہ خاکستر مذکور ہم در زمین گذارند تا اشخار شود و برای رخت شستن بکار آید و گاہی بعد از حنا ناخن بدان سیاہ کنند و نوشادر نیز۔ صاحب مؤید بذیل لغات

فرس نسبت بمعنی اول فرماید کہ انچہ گازران و رنگریزان بکار برند ہندش۔ ساجی و کہارنا مند و
شخار بدون الف اوّل ہم آمدہ کذا فی القنیہ۔ صاحب محیط بر اشخار گوید کہ لغت خراسان است
و در کابل اشقار و در اصفہان کہلا و در گیلان و شیراز قلیا و بعربی قلی و قلی الصباغین و
بیونانی طیفومیور و بہندی سجی و ساجی و سوڈا۔ و آن چیزیست از اشنان سوختہ خشک
در چہارم باقوت سمیت و حاد و جالی و محرق و اکال و قوی تر از نمک براتب و مجفف بسیار الخ
و انچہ بر نوشادر گوید ما ذکرش برارمنیا کردہ ایم۔ بالجملہ تحقیق آنست کہ قلیا و نوشادر دو قسم جداگانہ
نمک است و در فارسی زبان اشخار بمعنی اول باشد۔ محققین طب۔ نوشادر را اشخار نہ گفتہ اند
صاحب کنز فرماید کہ آشق در ترکی زبان صمغ نشادری را گویند بخیال ما برای معنی اول شخار
اصل است کہ بمعنی خراش و خلیدن آمدہ کذا فی البرہان۔ فارسیان بزیادت رای مہملہ نسبت
در آخرش شخار کردہ باشند۔ ہمچون انگشت و انگشتر و نمکی را نام نہادہ باشند کہ اکال است و الف
در اوّل اشخار وصلی است و نسبت معنی دوم عرض میشود کہ این موضوع باشد از لغت ترکی آشق
کہ صمغ نشادری را گویند بزیادت الف زائد بعد قاف و رای نسبت در آخر و نمک نوشادر را نام
کردند و اقفین ماخذ قاف را بخای معجمہ بدل کردہ نوشادر را ہم اشخار گفتہ باشند ممدودہ و مقصورہ
چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است۔ صاحب سروری برای ہر دو معنی سند آوردہ (فخر
زرکوب ملا) آب او دل خراش چون زنگار ؛ خاک او جان گزای چون اشخار (امیر خسرو
ملا) خدای جوئی یکرنگ باش چون مردان ؛ کہ زن بسرخ و سپید حنا و اشخار است ؛
(اردو) (۱) سجی۔ بقول آصفیہ ایک قسم کے کھار کا نام جو ایک اسی نام کے پودے کی راکھ سے

بنایا جاتا ہے جس کو فارسی میں شخار کہتے ہیں اور عربی میں قلی - اسی کا نام آج بھنگ ہے
(۲) دیکھو اریناء -

اشتیص | بقول برہان بکسر اول و ثالث بہ تحتانی رسیده و بصاد بی نقطہ زده بعضی گویند که این لغت یونانی است بمعنی درخت کرمدانه و آن نوعی از مازریون باشد خوردن آن با شراب گزندگی جانوران را نافع و بعربی شوکت العلک خوانند - صاحب انند این را لغت عرب گوید مؤلف گوید که این همان است که ماذکرش به آداد اکرده ایم و تحقیق صاحب محیط هم درآنجا مذکور (اردو) دیکھو اداد -

اشراش | بقول برہان و جامع و هفت دانند بکسر اول و رای بی نقطه بالف کشیده و شین نقطه دار زده سریش را گویند و آن نباتیست که در سبزی و تازگی بپزند و با ماست بخورند و چون خشک شود آرد کنند و کفش گران و صحافان بدان چسپانند مولف گوید که این همان است که ما صراحت کامل و بیان ماخذ این به اسریشم کرده ایم (اردو) دیکھو اسریشم -

اشراف | بقول بہار بالفتح جمع شریف چون احباب جمع حبیب و این مقابل اجلاف است و فارسیان بمعنی نیک بخت و جوان مرد استعمال کنند (محسن تاثیر ؎) نمیدارد شکر اشراف پندارد لب لعلش ؛؛ تیا تاثیر ارکند بوسی عطا اشراف خواهد شد ؛؛ فرماید که بنا بر نسخهٔ ما خود فاعل فعل پندارد تاثیر است که در مصرع ثانی واقع شده و لب لعل مفعول اول و شکر نمیدارد مفعول ثانی و اشراف پندارد مفعول ثالث درین صورت معنی بیت چنین باشد که تاثیر لب لعل محبوب را گمان آن می کند که جوان مرد است و شکر نمیدارد لیکن اگر بوسی با د عطا کند

اینچه مظنون اوست تیقن خواهد شد یعنی به یقین خواهد دانست که جوان مرد است و میتواند که
اسراف بالکسر و سین مهمله بمعنی خرچ کردن بیجا و بی ضرورت بود و قوله نمیدارد تحریف و صحیح
نمیداند بنون بجای رای مهمله پس معنی بیت آن باشد که لب لعل محبوب که صاحب شکر است
می پندارد که اعطای شکر بمستحق اسراف نیست بر خلاف تاثیر که استحقاق آن ندارد اگر با وازین
شکر عطا کرده شود البته اسراف خواهد بود لهذا احترت در عطای آن نمی کند و شکر را از وی
دریغ میدارد و معهذا خللی که در بنای ترکیب این بیت واقع شده بر سخن فهم مخفی نیست تا
معنی آن چه رسد مؤلف گوید که هندیان بزبان اردو اشراف را بمعنی واحد یعنی شریف استعمال
می کنند ما در کلام قدمای فرس ندیدیم و در روزمرۀ معاصرین عجم استعمال این بمعنی شریف یا
نیک بخت یا جوان مرد نه شنیدیم و محققین فرس هم ازین استعمال ساکت اند بر خلاف این فارسیان
اشراف را بمعنی حقیقیش استعمال کرده اند چنانکه انوری گوید (ﮯ) نزنی لاف خدمت اشراف
نه کشی بار منت اصحاب ؛ (وله ﮯ) افلاک را از مانۀ اقبال تو ندیم ؛ اشراف را استانۀ والای
تو آب ؛ بهار که در استعمال فرس معنی نوپیدا کرده است سند او همان کلام محسن تاثیر است
که بالا مذکور شد - اگر بقولش در هر دو مصرع لفظ اشراف بمعنی جوان مرد گیریم معنی بیان کرده بهار
خلاف ذوق زبان و مائل بسوی ذم ممدوح می شود یعنی یار را که شکر ندارد اشراف خیال می کنیم
و اگر او بوسه دهد اشراف خواهد شد (الخ) بخیال ما الغرض حقیقت اینست که کاتبین چاپکدست
اسراف را بزیادت سه نقطه اشراف کرده اند و فی الواقع در هر دو مصرع لفظ اسراف مستعمل
معنی شعر اینست که لب لعل او مسرف شکر نیست و اسراف شکر پسند ندارد و خوب میداند که

بوسہ دادن بہ محسن تاثیر اسراف است وبس واین معنی نہایت لطیف است کہ ذوق آن زباندانان دانند۔ (اردو) اشراف بقول امیر شریف کی جمع۔ نجیب۔ وہ لوگ جن کا حسب ونسب اچھا ہو واحد کے لئے بھی بولتے ہین جیسے '' اشراف وہ ہے جس کے پاس اشرفی ہو'' جمع کا استعمال اسیر نے کیا ہے (ش) اشراف سے کمینے ہین برتر توکیا ہوا؛ گوہر نہ پرآب ہے بالاسے یم حباب ؛ ۔ ہمارے معنون کے لحاظ سے دیکھو لفظ اسراف۔

(۱۹۲۰) (الف) اشراق (ب) اشراقیان

(الف) اشراق الف۔ بقول منتخب لغت عرب است بکسر اول بمعنی روشن شدن ودرخشیدن و (ب) بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات طائفہ اہل تصفیہ از حکما دمقابل آن مشائیان بفتح میم وتشدید شین معجمہ۔ طائفہ اہل استدلال از حکما چنانچہ در اسلامیان صوفیہ ومتکلمین ودرکتب مسطور است کہ اشراقیان تلامذہ را غائبانہ تلقین می کردندبی وساطت زبان مؤلف گوید کہ فارسیان (الف) راہم بہ معنی (ب) استعمال کردہ اند چنانکہ صائب گوید (ش) صحبت اشراق را تیغ زبان درکار نیست ؛ شمع را خاموش باید کرد تا مہتاب ہست ؛ صائب درین شعر اشراق را بمعنی اشراقیان آوردہ صاحب انند بر (ب) فرماید کہ بالکسر اشراقیین گروہی است از حکمای سلف کہ از باعث اشراق و روشنی باطن خودہا کہ از کثرت ریاضت پیدا کردہ بودند تعلیم وتعلم بمکاشفہ ومراقبہ می کردند وحاجت رفتن پیش کسی نداشتند بخلاف حکماء مشائین چنانچہ افلاطون وبقراط وغیرہ از زمرۂ اشراقیین بودند (اردو) اشراقیین۔ بقول امیر وہ مرتاض گروہ حکما جو بذریعہ تصفیہ قلب وکشف اپنے شاگردون کو دور بیٹھے ہوئے تعلیم دیا کرتے تھے مثل مشائین کے

ایک کو دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت نہوتی تھی۔

اشرف لغت عرب است بفتح اوّل وسوم (۱) بمعنی شریف تر کہ اسم تفضیل است صاحب مؤید صراحت کند کہ بمعنی بلند سر و بزرگوار تر و بلند تر باشد۔ بہار گوید کہ (۲) قصبۂ از مضافات مازندران۔ چنانکہ سکندر بیگ در تاریخ عالم آرای عباسی نوشتہ (طاہر وحید سہ) ہوای اشرف است و آب شیراز؛ اگر آب و ہوائی در جہان است؛ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ نام باغی است در مازندران مرزا صائب در وصف آن قصیدۂ گفتہ کہ این دو بیت از آنست (سہ) کیمیای خوشدلی خاک دیار اشرف است؛ صیقل جانہا ہوای بیغبار اشرف است؛ نیست جز مازندران دار الامانی خاک را؛ وقت آنکس خوش کہ ساکن در دیار اشرف است؛ خان آرزو در چراغ مذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ (۳) تخلص شاعر مازندرانی کہ محمد سعید نام داشت پسر ملّا محمد صالح مازندرانی کہ از علمای قرار دادۂ ایرانست گویند کہ اشرف ہمشیرہ زادۂ اخوند محمد باقر مجلسی است کہ از مجتہدان شیعہ بود و احوال اشرف در تذکرۃ الشعرای ہندوستان و ایران مسطور و نسبت معنی دوم فرماید کہ نام جائیست از ایران و ظاہر مراد اصفاہان است۔ و از نسبت معنی دوم ہمزبان بہار۔ **مؤلف** گوید کہ (۴) نام بادشاہی ہم کہ ذکرش بر اشرفی آید (اردو) (۱) شریف تر۔ بلند تر۔ (۲) ایک قصبہ یا باغ کا نام اشرف ہے جو مازندران میں واقع ہے۔ مذکر (۳) ایک عجمی مشہور شاعر کا تخلص اشرف ہے جس کا نام محمد سعید تھا (۴) ایک بادشاہ کا نام بھی اشرف تھا جس نے اشرفی ایجاد کی۔ دیکھو اشرفی۔

اشرفی بقول صاحب انند بحوالۂ غیاث بالفتح و فتح رای مہملہ و کسر فا لغت فارسی است بمعنی

درست زر و این منسوب است باشرف کہ بادشاہی بود سکہ زر بوزن دو ماشہ بزمان او رواج
یافت چنانکہ از شرح دیوان خاقانی پیداست و فرماید کہ کسانیکہ بفتح شین و سکون را خوانند محض
غلط است۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ طلای مسکوک رائج ہندوستان راگویند
چنانکہ فارغی شیرازی گوید (ع) صرّاف چرخ صبح کہ دیوان خودکشاد ٭ ہرخوردہ کہ داشت بیک
اشرفی بداد ٭ و اشرف مازندرانی ہم گوید (ع) اشرف از حرص چہ چسپی بہ زر و سیم مگر ٭ چون بت
اشرفی از بہر زرت ساختہ اند ٭ صاحب بحر برّبت اشرفی گوید کہ صورتی کہ بر اشرفی مسکوک می کردند
بالجملہ اشرفی را یای نسبت منسوب بسوی معنی حقیقی اشرف کنیم یا بادشاہ بہر دو صورت سکہ طلارا
نام است و در عہد اشرف مازندرانی و فارغی شیرازی رواج او تحقق (اردو) اشرفی بقول
امیر فارسی۔ مؤنث۔ سونے کا سکہ جو دو ماشہ سے ایک تولہ تک کا ہوتا ہے۔ صاحب غیاث
نے شرح دیوان خاقانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اشرف ایک بادشاہ تھا جس کے عہد مین یہ
سکہ رائج ہوا۔ اسی نسبت سے اشرفی کہتے ہین۔

اشعب بقول بہار بفتح اول و عین ہملہ و ثای مثلثہ و صحیح در منتخب ببای موحدہ نام طامعی
نعمت خان عالی (ع) تو بہ عباس دوس بردہ نسب ٭ اوست دیوان معدۂ اشعب ٭ فرماید
کہ عباس دوس بدال ہملہ نام داماد شعب کہ در طمع از اشعب بیشتر بود و دوس بالفتحہ قبیلۂ در یمن
وارستہ فرماید کہ این بہ ثای مثلثہ آخر است ولیکن نعمت خان عالی ببای موحدہ آوردہ۔ صاحب
منتخب مؤید استعمالش۔ صاحب غیاث ہمزبان وارستہ صاحب انند بحوالہ منتخب گوید کہ در
بعض کتب لغت بہ ثای مثلثہ بجای بای موحدہ فصیح یافتہ و این غلط است و اشعث بہ ثای

اشعثہ آخر لغتی است در عربی بمعنی آشفته موی وگرد آلوده موی (کذا فی المنتخب) مؤلف گوید که بخیال ما ضرورت نداشت که این لغت را ذکر کنیم که از موضوع ما خارج است ولیکن اتباع صاحب بہار عجم کرده ایم که فارسیان در بیان طمع استعمال این نام کرده اند (اردو) اشعب نام ایک شخص گزرا ہے جو بہت طامع تھا۔

اشغر بقول برہان وجامع وجہانگیری بضم اوّل و غین نقطه دار و سکون ثانی و رای بی نقطه همان اسغر که ذکرش با سین مهمله گذشت و ما اشارهٔ این هم را انجا کرده ایم و این مبدّل اسغر باشد که فارسیان سین مهمله را به شین معجمه بدل کنند همچون کستی و کشتی (اردو) دیکھو اسغر۔

اشفند بقول برہان وجامع وناصری و سروری بفتح اوّل و فای سعفص۔ بروزن الوند نام بلوکی است از بلوکات نیشاپور مشتمل بر بہشتاد و سه قریه۔ ما ذکر این بسین مهمله بمعنی دوم اسفند کرده ایم و از وجه تسمیه هم همدران جا بحثی کنان مبدّل آن است که فارسیان سین مهمله را به شین معجمه بدل کنند۔ همچون کستی و کشتی۔ انچه درین جا الف را فتح داده اند نتیجهٔ لا علمی از ماخذ است و غلط العام۔ (اردو) اشفند۔ مضافات نیشاپور سے ایک حصۂ ملک کا نام ہے جو تراسی قریوں پر شامل ہے۔ اسی کا ذکر سین مهمله کے ساتھ لفظ اسفند کے دوسرے معنی پر گزرا ہے۔

اشق بقول برہان بضم اوّل و فتح ثانی و سکون قاف صمغ گیاہی است که آنرا بدران گویند و بعربی صمغ الطرثوث۔ استقا را نافع است و بعضی گویند جوہریست معدنی که آنرا بعربی لذاق الذہب نام است و ان غیر معنی هم است که علی باشد که بول کودکان را با سرکه و رہادن مسین کنند و در آفتاب چندان بسایند که منعقد شود و طبیعت آن گرم و خشک و جراحت ہای کہنه را نافع و بعربی الحام الصناعه خوانند و اشج با جیم نیز

گویند و معرب او اشّہ با ہاست و ہم او برآوشہ گوید کہ رطوبتی است کہ شبہا بر سبزہ نشیند۔ صاحبان
انند و غیاث و مؤید و ہفت و شمس ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب منتخب این را لغت عرب و نام صمغ
درختی نوشتہ۔ و صاحب مؤید بذیل لغات فرس بحوالہ بعض لغات طب آوردہ و معنیٔ بابرہان متفق و
صاحب شمس معترف بلغت عرب و معنی برہان۔ صاحب محیط فرماید کہ این معرب اشم فارسی است
و بہ فارسی اوشہ کلیانی ہم گویند و بعربی اوشج و وشج و بیونانی اثا نقون۔ و امونیاقن۔ و بہندی
کاندور و بفرنگی ای مونا کم و بقول شیخ صمغ طرثوث است و گویند صمغ اشترغاز و بقول صاحب
اختیارات صمغ بدران۔ بالجملہ صمغ درختی است بہترین آن سفید و نرم و صاف و بقول شیخ گرم
در آخر دوم و خشک در اوّل در آن تحلیل و تخفیف قوی است و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو)
کاندر۔ بقول صاحب جامع الادویہ۔ اوشہ۔ اشق۔ لذاق الذہب۔ ایک درخت کا گوند۔

اشقاقل | بقول برہان و ہفت و انند بکسر اوّل و ثالث بالف کشیدہ و قاف مضموم بلام
زدہ زردک صحرائیست و آن را شقاقل بحذف الف نیز گویند و بہترین آن زرد و سطبر و سنگین
باشد۔ قوت باہ دہد۔ اگر زن حاملہ بخود برگیر د بچہ بیندازد۔ صاحب محیط ذکر این کردہ گوید کہ ہمان
شقاقل است و بر شقاقل فرماید کہ گزر دشتی است و بہندی دودھالی۔ یعنی شیر دار و دنبی افزایندہ
وستالی۔ یعنی بسیار اولاد پیدا کنندہ۔ و سواآلی۔ یعنی آرام دہندہ و کاکول۔ یعنی امید زیادہ کنندہ
گرم و خشک در اوّل۔ ملیّن و منافع بسیار دارد۔ صاحب منتخب این را بالفتح و ضم قاف ثانی لغت
عرب گوید بمعنی گزر دشتی۔ پس فارسیان بزیادت الف وصلی در اوّل و تصرف در حرکات معرب
کردہ اند و این ہمان است کہ ذکر کاملش بر اشقوسا گذشت (اردو) دیکھو اسقوسا۔

اشقردیون بقول برہان وہفت بفتح اوّل وثالث وسکون ثانی ورای قرشت وکسر دال ابجد ویای حطی بواو رسیدہ وبنون زدہ بلغت یونانی شقردیون باشد کہ سیر صحرائی است وبعربی توم البری وحافظ الاجساد۔ مؤلف گوید کہ این ہمان اسقوردیون است کہ ذکرش گذشت۔ واصل این (سقوردیون) باشد فارسیان الف وصلی دراولش آوردند وسین مہملہ را بہ شین بدل کردند ہمچون کستی وکشتی۔ وواو اول کہ علامت ضمہ بود حذف شدہ ضمہ باقی ماند۔ توانیم گفت کہ مفرّس است۔ (اردو) دیکھو اسقوردیون۔

اشقرہ بقول صاحب ضمیمۂ برہان ہیزم نیم سوختہ را گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مخفی مباد کہ شقرہ۔ بقول منتخب بالضم لغت عرب است کہ سرخی یا سیاہی آمیختہ را گویند۔ پس عجبی نیست کہ فارسیان بزیادت الف وصلی برای ہیزم نیم سوختہ نام کردہ باشند کہ دو رنگ باشد پس باید کہ بفتح اوّل خوانیم وضم دوّم وسکون سوّم وفتح چہارم حالا بزبان عجم متروک است (اردو) آدہی جلی ہوئی لکڑی کو فارسیون نے اشقرہ کہا ہے۔ لکٹی بقول آصفیہ ہیزم نیم سوختہ۔ مؤنث۔

اشک۔ بقول برہان وہفت وجامع بفتح اوّل وسکون ثانی وکاف۔ (۱) مطلق قطرہ را گویند عموماً و (۲) قطرۂ آب چشم را خصوصاً و (۳) نام یکی از سلاطین عجم و (۴) سالک راہ خدا۔ خان آرزو در سراج بذکر ہر چہار معنی نسبت معنی سوم صراحت کند کہ طبقۂ اشکانیان بدو منسوب است۔ صاحب ناصری بر معنی دوّم وسوم قانع۔ صاحب سروری اینرا بکاف فارسی آوردہ وبدیگر معنی اول ودوّم بمعنی قطرۂ باران ہم گفتہ بخیال ما متعلق است بمعنی اوّل (شیخ عطار سلہ) چنان شد ظلم در ایام او گم۔ کہ اشکی درمیان بحر قلزم۔ (کمال اسمعیل سلہ) چون نار دانہ کہ در آن

استخوان بود و پنہان شد است شخص من اندر میان اشک بہ صاحب رشیدی و جہانگیری بہ معنی اول و دوم اکتفا کردہ - صاحب شمس بذکر معنی اول و دوم گوید کہ جامہ کہ بچہ طفل بدان پیچند و قیل بدانچہ خود را بند مؤلف عرض کند کہ لغت معنی آخرہ بیان کردہ صاحب شمس بقول صاحب مؤید اشنک است کہ ذکرش گذشت و جز این نیست کہ تسامح صاحب شمس این را ذیل تعریف اشک شریک کرد و آنچہ صاحب شمس بعد لفظ قیل نوشتہ و ران ہم غلطی کتابت راہ یافتہ کہ بقول مؤید بحوالہ دستور "آنچہ بچہ خورد را بدان بند ند" بالجملہ ما صراحت این درین مقام برای رفع غلطی صاحب شمس کردہ ایم - صاحب مؤید بہ اشک بذکر معنی دوم بحوالہ زفانگویا گوید کہ نمی کہ برگیاہ و بر زمین نشیند اشک است و بخیال ما این صراحت معنی اول است ولیکن طرز بیان محقق فاضل تعمیم معنی اول را با سبزہ و زمین مخصوص می کند و این درست نیست - اشک شبنم بہ معنی قطرۂ شبنم در لغات می آید ولیکن مجرد اشک معنی قطرۂ شبنم یا قطرۂ باران از نظر ما نگذشت - صاحب ضمیمۂ برہان فرماید کہ اشک در ترکی خر الاغ باشد و صاحب سخندان گوید کہ اشک را در سنسکرت اشرو گویند و رای مہملہ حذف شود و صاحب خزانۃ اللغات نوشتہ کہ ترجمہ اشک در سنسکرت اشر باشد بہ فتح الف و ضمہ شین معجمہ مؤلف عرض کند کہ بخیال ما فارسیان بقاعدۂ خود اشر را بہ تبدیل رای مہملہ با کاف فارسی اشگ کردند چون ریماز و گیماز و بعد ازان کاف فارسی بکثرت استعمال بعربی بدل شد چنانکہ گند و کند و تبدیل حرکات حروف ہم نتیجۂ لب و لہجۂ فارسیان است پس توان گفت کہ اشک مفرس است از لغت سنسکرت و قول صاحب سروری مؤید خیال ما - الحاصل صاحبان بہار عجم و انند ذکر این بمعنی اول و دوم کردہ اند و بقول ہر دو و تحقیق ما از صفات اشک است (۱) از

مژگان افتاده (۲) از مژگان چکیده (۳) اضطراب فروش (۴) بهانه جو (۵) بی آرام (۶) بی اثر (۷) بی بها (۸) بی قرار (۹) پریشان سفر (۱۰) پریشان نظر (۱۱) جگر پرواز (۱۲) جگرخوار (۱۳) جگرسوز (۱۴) حسرت آلود (۱۵) دردآلود (۱۶) دریادل (۱۷) دشت پیما (۱۸) دل پرواز (۱۹) دلفروز (۲۰) دمادم (۲۱) رعنا (۲۲) سبک گام (۲۳) سرنگون (۲۴) سینه فرسا (۲۵) صحرا پسند (۲۶) عنانی (۲۷) کم فرصت (۲۸) گرم رو (۲۹) گلگون (۳۰) محنت کش (۳۱) مژگان پرور (۳۲) مژه آرا (۳۳) ناب (۳۴) نظرباز (۳۵) نگاه آلود بعض اسناد این در تشبیهات اشک و بعض اسناد در ملحقات می آید بیاری از صفات اشک در ای این است که از ملحقات معلوم شود و از تشبیهات اشک است (۱) آئینه (۲) الماس ۔ مفید بلخی (ص) زینت حسن است از الماس اشک ما مفید ؛ گل ز شبنم تکمه ٔ چاک گریبان می کند ؛ (۳) برق ۔ ظهوری (ص) ز برق اشک بسوز دسرای خواب ایدل ؛ چراغ مجلس افسانه نور طور مکن ؛ (۴) بیضه ۔ جامی (ص) بلبل شو واز شوق تو ای گلشن خوبی ؛ هر بیضه ٔ اشکی که ز چشم ترم افتاد ؛ (۵) تاب ۔ ظهوری (ص) نگاهت نشد شعله از تاب اشک ؛ بشی ترکردی به مهتاب اشک ؛ (۶) تار ۔ صائب (ص) از اشتیاق ذکر تو در دیده باشد است ؛ هر تار اشک سبحهٔ صد دانهٔ دگر (۷) تخم (۸) تسبیح ۔ ظهوری (ص) ز مژگان بیاویز تسبیح اشک ؛ که گو تو آرد ملک را برشک ؛ (۹) تکمه ۔ ظهوری (ص) فریاد ازین دریده چشمی فریاد ؛ جیب نگهت به تکمه اشک بسوزد ؛ (۱۰) حباب (۱۱) خوشه ۔ صائب (ص) صائب از سیمای ما گرد کدورت شسته ست ؛ خوشهٔ اشکی که خوشه طارم افلاک سبز ؛ (۱۲) دانه ۔ ظهوری (ص) دانه نبودی اگر از اشک غم ؛ طائر عشرت نه شدی رام ما ؛ (۱۳) دجله (۱۴) دُر ۔ عرفی (ص) گو ۔ مرا از آب و آتش گریکی مانده

چه عیب ؛ آنکه گوید اشک عرفی با در مکنون یکی ست ؛ انوری (ـــه) حسرت ترتیب عقد گوہر
کلکش ؛ در ثمین کرد اشک ترثمین را ؛ (۱۵) زنجیر (۱۶) سبحه ـ ظہوری (ـــه) از اشک صبح وشام
ظہوریست سبحه ساز ؛ اندیشه لطف رادت اوراد کرده ایم ؛ (۱۷) ستاره (۱۸) سیل (۱۹) سیلاب
(۲۰) سیم ـ زلالی (ـــه) چو نامه متمتع را جان خراشید ؛ نثار نامه سیم اشک پا شید ؛ (۲۱) سیماب
مفید بلخی (ـــه) مرا سیماب اشک از دیده هر دم کم نمی باشد ؛ بیاش دیده ام صحبت بی شبنم نمی باشد
(۲۲) شبدیز (۲۳) شبنم ـ زلالی (ـــه) رخش در شبنم اشک چکیده ؛ برنگ زعفران نم کشیده ؛
(۲۴) شعله (۲۵) شوربا ـ خان آرزو (ـــه) عشق کی فارغ ز اصلاح مزاج حسن شد ؛
شوربای اشک بهر نرگس بیمار داشت ؛ (۲۶) شیشه ـ ظہوری (ـــه) در جگر زخمی به جنبیدن بگر
لب کرد باز ؛ شیشهٔ اشکی فرستادم به بین احوال چیست ؛ (۲۷) طفل (۲۸) طوفان (۲۹) غنچه
نعمت خان عالی ـــه از نسیم آه ممنونم که در گلزار عشق ؛ غنچه های اشک گلگون مرا وا می کند ؛
(۳۰) قرعه ـ ظہوری (ـــه) غلطیده بخون ز گردش چشم ؛ از قرعهٔ اشک فال گیرند ؛ (۳۱)
کمیت (۳۲) گل ـ ابوطالب کلیم (ـــه) شد دامن الوند کنارم ز گل اشک ؛ کردیم دوا داغ
فراق همدان را ؛ (۳۳) گلبرگ ـ زلالی (ـــه) نکرده نو برگلبرگ اشکی ؛ نچیده لالهٔ از داغ
رشکی ؛ (۳۴) گلشن (۳۵) گوہر ـ ظہوری (ـــه) بر نجوشد تا باشک از سینه گوہرهای غم ؛
دمیدم بردیدهٔ تر آستین افشرده ایم ؛ (۳۶) لاله (۳۷) لعل ـ (۳۸) مرغ ـ واله ہروی
(ـــه) آرام و راحتی که ز دل ماتم تو برد ؛ چون مرغ اشک باز نیاید بآشیان ؛ (۳۹) مسافر ـ
ملا رضی (ـــه) چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک ؛ که رہزنی بکمین ہمچو آستین دارد ؛ (۴۰) مضراب

(۴۱) موج - ملا قاسم مشهدی (ے) موج اشکم بی سخن اظهار مطلب می کند ؛ جنبش ریگ روان با نمک دریا باشد مرا ؛ (۴۲) مهتاب سند این بر تشبیه نجم گذشت (۴۳) میخانه (۴۴) ناقه - ظهوری (ے) کجا به ناقهٔ اشک این گریه طی گردد ؛ اگر نه از عدی ہای ہای رانندش ؛ (۴۵) نقطه (۴۶) نمک ؛ صائب (ے) ہیچکس زہرهٔ نظّارهٔ چشم تو نداشت ؛ نمک اشک من این تلخی بادام گرفت (۴۷) یاقوت - مفید بلخی (ے) از اشک ماست زینت موی میان ترا ؛ یاقوت خویش زیب کمر کرده ایم ما ؛ (اردو) (۱) قطره - مذکر - بقول آصفیه - عربی - پانی کی بوند (۲) اشک بقول امیر - فارسی - مذکر - آنسو (آتش ے) اس ماه کی فرقت مین جو تارے نکل آئے ؛ تارون کے سوا اشک ہمارے نکل آئے ؛ امیر نے اسکے صفات اور تشبیہات کا ذکر آنسو پر کیا ہے - (۳) سلاطین عجم سے ایک بادشاہ کا نام اشک تھا جس سے طبقهٔ اشکانیان منسوب ہے (۴) ساٹک راه خدا کو فارسیون نے اشک کہا ہے -

اشک آتش ناک اصطلاح - بکسر کاف اوّل - بقول صاحب بحر عجم و بہار - مانند اشک گرم است **مؤلف** گوید که در اول آتش ناک و در دوم آتشین - صفت اشک است و فارسیان اشک گرم - اشک غم را گویند که مقابل اشک شادی است گویند که در حالت غم اشکیکه از چشم ریزد گرم باشد و این علامت سوز دل است بر خلاف اشک شادی که گرم نباشد (اردو) اشک آتشین - مذکر - امیر نے آنسو کے صفات مین اس کا ذکر فرمایا ہے (آتش ے) جوش اشک آتشین کا باعث آه سرد ہے ؛ گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاه کا ؛

اشک آتشین

اشک آل استعمال - به کسر کاف عربی مرکب

توصیفی ست وبقول صاحب بحر وبہار روانند
بمعنی اشک سرخ باشد کہ آل در ترکی زبان
بمعنی سرخ است کذا فی لغات ترکی۔ فارسیان
استعمال این کردہ اند بمعنی اشک خونین حیف است
کہ محققین بالاسندی پیش نکردند ما در کلام ظہوری
یافتیم (ف) از چہرۂ کاہی ظہوری ٭ پیرایۂ اشک
آل گیرند (اردو) سرخ آنسو (مذکر) امیر نے
آنسو کے صفات مین اس کا ذکر فرمایا ہے۔
(ناسخ ف) فصل گل ہے کیون نہ ہو ہمیر بہار ٭
سرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہے ٭ اشک حنائی
بہی مستعمل ہے (میر ف) اب اشک حنائی سی
جو تر نہ کرے مژگان ٭ وہ تجھ کف رنگین کا مارا
نہ ہوا ہوگا ٭

(الف) **اشک آلود** | استعمال۔ بہار
(ب) **اشک آلودن** | نسبت (الف)

فرماید کہ در صفات روی وچشم مستعمل وصاحب
آصفی ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت و از نظیری
نیشاپوری سندی آوردہ کہ (الف) راست موافق
گوید کہ (ب) بمعنی آلودہ شدن بہ اشک است کہ
آلودن لازم ومتعدی ہردو آمدہ و (الف) مخفف
اشک آلودہ کہ اسم مفعول (ب) باشد (ف)
نظیری را بہ مجلس بردم امروز وغلط کردم ٭ مرا
رسوای عالم کرد چشم اشک آلودش ٭ (اردو الف)
آلودہ اشک۔ یا اشک آلود۔ آنکھہ اور چہرے
اور رخسار کی صفت مین کہ سکتے ہین۔ امیر نے
آنکھہ کے صفات چشم عاشق مین اشک آلود کا ذکر
کیا ہے (آتش ف) کوچہ تیرا عیش باغ ای یار
ہے بے تاویل ہے ٭ چشم اشک آلود عاشق اس مین
موتی جھیل ہے ٭ (ب) اشک آلود ہونا۔

اشک آمدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ واز حزین اصفہانی سندی آوردہ کہ
در آن استعمال این بہ معنی آمدن وپیدا شدن
اشک درچشم وریختن آن باشد (ف) آبی
ای زخم تشنہ بردار ٭ اشک دریا نوالم آمد ٭

(اردو) آنسو آنا - بقول امیر آنسو ونکا آنکھہ سے ٹپکنا (ناسخ سے) کس کے دانتون کی چمک کا دہیان ہے جو رات دن ❊ متصل آتے ہین آنسو سبحۂ بلور سے ❊ ہماری رائے مین آنکھ مین آنسو آنا معنی آبدیدہ ہو جانا بھی کہ سکتے ہین امیر نے آنسو بھر آنا انہین معنون مین لکھا ہے (صبا سے) دل مین اک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے ❊ بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئے کیا یاد آیا ❊

اشک ابر اصطلاح - بہ کسر کاف عربی مرکب اضافی است و بقول صاحب بحر قطرات باران - بہار گوید کہ این کنایہ باشد صاحب انند ہم ذکر این کردہ و مرادف اشک سحاب نوشتہ کہ می آید مؤلف گوید کہ اشک بمعنی عام قطرۂ آب بجایش گذشت - ہر گاہ اضافت آن بسوی ابر یا سحاب کنیم معنی لفظی آن قطرۂ باران است پس ضرورت ندارد کہ این را کنایہ گیریم (اردو) برسات کی بوندین - مؤنث چھینٹے بھی کہ سکتے ہین لیکن اس کے معنی مین صاحب آصفیہ نے ہلکی بارش خفیف سا مینھ لکھا ہے اور پھوار پر ترشح اور چھوٹی چھوٹی بوندین بدینوجہ کہ فارسی معنون مین مطلق قطرات باران کا استعمال ہے لہذا چھینٹے اور پھوار خاص ہین -

اشک اختر اصطلاح - مرکب اضافی است باضافت تشبیہی کہ مراد از اشک باشد کہ ہمچون اختر است فارسیان اشک را باختر تشبیہ دادہ اند و اختر اشک ہم توان گفت سند این از کلام کلیم بر اشک چکیدن می آید (اردو) امیر نے آنسو کی تشبیہات مین اشک کو اختر سے تشبیہ دی ہے (ناصر سے) لعل تر ناسفتہ گوہر اشک ہے ❊ یا شفق آلود اختر اشک ہے ❊

(الف) **اشکار** - بقول برہان بکسر اول بر وزن ولدار (۱) بمعنی شکار باشد کہ نخچیر است و (۲) شکار کردن را نیز گویند - خان آرزو در سراج ذکر معنی مصدری نکردہ صاحب سروری از حکیم فرخی سند آوردہ (سے) غیر محمود کہ داند کردن ❊ نرہ شیری بجذنگی اشکار ❊ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی

نخچیر و آهو یعنی افادۂ معنی شکار و شکار کننده کند صاحب جامع بر معنی اول قانع - بہار بر لفظ
شکار گوید که باید دانست که قصد کشتن آدمی مر حیوانی را در عرف شکار نام است و گاه بمعنی شکار
کرده شده و حیوانی که شکار کردنش مطلوب بود نیز آمده و آراسته بر لفظ شکار فرماید که قصد کشتن طائر
و حیوان کردن و نیز بر جانوران قابل شکار اطلاق آن کنند و برای معنی مصدری از قاسم گونابادی
سند دہد (س۵) تا بند مردان رخ از کارزار ٭ ہنر بران ندانند غیر از شکار ٭ و صاحب انند بحوالۂ
ناصری بر شکر نوشته که بروزن جگر در فارسی زبان بمعنی شکار است و شکننده را نیز گویند و بر تقیاس
است در آن شکر و جان شکر و شکردن و شکریدن بمعنی شکار کردن **مؤلف** عرض کند که شکر بکسر اول
و فتح دوم اسم جامد فارسی بمعنی اول است و ہمین است اسم مصدر شکردن و شکریدن که به معنی
شکار کردن می آید فارسیان الف زائد بعد شین معجمه آورده شکار کردند ہمچون مہار و مآہار و پس از ان
الف وصلی در اول این آورده اشکار ساختند و نسبت معنی دوم عرض می شود که شکر حاصل بالمصدر
شکردن و شکریدن ہم آمده کذا فی الموارد ہمین است اصل اشکار بمعنی دوم بزیادت ہر دو الف
پس در کلام قاسم گونابادی که بالا مذکور شد استعمال لفظ شکار بمعنی حاصل بالمصدر است و انچه
صاحب ناصری اشکار بمعنی آہو گفته متعلق به معنی اول باشد که آہو بمعنی شکار ہم آمده و انچه
این را بمعنی فاعل گیرد تسامح اوست که بقاعدۂ اسم فاعل ترکیبی این معنی بترکیب پیدا می شود
نه غیر آن ہمچون شیر اشکار یا شیر شکار - صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ذکر - - - - - - - -
(ب) اشکاری | بمعنی شکاری کرده فرماید که به معنی شکاری و صیاد است **مؤلف** عرض
کند که الف وصلی در اول و یای نسبت در آخر لفظ شکار زیاده کرده اند دیگر ہیچ سه (اردو) الف

(۱) شکار - بقول صاحب آصفیہ فارسی - اسم مذکر - صید - نخچیر (۲) اس کا مصدر شکار کرنا ہے اور حاصل بالمصدر شکار جیسے "ہم نے شکار کا ارادہ کیا ہے" (ب) شکاری - بقول آصفیہ فارسی - اسم مذکر - شکار کرنے والا - صیاد -

(۱۹۲۶)

اشک از دیدہ افتادن استعمال - بمعنی حقیقی گریہ وزاری کردن - چنانکہ صائب گوید (ﮯ) از دیدہ یتیم نیفتادہ است اشک ٭ دنیا بخواریکہ مرا از نظر فتاد ٭ (اردو) آنکھ سے آنسو ٹپکنا - بقول امیر رونا (مسرور ﮯ) اسکی نظر پڑی جو مرے حال زار پر ٭ بے اختیار آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے ٭

اشک از دیدہ جستن استعمال - بمعنی برآمدن اشک است از چشم - صراحت و سند این بہ اشک جستن می آید (اردو) دیکھو اشک جستن -

اشک از دیدہ چکیدن استعمال - بمعنی برآمدن اشک است از چشم - صراحت و سند این بہ اشک چکیدن می آید (اردو) دیکھو اشک چکیدن

اشک از دیدہ دمیدن استعمال - بمعنی برآمدن اشک است از چشم و گرلسین صراحت کامل و سند این بہ اشک دمیدن می آید (اردو) دیکھو اشک دمیدن -

(الف) **اشک از رخسار چیدن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر دلاسا و غمخواری کردن ہو گوید کہ این کنایہ باشد و اگر کسی اشک خود از رخسار خود چیند برای او استعمال این نمی شود - بہار و آصفی وانند ذکر این بہ اشک چیدن کردہ مؤلف گوید کہ این مراد (ب) **اشک از مژگان چیدن** باشد کہ ذکرش بہ اشک چیدن آید (اردو) (الف و ب) آنسو پونچھنا بقول امیر مجازاً تسکین اور دلاسا دینا (مومن ﮯ) کوئی نرہا کہ پوچھے آنسو ٭ کیا روؤں میں اپنی بیکسی کو ٭

اشکاف بکسر ہمزہ بمعنی رخنہ باشد مطلقاً - صراحت کامل این بہ اشگاف بہ کاف فارسی کردہ ایم

کہ می آید (اردو) دیکھو اشکاف

(الف) **اشک افتادن** استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شفائی اصفہانی سند آوردہ کہ - - - - - - - - - -

(ب) **اشک افتادن بر خاک** راست یعنی گریستن بمعنی حقیقی (سہ) آتشی دارم کہ گر بر خاک افتد اشک من ٭ ہمچو خون گرم خاک مردہ می آید بجوش ٭ (اردو) آنسو بہنا - بقول امیر آنسو جاری ہونا (آغا حجو شرف سہ) فردوس مین رو لونگا شرف اتنے ہی موتی ٭ بہتے ہین جو میرے غم شبیر مین آنسو ٭ آنسو جاری یا روان ہونا آنسو چلنا - آنسو ڈھلنا بھی کہتے ہین - دیکھو امیر اللغات - اور آنسو گرنا بھی کہہ سکتے ہین -

اشک افسوس استعمال - بقول بہار معروف و صاحب انند این را با اشک حسرت و اشک مقصیت و اشک ندامت و اشک پشیمانی آوردہ حیف است کہ سندی پیش نشد بخیال ما من وجہ مرادف اشک حسرت توان گرفت یعنی اشکی کہ با فسوس واقعہ بچشم آید یا از چشم ریزد آنرا اشک افسوس توان گفت و تعریف ہر یکی بجای خودش مذکور شود (اردو) اشک افسوس - اور اشک حسرت کہہ سکتے ہین - یعنی وہ اشک جو کسی امر کے افسوس یا حسرت مین آنکھ سے نکل پڑین یا آنکھ مین آئین

(۱) **اشک افشاندن** (مصدر اصطلاحی)

(۲) **اشک افشاندن دیدہ** بمعنی گریستن است (عرفی سہ) جای رحم است بہ عرفی کہ بسی بی اثر است ٭ اشک گرمی کہ بشبہای دراز افشاندی (پہلو سہ) دیدہ اشک فشان بہر سبکباری اشک ٭ قرعہ انداختہ بار سفری خواہم بست ٭ (اردو) آنسو بہانا - بقول امیر رونا (نسیم سہ) پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو پھر منھ چھپا کے مجھ سے آنسو بہائیے گا ٭

اشکال بفتح اوّل لغت عرب است بقول صاحب منتخب جمع شکل بمعنی صورتہا و مانندہا - فارسیان

بمعنی واقعات ہم استعمال کنند و استعمال این بترکیب فارسی ہم کردہ اند کہ در ملحقات آید (انوری
ـہ) نہ ہیچ عقل بر اشکال دور او واقف ؛ نہ ہیچ دیدہ بر اسرار حکم او بینا ست ؛ (اردو) شکلیں
صورتیں - مؤنث - نقشے - واقعات - مذکر -

اشکالِ جنوبی و شمالی اصطلاح - اشکال لغت عرب است بفتح اول جمع شکل و باضافت آن بسوی جنوبی و شمالی - مراد از اشکال ثوابت کہ منسوب است بہ جنوب و شمال - صاحب غیاث و انند فرماید کہ بدانکہ بر فلک اشکال ثوابت چہل و ہشت قرار دادہ اند منجملہ آن دوازدہ شکل بر منطقۃ البروج واقع کہ دوازدہ برج مشہورہ عبارت از ہمین است و پانزدہ اشکال بجانب جنوب منطقۃ البروج باشد و بست و یک شکل بطرف شمال مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نباشد کہ ہمین پانزدہ و بست و یک را اشکال جنوبی و شمالی گویند (اردو) اشکال جنوبی - و اشکال شمالی سے وہ پندرہ اشکال ثوابت مراد ہین جو منطقۃ البروج کے جنوب مین - اور اکیس اشکال ثوابت جو منطقۃ البروج کے شمال ہین واقع ہین - مذکر

اشکالِ دَورنما اصطلاح - مرکب توصیفی است بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاجار نقوش و تصاویر کہ در خانہا و پردہ ہا قائم کنند معنی لفظی این نقوشی کہ حال زمانہ را نماید - اضافت اشکال بسوی اسم فاعل ترکیبی است کہ صفت اشکال باشد (اردو) معاصرین عجم نے اون تصاویر کو اشکال دَورنما کہا ہے جو مکانون کی آرایش کے لئے دیوارون اور پردون پر قائم کئے جائین جن سے زمانہ کے حالات معلوم ہوتی ہین

اشکال را حل کردن استعمال - بمعنی حقیقی است یعنی آسان کردن و دریافتن حقیقت اشکال چنانکہ انوری گوید (ـہ) آنکہ رایش دہد اجرام کواکب را نور ؛ وانکہ کلکش کند اشکال حوادث را

حل ہ (اردو) اشکال کو حل کرنا۔ یعنی حقیقت اشکال سے واقف ہونا۔

اشکال تشکارہ استعمال۔ مرکب اضافی است بمعنی حقیقی و بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار نقشۂ تشکارگاہ را گویند۔ و ایں استعمال معاصرین عجم است (اردو) شکارگاہ کا نقشہ۔ مذکر۔

اشکال گرفتن استعمال بمعنی عکس پذیر شدن و صورت گرفتن است چنانکہ انوری گوید (ع) ز نعل مرکب از طول بازتو گیرند ہلال دہر بہ بچرخ بلند بر اشکال ہ (اردو) صورت پکڑنا۔ بقول آصفیہ ڈھنگ پکڑنا رنگ اختیار کرنا۔ عکس پذیر ہونا۔ یہی کہہ سکتے ہیں۔

(۱) **اشکانی** صاحب ضمیمہ برہان بہ (۱) گوید کہ قومی کہ از ملوک ست۔ و بہار و انند بہ (۲)

(۲) **اشکانیان** فرمایند کہ بالکسر طبقۂ از سلاطین عجم۔ ما اشارۂ این بہ معنی سوم اشک کردہ ایم (غیور ع) نظر بچشم تر من ز روی حسرت کن ہ ز خانوادۂ اشکانیان ہمین ماند است ہ (اردو) (۱) اشکانی۔ منسوب بہ سلطان اشک اور اسکی جمع (۲) اشکانیان فارسی ہیں اون اشخاص کو کہتے ہیں جو خانوادۂ سلطان اشک سے ہوں جس کی صراحت ہم نے لفظ اشک کے تیسرے معنی پر کی ہے۔

اشکاوند بقول برہان و انند بفتح اول و دو واو و سکون نون و دال مرادف اسکاوند کہ گذشت صاحب ہفت صراحت کند کہ بکاف عربی است ما صراحت ماخذ و تعریف کامل ہمدران جا کردہ ایم و این مبدل اسکاوند است کہ سین مہملہ بہ شین معجمہ بدل شدہ ہمچو کستی و کشتی (اردو) دیکھو اسکاوند۔

اشکبار بقول بہار و انند بموحدہ در رای مہملہ (۱) اشک ریختن و (۲) امر بدین معنی و (۳) اشک ریزندہ ہم (ملا طغرا ع) تنش کردہ از دولت اشکبار ہ مقامات پروانہ را استوار ہ (ابوطالب

کلیم ره) بحیرتم چو درا بر سفید باران نیست ٭ چه دجلهاست که در چشم اشکبار من است ٭ (ونیز ره) بر خاک آدم این همه باران غم که ریخت ٭ سیلش روان از این مژهٔ اشکبار نیست ٭ مؤلف گوید که در سند اوّل اشک بار بمعنی حاصل بالمصدر آمده که مخفف اشکباری است و نسبت معنی دوم عرض می شود که امر است از (اشک باریدن) که می آید و بمعنی سوم اسم فاعل ترکیبی است و بس فارسیان این را بمعنی سوم بصفت عاشق هم آورده اند (ظهوری ره) برای شستن گرد رکاب می باید ٭ که در عنان تو باشند اشکباری چند ٭ (عرفی ره) در آن مقام که عرفی ز دل گذشت و هنوز ٭ گهی که می گذرد اشکبار می گذرد ٭ مخفی مبادکه فارسیان این را با مصادر فرس مرکب هم کرده اند که در ملحقات می آید (اردو) (۱) اشکباری که سکتی هین آنسو بهانا - بمعنی حاصل بالمصدر (۲) آنسو بها - آنسو بهانے کا امر (۳) اشکبار بهی که سکتی هین بمعنی آنسو بهانیوالا - روتا هوا - رونیوالا -

(۱۶۶۱) **اشکبار کردن مژه** استعمال - بمعنی حقیقی است که بگریه آمدن باشد (ظهوری ره) مژه را اشکبار باید کرد ٭ دشتها چشمه سار باید کرد ٭ (اردو) رونا - اشکبار هونا -

(۱۶۶۲) **اشکبار گشتن چشم** استعمال - بمعنی حقیقی است که گریستن باشد (حکیم قاآنی ره) از بهر حفر چاه ز بس تیشه زد بخاک ٭ چشم زمین ز سوز درون گشت اشکبار ٭ (اردو) رونا - اشکبار هونا -

(۱۶۶۳) **اشکباری** استعمال - حاصل بالمصدر اشک باریدن است که بمعنی گریه کردن می آید - یای تحتانی مصدری بر آخر صیغهٔ امرش زیاده کرده اند و بعضی بر آنند که یای مصدری بر اسم فاعل ترکیبی زیاده کرده اند که اشک بار اسم فاعل ترکیبی هم هست بایی حال ما صراحت قواعد ساختن حاصل بالمصدر بجایش کنیم و برخی از آن بر لفظ آموی گذشت (ظهوری ره) شد است گل همه جا راه خنده

تاب ها؛ که اشک باری صبحم همه شام کشید؛ (اردو) اشکباری کرنا - اشکباری اردو مین رونے کے لئے کہ سکتے ہین۔

اشک باریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و آنند معروف مؤلف گوید که معنی لفظی این بارش اشک کردن و کنایه باشد از اشک ریختن و گریستن (صائب ؎) نا امیدی بر دہد اشکی که می باریم ما؛ زرق قارون می شود تخمیکه می کاریم ما؛ ظهوری هم استعمال این کرده بمعنی گریستن (ظهوری ؎) شب از ستاره چرا این چنین نبارد اشک؛ بپاک کردن رو دامن سحر دارد؛ (اردو) آنسو بہانا - دیکھو اشک افشاندن - آنسو ٹپکانا - رونا۔

اشکبارها استعمال - فارسیان بر لفظ اشکباری که گذشت کلمه ها آورده بطور جمع استعمالش کنند چنانکه ظهوری گوید (؎) گزیری نیست چشمم را چو صبح از اشکبارها؛ اگر خود را بطفلان وقت پیری و امید ادم؛ (اردو) دیکھو اشکباری۔

(الف) **اشکباز** بزای هوز در آخر بقول بهار بمعنی اشکبار است که گذشت (ظهوری ؎) زند ز گریه بشور آوریم دریا را؛ ز اشکبازی ما جای بر گهر تنگست؛ صاحب آنند همزبانش مؤلف عرض کند که ظهوری درین زمین غزلها نوشته است حیف است که ما در دیوانش این شعر را نیافتیم - اگر اشکباز را بزای هوز تسلیم کنیم اسم فاعل ترکیبی باشد از مصدر اشک بازیدن و حاصل بالمصدرش - - - - - - - - - - -

(ب) **اشکبازی** و استعمال همین اشکبازی در سند بالاست نه اشکباز اندرین صورت لازم آید که - - - - - - - - - -

(ج) **اشکبازیدن** بمعنی باری کردن باشک گیریم و کنایه از گریستن ولیکن بخیال ما تا آنکه استعمال این از سند دیگر بدست نیاید قول بهار و آنند اعتبار را نشاید زیرا چه در کلام ظهوری

که بالا مذکور شد اشکباری به رای مهمله بهتر از اشکبازی
به زای هوز است یعنی دریا را بشور آوردن و
حباب را بگوهر تنگ کردن این همه لازمهٔ اشکباری
است که چون باران در دریا ببارد دریا بشور
می آید و این انتهای مبالغهٔ شاعریست که اشکباری
ما حباب را بگوهر تنگ کرده است یعنی همهٔ دریا مملو
از گوهر اشک ما است و گوهر اصلی را مقامی باقی
نمانده بالجمله لطف معنی شعر از اشکباری به رای
مهمله می فزاید و از اشکبازی به زای هوز کم می شود
اگر بهار این شعر را که در دیوان ظهوری که مطبوعه
یا قلمی پیش او باشد موافق خیالش یافته باشد خیر این
نیست که بر دست تصرف کاتبان اشک باری
کنیم یا یک قطرهٔ اشک ما نقطه شود برای اشکبازی
والزام کاتب را چشم ناظر بر دارد خدا داند در روح
ظهوری که حقیقت حال چیست (اردو) دیکهو
اشکبار۔ و اشکباری و اشک باریدن۔

(۱۶۶) **اشک بالب همزبان گشتن** (مصدر
اصطلاحی) کنایه باشد از متصل جاری بودن اشک
که فارسیان این را تار اشک گویند یعنی چنانکه
لب مسلسل آه و فغان کند و سلسله نگسلد
همچنان اشک هم همزبان اوست یعنی متصل
گریستن چنانکه ظهوری گوید (ع) بحصول
آشناست مطلب ما ؛ همزبان گشته اشک
بالب ما ؛ (اردو) آنسوونکا تار بندهنا۔ بقول
امیر لگا تار آنسو بہنا۔ (صبا ع) انکهون کے
نیچے پهر گئی تصویر زلف یار ؛ جب تار آنسوونکا
بندها جال ہوگیا ؛ آپ ہی نے انہیں معنون میں
(آنسوونکا تار نہ ٹوٹنا) بهی لکها ہے۔

(۱۶۷) **اشک برانداختن** استعمال بمعنی اشک
ریختن و گریه کردن است چنانکه ظهوری گوید (ع)
چون ظهوری در آرزوی نثار ؛ اشک رشک
گهر بر اندازند ؛ (اردو) آنسو گرانا۔ بقول امیر
رونا (غافل ع) تو نے تربت پہ مری دو نہ گرائے
آنسو ؛ غم فرہاد مین شیرین نے بہائے آنسو ؛

اشک برچیدن از رخ | استعمال - بمعنی حقیقی است و کنایه از دلاسا و غمخواری کردن مرادف (اشک از رخسار چیدن) است که گذشت چنانکه ظهوری گوید (ع) بجا باشد شکایت ز استینت ؛ اگر اشکی ز رخ برچیده باشی ؛ (اردو) دیکھو اشک از رخسار چیدن ؛

اشک بقم | اصطلاح - به قاف پنجم - بقول صاحب شمس بمعنی اشک خون آلود است و صاحب ضمیمه برهان به همین معنی (اشک خون بقم) را به قاف آورده - مخفی مباد که (فم) بقول صاحب منتخب بهر حرکت بمعنی دهان است و معنی (اشک خون به فم) اشکی که خون در دهان دارد - یعنی اشک سرخ و کنایه از اشک خون آلود توان گرفت و بقم با قاف و توم بقول صاحب منتخب بالفتح چوب درختی که ساقش سرخ است و بطبخ آن رنگ کنند پس باضافت اشک بسوی بقم مجاز آن اشک سرخ را توانیم گفت ولیکن تا آنکه برای هر دو سند استعمال فرس بنظر نیاید - اعتبار را نشاید که دیگر اهل تحقیق ازین ساکت اند (اردو) امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل میں اشک خونین کا ذکر فرمایا ہے - (ذوق ع) ذوق اس پای نگارین کا جو ہر وصف نگار ؛ اشک خونین سے ہے کاغذ کو حنائی کرتا ؛

اشکبوس | بقول برهان و ناصری بفتح اول و ثالث و بای ابجد بواو رسیده و سین بی نقطه زده نام سپاهی است کشانی که بمدد افراسیاب آمده بود و افراسیاب او را بیاری پیران ویسه فرستاد و رستم پیاده بمیدان او آمده بیک تیرش بقتل آورد (فردوسی از ناصری ع) سواری که بد نام او اشکبوس ؛ همی برخروشید بر سان کوس ؛ صاحبان رشیدی و ناصری و جامع و سراج و شمس و هفت و آنند هم ذکر این کرده اند و آراسته از محسن تاثیر سندی آورده (ع) از اشکبوس گریه تاثیر غم نخورید کز رستم است عشق تو فیروزجنگ تر

گوید کہ بخیال ما در نام این مبارزہ اشک بمعنی شاہ معروف است کہ ذکرش بہ معنی سوم اشک گذشت و این اسم فاعل یا مفعول ترکیبی باشد یعنی مبارزی کہ بوسندہ یا بوسیدۂ شاہ اشک بود و بوسیدن بمعنی بوسہ دادن و بوسہ گرفتن ہر دو آمدہ صاحبان تحقیق از وجہ تسمیۂ این ذکری نکردہ اند (اردو) اشکبوس فارسی مین ایک مشہور پہلوان کا نام ہے جو رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

(۱۹۲۴)

اشک بی اثر | استعمال۔ مرکب توصیفی۔ بمعنی اشکی کہ اثر ندارد۔ بی اثر را در صفات اشک ذکر کردہ ایم (صائب ؎) مرا بہر قطرۂ اشک بی اثر چسپد ؛ چو غرقہ کہ بہر موجۂ خطر چسپد ؛ (اردو) اشک بی تاثیر کا ذکر امیر نے لفظ آنسو کے صفات مین فرمایا ہے (ناسخ ؎) اشک بی تاثیر کو نادم کیا برسات نے ؛ مینہ کے باعث رات میرے گھر مین جانان رہ گیا ؛

اشک پاشیدن | استعمال۔ بمعنی حقیقی اشک ریختن و کنایہ از گریستن است ظہوری ؎ اشک پاشی را بہ صفت قطرہ آوردہ کہ اسم فاعل ترکیبی ہمین مصدر است (؎) چندانکہ پای سیر ردو ؛ گشت آزردست ؛ از تخم حسرت قطرۂ اشک پاش ماند ؛ (اردو) آنسو بہانا۔ دیکھو اشک افشاندن۔

(۱۹۲۵)

اشک پردازی کردن | (مصدر اصطلاحی) بمعنی حقیقی این آراستن و مشغول شدن بہ اشک است و کنایہ از گریستن (ظہوری ؎) اشک پردازی کن از گوہر برآی ؛ تشنۂ او گرد و از کوثر برآی ؛ (اردو) رونا۔ اشک بہانا۔

(۱۹۲۶)

اشک پرشور | استعمال۔ مرکب توصیفی است بمعنی اشکی کہ شور باشد۔ فارسیان اشک شور را بمعنی اشک اندوہ و فراق گفتہ اند کہ می آید و این مرادف آنست گویند کہ اشک غم در ذائقہ شوری باشد برخلاف اشک شادی کہ شیرین بود و بعضی برانند کہ صرف امتیاز لفظی است برای ہر دو کہ شکر مرغوب است و نمک غیر مرغوب (صائب ؎) زبین

از اشک پرشورم بطوفان میزند پہلو :: ز آب گوہرم ساحل بعمان میزند پہلو :: (اردو) اشک شور۔ کہ سکتے ہین یعنی اشک غم ۔ امیر نے آنسو کے صفات مین اشک شور کو ترک فرمایا ہے ۔ اور اشک شیرین بھی متروک ہے ۔

اشک پشیمانی استعمال مرکب اضافی است بہار و صاحب انند ذکر این کردہ بمعروف قانع و این مرادف اشک ندامت است یعنی اشکی کہ بحالت ندامت و پشیمانی در چشم آید یا از چشم بریزد (صائب ؎) روز محشر راکند شب نامۂ ناشستہ اش :: ہر کہ دست از دامن اشک پشیمانی کشید (اردو) اشک ندامت کہ سکتے ہین یعنی وہ اشک جو ندامت کی حالت مین آنکھون مین آئین یا آنکھ سے گرین ۔

اشک پیازی اصطلاح ۔ مرکب توصیفی بقول صاحب بحر و بہار و انند اشک سرخ باشد مؤلف گوید کہ کنایہ باشد از اشک خون صفت زند از علی خراسانی سند آوردہ (؎) تا چشم تو آراستہ سر نامۂ ناز است :: از دیدۂ عشاق دوید اشک پیازی (اردو) اشک حنائی و اشک سرخ ۔ دیکھو اشک آل ۔

اشک تاک اصطلاح ۔ مرکب اضافی است بقول صاحب بحر شراب انگوری ۔ بہار گوید کہ کنایہ باشد از شراب انگوری (صائب ؎) باشک تاک بشوئید زخم ہای مرا :: کہ شیشہ بر سر من خشکی خمار شکست :: (ولہ ؎) اشک تاک ازمی پرستی عذر خواہ من بس است :: این رگ ابر از گناہان پاک می سازد مرا :: مؤلف گوید کہ ہر دو محققین بالا در تعریف این کار بینزاکت معنی نگرفتہ اند بخیال ما اشک تاک قطرہای شراب انگوری باشد از قبیل اشک ابر کہ قطرہای باران است و این مرادف اشک دختر تاک است کہ می آید (اردو) قطرہ ہای شراب انگوری کو اشک تاک کہ سکتے ہین ۔

اشک تلخ اصطلاح ۔ مرکب توصیفی است

بقول برہان وہفت وجامع بفتح فوقانی (۱) کنایه
از شراب انگوری باشد و (۲) اشک چشم از غیر گویند
صاحب بحر بذکر معنی اوّل نسبت معنی دوم فرماید
که اشکی که از گریۂ غم بریزد - صاحب رشیدی از معنی
دوم قانع وصاحب جہانگیری از معنی اوّل
تخصیص انگور را حذف کند ونسبت معنی دوم
گوید که اشک چشم عاشق ہجور باشد وبقول ناصری
مطلق شراب و اشک چشم - خان آرزو در سراج
فرماید که بمعنی گریۂ غم است وبس - صاحب مؤید
بحوالۂ اَدات وقنیه گوید که آب چشم که از گریه و
اندوه بر آید وصاحب شمس وبہار ہم بر اینش ملتفت
عرض کند که معنی پروران کار از نزاکت معنی نگرفتند
بخیال ما در معنی اوّل کنایه از قطره ہای شراب است
ومجازاً شراب را توان گفت وہم بر سبیل مجاز
شراب انگوری را مخفی مباد که قطرۂ تلخ ہیچ
خصوصیت با شراب انگوری ندارد در اینجاست
که ما معنی اوّل را بطور عام گرفته ایم ونسبت معنی دوم
عرض میشود که ہر قطرۂ اشک تلخ نمی شود وتحقیق
اہل زبان است که ذائقۂ اشک غم تلخ می باشد
وبدین وجه که فارسیان اشک شکّرین و اشک
شیرین اشک شادی را گویند که می آید لازم است
که اشک تلخ اشک غم را گوئیم وتعمیم بیان کردۂ محققین
مجاز باشد نه حقیقی - وانیہم کنایه است صفت است
که به معنی اوّل ہیچ نه شد (ظہوری ؎)
با اشک تلخ پند چه می شیر از صورت شیرین ؛
سخن در بیستون از حسرت فرہادی کردهم ؛ (صائب
؎) چنان مخمورم که اشک تلخ در چشمم نمی گردد ؛
قیامت گر نمکدان بشکند در چشم حیرانم ؛ (وله ؎)
زود باشد اشک تلخش نقل محفل باشود ؛ ہر که را
افتد نظر بر لعل شکّر خای تو ؛ (اردو) (۱) شراب
مؤنث - (۲) اشک تلخ - غم کے آنسو کہ لئے
کہ سکتے ہیں - امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل
میں تیز و تند آنسو کا ذکر کیا ہے - تلخ آنسو یا اشک
تلخ بھی ویسے ہی ہیں -

اشک جستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از ابو القاسم کازرونی سند آوردہ (ﻫ) شب چہ برخاست بی رفتن و دامان شکست ؛ اشکم از دیدہ چنان جست کہ مژگان بشکست ؛ مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر (اشک از دیدہ جستن) پیدا است کہ بمعنی بی اختیار بر آمدن اشک از چشم و گریستن باشد ازینجاست کہ ما این را بجای خودش ذکر کردہ ایم (اردو) آنسو پھوٹ نکلنا بقول امیر آنسو نکل پڑنا - نہ نکلنا - (انشا ﻫ) نکھو اپنے آنسو کہہ ایسے پھوٹ نکلے ؛ فوارے کو کسی نے جیسے ہو ٹل کو توڑا ؛

اشک جگر سوز | اصطلاح - مرکب توصیفی است و بقول بحر عجم مرادف اشک گرم مؤلف گوید کہ این کنایہ از اشک غم باشد - ما جگر سوز را در صفات اشک بیان کردہ ایم - بہار و انند ہمزبان بحر عجم حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) اشک جگر سوز کو امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل مین لکھا ہے (میر ﻫ) یہ اتصال اشک جگر سوز کا کہاں ؛ رو تی ہے یون تو شمع بھی کم کم تمام شب

اشک جگر گون | اصطلاح - مرکب توصیفی است - بقول بحر عجم بمعنی اشک سرخ مؤلف گوید کہ کنایہ از اشک خونی است بہار و انند ہم ہمزبانش - ما سند استعمال این در کلام صائب یافتہ ایم (ﻫ) این اشک جگر گون چہ اثر داشتہ باشد ؛ پیدا است کہ طفلی چہ جگر داشتہ باشد ؛ (اردو) اشک جگر گون کا ذکر امیر نے آنسو کے تشبیہات کے ذیل مین فرمایا ہے - جو اشک خونین سے مراد ہے (ناسخ ﻫ) دل کو بہر یارین اشک جگر گون کھینچے ؛ گوہر نایاب کو اک قطرہ خون کھینچے ؛

اشک چکیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلیم ہمدانی سند این آوردہ کہ از ان اشک از دیدہ چکیدن پیدا است - بمعنی گریستن ازینجاست کہ ما ذکر این بجایش کردہ ایم (ﻫ) اشک اختر ہمہ از دیدہ گردون بچکد ؛ مصلحت نیست

که دودی بکند مجمر ما ❊ (اردو) آنکھ سے آنسو ٹپکنا - بقول امیر رونا - دیکھو اشک از دیده افتادن

اشک چون بقم اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم وصفت بمعنی اشک خون آلوده - صاحب مؤید این را اشک خون بقم نوشته ما صراحت اینها بر اشک بقم کرده ایم - اگر چون را کلمهٔ تشبیه قرار دهیم بقم را همان چوب سرخ ساق گیریم که بر اشک بقم گذشت یعنی اشکی که همچون بقم است کنایه از اشک سرخ باشد - صاحب ضمیمه به ان اینها اشک خون بقم آورده که می آید - بخیال ما محققین تسامح وکاتبین تصرف وتحریف کرده اند - هیچ متحقق نشد که از (اشک بقم - اشک چون بقم اشک خون بقم - اشک خون بقم) کدام صحیح است وهیچیک ازین هر چهار صحیح نه پنداریم تا آنکه سندش پیش ما نباشد حیف است که پیش نه شد وحالا از زبان معاصرین عجم متروک است ونه در کلام متاخرین یافتیم (اردو) دیکھو اشک بقم -

اشک چیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده واز صائب سندش آورده که در آن استعمال (اشک از مژکان چیدن) است ازینجاست که ما ذکر این بجایش کرده ایم (ﺻ) می کند با تیغ این جوهر زروی تیغ پاک ❊ آنکه می چیند به دامن اشک از مژکان من ❊ (اردو) دیکھو اشک از مژکان چیدن -

اشک حسرت استعمال - مرکب اضافی است وبقول بهار وانند معروف مؤلف گوید که از قبیل آب حسرت است که در دهن آید واشک حسرت متعلق است از دیده واین مرادف اشک افسوس باشد که گذشت (میرزا جلال اسیر ﺻ) بهار غنچهٔ تصویر صفحهٔ چمن است ❊ شگفتگی گل سیراب اشک حسرت کیست ❊ (ظهوری ﺻ) خوشه چینی آرزو دارد اثر در کشت ما ❊ در زمین زار نالی اشک حسرت دانه باد ❊ (وله ﺻ) با اشک حسرتم از دیده آرزو تیراود ❊ زبیم رفتنت از بس با ضطراب

بگریم ؛ (صائب ۵) چون صدف تا چند پیش
ابر دست افراشتن ؛ اشک حسرت را فرو خوردن
گہر پیدا شتن (اردو) اشک حسرت کہ سکتے ہین
دیکھو اشک افسوس۔

اشک حنائی | اصطلاح۔ بقول بہار و بحر و
انند اشک سرخ باشد مؤلف گوید کہ بہ ترکیب
توصیفی معنی حقیقی است و کنایہ از اشک خونین
و مرادف اشک آل کہ گذشت (اردو) دیکھو
اشک آل۔

اشک خاستن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کرده و از مجیر بیلقانی سند آورده مرادف
اشک جستن باشد کہ گذشت (۵) ندانم گرچہ
خیزد این ہمہ اشک ؛ کہ چندین اشک در دریا نگنجد
(اردو) دیکھو اشک جستن۔

(الف) اشک خنک | اصطلاح۔ بقول صاحب
بحر عجم اشک ساختہ بہار از حکیم زلالی سندی برای این
معنی آورده (۵) کہ ای خون گرمی بازار رحمت ؛
لکن اشک خنک در کار رحمت ؛ صاحب انند گوید
کہ مرادف اشک دروغ است مؤلف عرض کند
کہ اشک خنک مقابل اشک گرم است یعنی اشک
گرم در چشم از درد دل پیدا شود و اشک خنک۔ ساختہ
و مصنوعی باشد یعنی چون کسی کہ دلش درد نکرده است
اشک مصنوعی در چشم پیدا کند یا بریزد فارسیان
گویند کہ اشک خنک و اشک دروغ است از ہمین
است مصدر اصطلاحی۔ ---------

(ب) اشک خنک کردن در کاری | بمعنی
سرد مہری کردن در کاری سند این ہمان است
کہ بر (الف) مذکور شد (اردو) (الف) مصنوعی
آنسو۔ جھوٹے آنسو۔ دکھاوے کے آنسو نمائشی
آنسو۔ بناوٹ کے آنسو۔ ان آنسوؤن کو کہ سکتے ہین
جو بغیر درد دل تکلّف کے ساتھہ آنکھون مین پیدا کئے
جائین یا آنکھون سے ٹپکائے جائین (ب) کسی
کام مین سرد مہری کرنا۔

اشک خوردن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کرده و از کلام صائب سندی آورده (شعر

۵) چون صدف تا چند پیش ابر دست افراشتن ؛

اشک حسرت را فرو خوردن گهر سنجیدن ؛ بخیال

ما اشک فرو خوردن ضبط گریه کردن و سعی کردن که

وجود اشک در چشم و علامت گریه نمایان نه شود ما

این را بجای خودش نویسیم و اشک خوردن را مرادف

اشک فرو خوردن نگیریم تا آنکه سند دیگر بدست نیاید

(اردو) آنسو پی جانا - بقول امیر ایسا ضبط کرنا

کہ بھرے ہوئے آنسو آنکھ ہی مین خشک ہو جائین

اور باہر نہ نکلین (تلق ۵) آنسو آنکھون مین گاہ

بھر لانا ؛ خوف کے مارے گاہ پی جانا ؛ (بحر ۵)

نشتر لگا جگر مین اگر ضبط غم کیا ؛ آنسو جو پی گیا کو لی

تیزاب ہو گیا ؛

اشک خوش نمک | اصطلاح - مرکّب توصیفی

است که خوش نمک را بصفت اشک آورده صاحب

بحر عجم گوید که اشکی که از گریۂ غم بریزد و اشک شور که از

درد فراق زاید و بقول شمس وصفت اشک پرسوز

که از دیده بر آید - صاحب ضمیمه برهان این را مرادف

اشک شور گیرد و بقول بهار مرادف اشک تلخ صاحب

مؤید بحواله قنیه و مؤید الفوائد گوید که این مرادف

اشک شور و تلخ و گرم است بخلاف اشک خوشی

و فرحت که آن شیرین و سرد بود مؤلف عرض کند

که آنچه صاحب مؤید اشک خوشی و فرحت را اشک

سرد گوید ما بحث این به اشک شادی کنیم که متعلق

ازین مقام نیست و اشک خنک که مرادف اشک

سرد است برخلاف ادّعای ایشان گذشته است حیف

است که اشک خوش نمک را سندی پیش نشد -

(اردو) اشک گرم - امیر نے آنسو کے صفات مین

اس کا ذکر فرمایا ہے (ناسخ ۵) ایک اشک گرم

ناسخ گر خزانے مین گرے ؛ طعنہ زن فوارہ ہو منقار

موسیقار پر ؛

(۱) اشک خون آلود | استعمال - مرکّب توصیفی

(۲) اشک خون آلوده | است و بقول صاحب

بحر (۱) مرادف اشک خونین که سرخ باشد مؤلف

گویدکہ ہردو بمعنی حقیقی است یعنی اشکی کہ آلودہ بخون
است بہار ذکر (۲) کردہ کہ بدون تخفیف ہای ہوز نیز
است و (۱) مخفف آن (اردو) امیر نے آنسو کے
صفات کے ذیل مین اشک خون آلود کا ذکر فرمایا ہی
(اسیر ۵) عجب کیا ہے جو نکلین اشک خون آلود
ماتم مین * کہ گلگون دانۂ تسبیح ہوتے ہین محرّم مین *

اشک خون بقم	صاحب ضمیمۂ برہان ذکر

این کردہ واین ہمان است کہ تحقیقش بہ اشک بقم
و اشک چون بقم بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو اشک
بقم و اشک چون بقم۔

(۱) اشک خونی	استعمال۔ صاحب آنند
(۲) اشک خونین	ذکر (۱) کردہ و صاحبان

بہار و بحر و آنند (۲) را و ہر دو بمعنی حقیقی و مرکّب
توصیفی است یعنی اشکی و قطرہ کہ سرخ و خون آلود
باشد یای نسبت در اوّل و یا و نون نسبت در دوم
بر آخر لفظ اشک زیادہ کردہ اند و بقاعدۂ فارسی ہر دو
درست است (صائب سلہ) از غم فرہاد آن جوئی
کہ بر شیرین رسید * اشک خونی می چکد از چشم تماشاش
ہنوز * (ولہ سلہ) خندۂ کبک در قفا دارد چو اشک
خونین چنگل شہباز * جا دارد کہ در سند اوّل ہم لفظ
خونین بہ یا و نون نسبت باشد کہ کاتبین نون را
حذف کردہ باشند۔ زیرا چہ اہل عجم درین مقام استعمال
تحتانی مجرد کم کنند۔ و اکثر یا و نون نسبت ہر دو را می آرند
ہم در کتابت و ہم در قرارت و لفظ خونی بہ یای نسبت
در محاورۂ فرس برای کسی مستعمل است کہ خون بر
گردنش باشد پس (۱) بترکیب اضافی بمعنی اشک
کسی ہم باشد کہ خون بر گردن اوست مخفی مباد کہ در سند
دوم اشک بمعنی مطلق قطرہ باشد چنانکہ بمعنی اوّل
لفظ اشک گذشت (اردو) (۱ و ۲) اشک خونین
دیکھو اشک بقم۔ اگر (۱) کو مرکب اضافی قرار دین
تو اوس کا ترجمہ خونی کے آنسو۔

(الف) اشک داو	اصطلاح۔ الف
(ب) اشک داؤد	بہ دال مہملہ چہارم
(ج) اشک داؤدی	و واو ششم و یای

به واو ششم مضموم و دال مهملهٔ آخر و (ج) بزیادت یای نسبت بر (ب) هر سه مرکب فارسی است۔ صاحب شمس نسبت الف گوید که بمعنی اشک بسیار و اشک اندوه باشد دیگر کسی از محققین ذکرش نکرد و (ب) بقول صاحب بحر اشک بسیار و اشک خونین و بقول غیاث بحوالهٔ شرح تحفة العراقین مهرهٔ باشد سرخ بغایت شفّاف و صاحب انند همزبانش و (ج) بقول جهانگیری که در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور دوم نوشته کنایه از گریهٔ بسیار و صاحبان رشیدی و شمس و ناصری همزبان او۔ و فرمایند که نیز بمعنی اشک گلگون است و حق آنست که بمعنی اشک سفید باشد چه اشک شور که از غم ریخته شود سپید می باشد خان آرزو در سراج فرماید که کنایه از گریهٔ بسیار است و بس چرا که پیغمبر داؤد علیه السلام در وقت گریهٔ بسیار کرده بود و نسبت صراحت مزید صاحب رشیدی گوید که درست نیست - بهار گوید که صاحب مرآت جهان نما در ذکر ابوالبشر آورده

که در خبر است که هنگام عرض ذرّیت نظرش بر جوانی افتاد که می گریست از جبرئیل پرسید که این کیست و سبب گریهٔ او چیست گفت این داؤد نبی است و موجب بکای او زلتی است که از و صدور خواهد یافت (الخ) حاصل این است که ب و ج در استعمال فارسیان مبنی بر واقعهٔ گریهٔ داؤد است و محاوره قرار یافت برای گریهٔ بسیار دیگر هیچ (خاقانی از رشیدی و ناصری ـ ۵) قدح های چون اشک داؤدی از می ٭ پری خانهای سلیمان نماید ٭ مؤلف گوید که آنچه از اشک سرخ و سپید بحثی میان رشیدی و خان آرزو پیدا شد ضرورت آن نیست زیرا که نتیجهٔ گریهٔ بسیار است که خون از اشک بریزد پس درین شعر خاقانی اشک داؤدی را مجازاً بمعنی اشک سرخ هم توان گرفت که معنی شعر را لطیف کند و همین معنی در (ج) پیدا شود بر سبیل مجاز و یای نسبت در آخر (ج) زائد است و نسبت الف خیال ما این است که یا اینکه مخفف (ب) باشد اندرین

صورت طالب سند باشیم یا تسامح صاحب شمس یا تصرّف کاتب که دال آخر حذف شده و آنچه صاحب غیاث بر (ب) معنی خاص نوشته متحقق نشد که محققین فرس ازان ساکت اند و جا دارد که مهرهٔ سرخ و شفّاف را فارسیان اشک داوُدی گفته باشند به شباهت اشک سرخ حیف است که سندی پیش نشد و این استعارهٔ از کنایهٔ اشک گلگون است که ذکرش بالا گذشت (اردو) الف و ب درج رونے کی کثرت اشک گلگون امیر نے آنسو کے صفات مین اسکا ذکر کیا ہے (ناسخ ۵) بھر لئے انگارے مین نے عشق کے اعجاز سے ؛ داغہای اشک گلگون سیرے دامن مین نہین ؛ فارسیون نے اشک داوُدی مہرہ سرخ اور شفّاف کو بھی کہا ہے۔

اشک داوری اصطلاح - بقول برہان و بحر و جامع و ہفت کنایہ از گریۂ بسیار - صاحب ناصری فرماید که کنایه از گریۂ مظلومان به پیش حکام صاحب انند گریۂ بسیار و نیز گریه مظلومان به پیش حاکم را اشک داوری گفته مؤلف گوید که داور بقول برہان نام خدا و بادشاه عادل آمده پس یای نسبت بروزیاده کرده اشک را بسوی او مضاف کردند که بمعنی اشکی است که منسوب به پادشاه عادل است یعنی گریه که مظلومان پیش او کنند و مجازاً بمعنی گریۂ بسیار (اردو) دیکھو اشک داوُدی۔

اشک دختر تاک اصطلاح - بقول صاحب بحر و بہار و انند مرادف اشک تاک است که گذشت و ما درینجا ہم بر خیال خود قائمیم که بر اشک تاک ظاہر کرده ایم که کنایه از قطرۂ شراب انگور است نه شراب انگور (حکیم زلالی ۵) چه خلوت زہرۂ و ر دامن خاک ؛ گوارا تر ز اشک دختر تاک ؛ (اردو) دیکھو اشک تاک ؛

اشک در چشم گردیدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی حرکت کردن اشک در چشم است و آب در چشم آمدن و دور زدن آن در چشم که آب در چشم از افتادن چیزی در آن و خصوصاً از افتادن چیز تلخ

(۱۱۸۹)

تو تیز در چشم پیدا شود و حرکت کند و این حرکت فطری است که خلش و ناگواری را دفع کند چنانکه صائب گوید (ع) چنان محروم که اشک تلخ در چشم نمی گردد ٭ قیامت گر نمکدان بشکند در چشم حیرانم ٭

(اردو) آنکھ مین پانی آنا۔

اشک در دریا گنجیدن استعمال۔ تعریف این بر اشک گنجیدن می آید مبالغه در بیان کثرت اشک است دیگر هیچ (اردو) دیکھو اشک گنجیدن

اشک در دیده شکستن (مصدر اصطلاحی) بقول بهار و انند و بحر بمعنی بند شدن اشک در دیده (باقر کاشی ع) رفتی و بشکست از دوری تو ٭ در دیده ام اشک در سینه ام آه ٭ مؤلف گوید که از قبیل آه در سینه شکستن است که در ممدوده گذشت یعنی چون اشک جاری دفعتاً در چشم بشکند یا آه جاری دفعتاً در سینه بند شود تکلیفی در چشم و سینه پیدا شود پس این کنایه باشد از مبتلای تکلیف و زحمت شدن ورای معنی حقیقی۔ (اردو) آنکھ مین آنسو رک جانا یعنی قطع گریہ سے جی کھول کر نہ رو سکنا اور تکلیف مین مبتلا ہونا۔ اگرچہ آمیر و صاحب و سنگ آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہے لیکن یہی اسکا ترجمہ ہے اور اسکو خلاف محاورہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہین سوا اسکے کہ اس کا استعمال کسی کے کلام مین ہمکو نہین ملا۔

اشک در روغ اصطلاح۔ مرکب توصیفی است و بقول بحر و بهار و انند کنایه از اشک ساخته مؤلف گوید که به معنی حقیقی است نه کنایه و کنایه از گریه مصنوعی توان گفت و مرادف اشک خنک باشد که گذشت (مولوی جامی ع) چراغ کذب را کافروزدش زن ٭ بجز اشک دروغش نیست روغن ٭ (اردو) دیکھو اشک خنک۔

اشک دمیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از علی خراسانی سند آورده که بمعنی بی اختیار بر آمدن اشک از دیده و مبتلای گریه شدن است (ع) تا چشم تو آراسته سرمه ناز است ٭ از دیده عشاق دمد اشک پیازی ٭ مؤلف گوید

که ازین سند مصدر اشک از دیده دمیدن بدست می آید ازینجاست که ما ذکر این بجایش کرده ایم -
(اردو) دیکھو اشک جستن -

اشک دواندن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از ظهوری سندی آورده که بمعنی اشک ریختن و گریستن است (س) گوخضر که از معذرت اشکی بدواند ؛ از تشنه لبان چشمهٔ حیوان گله دارد ؛
(اردو) آنسو بہانا - دیکھو اشک افشاندن -

(الف) **اشک دویدن** | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از صائب سند آورده (س) میدود اشک پیهم بسکه بر رخساره ام ؛ سینه چون کشتی بدریا میزند گهواره ام ؛ مؤلف گوید که - - -
(ب) **اشک دویدن بدامن** | این هرسه
(ج) **اشک دویدن بر رخسار** | از ملحقات
(د) **اشک دویدن بر عنان** | الف است
بمعنی اشک ریختن بر دامن و رخسار و عنان کنایه باشد از گریستن - صائب استعمال (ب) کرده (س) بدامن می دود اشکم گریبان میدرد هوشم ؛ نمیدانم چه می گوید نسیم صبح در گوشم و سند (ج) همان است که برالف از کلام صائب مذکور شد و سند (د) از ظهوریست (س) اشک دویده بر عنان توسن هایها یرا ؛ وای که کرده صد زبان شوق تو وای وای را ؛ (اردو) (الف تاد) آنسو چلنا - بقول امیر آنسو بہنا ، آنسو روان ہونا - (ناسخ س) کس طرح اسکو روانه کردن نامهٔ مکتوب ؛ جای قاصد میرے آنسو دم تحریر چلے ؛

اشک دیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده (س) عشق آشنا شد شمع من طبع هوا خواهش نگر ؛ داد سری با سوختن اشکش ببین آهش نگر ؛ بخیال ما این قابل ذکر نبود و بمعنی حقیقی است یعنی اشکش را مشاهده کن
(اردو) اشک کو دیکھنا -

(۱) **اشک راندن** | استعمال - (۱) بمعنی
(۲) **اشک رانی** | اشک ریختن و کنایه از

گریستن است چنانکہ انوری گوید (س) اشک ازدم که همی غرقه شود کشتی نوح ؛ آه کردم که همی خیمه بیفگند نار ؛ و (۲) حاصل بالمصدر (۱) چنانکہ ظہوری گوید (س) شد ظهوری علم باه کشتی ؛ دعوی اشک رانی هم هست ؛ (اردو) آنسو چلنا - بقول میر انسو روان ہونا - دیکھو اشک دویدن اسکا متعدی آنسو چلانا اردو مین مستعمل نہین ہے - آنسو بہانا کہ سکتے ہین - دیکھو اشک فشاندن - دونون سے مراد رونا ہے -

(الف) **اشک رستن** | استعمال - بضم رای مہملہ باشد - بہار وانند و آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی پیدا شدن اشک است و گریستن و از سند زلالی کہ پیش شدہ است مصدر

(ب) **اشک رستن از چشم** | پیدا است (س) ز چشم شمع اشک گرم روید ؛ کہ آتش از پر پروانہ شوید ؛ و جا دارد کہ ہمین سند را متعلق بہ (ا) اشک روئیدن از چشم ہم گیریم کہ مضارع مصدر رستن و روئیدن - رویید آمدہ (اردو) آنسو نکلنا -

اشک رسیدن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ از سندش مصدر ------

اشک رسیدن بہ خشک و تر | پیدا است کہ بمعنی حقیقی است یعنی ہمہ دنیا تر شدن از اشک و مقصود از مجرد اشک رسیدن پیدا نمی شود - نظیری نیشاپوری (س) چنان اشکم بخشک و تر رسیدہ ؛ کہ چو بم می نسوزد آذر امروز ؛ (اردو) آنسون سے سارا جہان تر ہوتا -

(الف) **اشک رفتن** | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ از سندش

(ب) **اشک رفتن از چشم** | پیدا کہ بمعنی گریستن است (فطرت قمی س) اشکی کہ مرا ز چشم نم دیدہ برفت ؛ لخت دل من بود کہ غلطیدہ برفت ؛ (اردو) آنسو چلنا - دیکھو اشک دویدن -

اشکرہ | بقول برہان و جامع و ہفت بکسر اول و کاف و فتح رای قرشت (۱) مرغان شکاری را گویند

مطلقاً و بعضی گویند (۲) مرغیست شکاری از جنس باشه لیکن از باشه کوچک تر و آنرا پیغو خوانند و هم او بر شکره گوید که پرنده ایست شکاری از جنس باشه از و کوچک تر۔ خان آرزو در سراج فرماید که شکره بمعنی شکار کردن است و معنی اوّل که عام است نظر بر اصل است و معنی دوّم مخصوص۔ مؤلف گوید که شکر بکسر اوّل و فتح ثانی بروزن جگر۔ بقول برہان بمعنی شکار آمده۔ اسم جامد زبان فارسی است و مصدر شکردن از ہمین اسم جامد وضع شد و بزیادت ہای ہوز لیاقت در آخرش شکره جانور شکاری را نام نہادند و مجازاً مرغ خاص را که شکاری است و الف وصلی در اولش آورده اشکره کردند۔ صاحبان ناصری و سروری بمعنی اول قانع و صاحبان رشیدی و شمس بمعنی دوم اکتفا کرده (امیر خسرو از سروری سے) اشکره را از پی چرز و پلنگ ۔ ہست چو آویزش قصاب جنگ پنجیال ما تسامح اہل تحقیق است که در معنی اوّل صیغۂ جمع را استعمال کردند (اردو) (۱) شکاری جانور۔ (۲) شکره ۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی ۔ اسم مذکر۔ باز کی قسم کا ایک شکاری پرند۔ اہمر شکره ایک قسم کا باشہ ۔

اشک ریختن مصدر اصطلاحی ۔ بقول صاحب بحر و چراغ و مصطلحات و بہار (۱) خوش و محظوظ شدن ۔ کسی گوید که من حرف عجبی شنیده ام یاران گویند که ما ہم بشنویم و اشکی بریزیم ۔ یعنی خوش شویم (شرف الدین پیام سے) میکرد دلم نہان ز چشم پر آب ۔ دریا دکسی گریۂ بیرون زحساب با شوق تمام دیده ام گفت بدل ۔ من ہم اشکی بریزم ای خانہ خراب ۔ مؤلف گوید و بہار ہم بلفظ معروف اشاره این کرده که (۲) بمعنی حقیقی است یعنی گریہ کردن (عرفی سے) چه کند عرفی از رنجد اشک ۔ از جگر خون ناب می چکدش پنج حجفی مباد که اشک ریختن از غم و شادی ہردو صورت گیرد

ومعنی اوّل مجاز باشد ولیکن سند آن بخیال ما تعلق
بمعنی دوم است نه اوّل فتامل - مجرد اشک ریختن
بمعنی اشک طرب ریختن محتاج سند دیگر باشد (اردو)
(۱) خوش ہونا اشک شادی بہانا - امیر نے آنسو کے
صفات میں اشک شادی کا ذکر فرمایا ہے (۲) رونا

اشک ریختن ابر | مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی است بمعنی باریدن ابر وکنایه از گریستن
ابر ہم که اشک بمعنی مطلق قطره و آب چشم ہر دو آمده
و اشک ابر باران را ہم گفته اند که گذشت (ظهوری
ﮯ) ز شور گریه در آیم که ابر اشک که ریزد ؛ ز تاب
سینه کبابم که لاله داغ که دارد ؛ (اردو) ابر برسنا
ابر کا رونا -

(الف) اشک ریز | استعمال - الف بقول
(ب) اشک ریزان | بہار بمعنی اشک بار -
و (ب) مزید علیه وجمع آن و نیز بمعنی اشک ریختن
چون آب ریزان - وگل ریزان که بمعنی ریختن آب
وگل است - خان آرزو در چراغ وصاحب بحر عجم
گوید که (ب) جمع اشک ریزه و بمعنی اشک ریختن نیز
مؤلف عرض کند که (الف) (۱) امر حاضر از
مصدر اشک ریختن که گذشت و (۲) اسم فاعل
ترکیبی بمعنی اشک ریزنده و (ب) (۱) جمع معنی دوم
(الف) و (۲) مزید علیه معنی دوم (۳) بمعنی مصدری اضافی
بـ ﮯ) ہر لخت دل شهید لیست دست
از حیات شسته ؛ دامان اشک ریزان صحرای
کربلائیست ؛ (عرفی بـ ﮯ) اشک ریزان ترا
نازم که از لخت جگر ؛ یک چمن گل در کنار قطره شبنم
نهند ؛ مرزا طاهر وحید بـ ﮯ) آن کسانیکه در آتشکده
می باشند ؛ اشک ریزان مرا جوش شرری دانند ؛
مخفی مبادکه آنانکه (ب) بمعنی اشک ریختن نوشته‌اند شان
ہمین (اردو) (الف) (۱) آنسو ٹپکا - امر - (۲)
اشکبار یعنی آنسو ٹپکانے والا (ب) (۱) اشکبار -
یعنی اشک ٹپکانے والے (۲) اشکبار (۳) اشکباری

(الف) اشکس | صاحب انند نسبت (ب) گوید که بقول فرہنگ فرنگ بکسر اوّل وثالث بمعنی

(ب) اشکستن — شکستن و صاحب شمس نسبت (ج) فرماید که بمعنی شکسته مؤلف عرض کند که
(ج) اشکسته — که درین هرسه لغت الف وصلی است و اصلش بدون آن (الف) به تحقیق
ما (شکت) بود - بقول صاحب ساطع بالفتح لغت سنسکرت است بمعنی قدرت و نیرو و زور و
بسین مهمله اول سکت هم آمده - فارسیان بقاعدهٔ خود تای فوقانی را به سین مهمله بدل کردند چنانکه
تیز و سیز و پس ازان برشکس علامت مصدر (تن) در آخرش زیاده کرده مصدر می ساختند - پس
معنی اصلی شکستن زور و قوت کردن است و مجازاً مستعمل شد برای معانی که بر مصدر شکستن می آید
و (ج) اسم مفعول آن محققین فرس این را مطابق تعریف خود که بر اسم مصدر گذشت مصدر
اصلی قرار داده اند و ما بر بنیاد تعریف خود که همدرانجا گذشت این را مصدر جعلی گوییم که از لغت سنسکرت
بقاعدهٔ تبدیل وضع شده است محققین فرس گویند که این مصدر همچو اسم جامد بمعنی مصدری
مسموع شد و ساخته نشد و ما وضع این را ثابت کرده ایم که بالا گذشت - مخفی مباد که اختلاف
اعراب حروف که بمقابلهٔ ماخذ این راه یافته تصرف اهل زبان است دیگر هیچ (اردو) الف
زور - بقول آصفیه قوت - طاقت - آپ ہی نے سکت کو بھی انہیں معنوں میں لکھا ہے - اسکے
ذیل میں شکتی کا بھی ذکر فرمایا ہے - (ب) توڑنا - ٹوٹنا (ج) شکسته - بقول صاحب آصفیه ٹوٹا ہوا

اشک سحاب — اصطلاح - مرکب اضافی
بقول صاحب بحر قطرات باران است - بهار
گوید که این کنایه باشد مؤلف عرض کند که
معنی حقیقی است که اشک بمعنی مطلق قطره

بجایش گذشت (انوری ۵) ز دست
بخشش او حاکیست اشک سحاب ÷ ز حزم محکم او
راوی است سنگ جبال ÷ مخفی مباد که این مراد ف
اشک ابر است که گذشت و صاحب انند ذکر این

باد آوردہ (اردو) دیکھو اشک ابر۔ جس پر تفصیلی بیان ہے۔

اشکش بقول برہان وسراج وجامع وجہانگیری وشمس وہفت وانند بفتح اول بروزن سرکش نام پہلوانی۔ صاحب ناصری فرماید کہ پہلوانی کہ از ترکستان بجنگ ایران آمدہ از دست رستم کشتہ شد مؤلف عرض کند کہ بخیال ما وجہ تسمیۂ این ہمان است کہ بر (اشکس۔ بہ سین مہملہ چہارم) نوشتہ ایم یعنی اصل این ہم (شکت) لغت سنسکرت باشد کہ بمعنی زور وقوت آمدہ (کذا فی الساطع) فارسیان درین لغت تای فوقانی آخرہ را بقاعدۂ فارسی بدل کردند بہ شین معجمہ چنانکہ رخت و رخش کہ اسپ را گویند۔ پس وجہ تسمیۂ پہلوان مذکور معلوم شد (اردو) اشکش۔ فارسی مین ایک پہلوان کا نام تہا جو ترکستان سے جنگ ایران مین آیا اور رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اشک شادی اصطلاح۔ مرکّب اضافی۔ بقول صاحب بحر گریۂ کہ از غایت فرح رو دہد بہار عجم بانش مؤلّف گوید کہ قطرہ ہای آب کہ بحالت انتہای فرح از چشم ریزد۔ صاحب انند فرماید کہ این مرادف اشک طرب و اشک شکر این وشکری باشد (صائب ؎) دلی کہ آتش روی تو کباب کند ؛ ز اشک شادی خود مستی شراب کند (ظہوری ؎) اشک شادی بہ کنج دیدہ دوید ؛ مستعد فرود وید نباد ؛ (اردو) اشک شادی بقول امیر جوش مسرت سے جو آنسو نکلین۔ (مومن ؎) آبرو رکھئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ ؛ اشک شادی ہی سے گو چشم کو تر کرتے ہین ؛

اشک شبنم استعمال۔ مرکّب اضافی است یعنی قطرۂ شبنم کہ اشک بمعنی مطلق قطرہ بجایش گذشت۔ فارسیان در محاورۂ خود بمعنی جمع استعمال کنند (صائب ؎) حسن را روشن گری چون دیدہ ہای پاک نیست ؛ اشک شبنم دامن گل را نمازی می کند ؛ (اردو) شبنم کے قطرے۔ مذکّر۔

(۱۸۰۸)

اشک شدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده مؤلف گوید که بمعنی حقیقی است یعنی قرار یافتن اشک و مبدل شدن با شک و قطره شدن و مجاز از ریخته شدن هم حزین اصفهانی (سـ۵) دل در پریدن است چو شبنم ز روی تو ؛ خون اشک می شود به رگ گل ز بوی تو ؛ (اردو) اشک ہو جانا - ٹپک جانا -

(الف) اشک شکری | اصطلاح - بقول
(ب) اشک شکرین | بهار هر دو بمعنی اشکی که از گریهٔ شادی بریزد (زلالی سـ۵۱) ذره در کلبه بخوننابه گری ؛ مست غلطیدن اشک شکری ؛ (خاقانی ۵۲) بس اشک شکرین که فرو ریزد از نیاز ؛ بس آه عنبرین که بعمد ابر آورم ؛ صاحب جهانگیری در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور راول ذکر نمبر (۱) کرده و وا رسته در مصطلحات نسبت (۱) فرماید که اشکی که از خندهٔ بسیار بچشم آید - صاحب بحر نذکر (۲) فرماید که مرادف اشک شادی است که گذشت و بامعنی وارسته هم متفق - صاحب رشیدی و شمس نسبت (۲) گوید که گریهٔ شادی است و اشک گلگون - و بقول صاحب انند هر دو مرادف اشک شادی و طرب و شیرین مؤلف گوید که (۱) به یای نسبت و (۲) به یاو نون نسبت هر دو مرکب توصیفی است بمعنی حقیقی اشک شیرین کنایه از اشک شادی - بعضی بر انند که اشک شادی فی الحقیقت شیرین می باشد بر خلاف اشک غم که نمکین بود و بعضی بر انند که نه چنین است بلکه هیچ فرق در ذائقهٔ هر دو نیست - صرف اعتبار لفظی است که اشک شادی و طرب را فارسیان شیرین و شکرین گفته اند نسبت اختلاف تعریفات هر دو عرض میشود که این بمعنی حقیقی اشک شیرین است یعنی قطرهای آب که بحالت سرور و نشاط و خندهٔ بسیار در چشم آید یا بریزد - آنانکه این را اشک گلگون گفته اند غور بر لفظ و معنایش نکرده اند اشک گلگون بمعنی اشک سرخ است و اشک

سرخ کنایه از اشک خون و اشک خون اشک غم باشد نه اشک شادی فتامل (اردو) دیکھو اشک شادی۔

اشک شکستن اصطلاح۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و این همان است که بر (اشک در دیده شکستن) گذشت مجرد اشک شکستن نه متعلق از سند آصفی است و نه در خور بیان (اردو) دیکھو اشک در دیده شکستن۔

اشک شور اصطلاح۔ مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر بمعنی اشک اندوه و فراق بهار گوید که مرادف اشک تلخ است (خاقانی ؎) رخ را نمکستان کنم از اشک شور از آنکه بر چشمم نمک چیند زلب نوش خند او بر مخفی مباد که در مصرع ثانی لفظ چیند مخفف چینید باشد۔ خان آرزو در سراج گوید که این مقابل اشک تلخ است مؤلف عرض کند که نیم شوریت اشک فطری است و تلخی و تیزی اشک مبالغه ایست۔ البته شیرینی و شکرینی تخئیل است فارسیان نیم شور را هم بصفت اشک آورده اند که بجا بیش می آید (اردو) اشک شور۔ اشک غم کے لئے کہ سکتے ہیں۔ اور اشک تیز و تند کا استعمال ابھی نے فرمایا ہے دیکھو اشک تلخ۔

اشک شیرین اصطلاح۔ مرکب توصیفی است۔ بقول برهان و جامع و ناصری و سروری و دری و پهلوی) کنایه از گریهٔ شادی۔ صاحب بحر عجم مرادف اشک شادی گفته و بقول بهار اشکی که از گریهٔ شادی بریزد۔ خان آرزو در سراج معنی متفق با برهان و گوید که شیرینی آن باعتبار تخئیل است و مؤلف عرض کند که شیرینی مرغوب است بر خلاف نمکینی و بدین وجه که اشک فی الحقیقت نمکین باشد و اشک غم غیر مطبوع است فارسیان آن را اشک شور و تلخ نام کردند و بر خلاف آن اشک شادی را که مطبوع است تخئیلاً اشک شکرین و شیرین گفتند و بخیال ما معنی این کنایهٔ اشک شادی

است کہ بفرط مسرت در چشم آید یا بریزد (اردو)
دیکھو اشک شادی۔

اشک صدف | اصطلاح - مرکّب اضافی
است بمعنی قطرۂ آب کہ در صدف باشد وکنایہ از
دُر۔ و فارسیان (اشک غلطان صدف) ہم گفتہ اند
کہ غلطان را صفت اشک آوردہ اند (صائب
ره) نیست ممکن پاک گوہر بر زمین ماند مدام ؎
زیب گوش دلبران شد اشک غلطان صدف ؎
(اردو) موتی - بقول آصفیہ - اسم مؤنث -
مروارید - دُر - گوہر - وہ چھوٹے چھوٹے یا بڑے
بڑے گول چمکدار دانے جو سیپی کی ہڈّی مین پیدا
ہو جاتے ہین -

اشک صراحی | اصطلاح - مرکّب اضافی
است بمعنی قطرہای صراحی کہ فارسیان اشک
را بمعنی جمع ہم استعمال کردہ اند وکنایہ از قطرہای
شراب و مجازاً آن مطلق شراب - صاحب بحر و بہار
این را مطلق شراب گفتہ اند (خواجہ جمال الدین
سلمان ره) ز شوق بزم تو در دیدہ و دل سلمان ؎
حرام اشک صراحی و نالۂ عود است ؎ بخیال ما
درین شعر کنایتہً بمعنی قطرہای شراب است بلحاظ
لفظ دیدہ در مصرع اوّل وجا دارد کہ بمعنی مطلق
شراب ہم گیریم بلحاظ لفظ دل در مصرع اوّل -
(اردو) قطرہ ہای شراب (مذکّر) شراب (مؤنث)

اشک طرب | اصطلاح - بقول بحر گریہ
کہ از غایت سرور باشد و بہار ہمزبانش و بقول
جامع و برہان کنایہ از گریۂ شادی - صاحب جہانگیری
در خاتمۂ کتاب بذیل دستور دوم ذکر این کردہ فرماید
کہ کنایہ از گریہ بود کہ از غایت فرح روی دہد مؤلف برآن
گوید کہ مرکّب اضافی است مرادف اشک شادی
یعنی اشکی کہ از غایت فرح در چشم آید یا بریزد ضرورت
ندارد کہ کنایہ گیریم و معنی گریہ پیدا کنیم (اردو) دیکھو
اشک شادی -

اشک عذر | اصطلاح - مرکّب اضافی است
بمعنی اشک ندامت کہ می آید یعنی اشکی کہ بعذر خواہی

ریزند (عرفی سے) شستن لوح گنہ دستور ابر رحمت است ؛ ورنہ سیل اشک عذر و آب استغفار ہست ؛ (اردو) اشک ندامت کہ سکتے ہین یعنی وہ اشک جو گناہ سے نادم ہوکر بطور عذر خواہی ٹپکاوین۔

اشک عقیقی اصطلاح۔ مرکّب توصیفی است بقول بحر و بہار بمعنی اشک سرخ مؤلف گوید کہ رنگ عقیق سرخ و یای نسبت در آخر است و این کنایہ باشد ضعیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) دیکھو اشک آل۔

اشک غلطان صدف اصطلاح۔ ہمان است کہ بہ اشک صدف گذشت و صراحت کاملش ہم در آنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اشک صدف۔

اشک غلطیدن (استعمال) بمعنی روان شدن اشک باشد چنانکہ ظہوری گوید (سے) چند روز است کہ بر چہرہ نمی غلطد اشک ؛ خندۂ یار بگرد لب ما می گردد ؛ (ولہ سے) بر روی نیاز اشک غلطید ؛ تر باد سر آستین نازی ؛ و مثالی بر اشک شکر ہی ہم گذشت (اردو) آنسو گرنا۔ آنسو روان ہونا۔

(۱۶۴۹)

اشک غمّاز استعمال۔ بمعنی اشکی کہ غمازی عشق کند (ظہوری سے) بکام دشمن از افشای راز دل نمی بر دم ؛ تف حسرت اگر می خورد خون اشک غمّازی ؛ (اردو) امیر نے آنسو کے صفات مین اشک غمّاز کی سند دی ہے۔ (مومن سے) دیکھہ گریان مجھے وہ چشم کو تر کرتا ہے ؛ اشک غمّاز بھی کیا آنکھون مین گھر کرتا ہے۔

(۱۶۵۰)

(الف) **اشگفت** (الف) بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون ثانی و فا و فوقانی (ب) **اشگفتہ** بمعنی (۱) غار و رخنہ کوہ و بضم ثالث (۲) بمعنی عجب و (ب) بقول برہان بکسر اوّل و ضم ثالث و فتح فا (۱) بہار و شگوفۂ درخت را گویند و بمعنی (۲) قی و استفراغ ہم آمدہ است کامل این بہ اشگفت و اشگفتہ بہ کاف فارسی کنیم (اردو) دیکھو اشگفت۔ و اشگفتہ۔

اشک فروخوردن (مصدر اصطلاحی)
ہمان است کہ بر اشک خوردن گذشت واز
کلام صائب سند این ہم ہمدر آنجا مذکور۔ صاحب
آصفی وبہار ذکر این کردہ (اردو) دیکھو اشک خوردن

(۱۹۵۱) **اشک فرو ریختن** استعمال۔ بمعنی اشک افشاندن
وگریستن است چنانکہ ظہوری گوید (س۵) خوشا
حالی کہ بر بالین بیماری ستمگاری ؛ بانگشت
ترحم اشک از مژگان فرو ریزد ؛ (اردو)
دیکھو اشک افشاندن۔

(۱۹۵۲) **اشک فرو گرفتن بدامان** استعمال۔ بمعنی
حقیقی است یعنی ریختن اشک بدامان وکنایہ
از غمخواری کردن چنانکہ شفائی اصفہانی گوید
(س۵) بدامان اشک گرم از دیدۂ حیرت فرو گیرم
برای غم بسان غمگساران آستین مالم ؛ (اردو)
اشک دامن مین لینا۔ دامن سے آنسو پوچھنا
امیر نے آنسو پوچھنا۔ پر فرمایا ہے کہ مجازاً تسکین اور
دلاسا دینا۔ دیکھو اشک از رخسار چیدن۔

(۱) **اشک فشان** استعمال۔ بہار ذکر (۱)
(۲) **اشک فشاندن** کردہ گوید کہ بمعنی اشک ریزندہ
است و (۲) را بمعنی اشک ریختن نوشتہ۔ کاتب
بہار عجم ہر دو بزیادت الف افشان وافشاندن
نوشتہ وسلسلۂ ردیفش را درہم کردہ خدایش
بیامرزد کہ دست تصرف در آن کردہ است صاحبان
آصفی وانند ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ (۱) ام
حاضر (۲) ہم توان گرفت از مصدر مرکب واسم فاعل
ترکیبی ہم از مصدر مفرد باتی حال (۲) بمعنی گریستن
و (۱) بمعنی گریہ کن وگریان۔ مخفی مباد کہ فارسیان
(۱) را اکثر بصفت چشم استعمال کردہ اند (ظہوری
س۵) دیدہ اشک فشان بہر سبکباری اشک ؛
قرعہ انداختہ بار سفری خواہم بست ؛ (صائب
س۵) دیدۂ زندہ دلان اشک فشان می باشد ؛
آب از قوت سرچشمہ روان می باشد ؛ (اشرف
مازندرانی ۵) شمع روشن شد چو اشک از دیدۂ مینا
فشاند ؛ خوشۂ بر داشت ہر کس دانۂ اینجا فشاند ؛

(اردو) (۱) رو - امر - رونیوالا اسم فاعل (۲) رونا - مصدر -

اشکفہ بکسر اول وضم کاف عربی مرادف اشگفہ بکاف فارسی است کہ می آید ومخفف اشکوفہ واشکوفہ (اردو) دیکھو اشگفہ -

اشک کباب | اصطلاح - مرکب اضافی اشک کباب
بقول بحر رطوبتی کہ از کباب بہ سر آتش ریزد و بہار
داند ہمہ بانش مؤلف گوید کہ آن رطوبت در
وقت ریختن بہ قطرہای آب صورت گیرد حکیم
زلالی ـــہ) چکید اشک کباب ونغمہ سر کرد؛ پ
خشکی بخون دیدہ تر کرد؛ (صائب ـــہ) نیست
زہرہ ہای خونین مہربانی عشق را؛ روی آتش را
کہ می شوید بجز اشک کباب؛ (اردو) پانی کے
وہ قطرے جو کباب بہونتے وقت گوشت سے آگ
پر گرتے ہین امیر نے اشک کباب کا ذکر نہین فرمایا
اردو مین اسکو ترکیب فارسی اشک کباب کہہ
سکتے ہین -

اشک کشادن | مصدر اصطلاحی بمعنی اشک
ریختن وکنایہ باشد از گریستن - صاحب آصفی
ذکر این کردہ (قاسمی گونابادی ـــہ) ز اشک
دمادم کہ نرگس کشادہ؛ برون رفتش از دیدہ تا
سوادہ؛ (اردو) دیکھو اشک ریختن -

اشک کشیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت واز ظہوری سندی
آوردہ کہ از ان مصدر مرکب -------

اشک کشیدن از بن مژگان | پیدا می شود
کہ بمعنی برآوردن اشک از چشم وگریستن باشد -
(ـــہ) اشک عقیق از بن مژگان ہمی کشم؛ تا پنجہ
بہ پنجہ مرجان در افگنم؛ مخفی مباد کہ درین شعر بوجہ
لفظ عقیق معنی گریہ خون کردن پیدا شدہ (اردو)
آنکھون سے آنسو بہانا - آنسو بہانا - اور بلحاظ معنی
آخر آنکھون سے خون بہانا بہی کہ سکتے ہین امیر نے
اسکو ترک فرمایا ہے -

اشکِ کوہ | اصطلاح - مرکّب اضافی بقول صاحب بحر لعل و یاقوت باشد بہار گوید اینہ ہمہ بالش کہ کنایہ از لعل و یاقوت چنانکہ درویش دالہ ہروی گوید (ع) گر محبت راند رہر چیز تاثیر یست خاص ٭ پس چہ اشک کوہ را یاقوت ہمراساختہ ٭ مؤلف گوید کہ ہمین یک شعر است کہ محققین بالا بند این معنی بالا پیدا کردہ اند و بخیال ما تسامح آنہا ست چہا ز ہمین شعر ثابت می شود کہ اشک کوہ کنایہ از مادّہ کہ در رنگ پیدا می شود و بالاخر مبدّل بہ جواہر کانی شود عموماً لعل و یاقوت فتامّل (اردو) لعل و یاقوت مذکر اور بلحاظ ہماری رائے کے وہ مادّہ جو اہر جو سنگریزون مین ہوتا ہے -

اشکِ گردیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندی کہ از صائب آوردہ ہمان است کہ بر (اشک در چشم گردیدن) گذشت - بخیال ما مجرد اشک گردیدن چیزی نیست (اردو) دیکھو اشک در چشم گردیدن -

اشک گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندی کہ آوردہ بر (اشک فروگرفتن بدامان) گذشت و بخیال ما مجرد اشک گرفتن چیزی نیست (اردو) دیکھو اشک فروگرفتن بدامان

اشکِ گرم | اصطلاح - مرکّب توصیفی است و بقول صاحب بحر مرادف اشک شور رسیدہ این بر (اشک افشاندن و اشک فروگرفتن بدامان) گذشت صاحب مؤید گوید کہ اشک اندوہ و فراق را گویند و ہمین است اشک شور مؤلف عرض کند کہ کہ مقابل اشک سرد است کہ تعریفش بر اشک خنک گذشت یعنی اشکی کہ بدرد دل بریزد گرم باشد و این فطری است و نتیجہ سوز دل برخلاف این اشک در روغ سرد بود (اردو) اشک گرم - دیکھو اشک خوش نمک -

اشکِ گلگون | اصطلاح - مرکّب توصیفی است بقول صاحب بحر و بہار بمعنی اشک سرخ باشد

مؤلف گوید که کنایه باشد از اشک خون (ظهوری

ے) اشک گلگون بر رخ زرد گنه گاران دیده‌ام

عذر رنگین شد خوناب جگر بر ما گیرید (انعام شیرازی

ع) دل از خیال لبت ریخت اشک گلگون را۔

(اردو) اشک گلگون۔ دیکھو اشک داؤدی۔

اشک گنجیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از مجیر بیلقانی سند آورده که (اشک در دریا گنجیدن) را است و این مبالغه باشد با فراط و کثرت اشک دیگر هیچ (ے) ندانم کز چه خیزد این همه اشک ؛ که چندین اشک در دریا نگنجد

(اردو) اشک دریا مین نه سمانا۔ یه ایک مبالغهٔ شاعری ہے اور بس۔

اشکل بقول برهان و هفت و جامع بکسر اول و ثالث و سکون ثانی و لام بقول صاحب سراج به کاف تازی (۱) اسپی که دست راست و پای چپ او سفید باشد و (۲) بمعنی مکر و حیله و تزویر صاحب ناصری بذکر هر دو معنی صراحت مزید کند که مرادف اشکیل باشد بزیادت یای تحتانی۔ مؤلف عرض کند که صاحب غیاث بحوالهٔ منتخب گوید که پای بند و رسنی که بآن پالان شتر بندند و بمعنی سرخ چشم و سرخی و سپیدی آمیخته و خوشتر و پوشیده تر و دشوار تر و به معنی اسپی که دست راست و پای چپ او سفید باشد و هم او بحوالهٔ لطائف بر شکال گوید که ریسمانی که بر دست و پای اسپ و شتر بربندند و بمعنی مکر و حیله۔ صاحب منتخب از معنی بیان کردهٔ غیاث بر (اشکل) ساکت و بر شکال فرماید که اسپی که سه پای او سپید بود و یکی برنگ دیگر یا برعکس آن و پای بند شتر و جز آن صاحب انند اشکل را بمعنی بیان کرده برهان لغت فارسی گفته ما اشاره این بر اسکال به سین مهمله هم کرده ایم و بخیال ما این ماخوذ است از شکال لغت عربی که بقول منتخب گذشت و صاحب محیط المحیط هم که از محققان معاصرین عرب است همزبانش۔ پس فارسیان همین لغت را به حذف الف

سوم و زیادت الف وصل در اولش اشکل بمعنی (۱) گرفتن بتصرف خفیف در معنی و معنی (۲) مجازیست یعنی دورنگی کنایہ از مکر و حیلہ و تزویر و در اشکیل کہ بہمین معنی می آید یای تحتانی زائد است (اردو) فارسیون نے اس گھوڑے کو اشکل لکھا ہے جس کے آگے کا سیدہا اور پیچھے کا بایان پاون سپید ہو - مذکر - (۲) مکر - بقول آصفیہ اسم مذکر - دہوکا - فریب - حیلہ - بہانہ -

(۱) اشک لالہ فام | اصطلاح - بقول بحر
(۲) اشک لالہ گون | ہر سہ بمعنی اشک
(۳) اشک لعلی | سرخ است بہار

وانند ہمزبانش مؤلف گوید کہ (۱) اشکی کہ ہمچو لالہ سرخ روست و (۲) اشکی کہ ہمچو لالہ سرخ رنگ است و (۳) اشکی کہ منسوب بہ لعل است در سرخی آہر سہ کنایہ باشد از اشک خونین (ظہوری ؎) دانہ اشک لالہ فام آوردہ ام ؎ تا تدرو غم بدام آوردہ ام ؎ (صائب ؎) اشک لعلیت روان بر رخ چون زر کہ مراست ؎ بحر و کان را نبود این زر و گوہر کہ مراست ؎ (اردو) امیر نے آنسو کے صفات مین اشک لالہ گون کا ذکر فرمایا ہے (ذوق ؎) زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون ؎ اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین ؎ ہماری راے مین اشک لالہ فام اور اشک لعلی بہی بترکیب فارسی بر سبیل تشبیہ اشک خونین کو کہ سکتے ہین -

اشکلہ | بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی حاجت است - صراحت کند کہ لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین فرس با او نیست - بقول صاحب انند بحوالہ منتہی الارب لغت عربیست پس تسامح صاحب شمس است کہ این را فارسی نوشت (اردو) حاجت - بقول آصفیہ دیکہو لغت

اشکم | بقول صاحب انند بمعنی شکم فرماید کہ شاعری در ہجو کسی گفتہ (؎) اشکمش آمد فراخ افراز

زبطن مادرش ؛ شود پشتی دارد از پشت پدر آن بد لجام ؛ صاحب ہفت ہم سند استادی آوردہ (سہ) شیر بی گوش و سر و اشکم کہ دید ؛ این چنین شیری خدا خود نافرید ؛ صاحب شمس ہم ذکر این بند اول کردہ حیف از محققین کہ نام شعرا را ترک می کنند و سند را غیر مستند کنند۔ بخیال ما حزین نیست کہ بر شکم الف وصلی زیادہ کردہ اند (اردو) شکم۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر پیٹ۔ بطن (آتش سہ) ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا ؛ شیشے کی طرح مے سے شکم حلق تک بھرا ؛

اشک مصیبت استعمال۔ مرکب اضافی ولقول بہار و انند مرادف اشک ندامت مؤلف گوید کہ اشکی کہ بحالت مصیبت در چشم آید یا از چشم بریزد بر خلاف اشک ندامت کہ بحالت خجلت و ندامت در چشم آید یا از چشم ریزد (ابوطالب کلیم سہ) چنان باید فشاند اشک مصیبت ؛ کہ پشتیبان شود بھر کمرہا ؛ (اردو) اشک مصیبت۔ اشک غم اردو مین کہہ سکتے ہین

اشک میغ استعمال۔ مرکب اضافی است و مرادف اشک ابر و اشک سحاب کہ گذشت و بقول ناصری کنایہ از قطرۂ باران مؤلف گوید کہ معنی حقیقی است و ہیچ کنایہ نیست و من وجہ کنایہ از باران توان گرفت نہ قطرۂ باران فافہم (نظامی سہ) چپ و راست را ہست و از برق تیغ ؛ چو آرایش گلشن از اشک میغ ؛ (اردو) دیکھو اشک ابر۔ اشک سحاب۔

اشکنبہ بقول صاحب ضمیمۂ برہان بمعنی شکنبہ باشد و بقول انند لغت فارسی است بہ معنی شکنبۂ حیوانات و صاحب غیاث بر شکنبہ گوید کہ بمعنی معدۂ حیوانات کہ آب و غذا در آن جمع شود مؤلف گوید کہ فارسیان چیزی را کہ منسوب بہ شکم است یعنی معدہ۔ بزیادت ہای نسبت

و در آخر و الف وصلی در اول لفظ شکم و تبدیل میم بہ نون و بای موحدہ ہر دو اشکنبہ کردند کہ این قسم تبدیل در فارسی زبان آمدہ چنانکہ دمہ و دنب - صاحب کنز این را لغت ترکی نوشتہ (اردو) معدہ - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - پیٹ میں کھانا ہضم ہونے کی جگہ مؤلف کہتا ہے کہ جانوروں کے لیے پوٹا کہا جاتا ہے اور انسان کے لئے معدہ -

(۱) اشکنج بقول برہان و جامع (۱) بکسر اول و ضم ثالث و سکون ثانی و نون و جیم
(۲) اشکنجیدن گرفتن عضوی باشد بسر دو ناخن چنانکہ آن عضو بدرد آید - خان آرزو در سراج بذکر معنی برہان گوید کہ ظاہراً تصحیف است چرا کہ شکنج بدین معنی بہ نون آمدہ - صاحب ناصری فرماید کہ اشکنج و شکنج ہر دو مرادف یکدیگر و برہان بر شکنج و نشکنج ہم ہمین معنی نوشتہ و صاحب بحر بر شکنجیدن گوید کہ مخفف اشکنجیدن است کہ می آید - صاحب کنز فرماید کہ اسکنجہ بہ سین مہملہ و اشکنجہ بہ شین معجمہ در ترکی زبان بمعنی عذاب است پس متحقق شد کہ فارسیان لفظ اشکنج را بحذف ہای ہوز آخرہ از ترکی زبان گرفتند و معنی متذکرۂ بالا استعمال کردند کہ در آن ہم تکلیف و عذاب است و از ہمین (اشکنج) مصدر (اشکنجیدن) ساختند کہ بر (۲) قائم کردہ ایم محققین مصادر فرس این را ترک کردہ اند و شکنجیدن را بدون الف بہ ہمین معنی آوردہ اند و بخیال ما اشکنجیدن اصل است و شکنجیدن مخفف آن - زیرا کہ الف درین مصدر وصلی نیست بلکہ اصلی است - و نشکنجیدن مبدل اشکنجیدن بہ تبدیل الف با نون موافق قاعدۂ فارسی - چنانکہ نغل مبدل اغل بمعنی جای خوابیدن گوسپندان در کوہ و صحرا - نتیجہ این ہمہ جگر کاوی آنست کہ نشکنج و مصدرش نشکنجیدن اصل نباشد چنانکہ صاحب بحر بر شکنجیدن ذکرش کردہ و بخیال خان آرزو

نسبت تصحیف اشکنج و اصلیت شکنج ہم درست نباشد کہ اصلیت اشکنج متحقق شد (اردو) (۱) چٹکی - بقول صاحب آصفیہ - ہندی - اسم مؤنث - دو انگلیوں سے پکڑ کر گوشت مسلنے کو چٹکی کہتے ہیں اور (۲) چٹکی لینا اسی کا مصدر ہے -

اشک ندامت استعمال - مرکّب اضافی است و بقول بہار مرادف اشک مصیبت کہ گذشت - صاحب انند این را با اشک افسوس وحسرت ومصیبت وپشیمانی ذکر کردہ بر ہر کدام معروف قانع و بقول ما بمعنی اشکی کہ از خجلت وندامت در چشم آید یا از چشم بریزد مرادف اشک پشیمانی کہ گذشت (ابو طالب کلیم ؎) صد رہم اشک ندامت اگر از سر گذرد٭ عرق شرم کجا رو بہ جبین خواہد برد٭ (صائب ؎) روی سیہ بہ اشک ندامت شود سپید٭ باران بر آورد ز سیاہی سحاب را٭ (اردو) دیکھو اشک پشیمانی -

اشکنش بقول صاحب جہانگیری وناصری و سروری و ہفت بفتح اوّل وکاف مرادف اشگنش است کہ بکاف فارسی می آید وصراحت کامل ہمدرانجا کنیم (اردو) دیکھو اشگنش -

اشک نمک پرورده اصطلاح - بقول صاحب بحر مرادف اشک شور است کہ گذشت دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد وحیف است کہ سندی پیش نشد و این کنایہ باشد از اشک اندوہ و فراق (اردو) دیکھو اشک شور -

(الف) **اشکنہ** بقول برہان ورشیدی و سروری وناصری وہفت وشمس وانند بکسر اوّل وثالث ونون معروف (۱) نانی باشد کہ در آب گوشت ریزہ کنند و (۲) بمعنی چین وشکن اندام نیز آمدہ و (۳) نام نوائی از موسیقی بہار رو وآرستہ بر معنی اوّل قانع وگوید کہ اسمش ثرید است

(ملا اثیر در هجو اکول ۱۰۶۰ھ) خورده مانندهٔ غم آشوبان ؛ از پی اشکنهٔ غم خوبان ؛ (خسرو ۷۲۵ھ) فتنه رخش نرگس بیمار رهم ؛ اشکنهٔ زلف بخروار رهم ؛ (منوچهری ۴۳۲ھ) مطربان ساعت بساعت بر نوای زیر وبم ؛ گاه سروستان زنند امروز گاهی اشکنه ؛ صاحب غیاث گوید که (۴) مرادف اسکنه هم که برمهٔ نجاران باشد۔ مؤلف گوید که از سند سوم مصدر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اشکنه زدن | پیداست که بمعنی شکنج زدن باشد بخیال ما (الف) بمعنی اول مرکب از (شکن) که الف وصلی در اول وہای نسبت در آخر زیاده کرده اشکنه شوربائی را نام نهادند که ریزہای نان درو ست ونسبت معنی دوم (الف) عرض می شود که این مرکب است از اشکن وہای زائد و اشکن بزیادت الف وصلی مزید علیه شکن و شکن بمعنی چین اندام که می آید نسبت معنی سوم بخیال ما محققین بالاتسامح کرده اند وکار از تحقیق نه گرفته اند فارسیان اشکنج را که شکنج هم گویند به تبدیل جیم عربی بہای هوز اشکنه کردند همچون تاج وتاه وناکاج وناگاه۔ پس اشکنه بمعنی اشکنج وشکنج باشد فارسیان اشکنه زدن از قبیل سروستان زدن بمعنی اشکنج زدن استعمال کرده اند که خنیاگران در رقص وسرود دستک واشکنج هردو می زنند سند منوچهری مؤید تحقیق ماست معاصرین عجم تحقیق ما را می پسندند۔ حالا عرض می شود نسبت معنی چهارم که آن مبدل اسکنه باشد که به سین مهمله گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود سین را به شین معجمه بدل کردند همچون کستی وکشتی دیگر هیچ (اردو) (الف) (۱) فارسیون نے اس شوربے کو اشکنه کہا ہے جس مین روٹی کے ٹکرے شریک کرکے پکاتے ہین جس کو دلّی والے سلونے ٹکرے کہتے ہین (۲) شکن بقول صاحب آصفیه (فارسی) اسم مؤنث۔ جھول۔ چین۔ بل۔ جھری (۳) چٹکی دیکھو اشکنج

(۴) برمہ - دیکھو اسکنہ (ب) چٹکی بجانا - بقول آصفیہ انگشتک زدن کا ترجمہ - انگوٹھے کو بیچ کی انگلی سے ملاکر آواز نکالنا -

اشک نیسان اصطلاح - مرکّب اضافی است وبقول بحر قطرات باران بہار گویدکہ کنایہ از قطرات نیسان کہ مادّہ مروارید است مؤلّف گویدکہ معنی لفظی این قطرات نیسان باشد ہیچ کنایہ نیست واگراین را بمعنی قطرات باران مطلق باران گیرند مجاز باشد (اردو) قطرۂ نیسان - یا قطرات نیسان کہہ سکتے ہین - مذکّر - بارش کی وہ بوندین جو جیسا کہ مین برستی ہین - صاحب آصفیہ نے نیسان پر اسکا ذکر کیا ہی اور فرمایا ہی کہ ایشائی لوگ خیال کرتے ہین کہ اس مہینے کی بوند سے سیپی مین موتی پیدا ہوتا ہی -

اشک نیم شور اصطلاح - مرکّب توصیفی است وبقول بہار بمعنی اشک شور کہ گذشت (حکیم زلالی ع) ز اشک نیم شور حسرت آلود * نمک گیرد مذاق دیدہ محمود (اردو) دیکھو اشک شور -

اشکو بقول برہان وناصری وشمس وجہانگیری بفتح اوّل وضم ثالث بروزن بد خو سقف خانہ وہر مرتبہ از پوشش خانہ را گویند کہ بعربی طبقہ خوانند ومرادف اشکوب وبقول خان آرزو در سراج مخفف (آشکوب - بمدہ وبای موحدہ) ما ذکر این در ممدودہ ہم کردہ ایم بخیال ما اصل این (آشکوب) است بمعنی لفظی کوبیدہ بہ آش اسم مفعول ترکیبی - فارسیان سقف خانہ را باین نام موسوم کردند کہ در تعمیر آن آش بر نج را لازما با آہک وسنگریزہا آمیختہ می ریزند ومی کوبند وبخیال معماران ازین طرز عمل استواری در سقف پیدا می شود ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ آش واش ہردو آمدہ وبای موحدہ درین حذف شد (اردو) دیکھو آشکوب کے پہلے اور دوسرے معنی -

اشک و آه را قضا کردن (مصدر اصطلاحی) بہ قیاس قضا کردن نماز است یعنی بر وقت معینہ اش اشک و آہ نکردن و ترک کردن چنانکہ حزین گوید (ص) اشدان شب ادا یک بار۔ فرض وسنتی آہ قضا ہرگز نکردم اشک و آہ صبحگاہی را۔ (اردو) آہ و زاری کو اوسکی مقررہ وقت پر نہ کرنا۔ ناغہ کرنا۔

اشکوب بقول برہان واندو ہفت ہمان اشکوا ست کہ گذشت مؤلف گوید کہ اشکو مخفف این است و مصراحت کامل مع بیان ماخذ ہمد رانجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اشکوب۔

(الف) **اشکوخ** بقول برہان (الف) بکسر اول و سکون ثانی و ثالث مضموم بہ واو مجہول (ب) **اشکوخیدن** وخای نقطہ دار زدہ (۱) لغزش را گویند و (۲) امر بدین ہم یعنی بلغز واز پای در آی و (ب) مصدر اشکوخ است کہ لغزیدن وبسر در آمدن وافتادن باشد صاحب رشیدی فرماید کہ بدون الف شکوخیدن ہم آمدہ۔ صاحب سروری بذکر (الف) بر (ب) فرماید کہ بالفتح وبالکسر ہرد و آمدہ خان آرزو و رسراج بر (ب) ذکر (الف) ہم کردہ بقول بحر عجم (ب) کامل التصریف و مضارعش اشکوخد و صاحب نوادر بر شکوخیدن گوید کہ شکوفیدن بفا وشکوہیدن بہ ہا و شکرفیدن بہ را و فا۔ مرادف یکدیگر باشد ظاہر این ہمہ تحریفات است والاول ہو الصحیح (الخ) صاحب موارد ذکر (ب) کردہ حوالہ بر شکوخیدن کند و بر شکوخیدن فرماید کہ شکوخ بمعنی لغزش و بسر در آمدگی حاصل بالمصدر او ست و بضمن آن صراحت کند کہ شکوفیدن و شکوہیدن مثلہ۔ مؤلف عرض کند کہ معنی ہر یکی از مصادر بالا فرق است و ما تعریف ہر یکی بجایش کنیم و تعریف سالم التصریف بہ اسم مصدر کردہ ایم۔ صاحب برہان بر شکوخ گوید کہ بضم اول و بکسر اول ہرد و درست است بمعنی لغزش بخیال ما ہمین است اسم جامد بزبان فارسی و شکوخ

بزیادت الف وصلی فارسیان از ہمین اسم جامد مصدر ساختہ اند کہ بقول محققین فرس مصدر جعلی است وبقول ما اصلی و فرق ہر دو بر اسم مصدر مذکور رو امرش اشکوخ وحاصل بالمصدر بر وزن امر آمدہ (۱) معنی لغزش کردن اصل است و (۲) افتادن مجاز آن (اردو) (الف) (۱) لغزش بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث پھسلن۔ رپٹن۔ ڈگمگاہٹ۔ لڑکھڑاہٹ (۲) لغزش کر۔ گر۔ امر حاضر (ب) (۱) لغزش کرنا (۲) گرنا۔

اشکوفہ	بکسر اوّل وضم کاف مرادف اشگوفہ کہ بکاف فارسی می آید وصراحت معانی وماخذ ہمدر آنجا می شود (اردو) دیکھو اشگوفہ۔

(الف) اشکوہ	بقول برہان وناصری وجہانگیری وجامع وسروری وشمس بضم اوّل وثالث
(ب) اشکوہہ	وسکون ثانی وواو وہا (۱) بمعنی شان وشوکت وشکوہ وعظمت (مولوی
(ج) اشکوہیدن	معنوی ؎ صدق موسیٰ بر عصا و کوہ زد ؎ بلکہ بر دریای پر اشکوہ

زد ؎) خان آرزو فرماید کہ شکوہ کہ می آید مخفف این است وبقول بعض (۲) بمعنی ترس وہہابت ہم صاحب رشیدی بر معنی دوم قانع و (ب) بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بمعنی آہ و (ج) بقول موآرد و نوادر مصدریست کہ بر (شکوہیدن) مذکور شود وبقول شان شکوہیدن بالکسر (۱) ہیبت زدہ شدن وترسیدن و بالضم (۲) اظہار بزرگی کردن و زیبا شدن و (۳) گوش بسخن مردم انداختن صاحب برہان ہم بر شکوہیدن ہر سہ معنی بالا ازذکر کردہ مؤلف عرض کند کہ شکوہ اسم جامد زبان فارسی است بقول برہان بالضم بمعنی ہیکل باقوت وصلابت وشان وشوکت وبزرگی وآنرا بالعربی حشمت خوانند وبالکسر بمعنی ترس وبیم خان آرزو در سراج بر شکوہ گفتہ کہ ضم وکسر ناشی از تفاوت لہجہ والسنہ واین در اصل بمعنی ترس

وبیم است ومجازاً بمعنی حشمت که از دیدن آن ترس بهم رسد وبحوالهٔ برہان ذکر دیگر معانی ہم کرده فرماید که شکه بحذف واو مخفف شکوه باشد. صاحب کنز که محقق ترکی زبان است این را لغت فارسی گفته ما با خان آرزو اتفاق نداریم وعرض کنیم که شان وشوکت معنی اصلی لفظ شکوه باشد که الف وصلی در اولش آورده اشکوه کردند ومعنی ترس وبیم مجاز آن که از دیدن شکوه ترس وبیم پیدا شود وعرض کنیم که (ج) مصدر است از ہمین اسم جامد بقاعدهٔ که بر اسم مصدر گذشت والف وصلی در اوّل اوست ومعنی حقیقی آن اظهار بزرگی کردن وزیبا شدن ومجازش ہیبت زده شدن وترسیدن که شخصی اظهار شکوه خود کند وبر مخاطب ومقابل ہیبت وترس طاری شود. معنی سوم بیان کردهٔ اہل تحقیق را بر شکوهیدن تحقیق کنیم ودرین جا ہمین قدر کافیست واین مصدریست بقول ما مصدر اصلی که از اسم جامد زبان فارسی ساخته شد وبقول مقننین فرس جعلی - اختلاف تعریف را بر اسم مصدر بیان کرده ایم کامل التصریف) ونسبت (ب) عرض می شود که بجز صاحب اننددیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد وصاحب کنز که محقق ترکی زبان است شکوہہ بدون الف اوّل را بمعنی جمال وظرافت ولیاقت لغت فارسی گفته واین ہر سه معنی با (ب) ہیچ تعلق ندارد. این موقع تحقیق ہر سه معانی مذکور است جا دارد که در آخر شکوہہ ہای لیاقت وقابلیت باشد یعنی چیزی که لائق ترس وبیم است کنایه باشد از آه حیف است که سندی پیش نشد

(اردو) (الف) (۱) شان وشوکت - مونث - (۲) ڈر - مذکر (ب) دیکھو آه (ج) (۱) ڈرنا - (۲) بزرگی کرنا -

(الف) اشک تیمان	(اصطلاح) صاحب	(ب) اشک تیمی	بحر فرماید که (ب) بمعنی

اشک بیکسی است بہار ہنر بانش (صائب ۵)
می دود اشک یتیمی بسکہ بر رخسارہ ام ٭ سینہ چون
کشتی بدریا میزند گہوارہ ام ٭ و برای الف ہم سندے
از صائب یافتہ ایم (سہ) از گلستانی کہ بلبل روی
گردان می شود ٭ شبنم رخسار گل اشک یتیمان می شود
مؤلف عرض کند کہ اشک یتیم بمعنی حقیقی است
یعنی اشکی کہ در چشم یتیم آید یا از چشمش بریزد (الف)
بالف و نون جمع (ب) بزیادت یای نسبت
در آخر متعلقش و مجازاً بمعنی مطلق اشک بیکسان
و اشک بی کسی گرفتہ اند (اردو) امیر نے آنسو کے
صفات مین اشک یتیم کا ذکر کیا ہے (مومن
سہ) ہم بہا اسکی در افشانی سے ٭ تار اشک یتیم
سلک گہر ٭ اس شعر مین اشک یتیم بمعنی حقیقی مستعمل
ہے الف کا ترجمہ بے کسون کے اشک۔ مذکر۔
(ب) اشک بیکسی کہ سکتے ہین۔ مذکر۔

اشکیل بقول برہان بکسر اول و ثالث و سکون
ثانی و تحتانی و لام بمعنی اشکل است کہ گذشت
تا صراحت کامل اشکل و اشارہ این ہمہ در انجا کردہ ایم
کہ یای تحتانی درین زائد است ہمچون تبت و تبیت
صاحبان جامع و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند
و خان آرزو صراحت کند کہ اشکیل اصل است و
اشکل مخفف آن تحقیق ما برعکس این است کہ
بر اشکل گذشت (اردو) دیکھو اشکل۔

اشکیل چشم اصطلاح۔ بقول برہان و ہفت
و انند نام دوائیست کہ آنرا عوسج گویند اگر برگ آنرا
بکوبند و آب آنرا بگیرند و ہفت روز بچشم چکانند
سفیدی چشم را کہ بہم رسیدہ باشد زائل کند۔ صاحب
محیط بر اشکیل گوید کہ عوسج است و بر عوسج فرماید
کہ بفارسی سفید خار و بعربی حامض و بسریانی شلیا
و طلحا و بیونانی قولوسا فلوس و قولو اطلس گویند
مجموع آن سرد در اول و خشک در آخر دوم و چکانیدن
آب برگ ہن در چشم تا ہفت روز متواتر در رفع
بیاض کہنہ مجرب و منافع بسیار دارد (الخ) مختصر
انیست کہ از اکثر اجزای این درخت علاج امراض

چشم می شود عجبی نیست که فارسیان این را اسم فاعل
ترکیبی گرفته باشند بمعنی چیزی که چشم او ہمچو اشکیل است
و اشکیل بمعنی قسم اسپ گذشت و در وجه تسمیۀ این
شباہت ثمر یا جزو دیگرش با چشم اسپ باشد و اللہ
اعلم - خیال ما مبنی بر قیاس است و از تحقیق نرسیدہ
وجه تسمیۀ قاصریم که محققین فرس و کتب لغات طب
ازین لفظ مرکب ساکت اند (اردو) صاحب
جامع الادویہ نے لفظ حماض پر مشہور نام کا اشارہ
جس نمبر پر کیا ہے اسکے مقابل مشہور نام چوک
لکھا ہے - اور صاحب محیط نے حماض کا ہندی نام
چوکا کہا ہے اور (حماض ارنا) پر لکھا ہے کہ اسی کو
عوسج کہتے ہین جس کا نام علیق بھی ہے اور علیق پر
لکھا ہے کہ عوسج کی ایک قسم ہے جس کو ہندی مین
اچھو کہتے ہین - صاحب مخزن الادویہ نے حماض کا
اردو ترجمہ چوکا فرمایا ہے - چوکا بقول آصفیہ ایک
قسم کا ساگ - اور صاحب محیط نے چوکا پر لکھا ہے
کہ ہندی زبان کا لفظ ہے اور موجب امراض -
اور چوک پر فرمایا ہے کہ اسم کندش اور کندش پر چوک
کا ذکر کیا ہے اور اچھو پر فرماتے ہین کہ ثمر علیق کا نام ہے
افسوس ہے کہ ان حضرات کی بے تحقیقی اور
پریشان بیانی نے ہم کو اشکل چشم کے ترجمہ پر
مطمئن نہ ہونے دیا -

اشکیود | بقول برہان و سراج و ناصری و جامع و ہفت و انند بفتح اول و سکون ثانی و ثالث و یای حطی بواو رسیده و به دال زده مرکب را گویند که در مقابل مفرد است - صاحب انند صراحت کرده است که این لغت فارسی زبان است و در دیگر السنه این را نیافتیم - پس اسم جامد زبان فارسی گوئیم و الف اوّل اصلی است که شکیود بدون الف نیامده (اردو) مرکب - بقول آصفیہ مفرد کا مقابل - ترکیب دیا ہوا - کئی چیزون سے ملکر بنا ہوا -

اشگاف | بقول صاحب سروری بکسر ہمزه بمعنی رخنه باشد مطلقاً و بحذف ہمزه نیز آمده - صاحب

از نظر محقق لغات ترک است و کرشکاف بکاف عربی کرده گوید که لغت فارسی است بمعنی شق و عجب
است از برهان و سراج و ناصری و غیاث که اشگاف را هم ترک کرده اند و شگاف را هم و صاحبان
ناصری و برهان و سراج شکاف را بکاف عربی بهمین معنی آورده اند - خان آرزو صراحت کند
اند و در اکثر فرهنگها با کاف تازی است و مشهور به کاف فارسی - صاحب بحر بر مصدر شکافتن بکاف
تازی نوشته نه فارسی که بجای خود و ش می آید بالجمله از تحقیق بالا که گذشت اصل این شکاف بکاف
عربی است بمعنی رخنه و این مفرس باشد عجبی نیست که فارسیان این را گرفته اند از شکو
که بزبان عرب بالفتح بمعنی شکاف کردن آمده (کذا فی المنتخب) پس واو را بقاعدهٔ فارسی بدل کرده
به فا همچون دام و فام و یاده و یافه و الف زائد میان کاف و فا آورده شکاف بمعنی شق مستعمل
کردند پس مصدر شکافتن که می آید مرکب و موضوع است از همین اسم جامد و آنانکه با کاف فارسی
استعمال این کرده اند یا اینکه از ماخذ خبر ندارند یا کاف عربی را به فارسی بدل کرده اند چنانکه کند و گند
ولیکن اتفاق اہل لغت بر کاف عربی است و الف در اشکاف وصلی است (اردو) شگاف
بقول آصفیه (فارسی) اسم مذکر - دراڑ - درز -

اشگرف | بقول برہان بفتح اول و کاف فارسی بر وزن شنجرف (۱) نیکو و خوش آینده را
گویند و بکسر اول (۲) بمعنی سطبر و قوی و گنده و بزرگ و (۳) بمعنی شان و شوکت و حشمت ہم آمده -
خان آرزو بر شگرف بدون الف بذکر معنی اول و دوم نسبت معنی سوم فرماید که بمعنی محتشم و گوید که
فی الحقیقت (۴) بمعنی طرفه و عجب است و معانی دیگر مجاز آن و بفتح اول شهرت دارد صاحب
ناصری بذکر معنی اول و سوم و چهارم فرماید که (۵) بمعنی چست و چابک ہم آمده و صاحب سروری

وجامع بمعنی اوّل و دوّم و سوّم و صاحب (وری و پہلوی) بر اوّل و دوم و صاحبان شمس و رشیدی
بر سوم قانع (مولوی معنوی از سرو ری ۵۲) قصّہ آن آبگیر است ای عنود پٔ کہ در آن سہ ماہی
اشگرف بود پٔ مؤلف گوید کہ شگرف بدون الف اول اسم جامد زبان فارسی است و اکثر اہل تحقیق
صراحت این کرده اند فارسیان الف وصلی در اولش آورده اشگرف کردند آنچہ خان آرزو معنی چہارم
را اہل قرار می دہد از اکثر کلام قدما ثابت می شود کہ بمعنی طرفہ و عجیب و بدیع آورده اند خود صاحب برہان
بر لفظ شگرف نوشتہ کہ مرادف شگفت است پس معنی اول و دوم مجاز آنست و نسبت معنی سوم ہم قول
خان آرزو وقیع باشد کہ خود برہان بر شگرف تصدیق آن می کند و ہمین معنی با دیگر معانی مجازی
تعلق دارد پس معنی سوم و چہارم ہم مجاز است (اردو) (۱) نیک بقول آصفیہ (فارسی) بھلا
اچھا - عمدہ - نفیس (۲) قوی - بقول آصفیہ عربی - زبردست - طاقت ور (۳) محتشم - بقول
آصفیہ (عربی) صاحب خدم و حشم (۴) عجیب - بقول آصفیہ (عربی) نادر - تعجب خیز - شگفت
(۵) چست - بقول آصفیہ (فارسی) چالاک - پھرتیلا -

(الف) اشگفت | (الف) بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون ثانی و فاو فوقانی
(ب) اشگفتن | (۱) بمعنی غار و رخنہ کوه و بضم ثالث (۲) بمعنی عجب کہ از تعجب باشد
(ج) اشگفتہ | و صراحت نکند کہ بکاف فارسی است یا عربی امّا لفظ (شگفت) را بدون
الف بکاف عربی بمعنی اوّل آورده و معنی دوم را بکاف فارسی نوشتہ خان آرزو در سراج گوید کہ
بکسر اوّل و کاف فارسی بمعنی عجب و تعجب و بحوالہ برہان ذکر معنی اوّل ہم کرده فرماید کہ (۳) بالضم
خندیدن گل و غیره و صراحت مزید کند کہ این معنی در گل حقیقی است و در جبین و دل مجاز و بدون الف

هم آمده مؤلف عرض کند که طرز بیان معنی سومش کلفت انگیز است و مقصودش جز این نباشد که اشکفتن بالضم بمعنی شگفتگی و کشادگی است۔ صاحب رشیدی اشاره معنی سوم اجمالاً کرده بر معنی دوم قانع۔ صاحب سروری بذکر معنی دوم نسبت معنی سوم گوید که بمعنی کشوده است از برای گل و دل و خاطر و برای معنی دوم کسره و ضمه کاف هر دو را جائز قرار داده و برای معنی سوم کسرۀ همزه و ضمۀ کاف۔ صاحب جهانگیری در هر سه معنی با خان آرزو متفق و سلسلۀ ردیف لغتش این را بکاف عربی قائم کند و صاحب جامع بذکر هر سه معانی بالا برای معنی دوم کاف عربی و فارسی هر دو را جائز پندارد۔ صاحب ناصری بکسر ثالث بر معنی دوم قانع۔ صاحب هفت برای هر سه معنی کاف فارسی آورده مؤلف عرض کند که (الف) بمعنی اول مفرس است از شکوه که بقول منتخب لغت عرب است بالفتح بمعنی شگاف کردن فارسیان بقاعدۀ خود واو را به فا بدل کردند همچون دام و فام و تای فوقانی بر آخرش زیاده کردند همچون پاداش و پاداشت و الف وصلی در اولش آورده اشکفت را بمعنی غار و رخنۀ کوه استعمال کردند و اشکاف که بمعنی شگاف۔ گذشت در ماخذش هم شکوه داخل است که ذکرش همدرانجا کرده ایم۔ پس این معنی حقیقی است۔ نسبت معنی دوم عرض می شود که مجاز معنی اول است که تعجب و عجب ظاهر می شود از غار و رخنۀ کوه و معنی سوم هم مجاز است که کشادگی تعلق دارد از رخنه و غار۔ اختلاف حرکات در تفرس چیزی نیست که نتیجۀ لب و لهجۀ مقامی است آنانکه این را بکاف عربی گرفته اند اتباع اصل کرده اند و آنانکه کاف عربی را بفارسی بدل کرده اند بر قاعدۀ تبدیل رفته اند همچون کند و گند۔ حالا عرض می شود نسبت (ب) که مصدر الف است و بقول محققین فرس مصدر اصلی و سماعی و بقول ما

مصدر جعلی و قیاسی - فرق اصلی و جعلی را به اسم مصدر بیان کرده ایم - فارسیان این را از اسم
جامد (اشگفت) بزیادت (تن) علامت مصدر وضع کردند (اشگفتتن) شد و تای فوقانی
جمع گردید یکی را حذف کرده (اشگفتن) گردند پس اشگفتن بضم اول بمعنی (۱) تعجب نمودن و
حیران و متحیر گشتن و (۲) و اشدن و از هم باز گردیدن و (۳) خندان و خرم شدن باشد
بحر صاحب رشیدی و دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این بالف وصلی نکرده و صراحت کامل هر یک
معنایش بر شگفتن می آید درین جا همین قدر کافی است که فارسیان این مصدر را بمعنی حقیقی
یعنی معنی اول لفظ اشگفت استعمال نکرده اند که رخنه کردن و شگاف کردن باشد بلکه برای آن
مصدری خاص از لفظ شگاف ساختند که شگافتن است و بجای خودش می آید - عیبی ندارد
که ماخذ آن هم متعلق است از ماخذ این چنانکه صراحتش بر (الف) کرده ایم بالجمله همه معانی این مصدر
که بالا مذکور شد مجاز است از معنی حقیقی - صاحب بحر عجم بر شگفتن صراحت کند که بکاف تازی است
و مضارعش شگفد و بقولش صیغهٔ امر و نهی این نیامده و صاحب موارد حاصل بالمصدرش را
شگفت نوشته و مخصوص بمعنی اول کرده مؤلف عرض کند که حاصل بالمصدر این بمعنی اول و دوم
و سوم اشگفتگی است و بمعنی چهارم اشگفت و مضارع این اشگفد و نسبت (ج) عرض می شود
که بقول برهان و هفت و اننذ بکسر اول و ضم ثالث و فتح فا (۱) بهار و (۲) شگوفهٔ درخت
و (۳) بمعنی قی و استفراغ هم آمده مؤلف عرض کند که (ج) اسم مفعول و (ب) باشد حیف
است که برای این هر سه معانی سندی پیش نشد اگرچه بهار و شگوفه مجازاً در معنی مفعولی (ب)
داخل است و لیکن استعمال (ج) بدین معنی محتاج سند است و خصوصاً برای معنی سوم ما نسبتش

بهر سه معنی بر اشگوفه بحثی کنیم که معنی اول اصل است و معنی دوم و سوم مجاز آن (اردو) الف (۱) غار۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ گڑھا۔ کھنڈا۔ کھو۔ رخنۂ کوہ کا ترجمہ۔ پہاڑوں کا شگاف اور غار (۲) عجب۔ بقول آصفیہ (عربی) انوکھانا در حرفہ۔ تعجب انگیز۔ (۳) شگفتگی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ کشادگی۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مونث۔ فراخی وسعت۔ (ب) (۱) تعجب کرنا۔ حیران و متحیر ہونا (۲) کھلنا (۳) ہنسنا۔ خوش ہونا۔ (ج) (۱) بہار۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث۔ موسم ربیع۔ پھول کھلنے کا موسم (۲) شگوفہ۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ غنچہ۔ کلی۔ بغیر کھلا ہوا پھول۔ (۳) قی۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث۔ ردّ طعام۔ الٹی۔ استفراغ۔

اشگفه بقول صاحب رشیدی بمعنی اشگوفه باشد که می آید۔ صاحب جامع این را بکسر اول وضم کاف عربی بمعنی شگوفۂ درخت و قی و استفراغ آورده مؤلف عرض کند که کاف عربی و فارسی چیزی نیست و ما صراحت این بر اشگفت کرده ایم و بیان ماخذ این بر اشگوفه می آید و این بحذف تای فوقانی مخفف اشگفته باشد همچون راست و راست۔ صاحب سروری بذیل اشگوفه ذکر این کرده و سندی آورده (اثیرالدین اخسکتی ؎) ای گل بستان آنکه خنده زدی در دو غاچه از سر نیلو فرش اشگفهٔ رغوان ؛ پس بخیال ما این بر هر سه معانی اشگفته شامل است چنانکه بر اشگوفه صراحت کنیم (اردو) دیکھو اشگوفه۔

اشگنش بقول برهان و جهانگیری و انند و شمس و جامع بفتح اول بکاف فارسی بر وزن سرزنش۔ دیوار برآوردن و عمارت کردن را گویند که بکسر اول نیز آمده صاحبان جهانگیری و ناصری و سروری و هفت هم هر باشند

ولیکن محققین مابعد الذکر صراحت کاف فارسی نه کرده اند مؤلف گوید که صاحبان تحقیق که معنی مصدری نوشته اند مقصود شان جز این نباشد که حاصل بالمصدر است و این حاصل بالمصدر اشکندن مقصدر است که متروک التصریف باشد محققین مصادر فرس این مصدر را ترک کرده اند و وجود اشکنش خبر میدهد از وجودش و شک نیست که اصل مصدر و حاصل بالمصدر هر دو بکاف عربی باشد آنانکه بکاف فارسی گرفته اند بر سبیل تبدیل است وبس همچون کند و گند پس اشکندن مرکب است از اشکن و دن (علامت مصدر) و اشکن بزیادت الف وصلی در اول مزید علیه شکن و شکن به کسر اول و کاف عربی بقول برهان بمعنی چین و شکنج اندام و زلف و جامه می آید و ورای این معانی بیان دارد که بجای خودش مذکور شود پس اشکندن بمعنی حقیقی شکن زدن بر اندام و زلف و جامه باشد و اشکنش حاصل بالمصدر آن و معنی مجاز این مصدر دیوار برآوردن که دیوار هم ته بته همچو مدارج شکن اندام وغیره قائم می شود که سنگ یا آجر را در بنای دیوار ته بته قائم کنند. و معنی عمارت کردن درین مصدر کنایه باشد از معنی دیوار برآوردن پس این یادگار مصدر معدوم است (اردو) دیوار اور عمارت کی چنائی ۔ تعمیر ۔ بناوٹ ۔ ساخت ۔ مؤنث ۔

اشگنه | بقول جامع بفتح و کسر ثالث بر وزن اسکنه (۱) چین و شکن و (۲) نام نوائی است از موسیقی و (۳) آب گوشت که نان خورد کرده دران ریزند مؤلف گوید که این همان است که ذکرش بکاف عربی گذشت بجز صاحب جامع دیگر کسی از محققین فرس ذکر این با کاف فارسی نکرد و جز این نیست که این مبدل آن باشد که فارسیان کاف عربی را بفارسی بدل کنند همچون کند و گند (اردو) دیکھو اشکنه ۔

(الف) اشگوفه | بقول برهان بضم اول (۱) بمعنی بهار (۲) شگوفهٔ درخت و (۳) قی و استفراغ را نیز گویند صاحب هفت فرماید که بعضی بکسر اول خوانند و شگوفه مخفف این باشد صاحب سروری بذکر هر دو معانی بالا سندی که پیش کرده از ان استعمال - - - - - - -

(ب) اشگوفه کردن | بمعنی (۱) سرسبز شدن از بهار و (۲) شگوفه پیدا کردن و (۳) قی کردن پیدا است و فرماید که اشگفه بدون واو مخفف این باشد (ابوعلی حاجی ۵۲۰ھ) باش تا دوحهٔ اقبال تو اشگوفه کند ٭ کز شمیمش همه آفاق معطر گردد ٭ (مولوی معنوی ۶۷۲ھ) بنگر بدرخت ایجان در رقص و سراندازی ٭ اشگوفه چرا کردی گر باده نخوردستی ٭ صاحب سروری گوید که درین شعر هم معنی اول بکنایه ظاهری شود صاحب رشیدی و سراج هم ذکر الف هر دو معنی کرده - مخفی مباد که همه اهل تحقیق برین لغت صراحت نکرده اند که بکاف عربی است یا فارسی و سکوت شان متضمن کاف عربی است - ازینجاست که ما این را هم بکاف عربی بجایش ذکر کرده ایم و تصفیه این بر لفظ اشگفت نموده ایم بالجمله اصل این اشگفته باشد اسم مفعول از اشگفتن که بهر سه معنی اشگوفه گذشت صراحت ماخذ اشگفتن بجایش مذکور شد - فارسیان واو زائد درمیان کلمه می آورند همچون افتادن و اوفتادن و تای فوقانی را حذف کنند همچون راست و راس - پس بهمین قاعده اشگفته را اشگوفه کردند و برای بهار و غنچه و قی نام نهادند و در اشگفه واو زائد را نگرفتند و محض بر حذف تای فوقانی اکتفا کردند پس اشگفه مخفف اشگوفه نیست بلکه مخفف اشگفته باشد - مخفی مباد که درین لغت الف اول وصلی است نه اصلی چنانکه صراحت این بر اشگفت کرده ایم و شگوفه اصل است و اشگوفه مزید علیه آن پس نباید که شگوفه را مخفف

اشگوفه خیال کنیم۔ بہ تحقیق ما معنی اول این حقیقی است ومعنی دوم وسوم مجازی کہ غنچہ نتیجہ بہار است و استفراغ وقی ہم حرکتیست کہ غنچۂ دہن انسان را وامی کند چنانکہ بہار شگوفہ را گل نماید وبدین وجہ کہ فارسیان بہار را ہم شگوفہ گفتہ اند مجازاً قی را ہم شگوفہ نام کردند (اردو) الف (۱) بہار (۲) غنچہ (۳) قی۔ دیکھو اشگفتہ (ب) (۱) سرسبز ہونا۔ بہار آنا۔ (۲) شگوفہ پیدا کرنا (۳) قی کرنا۔

اشم | بضم اول وفتح ثانی گیاہیست کہ بیان محلش بہ اشق گذشت وہم بہ اشہ می آید۔ (اردو) دیکھو اشق واشہ۔

اشموسا | بقول برہان وہفت واننددبفتح اول وسین بی نقطہ بالف کشیدہ بروزن محمودا بلغت یونانی نوعی از مرو است (الخ) ما اشارۂ این بہ اسموسا بہر دو سین مہملہ کردہ ایم کہ گذشت واین ورای اشموسا باشد تسامح اہل تحقیق است کہ اسموسا بہردو سین مہملہ مرو را نام کردند اسموسا گزربری استکہ ذکرش گذشت واشموسا نوعی از مرو است۔ وبقول صاحب محیط کم بوتر از سایر اقسام وہم او بہ مرو نوشتہ کہ انواع آن چہار است یک نوع آن خوشبوست وآن مرماحوز باشد گرم تر وخشک تر ودیگر کم خوشبو وآنرا اشموسا نام است واین گرم وخشک بود وسوم را مرو سفید نامند وآن معتدل است واین غالباً گاوزبان باشد ونوع چہارم را مرو ماہوس نام نہادہ اند واین حاریابس وملطف وبارد است وماصراحت مرو برا ردشیران کردہ ایم کہ گذشت (اردو) مرو کی ایک قسم جس میں بو کم ہو۔ دیکھو اردشیران۔

اشن | بقول برہان وجامع وسروری وناصری وسراج بفتح اول وثانی بروزن کفن (۱)

جامۂ باژگونہ پوشیدہ و (۲) بمعنی کالک ہم آمدہ کہ خربزۂ نارسیدہ باشد مؤلف گوید کہ این مبدل اسن است کہ بسین مہملہ گذشت۔ فارسیان سین مہملہ را بہ معجمہ بدل کنند ہمچون کستی و کشتی (اردو) دیکھو اسن۔

اشنا بقول برہان بفتح اوّل و سکون ثانی بالف کشیدہ (۱) گوہر گرانمایہ را گویند و (۲) بمعنی شنا کنندہ و آب ورزہم (۳) صاحب رشیدی این را مرادف اشناہ و اشناو و اشناب گفتہ بمعنی شناوری۔ صاحبان جہانگیری و جامع و سروری بر معنی اوّل قانع۔ خان آرزو در سراج ذکر ہر سہ معنی کردہ و فرمودہ کہ مخفف آشنا ست کہ بمدودہ گذشت مؤلف عرض کند کہ اصل این (اشنا آب) بود و اشنا در ترکی زبان۔ بقول صاحب کنز بالفتح بمعنی شناور۔ فارسیان چیزی و کسی را (اشناب) نام نہادند کہ در آب بود یعنی دُر و شناور ممدودۂ آب حذف شد بوجہ اجتماع دو الف و شنا مخفف آن است بحذف بای آخر۔ پس معنی اوّل حقیقی است کنایۃً و معنی دوم مماثل آن کہ شناور ہم در آب می ماند و معنی سوم مجاز است کہ شنا را بمعنی شناوری استعمال کردند و مصدر شنائیدن کہ بجایش می آید از ہمین اسم جامد ساختہ شد کہ بمعنی سوم مستعمل شدہ و وجہ این مصدر سند معنی سوم است و آشنا کہ در ممدودہ گذشت از ہمین لغت اشنا ست ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است و جا دارد کہ اصل این اشن گیریم کہ لغت ترکی است و بقول صاحب کنز بمعنی سکون۔ فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ اشن کردند و بترکیب آن با آب اشناب بمعنی باشندۂ آب کنایہ گرفتند از دُر و شناور و ہر دو بحذف بای آخر اشنا مخفف آن مستعمل شد (اردو) (۱) موتی۔ بقول آصفیہ اسم مذکر۔ مروارید۔ دُر۔ گوہر۔ دیکھو

اشنگ صدف - ۲ و ۳ کے لئے دیکھو آشنا کی دوسری اور تیسری معنی -

(الف) اشناب بقول برہان وجامع بکسر اول بروزن محراب بمعنی شنا و شناوری و بمجاظ معنی کہ او بر شنا نوشتہ مرادف شناوری است و صاحب رشیدی بدون صراحت حرکات حروف متفق با برہان و بقول جہانگیری بالکسر مرادف اشناو و اشنا و را ذکر کرد مقصودش غیر از اتفاق با برہان نیست (عطار ۵) دو ہتائی سیاہانی باشناب ۃ بر دن بر زند جان از دست غرقاب ۃ و بند سروری کہ برای معنی بالا آورد مصدر -------

(ب) اشناب کردن بمعنی شناوری کردن پیدا است ۃ (عطار ۵) زمین را خون چنین غرقاب می کرد ۃ کہ ماہی زمین اشناب می کرد ۃ خان آرزو در سراج فرماید کہ (الف) مرادف اشناو باشد بمعنی شنا و روشناوری ہر دو و بر جہانگیری اعتراض کند کہ بکسر اول چرا گرفت و ہم او ذیل

آشناہ در ممدودہ گوید کہ شنا مخفف اشناب و اصلش آشنای آب کہ شناور را آب غرق نکند بہا رہ بر (الف) فرماید کہ فرید علیہ آشنا باشد بمعنی دست و پا زدن در آب مؤلف عرض کند کہ خیال ماہمان است کہ بر مخفف این (اشنا) ظاہر کردہ ایم کہ اشناب بمعنی باشندہ آب است و شاید از گوہر شنا و رہر دو و ماخذش ہم ہمدر انجا مذکور ہ معنی دوم مصدری آن کہ بر آشنا گذشت مجاز نیست و انچہ فارسیان آشنا را بمدودہ ضد بیگانہ گرفتہ اند ہم مجاز است از اشنا - بالجملہ درینجا ہمین قدر صراحت کافی است کہ فارسیان مخفف (الف) یعنی اشنا را بہر سہ معنی اشناب استعمال کردند و صل را بیک معنی شنا وری مخصوص و خیال ما جز این نیست کہ نقص تلاش محققین است و بوثوق عرض کنیم کہ (الف) ہم بر ہر سہ معانی اشنا شامل است (اردو) الف دیکھو آشنا کے دوسرے اور تیسرے معنی (ب) تیرنا

(الف) **اشنان** | بقول صاحب برهان وناصری وجهانگیری ورشیدی بضم اوّل بر وزن نقصان گیاهی باشد که بدان رخت می شویند وبعد از طعام خوردن نیز دست بدان صاف کنند و بعربی غاسول نامند. وچون آنرا بسوزانند اشخار شود وهم او بر------------

(ب) **اشنان دارو** | گوید که اشنان. معلوم وبدال بی نقطه بالف کشیده ورای بواو رسیده زوفای خشک باشد که مشهور به زوفای مصری و آن گیاهی است دوائی شبیه به برگ حنا استقا. انافع. خان آرزو درسراج گوید که بخیال بعض (الف) لغت عربی و اصح آنکه معرب وبعربی غاسول. نام است. صاحب سروری برای الف از اثیرالدین اخسیکتی سند آورده (ع) اشنانش برنکرده مهراز بادبان خاک: کز شعله سموم شدهی درزمان شخار. صاحب جامع نسبت (الف) گوید که مرادف اشنه وبعربی غسول اما متعارف غیر علف شخار است و بر (ب) فرماید که زوفای خشک مصری باشد. صاحب مواد البسیل گوید که (الف) معرب است ولغت فارسی است صاحب محیط نسبت (الف) فرماید که لغت عربی است و آنرا حرض و غاسول نیز گویند بهر آنکه پارچه بدان شویند و به رومی اروقلس وبیونانی مرسیون وبفارسی ------------

(ج) **اشنان گاذران** | وچوغان وکاگل وکرک وکنست وکنستو وکنستواک نیز. وبهندی کنٹول گویند وازان اشخار می سازند ونبت آن شوره زار گرم وخشک در دوم وگویند گرم درسوم وخشک در آخر دوم. جالی ومنقّی ومفتّح سدّه کهنه ومحرق و مدرّ قوی ومسهل ومحلّل فضول غلیظ ومنافع بسیار دارد (الخ) ونسبت (ب) فرماید که زوفای خشک را نامند ونامش اشنان داؤد است وبر زوفای خشک نوشته که بفارسی اشنان داؤد نامند وزوفای مصری هم. گرم

ورد وم وخشک در آخر۔ ملطف مثل صعتر۔ رافع بلغم ومحلل اورام مخرج ریاح غلیظ و منافع بسیار دارد (انخ) صاحب مخزن (الف) را لغت عرب گوید و صاحب منتخب ہم ذکرش کردہ مؤلف گوید کہ اگر (الف) را لغت عربی گیریم ضرورت تحقیق ماخذ خارج از موضوع ماست واگر بقول بعض فارسی قرار دہیم عجبی نیست کہ فارسیان لغت سنسکرت اشنان راکہ بقول صاحب ساطع بالفتح بمعنی غسل آمدہ در فارسی زبان گیاہی را نام کردہ باشند کہ پارچہ ودست بدان شویند۔ و (ج) مرادف آنست کہ اضافت آن بسوی گازران کردہ اند از آنکہ گازران بکار پارچہ شستن استعمالش کنند بالجملہ نسبت (ب) این قدر متحقق شد کہ آن ورای (الف وج) است ولیکن بہ تحقیق نہ پیوست کہ نامش اشنان داروست یا اشنان داؤد۔ اینقدر عرض کنیم کہ ترکیب (ب) متقاضی آنست کہ معنیٔ مرادف اشنان باشد ہرگاہ این ورای اشنان است چرا این نباشد کہ فارسیان گیاہی خاص راکہ بکار دارو استعمال می کنند (اشنان دارو) نام نہادند وگیاہی خاص راکہ ورای دارو استعمال آنست مجرد اشنان گفتند وشک نیست کہ در ہر دو شباہت ظاہری باشد انچہ صاحب محیط (ب) را اشنان داؤد گفتہ یا اینکہ غلطی کتابت باشد یا حکیمی کہ داؤد نام داشت این گیاہ را یافتہ وتجربہ کردہ باشد کہ لفظ اشنان بنامش مضاف شد وصاحب مخزن اینرا ز وفای یابس گفتہ ودر تعریف این (ب) یا اشنان داؤد را ذکر نکردہ (اردو) (الف وج) بقول صاحب محیط کنٹول اور صاحب ساطع نے اسکی تصدیق کی ہے۔ ایک نبات کا ہندی نام ہے اور صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام اشنان کہا ہے اور فرمایا ہے کہ غاسول اسکا فارسی نام ہے اور اشنان عربی (غالباً تسامح

ہوا ہے) اور (ب) کی نسبت صاحب جامع الادویہ نے زوفای خشک کو زبان فارسی کا نام کہا ہے اور اسکی عربی زوفای یابس اور مشہور نام کے خلانے کو صفرزدہ رکہا ہے افسوس ہے کہ اسکا ہندی نام دریافت نہ ہوسکا۔

اشناو بقول خان آرزو و سراج مرادف اشناب کہ گذشت و صاحب رشیدی ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ مبدل اشناب است کہ بای عربی بقاعدۂ فارسی بہ واو بدل شود ہمچون آب و آو۔ پس ضرورت تعریف مزید نیست کہ معنی و ماخذ این بر اشناب بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو اشناب۔

اشناہ بقول صاحب سروری مرادف اشنا و اشناب و اشناو دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ مین لغت در ممدودہ گذشت ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است بخیال ما این مبدل اشناب باشد کہ فارسیان بای عربی را بہ ہای ہوز بدل کنند ہمچون توش و ہوش کہ بہ معنی کروفر است (اردو) دیکھو اشناب۔

(الف) اشنوا (الف) بقول صاحب رشیدی بالضم بمعنی شنوا یعنی شنوندہ و ہم

(ب) اشنود برین قیاس است (ب) اشنود و (ج) اشنودن۔ صاحب

(ج) اشنودن سروری نسبت (الف) فرماید کہ بکسر ہمزہ و فتح نون نیوشندہ۔

صاحب برہان نسبت (ب) گوید کہ (۱) بضم اوّل و ثالث ماضی شنیدن است و (۲) بفتح اوّل نام روز دویم از خمسہ مسترقۂ قدیم۔ خان آرزو و سراج نسبت (ب) فرماید کہ ماضی (ج) و اشنودن مخفف (ج) و صاحب سروری برای (ب) بذکر معنی اوّل سندی آوردہ (عراقی ۵) پروانہ چو ذوق سوختن یافت ٭ بنود بشعاع شمع خوشنود ٭ این حال اگر عجب نماید ٭

اشنوز من ار توانی اشنود و بجای دیگر ذکر معنی دوم (ب) هم کرده صاحب ناصری و مؤید به معنی دوم
قانع - صاحب جامع بذکر معنی اوّل نسبت دوم فرماید که بر وزن (صدصد) باشد یعنی بفتح اوّل و نون
و واو نسبت (ج) عرض می شود که بجز صاحب رشیدی و سراج دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد
و اشنوائی حاصل بالمصدر (ج) چنانکه حکیم فرخی گوید (ع) روشنائی یابد از دیدار او در چشم کور ٭
اشنوائی یابد از آواز او در گوش کر ٭ مخفی مباد که صاحب بحر عجم (اشنودن) را بمعنی شنا وری کردن
هم گفته و دیگر محققین مصادر بمعانی دیگر هم و بحث کاملش هم در آنجا کنیم - بالجمله این مصدریست کامل التصریف از
شنودن بدون الف و الف اوّل وصلی است صاحب موارد که پابند بیان حاصل بالمصدر مصادر نیست
است بر شنودن حاصل بالمصدر را ترک کرده و ما بر اشنودن ذکرش کرده ایم که بالا گذشت و ضرورت ندارد که
در ینجا از حاصل بالمصدر شنودن بحثی کنیم مختصر اینست که اشنودن مزید علیه شنودن و شنودن مخفف
شنویدن - و شنویدن مزید علیه شنیدن بزیادت واو نزد ما چنانکه افتادن و او فتادن پس شنیدن
اصل است مرکب از شن که لغت ترکی بمعنی مشعون و بقاعدهٔ فارسی بزیادت یای معروف و علامت
مصدر (شنیدن) شد بمعنی مشحون شدن و کنایه از گوش را پر کردن بحرف کسی و سماعت کردن - و
جا دارد که اصل شنیدن - سنیدن به سین مهمله باشد مرکب از لغت سنسکرت که سنائی بیک نون بمعنی
سماعت آمده و سننا بدو نون مصدرش پس بحذف الف و یای اول از سنائی فارسیان مصدری
ساختهٔ بقاعدهٔ خود سین مهمله را به شین معجمه بدل کرده باشند همچون کستی و کشتی والله اعلم بحقیقة الحال
این است حقیقت (ج) و (ب) - بمعنی اوّل که ماضی اشنست (الف) اسم فاعل ترکیبش رشنیت معنی
دوم (ب) عرض میشود که ما ذکرش بر اشتود کرده ایم که به تای فوقانی سوم گذشت و اشاره ماخذ

این ہم ہمہ را انجا مذکور۔ (اردو) (الف) سننے والا۔ (ب) (۱) سنا۔ (۲) دیکھو اشتود (ج) سننا سماعت کرنا۔

اشنوشه بقول برہان وناصری وسروری بکسر اوّل بروزن بی توشہ ہوائی راگویند کہ با صدا وحرکت سراز دماغ برآید وآن را بعربی عطسہ خوانند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بعضی بفتح اوّل نوشتہ اند۔ صاحب رشیدی بالفتح گوید (ابوالخیر ۵) دماغ خشک او اشنوشہ ترش چو آرد گو گردون راکند کر۔ صاحب جامع این را بفتح اوّل بروزن با توشہ نوشتہ۔ صاحب برہان بر شنوشہ بدون الف فرماید کہ بفتح وکسر اوّل ہر دو آمدہ وبسین مہملہ ہم وہم او ہمین لغت را ستوسر بسین مہملہ اوّل وتای فوقانی ورای مہملہ آخر وستوسہ بہر دو سین مہملہ وتای فوقانی دوم ہم آوردہ مؤلف گوید کہ الف وصلی در آغاز این زائد است بخیال ما اصل این شنوشہ باشد کہ بدون الف وصلی می آمد واین مرکب باشد از شن وشہ۔ شن بقول صاحب کنز بالفتح در ترکی زبان بمعنی فرح وشہ مبدل سر کہ فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ ورای مہملہ را بہ ہای ہوز بدل کنند ہمچون کستی وکشتی وہو بر دہو بہ پس واو زائد درمیان (شن) و (شہ) آوردہ شنوشہ را کہ معنی حقیقی این فرح دماغ است برای عطسہ استعمال کردند کہ ازان فرح دماغ حاصل ودماغ مسرور شود وزیادت این قسم واو در لغات فارسی مذکور ہمچون تنومند کہ اصلش تن۔ مند است وانچہ صاحب برہان این را بہ سین مہملہ ہم ذکر کردہ در آن صورت در (شنوسہ) ضرورت تبدیل سین مہملہ بہ شین معجمہ ہم نباشد واز وجود لغت ستوسر کہ بالا گذشت تصدیق خیال ما می شود کہ شہ یا سہ۔ در اصل سر است وانچہ در ستوسہ وستوسر بجای نون تای فوقانی است این قسم تبدیل در فارسی زبان البتہ نیامدہ خلاف قیاس باشد

وجا دارد که کاتبان نون را تصحیفاً و تسامحاً تا کرده باشند خان آرزو در بستو سر گوید که ستوسه به های
هوز و شتوسه به شین معجمهٔ اوّل هم آمده و خیال کند که شتوسه اصح باشد و در بواقی تصحیف راه یافته
و وجه این خیال را ظاهر نکرده و الله اعلم بحقیقة الحال بالجمله اگر اشنوشه را اسم جامد فارسی زبان
گیریم ضرورت تکلّفات دیگر باقی نماند (اردو) چھینک۔ بقول آصفیہ (اسم مونث) عطسہ۔ وہ
آواز جو ناک سے خلط کے دفع کرنے کے واسطے حالت زکام یا کسی سلسلاہٹ وغیرہ کے باعث
صادر ہو۔

اشنه | بقول برہان بضم اوّل و فتح ثالث (۱) بمعنی اشنان است که گذشت و بدان رخت شویند
و (۲) نام داروئی هم۔ خوشبوی که آنرا دوالة می گویند و بعربی شیبة العجوز و مشک القرود خوانند مانند عشقه
و لبلاب۔ بر درخت پیچد و اگر بسایند و در چشم کشند چشم را جلا دہد۔ خان آرزو در سراج فرماید که
عطری است سفید رنگ که بر درخت بلوط و صنوبر پیچد و بصورت پوست بیخ باشد و بقول بعض
بر سنگ بسته شود و خوشبوی باشد گویند این عربی است و فارسی آن دوالہ و ذکر معنی اوّل بیان
کرده برہان هم کرده صاحب رشیدی بر معنی دوم قانع و فرماید که این را دوالة مشک گویند اگرچه
مشهور به دوالة المسک شده و صاحب سروری هم معنی دوم را اصح پندارد و فارسی آن دواله۔
صاحب جامع بر معنی اوّل قانع۔ صاحب محیط که محقق لغات طب است فرماید که لغت عربی
است و هم بعربی شیبة العجوز و مسک القرود و بیونانی ابرویون و بفارسی دواله و دوالک و
دوالی و بقول گیلانی ایدا اریدا و بهندی چھڑیلہ و چھرپره و در کسیر و پیلج گویند و آن پوستی است
باریک شبیه به ریسمانهای باریک و پهن با هم پیچیده و بر شاخهای درخت بلوط و صنوبر و جوز پیچیده

و بیخ و گل و تخم ندارد بالتلخی و قبض اندک و خوشبوست۔ گرم و خشک در اوّل و گویند گرم در اوّل و خشک در دوم و در آن قوّت قبض و تحلیل مثانہ و تلیین است و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید کہ بقول محیط کہ اعتبار را شاید می کشاید کہ این دوا می اشنان است و بس (اردو) صاحب جامع الادویہ نے چھڑیلہ کا ذکر کیا ہے جو رسی کی سی ایک چیز ہے جو درختوں پر پیدا ہوتی ہے جس کے پتے نہیں ہوتے غیر مستعمل دواؤں میں مستعمل۔

اشنیدن بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر بمعنی شنیدن۔ ما ذکر این و ماخذش کہ مصدر اشنودن کردہ ایم کہ گذشت و صراحت معانی بر شنیدن آید کہ اصل این است فارسیان الف در اولش زیادہ کردہ اشنیدن کردہ اند کالف التصاق (اردو) دیکھو اشنودن۔

اشو بقول برہان و ناصری بفتح اوّل و ضم ثانی بواو رسیدہ بلغت ژند و پاژند بہشتی باشد کہ در مقابل دوزخی است۔ خان آرزو در سراج ذکر این بفتح اوّل و واو معروف کردہ۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم فرماید کہ باوّل مفتوح و ثانی مضموم و واو مجہول لغت ژند و پاژند بہشت را گوید (زرتشت بہرام ۔) ہزاران درود و ہزاران دعا ۔ بر آن ارجمند اشو پاک راء (ولہ ۔) نظر ہرچند می کردم در و بیش ۔ بچشم بود نور آن اشو پیش ۔ صاحب ہفت معنی با جہانگیری متفق مؤلف گوید کہ واو نسبت بر لفظ اش داخل شدہ است بمعنی منسوب بہ او و اشارہ بہ مقبول و مخصوص بارگاہ ایزدی و کنایہ از بہشتی و این ترکیب فارسی قدیم است و حالا متروک (اردو) بہشتی۔ بقول آصفیہ (اسم مذکر) بہشت کا رہنے والا۔

اشوغ بقول برہان و ناصری و جامع و ہفت بالضم اوّل بر وزن دروغ (۱) شخص مجہول النسب

(اردو) بمقصود الطلب۔ اگویند۔ مؤلّف گوید کہ ہمین لغت در ممدوده بمعنی شخص مجهول و غیر معروف گذشته
و بسند طرطری بمعنی غریب الوطن متحقق شده و قول صاحب برہان ہم ہمدرآنجا مذکور۔ عجب است
کہ درینجا معنی اوّل ہم پیدا شد۔ ممدوده و مقصوره چیزی نیست کہ نتیجہ لب ولہجہ مقامی است ماخذ
این ہیچ ظاہر نمی شود بجز اینکه این را بمعنی آخر الذکر اسم جامد زبان فارسی گیریم و معنی اوّل بیان کرده
برہان را طالب سند باشیم و بمعنی غریب الوطن راکه در ممدوده گذشت بسند طرطری معتبر دانیم وجا
دارد که این مبدّل و مزید علیه شوخ باشد که فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اولش آوردند
و خای معجمه را بغین معجمه بدل کردند ہمچون تاخ و تاغ که بیک معنی آمده و شوغ را که بمعنی عام
شوخ بود مجازاً بمعنی خاص غریب الوطن گرفته باشند که شوخی دارد و آزادمنش بود (اردو)
دیکھو آشوغ۔

|اشوه| بقول شمس بالفتح مرد بدخشم که زود خشم کند۔ صراحت کند که لغت فارسی است و صاحب
انند این را بمعنی بدشکل و زشت رو و مرد متکبّر و خشم رساننده نوشته و بحوالۂ منتهی الارب گوید که لغت
عرب است و در منتهی الارب موجود پس تسامح صاحب شمس بیش نیست و دیگر کسی از محققین فرس
با او نیست (اردو) بدشکل۔ متکبّر شخص۔ غصیلا۔ مذکر۔

|اشه| بقول برہان بضم اوّل و فتح ثانی گیاہیست که کمان گران بر بازوی از جا بدر رفته ببندند
و اشق معرب آنست۔ ہم او بر اشق نوشته که معرب اوشه باشد و صاحب محیط اشق را معرب اشم
فارسی گفته و او شار اہر دو الف آورده فرماید که شکیسر است و اشه را ذکر نکرد۔ صاحب منتخب اشق
را لغت عربی گوید بالضم و فتح شین مشدّد۔ نام صمغ درختی۔ و اشج بقول صاحب محیط ہمان اشق

و هم او بر اشق صراحت کرده است که اشج هم عربی است۔ صاحبان جامع و سروری و رشیدی و ناصری هم ذکر این کرده اند مؤلف عرض کند که بخیال ما اشه اسم جامد فارسی زبان است و اشم مبدلش که تبدیل میم و های هوز با یکدیگر آمده چنانکه با سره و با سرم و عجبی نیست که اشج و اشق هر دو معرب باشد اگر این هر دو یا یکی از ینها را اصل قرار دهیم و اشم و اشه را مفرس گیریم بقاعدهٔ تبدیل درست نمیشود زیرا که تبدیل جیم و قاف با میم و های هوز در فارسی نیامده (اردو) دیکھو اشق۔

(الف) اشهب　بقول انند بفتح اول و ثالث لغت عرب است (۱) بمعنی هر چیز سیه رنگ که سپیدی در و غالب باشد و (۲) بمعنی اسپ سبزه که کثرت موهای سپید بر موهای سیاه او غالب باشد (الخ) مؤلف گوید که فارسیان این را بمعنی دوم استعمال کرده و لغت فارسی برای این معنی نظر با نیامده و در استعمال فرس ----------

(ب) اشهب انداختن　بمعنی اسپ انداختن آمده که حقیقی است و ----------

(ج) اشهب روز　ترکیب اضافی مراد از روز است و همچنین ----------

(د) اشهب روزگار　مراد از روزگار مخفی مباد که در (د) سپیدی و سیاهی روز و شب موجود است و در (ج) مجرد از معنی عام اسپ کار گرفته اند۔ به تشبیه روانی و سیر روز که همچون اسپ می گذرد روز را اشهب روز گفته اند یا بدین وجه که در رنگ اشهب سپیدی بر سیاهی غالب می باشد روز را اشهب گفتند (انوری الف سـ۵) صدر دهلیز سرا پرده او ادرج حضیض ؛ اشهب و ادهم کرد آخر از لیل و نهار ؛ (عرفی ب سـ۵) عنان گرم ستایش که بهر سجدهٔ شاه ؛ هزار اشهب و ادهم بهر مکان انداخت ؛ (انوری ج سـ۵) اشهب روز و ادهم شب را ؛ پیشه لیسیدن لگام تو

(۱۴۹۲) (۱۴۹۳) (۱۴۹۴) (۱۴۹۵)

یاد ۔(انوری دے) ورنژندی بچشم بدخواہت ۔ اشہب روزگار راہم یاد ۔ (اردو) (الف)
(۱) اشہب ۔ بقول امیر (عربی) (۱) وہ سیاہ رنگ جس مین سپیدی غالب ہو (۲) سبزہ گھوڑا ۔
ذوق ہے) لکھون شوخی جو تیرے توسن چالاک کی مین ۔ اشہب خامہ بھی ہو موج دم برق جہان
(ب) گھوڑا اڑانا ۔ دیکھو اسپ افگندن (ج) اشہب روز (د) اشہب روزگار کہہ سکتے
ہین ۔ بر سبیل تشبیہ دن اور زمانے کے لئے ۔

اشیاف ماميثا استعمال ۔ بقول برہان بفتح اول وکسر فا یعنی عصارۂ ماميثا و ماميثا بلغت
سریانی نام رستنی باشد کہ آنرا در رقابضات بکار برند کہ آن را بیابانی کہ در نواحی موصل می باشند
سازند ۔ در وچشم را نافعست صاحبان ہفت وانند ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ شیاف بالکسر
بقول منتخب داروئی چیندکہ بکار کردہ در چشم و جز آن کنند پس فارسیان ہمین لغت عربی را بزیادت
الف وصلی در اولش اشیاف کردہ اضافت آن بسوی ماميثا کردہ اند و بس ۔ صاحب محیط ذکر این
نکردہ و بر ماميثا فرماید کہ اسم نبطی است و آن را ہنیا نیز نامند و بیونانی حلاوینون و غلوفن و آن نباتی
است شبیہ بہ خشخاش مقرن و برگ آن مائل بہ سپیدی و آنرا بفارسی تیرہ نام است و برگ نبات
آن را کوبیدہ از عصارۂ آن اقراص بوطی شکل می سازند و آنرا عصارۂ ماميثا و اشیاف ماميثا نامند
گیلانی گفتہ کہ عصارۂ ماميثا چون خشک می شود آنرا اشیاف ماميثا گویند سرد و خشک در دوم و عصارۂ
آن بارد و قابض و محلل و مقوی و در امراض چشم نافع و منافع بسیار دارد (ل خ) ما ذکر ماميثا بر
ارغامونی ہم کردہ ایم کہ قسم انست (اردو) ماميثا ایک مشہور دوا ہے جس کے نچوڑے ہوئے پانی
کو فارسیون نے اشیاف ماميثا کہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ جب یہ پانی خشک ہو کر رہجاتا ہے

تو اسوقت اسکو اشیاف مامیثا کہتے ہین مامیثا کی تعریف اور ترجمہ ہم سلنے ارغاموونی پر لکھا ہے - اشیاف مامیثا کا ترجمہ بن پوستہ کا قرص جو عرق سے بنایا جاتا ہے -

اشیہہ	بقول برہان بفتح اول وکسر ثانی بہ تحتانی رسیدہ وہای مفتوح آواز وشیہہ اسپ باگوید

خان آرزو در سراج فرماید کہ شیہہ مخفف این است - صاحب ناصری گوید کہ این را شنہ نیز گویند - صاحب جامع ہم ذکر این کردہ وشیہہ بدون الف بمعنی مطلق آواز ہم آمدہ وہمین لغت در ممدودہ ہم گذشت - ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجہ مقامی است ترجمۂ این در عربی صہیل الفرس - بخیال ما اصل این بدون الف شیہہ است کہ اسم جامد زبان فارسی باشد بمعنی مطلق آواز یا مفرس باشد از صیغۂ عربی کہ بالفتح بمعنی بانگ آمدہ (کذا فی المنتخب) فارسیان صاد را بہ سین مہملہ بدل کردہ باشند کہ خلاف قیاس نیست چنانکہ قفص وقفس وحای حطی را بہ ہای ہوز چنانکہ نوح آوند را نہاوند کردند - صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ پس ازان سین مہملہ بقاعدۂ فارسی با شین معجمہ بدل شد ہمچون کستی وکشتی والف وصلی در اولش آوردہ اشیہہ یا آشیہہ کردند برای معنی خاص مشتاق سند باشیم کہ گیر نیامد (اردو) دیکھو آشیہہ -

	الف مقصورہ با صاد مہملہ	

اصابع	بفتح اول وکسر بای موحدہ بقول منتخب کہ بذیل اصبع نوشتہ جمع اصبع واصبع

بکسر اول وفتح ثالث انگشت ونشانۂ نیک فارسیان استعمال این ترکیب فرس کردہ اند چنانکہ در ملحقات می آید (اردو) انگلیان - مؤنث -

اصابع صفر	(اصطلاح) بضم صاد دوم و	سکون فا مرکب اضافی است وگیاہی را نام است

کہ بشکل کف دست می باشد و جنون و سم را نافع۔ صاحب مؤید بذکر این فرماید کہ همین است زردچوبہ مؤلف عرض کند کہ زردچوبہ ورای این است صاحب محیط گوید کہ همین است کف مریم و کف عایشہ و شجرة الکف و بفارسی پنجۂ مریم و بهندی هنس پدی مؤلف عرض کند کہ بحث کامل این برا ثیتد گذشت مخفی مباد کہ صفر بقول منتخب بالضم در عربی زبان بمعنی چیزهای زرد است و صفر بمعنی خالی هم پس با ضافت اصابع بسوی این گیاهی را نام شد کہ مشابہ انگشتان زرد رنگ و انگشتان خالی فارسیان از هردو لغت عربی این را ترکیب فارسی استعمال کردہ و اصابع الصفر در عربی هم بہ همین معنی آمدہ و صاحب مخزن الادویہ ذکر این کردہ (اردو) دیکھو اثلق و ارتد۔

اصابع فرعون اصطلاح۔ مرکب اضافت بقول صاحب برہان و بحر و آنند شکی است مانند انگشت آدمی و آن را از بحر حجاز آورند و بعربی امساک الخراج گویند۔ صاحب محیط فرماید کہ این را اصابع فرعون و مدمل الجروح نیز گویند و آن سنگهائی است بمقدار انگشت مانند نی مجوف و گرہ دار باندک پهنائی و نرمی و چون برهم خورند صدای سنگ از آنها برآید و قسمی از آن با رطوبتی سیاہ می باشد و این را در افعال قائم مقام مومیائی دانستہ اند گرم و خشک در آخر دوم۔ قاطع نزف الدم و ملحم جراحات و محلل اورام باردہ و بجهت التیام بی عدیل است و منافع بسیار دارد (اردو) اصابع فرعون۔ فارسیون نے ایک پتهر کا نام رکھا ہے جو انسان کی انگلیون سے مشابہ ہی جو بحر حجاز سے لایا جاتا ہے اور ہمین گرہین بهی ہوتی ہین اسکی رطوبت کا استعمال بطور مومیائی کیا جاتا ہی افسوس ہو کہ ہمکو اس کا هندی نام نہین ملا۔

اصالت تاب بی حرمتی ندارد مثل۔ صاحب خزینہ الامثال ذکر این کردہ و از معنی و محل استعمال ساکت۔ مؤلف عرض کند کہ این مثلی است کہ فارسیان برای شرفا زنند بموقع ذلت

وخواری گویند کہ شرفا بمقابلہ ذلت پروای جان نکنند کہ مردن بحرمت بہ از زندگی است کہ بذلت وخواری باشد (اردو) دکن مین کہتے ہین "شریفون کو آبرو پیارے رذیلون کو دولت" "آبرو پرسے جان فدا" امیر نے لکھا ہے "آبرو جان سے زیادہ عزیز ہے" یہ جملہ آبرو کی تعریف مین بولا جاتا ہے "آبرو کا صدقہ جان" "حرمت پر جان قربان"

اصباہان بقول برہان وہفت واننذ (۱) معرب اسپاہان است کہ گذشت (الخ) وفارسیان استعمال این ہم کنند وہم او گوید کہ (۲) نام مقامی است از جملہ دوازدہ مقام موسیقی وآنرا (اصفاہانک) ہم گویند۔ مؤلف گوید کہ ما صراحت ماخذ این بمعنی اوّل بر اسپاہان کردہ ایم وعجبی نیست کہ اہل معنی دوّم ہم بسین مہملہ باشد وتعریبش بہ صاد مہملہ وجہ داد کہ این مقام موسیقی از اسپاہان ایجاد شدہ (اردو) (۱) دیکھو اسپاہان (۲) موسیقی کے بارہ پردون سے فارسیون نے ایک پردہ کا نام اصباہان رکھا ہے۔

اصحاب بفتح اول لغت عرب است جمع صاحب وبقول صاحب منتخب بمعنی یار۔ فارسیان استعمال این بہمین معنی وبترکیب فارسی مرکب ہم کنند کہ در ملحقات می آید (انوری ۵) زنی لاف خدمت اشراف ٭ نہ کشی بار منّت اصحاب ٭ (اردو) اصحاب۔ بقول امیر عربی۔ صاحب کی جمع۔ دوست۔ مصاحب (اسیر ۵) اصحاب نیاز کھانے لائے ٭ ارباب نشاط گانے آئے ٭

اصحاب السبت اصطلاح۔ بقول بحر یاران روز شنبہ کہ قومی از بنی اسرائیل بود حق تعالی امر کرد کہ روز شنبہ ماہیان صید نہ کنند اتفاقاً در آن روز ماہیان بسیار جمع می شدند ایشان حیلہ کردہ ماہیان را در ہمان آب بندمی کردند وبروز یکشنبہ می گرفتند چون ظلم ایشان از حد گذشت حق تعالی

همه را مسخ کرده بوزینه ساختند و بعد چند روز بلاک
شدند مؤلف گوید که این لفظ مرکب عربی زبان
است و فارسیان همین را در فارسی استعمال کنند
(اردو) اصحاب السبت - ادن بنی اسرائیلیون
کو عربون نے کہا ہے جن کے لیئے بروز شنبہ مچھلیون
کا شکار ممنوع تھا -

اصحاب الشمال | اصطلاح - بقول بحر
دوزخیان - صاحب غیاث ہم ذکر این کردہ مؤلف
گوید کہ شمال بقول منتخب بمعنی چپ باشد مقابل
یمین پس عربان اضافت اصحاب بسوی آن کردہ
کنایۃً دوزخیان را گفتند کہ نامۂ اعمال ایشان بدست
چپ دہند - صاحب انند بحوالۂ تفسیر حسینی گوید کہ
بمعنی یاران دست چپ کہ بوقت اخراج ذریات
در شمال آدم علیہ السلام بودند و نیز دوزخ بر چپ
عرش است بدین وجہ ہم دوزخیان را بدین نام
موسوم کردہ باشند بالجملہ فارسیان ہمین مرکب عربی
در فارسی استعمال کنند حیف است کہ سندی پیش
نشد - اصحاب الیمین در مقابل این بمعنی بہشتیان
ہم آمدہ کہ صاحبان تحقیق ذکر کردہ اند (اردو) عربون نے
اصحاب الشمال دوزخیون کو کہا ہے جن کے اعمال
نامے قیامت کے دن بائین ہاتھ مین دیئے جائینگے

اصحاب حرم | اصطلاح - مرکب اضافی
است بمعنی یاران حرم کنایہ از ساکنان حرم و اہل
حرم چنانکہ عرفی گوید (س) کی مسلمان کندم صحبت
اصحاب حرم؛ کہ دران زمرہ بسی حلقہ بگوشان
دارم؛ (اردو) اہل حرم - حرم شریف کے رہنے والے

اصحاب کہف | اصطلاح - بقول صاحب
بحر عجم بمعنی صاحبان غار و ایشان ہفت تن بودند
از دوستان حق کہ از خوف دقیانوس از شہر گریختہ
در غاری پنہان شدہ خفتند و سگی ہمراہ ایشان بود
بحکم آلہی بعد سہ صد سال بیدار شدہ باز بخفتند و
باز بقیامت خواہند برخاست - صاحب غیاث
و انند ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ درین مرکب
ہر دو لغت عرب است و کہف بقول منتخب بمعنی

(۱۲۵۶)

غار و پناه آمده فارسیان استعمال این ترکیب فارسی کرده اند (اردو) اصحاب کہف دیکھو آئینہ شش جہت کا نمبر ۲ -

اصحاب منقل | اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم - بمعنی یاران ہم صحبت و مشیر - چہ در ایران موسم دی یاران منقلہا پیش گذاشته شب نشینی کنند و از ہر باب باہم حرف زنند و در امور ہم مشورت نمایند - وارستہ از محسن تاثیر سند آوردہ (ﮧ) در محفلی کہ بستہ زبان سپیدمن ۂ صد آتشین عذار ز اصحاب منقل اند ۂ بہار ہم ذکر این کردہ (اردو) فارسیون نے اصحاب منقل - یاران ہم صحبت کو لکھا ہے جو جاڑے کے موسم مین آگ کے پاس بیٹھکر مشورت کیا کرتے ہین -

اصرار | بقول صاحب انند بحوالۂ منتہی الارب بالکسر بہر دو رای مہملہ لغت عربست بمعنی تنہا برکردن کاری مستعد شدن و منع کردن کسی - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی ابرام و تکرار استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات آید - (اردو) اصرار - دیکھو ابرام -

اصرار کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز شرف ماژندرانی سند آوردہ کہ بمعنی ابرام کردن ہست (ﮧ) کند در، نوشتن ہاچو اصرار ۂ ہمش آب سیاہ آرد قلم وا ۂ (اردو) اصرار کرنا - بقول امیر بجد ہونا - دیکھو ابرام کردن

اصرار نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف اصرار کردن است کہ گذشت (ظہیر فاریابی ﮧ) مجال صبر کجا ماندم چو در حق من ۂ زمانہ بر سر باطل نماید این اصرار ۂ (اردو) دیکھو ابرام کردن -

اصطبل | بقول صاحب انند بفتح اول و فتح طای مہملہ و سکون بای موحدہ مکان بستن اسپان را گویند - صاحب غیاث این را بالکسر اول و سکون صاد مہملہ آوردہ - صاحب منتخب اللغات بالکسر و بفتح طای مہملہ بمعنی طویلہ و جای ایستادن دواب لغت شامی گفتہ - صاحب سوار السبیل

فرماید که به لاطینی این را استابلم گویند و معنی حقیقی این جای اقامت و برای جای بستن اسپان مستعمل صاحب ازاحة الاغلاط صراحت کند که بفتح اول یا بحرکت با چنانکه شهرت دارد خطاست (فیضی سه) انگه بشتافت سوی اصطبل ٭ بر عقل گهرشناس زد طبل ٭ (قاآنی سه) گه رفت با صطبل و گهی گشت نمدپوش ٭ گاهی ز قضا شکوه و گاهی ز قدر کرد ٭ (اردو) اصطبل۔ بقول امیر طویلہ۔ دیکھو آخته خانه کا نمبر ۲۔

اصطخر بقول برهان و هفت بکسر اول بروزن و معنی استخر است که قلعه فارس باشد و آن تخت گاه داراب ابن داراب است و آبگیر و تالاب هم۔ صاحب ناصری در دیباچه کتاب بذیل آرایش چهارم بر لفظ استخر فرماید که بصاد و طای حطی معرب استخر است و صاحب جامع هم با نشر با صراحت کامل این مع بیان ماخذ بر استخر کرده ایم که گذشت (اردو) دیکھو استخر۔

اصطرخ بقول برهان بروزن و معنی استخر است۔ صاحب مؤید این را بذیل لغات عربی آورده گوید که نام شهرے است در ایران زمین۔ و در عجائب البلاد نسبت کیے لشکرگاه سلیمان علیه السلام و را نجا بود و این معنی منقول از فضلاست و اصطرخ بروزن افتعل به معنی اصراخ بود و بعده نام آن شهر نهادند و صراخ بمعنی رسیدن بفریاد و فریاد کننده۔ مؤلف گوید که بخیال ما جز این نیست که همان اصطخر را که گذشت عوام الناس به تقدیم و تاخیر رای مهمله و خا اصطرخ کردند۔ همچون جذب و جبذ که بمعنی کشیدن آمده و این قسم لغات مقلوبه در السنهٔ فارسی وارد و هم یافته می شود و حقیقتش همین قدر است که عوام الناس غلط کردند و بالآخر استعمال قرار یافت و همین قسم تصرف در استطرخ به سین مهمله گذشت (اردو) دیکھو استخر۔

اصطرک بقول برہان و ہفت و انند بر وزن احمک صمغی است سرخ بسیاہی مائل وبعضی گویند کہ صمغ درخت زیتون است نزلہ را نافع ۔ صاحب محیط گوید کہ بسین مہملہ نیز آمدہ وبعضی گویند کہ در یونانی زبان میعہ یابسہ را گویند وبقول بعضی صمغ زیتون وبقولی صمغ شجر رومی وبقول وبیقوریدوس نوعی از میعہ وگیلانی گفتہ کہ حق آنست کہ صمغ زیتون شیرین وتند باشد چون بالند مانند عسل نرم گردد سیاہ آن بد است وخالص آن کمیاب گرم وخشک در اول وگویند در دوم نبات طمث وسخت منضج ۔ نافع زکام ونزلہ بارد وصرفہ مزمن ومنافع بسیار دارد (انخ) (اردو) درخت زیتون کا گوند ۔ مذکر ۔

اصطرلاب بقول برہان وہفت وانند ومؤید ہمان است کہ بہ استرلاب واسطرلاب بہ سین وتای فوقانی وطای مہملہ گذشت ۔ جز این نیست کہ سین مہملہ را بصاد بدل کردہ اند ہمچون شست وشصت وقفس وقفص (اردو) دیکھو استرلاب ۔

اصطرلاب چہارم اصطلاح ۔ بقول شمس کنایہ از آفتاب است مؤلف عرض کند کہ ما صراحت معنی وتعریف این بہ سین مہملہ کردہ ایم ودرین جا تبدیل سین بہ صاد مہملہ واقع شدہ ودیگر ہیچ ہمچون شست وشصت وقفس وقفص (اردو) دیکھو اسطرلاب چہارم ۔

اصطفی بقول برہان وانند وہفت بفتح اول وثالث وفا وتحتانی ساکن بلغت یونانی صمغی است کہ مانند عود بسوزد وبعربی میعہ سائلہ گویند وبعسل لبنی اشتہار دارد ۔ صاحب محیط ذکر این نکردہ وبر اصطفن فرماید کہ میعہ سائلہ را نام است وبر میعہ سائلہ گوید کہ بیونانی اسطراک واصطرق وطیفسون وبہندی سلارس نام دارد وآن صمغ یا شیر درختی است بسیار خوشبو

درخت آن را در بلاد شام تبهر گویند- گرم در سوم و خشک در دوم و بقول شیخ اثر او قوت منضجہ ملینہ بغایت و سخنہ محللہ است و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) سلارس- بقول آصفیہ سلاجیت- میعہ سائلہ- پہاڑ کا پسینہ- ایک سیاہ رنگ پیشاب کی سی بو والے رقیق مادے کا نام جو پہاڑ میں سے از خود ٹپکتا ہے- صاحب جامع الادویہ نے سلارس پر لکھا ہے کہ ایک درخت کا گوند یا دودھ ہے اس درخت کو ملک شام میں تبہر کہتے ہیں-

اصطفین | بقول برہان و اننددہفت بفتح اول و ثالث بروزن درگزین بلغت یونانی بمعنی زردک است و آن را گزر نیز گویند صاحب محیط بر اصطفلین گوید کہ بلغت اہل شام معرب اصطافلینس یونانی است کہ گزر باشد مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ما تعریف این بر سطفین بسین مہملہ کردہ ایم و تبدیل سین با صاد موافق قاعدۂ فرس است ہمچون شست و شصت (اردو) دیکھو سطفین-

اصطلاح | بقول انند بالکسر- لغت عرب است بمعنی باہم صلح کردن و بمعنی اصطلاحی باہم اتفاق نمودن قومی برای معین داشتن معنی لفظ سوای معنی موضوع آن لفظ و اصطلاح ماخوذ از صلح است و بقول صاحب تحقیق القوانین قرار داد جماعتی خاص (الخ) فارسیان مصدر عربی را بمعنی اصطلاحی مفعولی استعمال کنند (اردو) اصطلاح- بقول امیر (عربی) اسم مؤنث- کسی گروہ کا کسی بات پر اتفاق کرلینا- یہ مصدری معنی ہیں- لیکن اسم مفعول یعنی مصطلح کے معنی میں مستعمل ہے جس طرح خلق- مخلوق کے معنی میں-

اصغا | صاحب آصفی بحوالۂ مدار الافاضل گوید کہ بمعنی گوش نہادن مؤلف گوید کہ بالکسر و بغین معجمہ بقول منتخب لغت عرب است بمعنی گوش داشتن- فارسیان استعمال این معنی

حاصل بالمصدر کنند یعنی سماعت بتوجّہ و بمعنی مصدری با مصادر فارسی کہ در لحقات آید (اردو) کان رکھنا - بقول آصفیہ کان لگانا - توجّہ دے کر سننا - دل سے سننا - اس کا حاصل بالمصدر سماعت بتوجّہ اور توجّہ ہے (سودا ؎) غیر کی بات پر نہ کہو کان مت رکھو ؛ لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کی طرف

اصغا کردن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید کہ متوجہ شدن بشنیدن بہ التفات و توجہ باشد کہ گوش داشتن است - (نصیر ہمدانی ؎) قصۂ غصۂ بی آبی من اصغا کن ؛ تا گرد ست دہد از کرمت روی بہی (اردو) دیکھو اصغا کا ترجمہ - جس پر مصدری معنی کا بھی بیان ہے

اصفاہان | ہمان اسپاہان است کہ بسین مہملہ و بای فارسی گذشت و صراحت ماخذ ہم ہمہ رانجا کرده ایم و این مبدّل آنست کہ فارسیان بقاعدۂ خود سین مہملہ را بہ صاد مہملہ و بای فارسی را بفا بدل کنند ہمچون شست و شصت و سپید و سفید (صائب ؎) خامۂ صائب چو آغاز گہر ریزی کند ؛ زندہ روح تازۂ پیدا در صفاہان شود ؛ (اردو) دیکھو اسپاہان -

اصفہان | بقول بہار (۱) نام پردۂ از موسیقی (فرع عجمی) (قبول ؎) مطرب در اصفہان چو سرود این غزل قبول ؛ از حجر روید نالۂ او زندہ رود شد ؛ صاحب انند بذکر معنی اوّل گوید کہ (۲) شہری مشہور است در عراق - صاحب غیاث ہم ذکر ہر دو معنی کردہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت ماخذ این بر سپاہان و اسپہان کردہ ایم - جز این نیست کہ این مبدّل اسپہان باشد کہ فارسیان سین مہملہ را بصاد مہملہ و بای فارسی را بہ فا بدل کنند ہمچون شست و شصت و سپید و سفید پس معنی دوّم اصل است و معنی اوّل مجاز آن کہ صراحتش بر معنی دوّم اصباہان گذشت (اردو) (۱) دیکھو اصباہان کے دوسرے معنی (۲) دیکھو اسپاہان و اسپہان

اصفہان نصف جہان | مثل - صاحبان

خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بہ انتہای تعریف ملک اصفہان زنند کہ ہم بہ وسعت رقبہ وہم بہ اعتبار آبادی وخوبی ہای آن گویا نصف جہان است دیگر ہیچ (اردو) فارسیون نے اصفہان کو نصف جہان کہا ہے اور یہ صرف مبالغہ ہی جو اس ملک کی تعریف مین کیا گیا ہو جیسے حیدرآباد کو مینو سواد یا فرخندہ بنیاد کہتے ہین۔

اصل بقول۔ صاحب منتخب لغت عرب است بالفتح بمعنی بیخ ونسب واصول جمع آن فارسیان استعمال این کنند و ترکیب فارسی ہم کہ در ملحقات آید (انوری ؎) جاہ تو جہانیست کہ سکان سواوش ٭ در اصل لغت نام نداننذ کران را ٭ (اردو) اصل۔ بقول امیر (عربی) مونث۔ فرع کی ضد بنیاد۔ ماخذ۔ مادّہ (دیکھو استا نمبر ۹) نسب۔ ذات (دیکھو استخوان۔ نمبر ۲)

اصلاح لغت عربست۔ بقول صاحب منتخب باہمدیگر صلح کردن وبصلاح آوردن کار وچیزی قرار دادن۔ بہار گوید کہ نیکو کردن وبصلاح آوردن خلاف وفساد و فرماید کہ بالفظ کردن وکوشیدن ویافتن مستعمل۔ مؤلف عرض کند کہ ورای این ہم کہ از ملحقات معلوم می شود۔ (فیاض لاہجی ؎) حاجتی نیست باصلاح خط خوب ترا ٭ کہ خطا ساختہ پیش ہمہ کس معیوب است ٭ (اردو) اصلاح۔ عربی۔ مؤنث۔ درستی۔ ترمیم۔ رفع فساد۔

(۱) اصلاح پذیر استعمال۔ بہار ذکر **(۲) اصلاح پذیرفتن** (۱) کردہ فرماید کہ بمعنی قبول کنندۂ اصلاح است (ابو طالب کلیم ؎) از سخن حال خرابم نشد اصلاح پذیر ٭ ہیچو ویرانہ کہ از گنج خود آباد نشد ٭ مؤلف گوید کہ امر حاضر است از نمبر (۲) باعتبار مصدر مرکب واسم فاعل ترکیبی است باعتبار مصدر پذیرفتن و (۲) بقول صاحب بحر بمعنی بہ شدن مؤلف گوید کہ مجاز معنی

حقیقی است کہ درستی قبول کردن است وسندش
ہمان کہ بر (۱) گذشت (اردو) (۱) اصلاح پذیر
(۲) اصلاح پذیر ہونا۔ اصلاح پر آنا۔

اصلاح چیزی کوشیدن | استعمال۔ بقول
بہار۔ باصلاح چیزی کوشیدن باشد مؤلف گوید
کہ بحذف با محاورۂ فارسیان است (خسرو)
چون باز نیاید زبت وبتکدہ خسرو ؎ اصلاح مزاج
سگ دیوانہ چہ کوشم ؎ (اردو) اصلاح کی کوشش کرنا

اصلاح دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از شاپور طہرانی سند آوردہ مؤلف
گوید کہ مرادف اصلاح یافتن وحاصل کردن اصلاح
است (سہ) ورق ہستیم از ہم بدر آیند کہ من ؎
دیدہ ام آنقدر اصلاح کہ باطل شدہ ام ؎ (اردو)
اصلاح پانا۔ درست کیا جانا۔

اصلاح کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ معنی درست کردن باشد از ہمین است
(اصلاح حال کردن) و (اصلاح خاطر کردن) و
(اصلاح دل کردن) و (اصلاح دماغ کردن)
و (اصلاح رقمزدہ کردن) و (اصلاح مزاج
کردن) (ظہوری سلہ) ہنوز اصلاح حال زار
خود شاید توان کردن ؎ زحد بگذشت بی پروائیش
پروای خود دارم ؎ (سلیم طہرانی ۲ ع) مشکل است
اصلاح کردن خاطر رنجیدہ را ؎ (ولہ ۳ ع)
از نصیحت چند اصلاح دل سختش کنم ؎ (طالب
آملی ۳ ع) اصلاح دماغی ہمی ناب نہ کردیم ؎
(اثر شیرازی شہ) مکن رقمزدۂ کلک صنع را
اصلاح ؎ کہ خط ساختہ بی بہرہ باشد از تحسین ؎
(سلیم طہرانی سلہ) بدفع سرکشی آتش آب می باشد
کجاست بادہ کہ اصلاح این مزاج کنم ؎ (اردو)
اصلاح کرنا۔ درست کرنا۔ امیر نے اصلاح دینا
بمعنی درست کرنا۔ غلطی اور نقص رفع کرنا لکھا ہے

اصلاح کوشیدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و این ہمان است کہ بر (اصلاح چیزی
کوشیدن گذشت۔ (اردو) دیکھو اصلاح چیزی

کوشیدن۔

اصلاح یافتن استعمال۔ حاصل کردن اصلاح باشد۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از موجی اصفہانی سند آوردہ و این مرادف اصلاح دیدن است کہ گذشت (ص) گرچنین اصلاح خواہد یافت خط عارضش ز نالہ مقراض در گوششش نوا خواہد شدن ز (اردو) دیکھو اصلاح دیدن۔

اصل بد از خطا خطا نکند مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال و احسن ذکر کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان در مذمت اجلافان این مثل بر ازند۔ مقصود اینست کہ کسی کہ اصلش بد باشد یعنی از شرفا نباشد دانستہ بدی کند و در ارادہ بد از و خطا نمی شود (اردو) دکن میں کہتے ہیں ”اشراف سے خطا نہیں کم ذات سے وفا نہیں“ ”اجلاف برائی سے نہیں چوکتا“ امیر نے فارسی مثل ہی کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بد ذات ضرور ہی بدی کرتا ہے۔ کمینہ برائی کرنے سے کبھی نہیں چوکتا۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ یہی فارسی مثل اردو میں بھی مستعمل ہے۔ نیز آپ نے لکھا ہے ”اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں“ یہ مقولہ ہے یعنی شریف کبھی برائی نہیں کرتا اور کمینہ سے بھلائی نہیں ہوتی۔

اصل داران پاک اصطلاح۔ بقول صاحب بحر (۱) انبیا و اولیا و اصفیا و اتقیا و ازکیا۔ (۲) ملائک مؤلف گوید کہ مقصود ازین نباشد کہ بنیاد و نسب اینہا پاک است و این کنایہ باشد۔ صاحب ضمیمہ برہان بر معنی اول قانع۔ صاحبان ہفت و انند و مؤید ذکر ہر دو معنی کردہ اند (اردو) (۱ و ۲) فارسیوں نے انبیا اور اولیا اور ملائک کو اصل داران پاک کہا ہے۔

اصل داران فلک اصطلاح۔ بقول صاحب انند و شمس۔ مرادف اصل داران پاک

ضعیف است کہ سند می پیش نشد و مقصود جزین
نباشد کہ انبیا و اولیا و ملائک تعلق از فلک
دارند در علو و این کنایہ باشد (اردو) دیکھو
اصل داران پاک۔

(۱۴۵۸)

اصل داشتن | استعمال۔ بمعنی صاحب بنیاد
بودن کہ مقابل بی بنیاد است چنانکہ ظہوری
گوید (س) ندارند اصلی موسہا مباد٭ کہ ہمت
زوال انژادی بر آید٭ (اردو) بی بنیاد ہونا۔

اصل قلہ | اصطلاح۔ معاصرین عجم بمعنی سر
کوہ و راس الجبل استعمال کنند۔ صاحب روزنامہ
بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این
کردہ مؤلف گوید کہ قلّہ لغت عرب است
بقول منتخب بالضم بمعنی سر کوہ فارسیان معاصر
لفظ اصل بر آن زائد کردہ اند و ہیچ دخل
در معنی ندارد (اردو) پہاڑ کی چوٹی صاحب
آصفیہ نے اس کو پہاڑ کا دریائی راستہ۔
درّہ کوہ لکہا ہے۔ غالباً آپ سے تسامح ہوا ہے
کیونکہ آپ ہی نے لفظ قلّہ پر فرمایا ہے۔ سرکوہ
پہاڑ کی چوٹی۔

(۱۴۵۹)

اصل کردن | استعمال۔ بمعنی بنیاد و قرار داد
باشد۔ چنانکہ انوری گوید (س) فرخندہ بو رضا
کہ رضای دلش خدای٭ اصل نجات خلق
جہان کرد در ازل٭ (اردو) اصل قرار دینا
بنیاد و قرار دینا۔

اصم | بہ فتحتین و تشدید۔ بقول بہار بمعنی کر۔ و فارسیان بہ تخفیف آوردہ اند (حیاتی گیلانی
س) ندارمی نالم و سودی نہ کند٭ گوش گردون کہ ہمانا اصم است٭ صاحب منتخب ہم ذکر
این کردہ۔ لغت عربست (اردو) بہرا۔ بقول آصفیہ وہ شخص جس کی قوت سامعہ
جاتی رہی ہو۔ کر۔ اصم۔

اصناف | بالفتح۔ بقول بہار بازارہا چنانکہ ملا طغرا در مرآت الفتوح آوردہ کہ در اصناف

بہ آمین بستن دکانہا کف کشودند" خان آرزو در چراغ بہ استناد ہمین سند گوید کہ بمعنی اہل حرفہ بازاریان است۔ صاحب منتخب گوید کہ بمعنی گروہ ہاست (۵) حسّاد ترا در بدن از خوف تو خون نیست ؛ درست چنان نیست کہ اصناف امم را ؛ بخیال ما تسامح بہار یا غلطی کتابت یا تحریف اہل مطبع باشد کہ بازاریان را بازارہا نوشت۔ اصناف جمع صنف لغت عربی است۔ تصرف فارسیان است کہ آنرا با اہل حرفہ و بازاریان مخصوص کردہ اند۔ (اردو) اہل بازار۔ اہل حرفہ۔ مذکر۔

اصنافِ قابل | استعمال۔ معاصرین عجم این را بمعنی استادان قابل استعمال کردہ اند صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است فرماید کہ "اصناف قابل از ہر قبیلہ نشستہ اند" یعنی استادان کامل از ہر یک قوم نشستہ اند مؤلف گوید کہ ازین استعمال و نیز از استعمال مجرد لفظ اصناف کہ گذشت واضح میشود کہ اضافت اصناف لفظاً بسوی قابل یا ہم یا مماثل آن و بدون اضافت ہم بلحاظ قرینہ بمعنی گروہ است (اردو) قابل لوگ۔ مذکر۔

اصنام چین | اصطلاح۔ مرکب اضافی است و بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ کنایہ از مردان یا زنان جمیل و نیکو روی۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این بت ہای چین کہ کار بت تراشی ملک چین مشہور است و این استعارہ باشد کہ زنان یا مردان جمیل را اصنام چین نام کردند حیف است کہ سندی پیش نشد۔ مخفی مباد کہ اصنام بالفتح لغت عرب است جمع صنم و صنم بقول منتخب بمعنی بت آمدہ (اردو) خوبصورت اور حسین مرد اور عورتین۔

اصول | بقول بہار باصطلاح موسیقیان ولایت ایقاع است که عرف ہند تال خوانند
و باصطلاح موسیقیان کشمیر وہل کوچک که بانگشتان نوازند. و فارسیان بمعنی حرکات موزون و
خوش آینده نیز استعمال کنند- خان آرزو در چراغ گوید که لفظ عربیست و معنیٔ با بہار متفق دارسته
فرماید که لفظی است مقابل فروع و بحرہای اصول موسیقی که مثال بحور شعر مرکب اندازند و تار و دمامه
چنانکه از شرح اخلاق ناصری معلوم شد (وحید ۵) زتاب سیلی غم چون صدای دف گاهی
برون زدائره پا می نهم ولی باصول ؛؛ و فرماید که کنایه از حرکات و سکنات ناز آلود- چون کسی بناز
و غرور حرف زند گویند چه اصول گرفته صاحب غیاث گوید که (۱) اصول جمع اصل است که بمعنی
بیخ باشد و (۲) نام علمی که در آن از چهار اصول فقه که ادلهٔ شرعیه عبارت از انست بحث کنند و
آن این است (الف) کتاب (ب) سنت (ج) اجماع امت (د) قیاس و (۳) باصطلاح
فارسیان بمعنی حرکت موزون و خوش آینده و (۴) باصطلاح موسیقیان ترجمهٔ تال ہندی-
پس اصول موسیقیان نزد اہل عجم ہفده است - یکی مخمس - دوم بحر ترک ضرب و آنرا ترکی نیز
گویند- سوم دویک - چهارم دور- پنجم ثقیل - ششم خفیف ہفتم چهار ضرب ہشتم درافشان نہم مائتین
دہم ضرب الفتح - یازدہم اصول فاخته - دوازدہم چنبر - سیزدہم نیم ثقیل - چهاردہم اوفر پانزدہم
ورصد- شانزدہم رمل - ہفدہم ہزج - و بقول صاحب شمس اصول در فارسی بمعنی ساز ہم آمده مولف
گوید که مائنیت معنی دوم و سوم و چهارم بیان کرده صاحبان تحقیق عرض کنیم که در ہر یک معنی لفظ
اصول بر معنی حقیقی قائم است یعنی در معنی دوم ہم بمعنی حقیقی است و مراد از علمیکه بنیادنیست بلکه
مبنی بر چهار چیز است که بالا گذشت که آنرا علم اصول و اصول فقه گویند و مجازاً لفظ اصول را

بمعنی اصول فقہ استعمال کردہ اند سند این بر اصول گرفتن می آید و نسبت معنی سوم عرض مشود که حرکتی که موزون و خوش آینده و درست باشد فارسیان آن را اصول رعنائی نام نہند ما سند این بر اصول آوردن پیش کنیم و این معنی در لفظ اصول مجاز باشد از اصول رعنائی ۔ حالا عرض می شود نسبت معنی چہارم که ترجمہ آن در ہندی تال نباشد چنانکہ محققین بالا گفتہ اند بلکہ اصول موسیقی بوجہ اضافت آن بسوی موسیقی از قبیل اصول شرع و اصول قانون است و استعمال اصول در موسیقی ہم در دستک زنی است و ہم در نغمہ و ہم در رقص چون ہر یک را بر قواعد مقررہ اش بکار برند گویند که بر اصول موسیقی است و الا خارج از اصول ۔ مثلاً رقاصان صور رقص را بر آواز دف و دستک زنی نگاہدارند و دف نوازان و دستک زنان پابند قواعد و بحور سرود و اصول آنند ۔ پس وحید در کلام خود که بالا گذشت گوید که پا نہادن من بیرون از دائرہ مبنی بر اصول است یعنی اصول رقاصی را از دست ندادہ ام و اصول رقص قائم داشتہ ام بر آواز سیلی غم که قائم مقام صدای دف است بحقیقت تعریف ما در بعض ملحقات این روشن تر شود و قاری و مستمع این مضمون را از و د تفہیم نیاید تا آنکہ چیزی از اصول موسیقی خبر نداشتہ باشد بالجملہ معنی چہارم در مجرد لفظ اصول نیست و نباشد البتہ جا دارد که این معنی را در لفظ اصول بمجاز گیریم (اردو) (۱) اصول ۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر ۔ اصل کی جمع بنیاد ۔ قاعدہ ۔ قانون ۔ امیر نے فرمایا ہے کہ اب واحد کی جگہ بھی استعمال ہونے لگا ہے (الخ) ہر ایک فن مین اسکی جو قواعد مقرر کر لیے جائین انہین قواعد کو اس فن کے اصول کہتے ہین ۔ جیسے اصول شرع اصول قانون ۔ اصول موسیقی وغیرہ ۔ (۲) علم اصول وہ علم ہے جو مبنی ہو اصول چارگانہ فقہ

پرہ جس کو اصول نغمہ بھی کہتے ہین - مذکر (۳) اصول رعنائی کہ سکتے ہین جس سے ناز و نخرہ مراد ہے اور بتانا یعنی وہ حرکات جو موافق مضمون غزل یا ٹھمری وغیرہ ہاتھون اور اشارۂ چشم و ابروسے ظاہر کرین اس کو بھاؤ بتانا بھی کہتے ہین - یعنی گیت کے انداز کا روپ دکھانا (۴) تال - بقول آصفیہ (ہندی) لکھنو مین مذکر اور دہلی مین مؤنث - اصول نغمہ کے ضبط کرنے کے واسطے ہاتھ پر ہاتھ مارنا -

اصول آوردن استعمال - بمعنی ناز و نخرہ و حرکات موزون و خوش آیندہ کردن و این متعلق است از معنی سوم لفظ اصول کہ گذشت و این معنی در لفظ اصول مجازی است از اصول رعنائی محمد قلی سلیم گوید (ع) زکار ہای موافق بخود فریب جہان ٭ چو آن اصول کہ زن در دم جماع آرد ٭ (اردو) ناز اور نخرے کرنا -

اصول ثقیل اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم وانند یکی از ہفدہ اصول موسیقی است مؤلف گوید کہ مرکب توصیفی است و این ہا نشست کہ ذکر این بذیل لفظ اصول در ہفدہ اقسام قسم پنجم کردہ ایم و وجہ تسمیۂ این جز این نباشد کہ و اضعان فن موسیقی درین ثقالت یافتہ باشند و اصول ثقیل نامش نہادہ (اردو) فارسیون نے اصول ثقیل - فن موسیقی کے سترہ اصول ہین جن کی صراحت لفظ اصول پر کی گئی ہے پانچوین اصول کو کہا ہے جو غالباً بہ نسبت اور اصول کے ثقیل ہوگا - مذکر -

اصول خفیف اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم وانند یکی از ہفدہ اصول موسیقی است مؤلف گوید کہ ما ذکر این بر لفظ اصول بذیل ہفدہ اقسامش بر اصول ششم کردہ ایم - مرکب توصیفی و وجہ تسمیۂ این بلحاظ خفت باشد و بس (اردو) فارسیون نے علم موسیقی کے سترہ اصول

سے پہلے اصول کا نام اصول خفیف رکھا ہے۔ مذکر۔

اصولِ فاختہ | اصطلاح - بقول بحر و جہانگیری و برہان نام اصولی از ہفدہ بحر اصول موسیقی و نیز نام صوتی۔ بہار گوید نام اصولی کہ در عرف ہند سول فاختہ گویند (میر خسرو (ے)) باز بلبل چنگ زد در پردہای تنگ گل ؛ در اصول فاختہ بلبل پریشان گشت باز ؛ (ولہ (ے)) بلبل انا وراق گل کردہ درست ؛ منطق الطیر و اصول فاختہ ؛ خان آرزو در چراغ فرماید کہ آنچہ صاحب جہانگیری نام صوتی از موسیقی گفتہ تحریف است مؤلف عرض کند کہ ما ذکر ہفدہ اصول متذکرۂ بالا بر لفظ اصول کردہ ایم و عجبی نیست کہ این را از آواز فاختہ قائم کردہ باشند (اردو) فارسیون نے ایک راگ کا نام اصول فاختہ رکھا ہے۔

اصول کردن | استعمال - بمعنی پابند اصول موسیقی شدن در رقص و در ینجا اصول بمعنی اصول موسیقی مجاز باشد چنانکہ ملا تشبیہی گوید و بہار نقلش بذیل لفظ اصول کند (ے) بعشق اگر بہی مست بی شراب شوی ؛ چنانکہ بی دف و نی خود بخود اصول کنی ؛ (اردو) رقص مین اصول موسیقی کی پابندی کرنا - قاعدے سے ناچنا -

اصولِ کلام | اصطلاح - بقول بحر و آنند و غیاث عبارت از مسائل علم کلام کہ در ان مطالب علم نقلی را بدلائل عقلی ثابت کنند مؤلف گوید کہ ہمین است کہ بعلم کلام مشہور است (اردو) اصول کلام فارسیون نے مسائل علم کلام کو کہا ہے جس مین مطالب علم منقول کو عقلی دلائل سے ثابت کرین - صاحب آصفیہ نے علم کلام پر اس کا ذکر فرمایا ہے - مذکر -

اصول گرفتن | استعمال - بمعنی عمل بہ اصول فقہ و عمل اصول کردن و اصول فقہ اختیار کردن در ینجا لفظ اصول مجاز بمعنی اصول فقہ آمدہ چنانکہ محسن تاثیر گوید (ے) زاہد ز پیچگانہ نماز ریائیش ؛ بر دین حق بہ بین چہ اصولی گرفتہ است ؛ (اردو) اصول فقہ پر عمل کرنا - اصول فقہ اختیار کرنا

اصول دکچول اصطلاح - بقول صاحب آنند کچول بہار جنبانیدن سرین در رقص وبہار بذیل لفظ اصول ذکر این کردہ مخفی مبادکہ معاصرین عجم تصدیق این می کنند وکچول بقول برہان باواو معروف بروزن قبول بمعنی جنبانیدن جفتہ وسرین ہنگام رقصیدن آمدہ (اردو) فارسیون نے اصول و کچول چوتڑ ہلانے کو کہا ہے جو اہل عجم وعرب حالت رقص مین ہلاتے ہین یہ ایک مسخرہ پن کی حرکت ہے۔

الف مقصورہ باضاد معجمہ

(الف) **اضافت** بکسر اول وفتح فا وتای مدوّرہ لغت عربیست بقول منتخب بمعنی نسبت کردن وسپل دادن ومضاف کردن کلمہ بہ کلمہ وبتای دراز درفارسی - بقول صاحب تحقیق القوانین کہ بذیل مرکّب اضافی ذکر کردہ عبارت از نسبت کردن اسمیست بطرف اسمی بواسطہ حرف جار مقدّر مانند از وبرای ودر واسم اضافت کردہ را مضاف واسمی راکہ دیگر اسم اضافت نمودہ شود بسوی‌اش مضاف الیہ نامند ومضاف برمضاف الیہ مقدّم آید وحرف آخرش مکسور باشد بشرطیکہ مضاف الیہ ضمیر متصل یا آخرف یکی از الف وواو ومدّہ وہای مختفی ویای معروف نبود وآن کسرہ راکسرۂ اضافت گویند وغرض از اضافت یا تعریف مضافست واین جای صورت بندد کہ مضاف الیہ معرفہ باشد چنانکہ در اسپ بہرام وتیغ رستم یا تخصیص آن واین درصورتی حاصل گردد کہ مضاف الیہ نکرہ بود چنانکہ در انگشتر زر وپیل پادشاہ وبعضی اسمای نکرہ ہمچو پس وپیش ومانند ومثل بنابر توغل ابہام وشدّت نکارت باوجود مضاف شدن بطرف معرفہ - معرفہ نمی شوند - بہرکیف اضافت باعتبار تقدیر حرف جار برسہ نوع است اوّل بمعنی از چنانکہ انگشتر زر ودوم بمعنی برای چنانکہ اسپ بہرام - وسوّم بمعنی در چنانکہ زدن امروز - وباعتبار حال مضاف ومضاف الیہ

بر چهار نوع باشد اوّل ---

(ب) اضافتِ استعاره | که بر سبیل مجاز میان لازم مشبّه به و مشبّه واقع شود- و این اضافت همیشه بمعنی برای بود چنانکه تیغ اجل- زبان حال- سپر تدبیر- گوش هوش و دوم ---

(ج) اضافتِ بیانی | و درین نوع اضافت- مضاف الیه بیان مضاف و اصلش بود چنانکه انگشتر زر- پیکر موم- تیر آهن- جام نقره وسوم ---

(د) اضافتِ تشبیهی | که بحذف حرف تشبیه میان مشبّه و مشبّه به واقع شود و چنین اضافت مثل اضافت بیانی همیشه بمعنی از باشد- چنانکه آئینۂ دل- بلبل زبان- خانۂ تن- دف ماه وچهارم ---

(ہ) اضافتِ مطلق | و درین نوع اضافت مضاف الیه نه بیان مضاف افتد نه مشبّه و بیان و آن اکثر بمعنی برای آید چنانکه اسپ بهرام- پیل بادشاه- تیغ رستم- زر انگشتری- وگاهی بمعنی در چنانکه زدن امروز- شهید کربلا ---

مخفی مبادکه در اضافت بیانی و اضافت مطلق ذات مضاف مقصود باشد و ذکر مضاف الیه فقط برای بیان ابهام و نشان مضاف بود بر خلاف اضافت تشبیهی و استعاره که درین هردو مقصود بالذات مضاف الیه باشد و ذکر مضاف محض بنابر قرینۂ تشبیه و استعاره و حاصل استعاره مبالغه در تشبیه هست یعنی مشبّه را عین مشبّه به ادعا نمودن چنانچه قائل (تیغ اجل) اول اجل را در ذهن جلّاد قرار داد و سپس تیغ را که لازم جلّاد است از و مستعار گرفته بنابر قرینه و تقویت مدعا بطرف اجل مضاف نمود و اضافت مطلق باوصف افادۂ تعریف و تخصیص جای فایدۂ ملکیت دهد چنانکه اسپ

بهرام ـ پیل پادشاه ـ وجائی افاده لیاقت و قابلیت ـ چنانکه آدم کار ـ مرد میدان ـ وجائی فائده ترجیح و فوقیت چنانکه پیر پیران ـ شاه شاہان و مصدر لازم هرگاه مضاف گردد ـ مضاف شود یا بسوی فاعل چنانکه "خوشوقت شدم از آمدن دوست" یا بطرف ظرف بی ذکر فاعل چنانکه "رنجور گشتم از رفتن دیروز" و مصدر متعدی چون مضاف شود ـ مضاف گردد گاهی بسوی فاعل ـ خواه مفعول مذکور بود خواه محذوف چنانکه "غمگین هستم از کشتن زید بکر را" "بیهوش شدم از سرائیدن مطرب" یعنی از سرائیدن مطرب نغمه را و گاهی بطرف مفعول با ذکر فاعل چنانکه (ع) خوردن خون دل از چشم تر آموخته ام ؛ و گاهی بی ذکر فاعل چنانکه "اختیار کردن نکوئی بهتر است" و گاهی بسوی ظرف بی ذکر فاعل و مفعول چنانکه خورسند گشتم از زدن امروز" یعنی از زدن یار رقیب را درین روز ـ و بوجه استعمال اہل زبان یا بضرورت شعر بعض مرکبات اضافیه بقلب مضاف و مضاف الیه و بعضی بقطع کسرۂ اضافت هم و هر دو احد از انها در صورت اول بمرکب اضافی مقلوب موسوم شود مانند انصاف دشمن برادرزاده جهان بادشاه ـ خدا دوست و در صورت ثانی بمرکب اضافی مقطوع نامیده شود مثل دوست دشمن ـ سرپنجه ـ شب برات ـ صاحب خانه و نیز بعض جا برای ضرورت شعر میان مضاف الیه مقدم و مضاف آن فاصله واقست چنانکه (ظهوری ؎) دهد صد بحر و کان را حاصل از دست ؛ نیارد داد تا کیدل از دست ؛ و بعضی حروف مانند ـ برای ـ و بنا بر و بهر و جز که درحالت انضمام هیچو مضاف واقع شود باید که آنها را شبیه مضاف تعبیر کنند و تتمه بحث قواعد این بلفظ مرکب آید ـ و بعض متقنین فرس اضافت را بر نه اقسام منقسم کرده اند و هر یکی را باسمی موسوم (۱) اضافت اقترانی گویند که مضاف با معنی مضاف الیه

اقتران معنوی دارد همچون عنایت نامه یعنی نامهٔ که مقرون بعنایت است ودست ادب یعنی دست
که مقرون بادب است د (۲) اضافت بادنی ملابست ونزد ایشان این قسم هم من وجهٍ در قسم
اول داخل است چنانکه ایران ما وتوران شما که متکلم ومخاطب از ساکنان آبادی محلهٔ از
ایران وتوران باشند ومجازاً اطلاق سکونت بر همهٔ ملک ایران وتوران کنند (۳) اضافت
بیانی که آن را اضافت بیانی هم نامند که ازان حقیقت و مادهٔ مضاف معلوم شود - چنانکه دیوار
گل - خاتم طلا - جامهٔ دیبا - (۴) اضافت تخصیصی که اضافت مخصّص بسوی مخصِّص باشد همچون
آئینهٔ پیل - زنگ شتر - پوست انار - ونیز اضافت مسبب بسوی سبب چنانکه کشتهٔ غم وهم اضافت
سبب بسوی مسبّب همچون تیغ انتقام ومعنی ازچنانکه بوعلی سینا یعنی بوعلی ابن سینا واز سینا
واین همه اقسام داخل اضافت تخصیصی است - (۵) اضافت تشبیهی که این را مجازی هم نام
است که اضافت مشبّه بسوی مشبّه به باشد چنانکه دشمن نفس - زال دنیا - بهار اقبال - نرگس چشم -
(۶) اضافت تملیکی - ودرین اضافت ملک است بسوی مالک همچون اسپ زید (۷) اضافت
توصیفی که اضافت موصوف بسوی صفت باشد چنانکه شمشیر تیز - اسپ کبود - مرد شجاع (۸)
اضافت توضیحی که اضافت موضَّح بسوی موضِّح باشد همچون شهر بصره - خطهٔ بخارا - باد شمال
روز دوشنبه واین را اضافت عام بسوی خاص هم نامند (۹) اضافت ظرفی که درین اضافت
مظروف مضاف باشد وظرف مضاف الیه یا بالعکس آن چنانکه آب دریا - باد صحرا - شیشهٔ
گلاب - صندوق کتاب (۱۰) اضافت مجازی که باضافت استعاره هم موسوم است وهمین را
اضافت تشبیهی هم گویند که بر قسم پنجم گذشت ودرین قسم اضافت اثبات مضاف نسبت مضاف الیه

مطور و فرعی باشد ہچون سر موش قدم فکر مؤلف گوید کہ این ہمہ اقسام اعتباری است وشامل است در تقسیم بیانکردۂ صاحب تحقیق القوانین کہ بالا گذشت (اردو) اضافت - بقول میر (عربی) مؤنث - لگاو - نسبت - علاقہ - قواعد نحو مین ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنا - جس اسم کی نسبت کرتے ہین اسے مضاف اور دوسرے اسم کو مضاف الیہ کہتے ہین - اردو مین اضافت کی نو علامتین ہین کا - کے - کی - را - رے - ری - نا - نے - نی - اول کی تین علامتین اسم مظہر اور اسم ضمیر دونون کے ساتھہ آتی ہین جیسے نماز کا وقت شیشے کے ٹکرے - اس کا گلا - انکی کلائی - بیچ والی تین علامتین ضمیر مخاطب اور متکلم سے مخصوص ہین جیسے میرا گھر - تیرا در - ہماری کھیتی - تمہارے ہل - آخر کی تین علامتین - آپ (بمعنی خود) کے لفظ سے متعلق ہوتی ہین جب وہ حالت اضافت مین عمل تخفیف سے اپ رہجاتا ہے جیسے اپنا قلم - اپنے کاغذات - اپنی کتاب اور ان علامتون کے آخر مین الف اسوقت ہوتا ہے جب مضاف واحد مذکر ہوتا ہے جیسے ہمارا نام - انکا کام - تمہارا معاملہ اپنا ڈہنگ - اور مضاف کے جمع مذکر ہونے کی حالت مین الف یای مجہول سے بدل جاتا ہے اور مؤنث ہونے کی حالت مین واحد ہو خواہ جمع یای معروف سے جیسے - انکے گھوڑے - تمہارے بابو - میری کتاب یا کتابین - اردو مین بخلاف فارسی مضاف الیہ کا مضاف سے مقدم لانا فصیح ہے - اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو اضافت کی وجہ سے مضاف بہی معرفہ ہو جاتا ہے اور نکرہ ہے تو ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے جیسے فیروز کا غلام اور مرد کا لباس کہ مثال اول مین فیروز کے معرفہ ہونے سے غلام جو نکرہ

تھا وہ بھی معرفہ ہوگیا - اور مثال ثانی مین لباس مین جس کا مفہوم عام تھا مرد کی طرف مضاف ہونے سے ایک طرح کی خصوصیت پیدا ہوگئی جس نے اسے عورت کے لباس سے جدا کردیا - اضافت کی چار قسمین ہین (۱) بیانی (۲) تخصیصی (۳) تملیکی (۴) ظرفی - اضافت بیانی وہ اضافت ہے جس مین مضاف الیہ مضاف کا بیان واقع ہو اور بعض کہتے ہین مادہ اور اصل ہونا سمجھا جائے - جیسے لکڑی کے کواڑ اور سونے کے پہاڑ - اور اضافت تخصیصی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مضاف الیہ کے لئے خاص ہونا سمجھا جائے جیسے میرا کام اور تیرا نام - اور اضافت تملیکی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مملوک اور مضاف الیہ کا مالک ہونا مفہوم ہو جیسے میرا مال - تیری شال - اور اضافت ظرفی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مظروف اور مضاف الیہ کا ظرف ہونا یا اس کا عکس سمجھا جائے جیسے دریا کا پانی اور شراب کا پیالہ - اور سب اقسام اضافت کے انھین اقسام اربعہ مین داخل ہین -

اضافہ لغت عرب است بکسر اول وفتح فا بقول صاحب منتخب بمعنی افزودن کردن بچیزی ومعانی دیگر ہم دارد ولیکن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی افزایش استعمال می کنند واز معاصرین عجم صاحب لنگران ذکر این کردہ "اضافہ خرچ است با وزیندگی ندارد" (اردو) اضافہ - بقول امیر (عربی) مذکر - بیشی - ترقی - (فقرہ امیر) گانون کے ٹھیکے مین ایک دوسو کا اضافہ ہوا"

اضطراب بکسر اول وسوم لغت عرب است بمعنی خلل یافتن کار و پریشان شدن و جنبیدن - بہار گوید کہ با لفظ افگندن و باریدن و دادن و داشتن و ریختن وکشیدن مستعمل -

مؤلف عرض کند کہ فارسیان استعمال این معنی حاصل بالمصدر یعنی بیتابی و پریشانی کنند و مجازاً بمعنی عجلت ہم کہ سند معنی مجازی بر اضطراب کردن می آید و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (ظہوری سہ) در آغوش دلم آسودہ خاطر بود دیدتہا ؛ ندیدانم پے ما چیست حال اضطراب امشب ؛ (اردو) اضطراب - بقول امیر (عربی) مذکر - بیتابی - بیقراری - گھبراہٹ - مصحفی سہ) اے جان آکے دیکھ مرے دل کا اضطراب ؛ دیکھا نہ ہو جو طائر بسمل کا اضطراب ؛ نسیم سہ) سوچی کہ ولا شتاب کیا ہے ؛ پھر سمجھیں گے اضطراب کیا ہے ؛

(۱۴۳۴)

اضطراب آسودن استعمال - بمعنی رفع شدن بیتابی و پریشانی است - چنانکہ ظہوری گوید (سہ) از پا فتاد حیرت بر جاست آب و تابم ؛ بر ضعف رنجت قوت آسود اضطرابم ؛ (اردو) اضطراب دفع ہونا - اضطراب باقی نہ رہنا -

(الف) **اضطراب افتادن** استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از آصفی شیرازی سند آوردہ کہ از ان مصدر مرکب ---------

(ب) **اضطراب افتادن در دل** بمعنی مضطرب و پریشان شدن پیدا (سہ) بود تسکین دلہا لحظہ لحظہ برق دیدارت ؛ ز ہر برق تجلی در دل من اضطراب افتد ؛ (اردو) مضطرب ہونا -

(الف) **اضطراب افگندن** استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ناصری بخاری سند آوردہ کہ از ان مصدر ---------

(ب) **اضطراب افگندن بجان** پیدا است کہ بمعنی مضطرب و پریشان حال کردن است (سہ) خطر آوردی و افگندی بجانم اضطراب ؛ ملک معمور از برات بی محل گردد خراب ؛ (اردو) اضطراب پیدا کر دینا - مضطرب کر دینا -

(الف) **اضطراب انداختن** استعمال صاحب

(۱۲۱۷)

آصفی ذکر این کردہ و از عرفی سند آوردہ کہ ازان

مصدر مرکب ----------

(ب) **اضطراب اندختن در نبض** | پیدا ست کہ کنایہ از پریشان حال کردن است (س) کو معنی کہ اضطراب دلم ؛ ہمہ در نبض مریض انداخت (اردو) دیکھو اضطراب افگندن۔

اضطراب باریدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن پریشانی است (صائب س) چنان کز ان لب خاموش عتاب می بارد ؛ ز آرمیدن ما اضطراب می بارد (اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔ پریشانی ٹپکنا بھی کہہ سکتے ہین۔

اضطراب بودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از قاسمی گونابادی سند آوردہ کہ بمعنی عائد حال بودن پریشانی است (س) ز صرصر بود بحر را اضطراب ؛ گرہ بر رگ جان ز موج و حباب ؛ (اردو) اضطراب پیدا ہونا۔ بیقرار ہونا - پریشان ہونا۔

اضطراب پیمودن | استعمال - بمعنی عرض دادن و اندازہ کردن پریشانی و بیتابی است کہ پیمودن بقول صاحب بحر عجم بمعنی اندازہ کردن و عرض دادن آمدہ (س) بظہوری دو دیدہ بیتابی ؛ بہ سکون اضطراب پیمایم ؛ (اردو) اضطراب ظاہر کرنا - اضطراب کا اندازہ کرنا۔

اضطراب دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عائد حال کردن پریشانی و بیتابی و مضطرب کردن و پریشان حال کردن و بیتاب کردن است (امیر شہرستانی س) شکیبم اضطرابی داد دریای شہادت را ؛ کہ چون موج از سر شوریدہ ام فتراک می لرزد ؛ (اردو) پریشان کرنا - مضطرب کرنا۔

اضطراب داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مضطرب و پریشان حال و بیتاب بودن است (شہیدی قمی س)

دم مردن نه چندان اضطراب از بهر جان دارم ؛
تو بر بالین نه این اضطراب از بهر آن دارم ؛
(اردو) بیتاب ہونا۔ پریشان ہونا۔ مضطرب ہونا۔

اضطراب دریافتن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کرده که بمعنی معلوم کردن و واقف
شدن از بیتابی و پریشان حالی است (فیضی
ے) دریافت چو ماه اضطرابش ؛ یکتا و زبان
پی جوابش (اردو) بیتابی پانا۔ اضطراب
معلوم کرنا۔

اضطراب دل برون آمدن | استعمال
بمعنی پیدا و ظاهر شدن بیتابی و پریشان حالی
است چنانکه ظهوری گوید (ے) بمشق از کاهلیها
اضطراب دل برون آید ؛ چه حیرت گر پس مردن
کنم احیای بیتابی ؛ (اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔

اضطراب ریختن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده که بمعنی ظاهر شدن بیتابی و پریشان
حالی است (طالب آملی ے) کنون گر مومیم
اضطراب تازه می ریزد ؛ نسیمی گر وزد او راقم از شیرازه
می ریزد ؛ (اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔ بیتابی
و پریشانی ظاہر ہونا۔

(الف) **اضطراب شدن** | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کرده و از حاجی گیلانی سند آورده
که از ان ------

(ب) **اضطراب شدن صبر** | بمعنی مبدل
شدن صبر باضطراب ظاهر است (ے)
معلوم شد ز جوش سرشک سبک عنان ؛ صبری که
داشتیم تمام اضطراب شده ؛ و از همین قبیل است

(ج) **اضطراب شدن طاقت** | چنانکه
ظهوری گوید (ے) سکون مجوی ز من طاقت
اضطراب شده ؛ باختلاط در الفت اجتناب
شده (اردو) ب و ج۔ صبر اور طاقت
اضطراب سے بدل جانا۔

اضطراب کردن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت که بمعنی (۱)

(۱۲۶۵)

مضطرب و پریشان حال و بیتاب شدن است (صائب ؎) درین محیط که طوفان نوح ابجد اوست ؛ بهر نسیم چو موج اضطراب نتوان کرد ؛ و (۲) مجازاً بمعنی عجلت کردن که این معنی از معنی حقیقی بیتابی پیدا می شود (عرفی ؎) وصف شئی کن که کند اضطراب ؛ بهر فدا گشتن او آفتاب ؛ (اردو) (۱) اضطراب کرنا - بقول امیر بیقرار ہونا (زند ؎) دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا ؛ جب اضطراب طالب دیدار نے کیا ؛ (۲) اضطراب کرنا بمعنی جلدی کرنا - امیر نے معنی دوم کو ترک کیا ہے اور در حقیقت یہ مجاز ہے بے قراری کا (فقرہ امیر) جلتی ہیں اتنا اضطراب نکرو انکو بھی آجانی دو "

اضطراب کشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی مبتلای بیتابی و پریشانی شدن است (تمنا ؎) غالب شریک حاصل عمر آفت است ازان ؛ بیهوده اضطراب تلف می کشیم ما ؛ (اردو) اضطراب میں مبتلا ہونا بیتاب اور پریشان ہونا -

اضطراب نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که (۱) مرادف اضطراب کردن و (۲) ظاهر شدن اضطراب باشد (نثر خسرو دهلوی) در تمنای آن طلعت اضطراب رجب می نماید که دقیقهٔ ازان در کلک تیر نگنجد (اردو) (۱) دیکھو اضطراب کرنا (۲) اضطراب ظاہر ہونا -

اضعاف مضاعفه بقول صاحب بحر عجم و غیاث بالفتح کثرت در کثرت - بسیاری در بسیاری مخفی مباد که اضعاف بالفتح لغت عربست بمعنی دو چندان و ترکیب آن با لفظ مضاعف - اهل عرب این را بمعنی زیاده از زیاده استعمال کرده اند که مبالغه ایست در زیادتی همچون بیش از بیش و استعمال این مرکب توصیفی در فارسی زبان بترکیب اضافی آمده و درین صورت معنی چهار گونه پیدا شود یعنی دو چند مضاعف و کنایه از بسیار بیش از بیش از اینجاست که صاحب

بحرعجم که پابند لغات فارسی زبان است ذکر این کرده (اردو) زیادہ سے زیادہ بہت زیادہ

(الف) اضغاث (الف) بقول صاحب منتخب لغت عربست بالفتح و ستهای

(ب) اضغاث احلام گیاه خشک و تر باهم آمیخته جمع ضغث بالکسر و (ب) خوابهای پریشان که تعبیر درست ندارد بجهت خلط۔ صاحبان بحرعجم داننده و غیاث ذکر این کرده اند و ظاهر است که در (ب) معنی مجازی است بر سبیل کنایه و فارسیان همین اصطلاح را استعمال کرده اند (اردو) (الف) کچی اور سوکھی ملی ہوئی گھانس کے گٹھے۔ مذکر (ب) پریشان خواب بمعنی خوابهای پریشان (مذکر)

الف مقصوره باطای حطی

اطا بقول برهان و انند و هفت بفتح اوّل و ثانی بالف کشیده درخت بده است که بعربی غرب خوانند و آنرا هیچ ثمر نیست و صمغ آن بهترین و تازه خمی به پای آن نه زنند و نشگافند صمغ ازان بر نیاید و عصارهٔ برگ آن را بر کرمی که ازان ریم می آید بچکانند نافع بود۔ صاحب محیط فرماید که همین را اطاطاس هم نامند۔ هم او بر غرب فرماید که اطاطاس لغت یونانی است پس جز این نباشد که اطا مخفف آن است ما بحث کامل این بر ارطی کرده ایم که گذشت۔ (اردو) دیکھو ارطی۔

(الف) **اطاعت** (الف) تبای مدوره بقول منتخب لغت عرب است بکسر اوّل بمعنی

(ب) **اطاعت گری** فرمان بردن و (ب) بقول بهار امتثال و فرمان برداری (ملا هاتف) ببه همه خیل اذعانی و نگذری ؛ بفرمانبری و اطاعت گری ؛ مؤلف گوید که فارسیان

بقاعدۂ خود اطاعت را بہ تای درازنوشتہ معنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و نیز کلمہ گر یای مصدری براو زیادہ کردند و گر کلمہ ایست بقول برہان و قتی کہ با کلمۂ دیگر ترکیب یابد افادۂ معنی فاعلیت کند (اردو) (الف) اطاعت ۔ مؤنث ۔ دیکھو آئین پرستی (ب) اطاعت ہی کے لفظ مین فرمانبرداری کے معنی بھی ہین جو اطاعت گری کا ترجمہ ہے ۔ دیکھو امیراللغات مین لفظ اطاعت ۔

اطاق بقول صاحب بول چال بضم اول بمعنی حجرہ ۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ہم ذکر این کردہ و معاصرین عجم در روزمرّۂ خود استعمال این می کنند ۔ صاحب غیاث این را بتای فوقانی اتاق نوشتہ گوید کہ بالضم لغت ترکی است بمعنی خانہ و خیمہ و فرماید کہ بجای قاف غین معجمہ ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ متقدمین فرس این را بہ تای فوقانی و قاف در آخر بمعنی خانہ استعمال کردہ اند و ما ذکر این بجایش کردہ ایم و از کلام ملّا وحشی سندی ہم ہمدرانجا مذکور حقیقت اینست کہ اصل این در ترکی زبان اوتاغ است بہ واو دوم تای فوقانی و غین معجمہ در آخر کہ بقول صاحب لغات ترکی بمعنی خانہ و حجرہ آمدہ ۔ واو درین لغت برای اظہار ضمّہ باشد کہ عموماً در رسم الخط ترکی نوشتہ می شود و فارسیان آن را حذف کردہ بر ضمّۂ الف قناعت کردند و غین معجمہ را بقاعدۂ خود با (قاف) بدل کردند ہمچون آروغ و آروق و چناغ و چناق و این قسم تبدیل عموماً در عراق عجم یافتہ شد و صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ پس توان گفت کہ اتاق مفرس اوتاغ است انچہ معاصرین عجم تای فوقانی را بہ طای حطی بدل کردہ اند و برخلاف حقیقت و استعمال متقدمین رفتہ اند چنین نیست کہ لاعلمی

از ماخذ باشد۔ اگرچہ تای فوقانی تعریباً بہ طای مہملہ بدل شود ولیکن این قسم تبدیل در قاعدۂ فارسی نیامدہ وجا دارد کہ فارسیان معاصر بہ لفظ طاق کہ لغت عرب است الف وصلی آوردہ اطاق کردہ باشند۔ اندرین صورت ہم مفرس باشد (اردو) کمرا۔ بقول آصفیہ۔ زبان لاطینی کا لفظ ہے اردو مین مستعمل۔ اسم مذکر۔ کوٹھے کے اندر کا ہر ایک درجہ جیسے سونے کا کمرا۔ کھانے کا کمرا حجرہ

اطاقِ آئینہ کاریِ مقرنس استعمال۔ بقول صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی مکانی کہ سقفش از ہر دو جانب مائل باشد و از شیشہ و بلور ساختہ شدہ مؤلف گوید کہ معنی اطاق بجایش گذشت و آئینہ کاری و مقرنس ہر دو بمعنی حقیقی ہست و این مرکب توصیفی باشد بمعنی اطاق کہ از آئینہ کاریست و مقرنس است (اردو) وہ کمرا یا مکان جسکی دونون جانب ڈھلوان سقف آئینے کی ہو۔

اطاقِ آخری استعمال۔ مرکب توصیفی است بمعنی حقیقی و کنایہ از حجرۂ عقب معاصرین عجم در روزمرۂ خود استعمال این کنند۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) عقب کا کمرا۔ مذکر۔

اطاقِ بزرک استعمال۔ مرکب اضافی است بفتح بای موحدہ و زای ہوز۔ معاصرین عجم استعمال این بمعنی حجرۂ استراحت می کنند و صاحب بول چال ذکر این کردہ بخیال ما معنی لفظی این حجرۂ زینت است کہ بزرک بلغت ترکی بقول صاحب کنز اللغات ترکی بمعنی زینت آمدہ و رسم است کہ زنان در حجرۂ استراحت زینت خود کنند و ازہمین معنی کنایہ شد از حجرۂ استراحت یعنی خوابگاہ (اردو) استراحت کا کمرہ۔ خوابگاہ۔ مذکر۔

اطاقِ پذیرائی استعمال۔ مرکب اضافی است معاصرین عجم در روزمرۂ خود استعمال این بمعنی حجرۂ ملاقات می کنند۔ صاحبان رہنما و بول چال بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند کہ بہ معنی حقیقی حجرۂ قبولیت است و کنایہ از حجرہ کہ در آن

مالک مکان با کسی ملاقات کند (اردو) ملاقات کا کمرا۔ مذکر۔

اطاق را تمیز کردن | مصدر اصطلاحی۔ در روزمرہ معاصرین عجم بمعنی خانۂ حیوانات را پاک و صاف کردن است۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ۔ درین مصدر مرکب اطاق مجازاً بمعنی خانۂ حیوانات است و تمیز کردن ہم بمعنی مجازی صاف و پاک کردن باشد الحاصل محاورۂ السنہ متعلق بروزمرہ عوام است ازینجاست کہ مطابقت معنی حقیقی با معنی اصطلاحی بدشواری صورت گیرد (اردو) جانوروں اور پرندوں کے مقامات کو صاف و پاک کرنا۔

اطاق سفرہ | استعمال۔ مرکب اضافی است بمعنی حجرۂ کہ دران طعام خورند کہ سفرہ در زبان عرب بقول منتخب بالضم بمعنی توشہ دان و زاد مسافر و سفرۂ چرمین است۔ صاحبان روزنامہ و رہنما۔ و بقول چال بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند (اردو) کھانا کھانے کا کمرا۔ مذکر۔

اطاق شام | استعمال۔ مرکب اضافی است معاصرین عجم این را در روزمرۂ خود بمعنی حجرۂ استعمال کنند کہ در آن مہمانان طعام شب خورند و بلحاظ معنی حقیقی این کہ عام است تخصیص مہمانان بمجاز باشد۔ صاحب رہنما ذکر این بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار کردہ (اردو) شام کی دعوت کا کمرا۔ مذکر۔

اطاق مرتبۂ دوم | استعمال۔ مرکب اضافی است معاصرین عجم استعمال این بمعنی حجرۂ زیرین کنند و صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و این معنی مجازی است کہ با معنی حقیقی من وجہٍ تعلق دارد و این خبر سید ازین کہ در ملک عجم عمارات دو منزلہ اکثر باشد (اردو) سب سے نیچے کا کمرا۔ مذکر۔

اطاق نزک | استعمال۔ مرکب اضافی است

صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاه قاجار این را آورده و بمعنی خوابگاه شاهی نوشته مخفی مباد که یزک به فتح اوّل و سوم بقول برہان بترکی زبان پاسبانان را گویند۔ تحقیق کاوشش بجا می خود ش آید۔ این قدر متحقق شد که حجره پاسبانان کنایه باشد از خوابگاه شاهی که دران پاسبانان هم برای محافظت شاه می باشند۔ (اردو) شاهی خوابگاه۔ مذکر۔

اطراد بقول صاحب منتخب لغت عربست بالکسر و تشدید طا۔ راست شدن کار و پی یکدیگر شدن و بالتخفیف راندن فرمودن و بقول صاحب حدائق صنعتی است در بلاغت به تشدید و تخفیف هر دو و تعریفش چنانست که در کلام نام ممدوح و نام آبای او را بترتیب ولادت ذکر کنند و گاهی از آبای ممدوح بمدح آیند چنانکه (ع) الکریم ابن الکریم ابن الکریم ؛ (قدسی سه) بهار گلشن دین محمد عربی ؛ ضیای چشم علی نور دیدهٔ زهرا ؛ بهار خرمی خاطر حسین و حسن ؛ سرور سینهٔ زین العبا و شمع هدی ؛ فروغ شمع شبستان باقر و صادق غریب خاک خراسان علی بن موسیٰ ؛ (اردو) فن بلاغت مین اطراد ایک صنعت کا نام ہے جس مین یا تو ممدوح اور اس کے آبا و اجداد کا مسلسل ذکر کرین یا اجداد و آبا سے مدح کا آغاز کرکے ممدوح کے نام پر اسکو ختم کرین جیسے (ع) اے کریم ابن کریم ابن کریم ؛ (المولفہ سه) آصف اوّل کی زیبا یادگار ؛ اور نظام الملک کا نور نظر ؛ وہ سکندر جاہ کے گھر کا چراغ ؛ ناصر الدولہ کا پیوند جگر ؛ افضل الدولہ بہادر کا خلف ؛ میر محبوب علیخان نامور ؛

(الف) **اطراف** بقول صاحب منتخب لغت عربست بالکسر بمعنی نو و خوش آیند حاصل آوردن و اطلاع یافتن بر چیزی و بالفتح کنارها۔ بهار می فرماید که جمع طرف است و فارسیان

این را بہ ہا و الف جمع نمایند (کمال اسمعیل ـــہ) مدان تا دو سہ خرقہ آری بہم * بسر رسید ویدی اطراف فہامؤلف گوید کہ فارسیان ----------------

(ب) اطرافِ خاک کنایۂ بحر را گفتہ اند کہ حوالی زمین آب دریاست و این مرکب اضافی است (انوری ـــہ) از دست شاہ ابر تو سرمایۂ گرفت * اطراف خاک ازان گہر ایدار یافت * بعضی از معاصرین بر آنند کہ درین شعر از اطراف خاک اہل عالم و خاکیان مراد است فتامل (اردو) الف - اطراف - بقول امیر - طرف کی جمع - حوالی - کنارے (ب) سمندر - دیکھو اروند کا نمبر (۲)

اطریش بالفتح اول و دوم معاصرین عجم در روزمرۂ خود ملک آستریہ را گفتہ اند - صاحبان روزنامہ و رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاجار ذکر این کردہ اند - مخفی مباد کہ آسٹریا ملکی است از جرمن در وسط یورپ و این لغت زبان انگلیسی است و نام این مشہور بجرمن اطریش است عجبی نیست کہ این لغت لاطینی باشد و فارسیان معاصر استعمال ہمین لفظ در فارسی می کنند (اردو) اسٹریہ - جرمن کے ایک حصۂ ملک کا نام ہے - اور یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے -

اطریفل بقول صاحب ضمیمۂ برہان نام معجونی است - دوائی کہ از ہلیلہ و بلیلہ و آملہ سازند و این ترکیبی است کہ حکمای ہند ترتیب دادہ اند و آنرا بزبان ہندی ترپھلا گویند - صاحب غیاث گوید کہ اصل این تری پہل است - صاحب انند گوید کہ اطریفل معرب باشد و فرماید کہ طریفل ہم آمدہ و تری در ہندی بمعنی سہ و پھل ثمر را نامند و بعض محققین بر آنند کہ اصل این ترپہل است و تر در ہندی بمعنی سہ آمدہ نہ تری مؤلف عرض کند کہ صاحب ضمیمۂ برہان درست

گوید کہ اصل این ترپھلا باشد صاحب ساطع ذکر این کردہ و این را مرکب سنسکرت نوشتہ و از نیکہ ترکیب
این از سہ ثمر است بہ ترپھلا موسوم شد پس بخیال ما اطریفل معرب این است بہ تبدیل تای
فوقانی بہ طای حطی و بای فارسی بہ فا و زیادت یای تحتانی بعد رای مہملہ برای سہولت تلفظ و
حذف الف آخر پس فارسیان بزیادت الف وصلی در اولش ہمین لفظ معرب را اطریفل
کردند و عربان استعمال این ہم نمودند یا اینکہ الف وصلی در اول ہم نتیجہ تعریب است و بس
(اردو) اطریفل - مذکر - بقول امیر ترپھل کا معرب ایک قسم کی معجون - جو ہڑ - بہیڑے - آملہ
سے تیار کی جاتی ہے - نزلے وغیرہ امراض دماغی کو مفید ہوتی ہے -

اطریلال بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی و رای بی نقطہ بہ تحتانی رسیدہ و لام با الف
کشیدہ و بلام زدہ بلغت رومی نام دوائیست کہ آنرا بعربی حرز الشیاطین و حشیشۃ البرص خوانند
و تخم آن مستعمل - این ہمانست کہ ما ذکر این بہ آطریلال در ممدودہ کردہ ایم و حیف است کہ در آنجا
از صراحت کامل مقصر ماندیم و عجب است کہ در انجا راہ بسوی محیط نبردیم و تسامح کردیم کہ
محیط را از آطریلال ساکت نوشتیم - صاحب محیط آطریلال را ذکر کردہ است فرماید کہ بمد الف
و کسر طای مہملہ و سکون یای تحتانی و فتح لام و الف و سکون لام ثانی باشد و اطریلان بنون در
عوض لام آخر ہم آمدہ اسم یونانی است یا بربری و تاویل آن رجل الطائر بجہت مشابہت
با چنگال زاغ و بترکی غازایاغی و بفارسی تخم خلال و خیلل و بہندی کاگ چنگی و گیاہ آن را
بعربی حشیشۃ الارض و حرز الشیاطین نام است گرم و خشک در آخر دوم و گویند در سوم و
در آن حراقت و حدت اندک و بوی مخندہ و خصوصاً در علاج برص و بہق نافع و منافع بسیار

وارد (الخ) مؤلف گوید که ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب ولہجہٴ مقامی است (اردو) دیکھو آطریلیال۔

اطریہ | بقول برہان وہفت بر وزن الفیہ بمعنی رشتہ باشد که از آرد سازند و با گوشت پزند و آش اطریہ یعنی آش رشتہ گویند و این لغت عرب است۔ صاحب خزانۃ اللغات واند ہم این را عربی گفته (اردو) سوّیان۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ایک قسم کی خوراک جو گیہون کے میدے یا روے کو گوندھ کر تار کے مانند بنائی جاتی ہین اور مسلمانون مین عید کو اور ہندون مین سلونون کے تہوار پر بالخصوص پکا کر کھائی جاتی ہین۔ فارسی مین رشتہ حلوا۔ عربی مین شعیریہ کہتے ہین۔

اطفا | بقول بہار کشتن آتش وچراغ و فروشدن آن و بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید که لغت عربست و صاحب منتخب کشتن آتش وچراغ قانع و بکسر اول باشد فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند و بمعنی مصدری با مصادر فرس (اردو) آگ یا چراغ بجھانا بمعنی حاصل بالمصدر۔

اطفا کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از واله ہروی سند آورده مؤلف عرض کند که ترکیب اطفا با مصدر کردن بدون اضافت آن بسوی آتش یا چراغ یا حرارت یا مماثل آن نمی شود که بمعنی کشتن آنست (ــه) مرگ اطفای حرارت نکند عاشق را شنگ آتش بجهان آتش خود در دریاست (اردو) بجھانا۔

اطفال | بالفتح لغت عربست و طفل بالکسر۔ بقول منتخب نوزاده از مردم وحیوان۔

و بالفتح نازک و تازه از هر چیز۔ جمع و مفرد آمده و بقول انند بحواله منتهی الارب اطفال بالفتح جمع آن ۔ مؤلف گوید که فارسیان این را بمعنی نوزاده مردم و نیز بترکیب آن با الفاظ فارسی بمعانی خاص استعمال کنند که در ملحقات می آید۔ (ظهوری ؎) از همه ساده تر و از همه پرکارترم ٭ هر که بازیچۂ اطفال شد افلاطون است ٭ (اردو) اطفال ۔ بقول امیر ۔ طفل کی جمع ۔ لڑکے (نسیم ؎) بڑہتے بڑہتے اشک و امن تک گذر کرنے لگے ٭ رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو ٭

اطفالِ باغ اصطلاح ۔ مرکب اضافی است بقول صاحب بحر (۱) نہال نورستہ و اشجار نورسیدہ و (۲) بمعنی شاہدان نیز ۔ صاحب برہان بر معنی اول قانع و گوید کہ این کنایہ باشد صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور دوم ذکر این کردہ بمعنی اول فقط و از انوری سند آوردہ (ملہ) چہ طعنہاست کہ اطفال باغ می نزنند ٭ بگونہ گونہ بلاغت بلوغ طوبی را ٭ صاحبان شمس و مؤید ذکر معنی دوم ہم کردہ اند حیف است کہ سندی پیش نشد ۔ صاحب مؤید نسبت معنی اول صراحت مزید کند کہ سبزہ و شاخہای نوخیز ہم در معنی اول داخل است و نسبت معنی دوم فرماید کہ شاہد نوخاستہ باشد۔ مؤلف عرض کند کہ نہال نورستہ و اشجار نو رسیدہ و سبزہ و شاخہای نوخیز را کنایۃً اطفال باغ توان گفت و معنی دوم استعارہ باشد از کنایہ مذکور یعنی اول نونہالان را اطفال باغ گوئیم و پس از ان بہ تشبیہ نازکی شاہدان نوخاستہ را بسبیل استعارہ و بہر دو معنی جمع باشد نہ واحد چنانکہ محققین بالا گفتہ اند فتأمل (اردو) (۱) نئے پودے اور سبزے ۔ اور شاخہای نو کو فارسیان نے کنایۃً اطفال باغ کہا ہے (۲) نوجوان محبوبون کو بھی بطریق استعارہ۔

اطفالِ بحری استعمال ۔ مرکب توصیفی۔

معاصرین عجم تلامذۂ علوم جہاز رانی و جنگ بحری را گویند - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و صاحب بول چال بر طلبۂ مدرسۂ جہاز رانی اکتفا کردہ با ین حال معنی حقیقی این اطفال منسوب بہ بحر است (اردو) وہ لڑکے جو فن جہاز رانی اور جنگ بحری کی تعلیم پا ئین مذکر۔

اطفالِ بسیار شیرین اصطلاح - بقول صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار اطفال ملیح و نمکین چہرہ و خوب رو را گویند - در روزمرّہ معاصرین عجم مستعمل (اردو) خوبصورت اور ملیح لڑکے - مذکر۔

اطفالِ نبات استعمال - بمعنی نورستگان و نونہالان است چنانکہ انوری گوید (ے)
میل اطفال نبات از پی قوت ؛ سوی بالا
بہ طبیعت زان است ؛ (ولہ ے) میل
اطفال نبات از جہت قوت و قوت ؛ گردی
بگردی باعلی و وگرد ر اسفل ؛ (اردو) نونہالان چمن - ننھے پودے - مذکر۔

اطّلاع بکسر اول و تشدید طای حطی بقول منتخب دیدہ ورشدن و بر بالای چیزی بر آمدن بہار گوید کہ بالفظ بودن و دادن و یافتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ فارسیان بمعنی واقفیت و آگاہی استعمال این کنند و برای معنی مصدری یعنی واقف و آگاہ شدن و خبر یافتن با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) اطلاع - بقول امیر (عربی) مؤنث آگاہی - خبر۔

اطلاع بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی آگاہ و واقف بودن باشد (اسیر لاہیجی ے) واعظا نادان چہ گوید از جمال رومی دوست ؛ چون بسر این سخن هرگز نبودش اطّلاع ؛ (اردو) واقف ہونا اطلاع ہونا - اطلاع رہنا - آگاہ رہنا۔

(۱۷۰)

اطّلاع دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر کرده که بمعنی خبر دادن و آگاه کردن است [illegible] ممنون کرد که مرا به صحت طبع گرامی اطّلاع داد" (اردو) اطلاع دینا - اطلاع کرنا بقول امیر آگاه کرنا - خبر دینا (فقره امیر) اپنی خیریت سے جلد جلد اطلاع دیتے رہو" (ناسخ سے) کی ہو

یاران عدم کو حال دل کی اطّلاع : نامہ اپنا

شاه بالِ طائرِ بسمل میں ہے :

اطلاع داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی آگاهی داشتن و واقف و آگاه بودن است (مخلص لاهوری سے) ز حال بلبل

مسکین خبر نمیم اطلاع آمد : بپای گلبنی دیدیم مشت

استخوانی را : (اردو) مطلع ہونا - خبر رکھنا -

اطلاع یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی خبر یافتن است (واله هروی سے) توان ز پرتو آن یافت پی صفای ضمیر :

بچشم اہل ہوس اطّلاع بہ اسرار : (اردو) اطلاع پانا - بقول امیر آگاہی ہونا (فقره امیر) میں نے اطلاع نہیں پائی ورنہ ضرور حاضر ہوتا"

اطلاقِ اعم | اصطلاح - بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات در اصطلاح منطقیان فعلیت و موجود شدن شے است در یکی از ازمنهٔ ثلاثه چنانکه عرفی شیرازی گوید - (سے) تا مجمع امکان و

وجوب ننوشتند : مورد متعین نشد اطلاق اعم را : معنی بیت این است که ذات حضرت صلی الله علیه وسلم موافق اصطلاح صوفیه صافیه مجمع امکان و وجوب است از جهت اینکه حقیقت آن ذات که حقیقت محمدی است و تعین اول داخل مرتبهٔ وجوب است و صورت آن که هیکل عنصری است داخل مرتبهٔ امکان - تقریر معنی این که تا کاتبان تقدیر ترا مجمع امکان و وجوب ننوشتند یعنی تا ظهور ترا مقدر نکردند مورد اطلاق اعم متعین نشد و هیچ امر از ازل تا ابد بفعلیت

نیامد (الخ) مؤلف عرض کند کہ فارسیان ہمین مرکّب لغات عربی را بدین معنی در فارسی زبان استعمال کردہ اند و مرکّبی از لغات فارسی برای این نیست (اردو) اطلاق اعم۔ اصطلاح منطق مین فعلیت کو کہتے ہین۔یعنی کسی شے کا وجود ازمنہ ثلاثہ مین۔

اطلس | بفتح اول وسوم بقول بہار نوعی از جامہ ہا و بدین معنی در ہندوستان ہم شہرت دارد و جامۂ سادہ و بی نقش و صاحب مؤید این را لغت عرب گفتہ فرماید کہ نام جامۂ ابریشمی سرخ و زرد نیز۔ صاحب منتخب فرماید کہ نوعی از جامہا و جامۂ سادہ و کہنہ و بقول صاحب ضمیمۂ برہان دیبای سطبر و گندہ و صاحب کنز کہ محقق زبان ترکی است این را اطلاس لغت ترکی گوید معنی یافتہ شدہ۔جا دارد کہ ترکیان لغت عربی را بزیادت الف دوم برای اظہار فتحہ کہ در رسم الخط ترکی داخل است اطلاس کردہ باشند یا عربان بحذف الف دوم کہ در رسم الخط عربی برای اظہار فتحہ نوشتہ نمی شود اطلاس را اطلس کردہ باشند باتی حال اطلس در فارسی (۱) بمعنی جامۂ ریشم مستعمل است کہ جلا دارد و (۲) در روزمرّہ معاصرین عجم بمعنی مجموعۂ نقشہا۔چنانکہ صاحب بول چال ذکر این کردہ است و در انگلیسی زبان آنرا اٹلیس نامند۔معاصرین عجم تای ہندی را بہ طای حطی بدل کردہ اطلس کردند کہ بہ معنی دوم مفرّس باشد وجا دارد کہ مجموعہ نقشہ ہا را بدین وجہ اطلس گفتہ باشند کہ اوراق آن از کاغذ ہای قسم خاص باشد کہ ہیچو پارچہ ریشم جلا دارد۔وجود طای حطی درین لفظ خبرمی دہد ازین کہ فارسیان در مفرّس اٹلیس ہم اطلس حقیقی را پیش نظر داشتہ اند ورنہ ضرورت نداشت کہ در تفریس۔ طای حطی بعوض تای فوقانی مستعمل شود (ظہوری سلہ) بینوایان درت محتشمان دگراند ٭ شال مانیست گر از اطلس و دیبا ماندہ است ٭

(ولہ ۵) اطلس خواجہ کہ در ویدہ جلا ہیز دہ نیست زیبندہ ترازشال نزاکت وارد ہ (اردو) (۱)
اطلس - بقول امیر - موٴنث - ایک قسم کا چمکیلا ریشمی کپڑا - آتش نے ایک جگہ مذکر کہا ہے (۵)
عیب عریانی چھپا کر کیا قیامت کیجئے ہ اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہو جائیگا ہ آپ فرماتے ہین
کہ یہ خلاف جمہور ہے (۲) اٹلس - بقول امیر انگریزی - آپکا قول ہے کہ صحیح بلفظ اٹلیس ہے -
ممالک کے نقشون کی کتاب -

(۱۰۴) **اطلس چرخ** استعمال - فارسیان چرخ را بہ تشبیہ جلای اطلس - اطلس چرخ گفتہ اند چنانکہ ظہوری گوید (۵) گشت اطلس چرخ رشک فرسودہ ہ از زندہٴ ما کہ شال عشق است ہ (ولہ ۵) ابرہٴ نقرہ گر افتد بکفت قدر بدان ہ بہترازاطلس چرخ آستری می باشد ہ (اردو) اردو مین بہی اطلس آسمان - اطلس چرخ - اطلس گردون کہہ سکتے ہین - امیر نے لفظ آسمان کے تشبیہات مین اطلس کا ذکر کیا ہے (ذوق ۵) کیسہٴ گوہر انجم ترا صرف انعام ہ طاقہٴ اطلس گردون ترا وقف خلعت -

اطلس سیاہ اصطلاح - مرکب توصیفی بقول صاحب انند بحوالہٴ فرہنگ فرنگ معنی شب تاریک - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ وحیف است کہ سندی پیش نشد ولیکن خلاف قیاس نیست زیرا کہ شب ہم سیاہ و در سیاہی جلای مہتاب دارد پس اگر شب مہتاب را استعارةً اطلس سیاہ گوئیم جا دارد و پس ازان مجازاً شب دیجور را ہم اطلس سیاہ گوئیم - عیبی ندارد و اگر از تشبیہ جلای اطلس کا رنگیریم و مجرد پہنائی و سیاہی اطلس برائے تشبیہ کافی دانیم - اندرین صورت ہم شب تاریک را بر سبیل استعارہ اطلس سیاہ توانیم گفت بالجملہ معاصرین عجم حالا استعمال این نمی کنند (اردو) اندہیری رات - موٴنث -

اطلس فروش اصطلاح - بقول صاحب انندکہ بحوالۂ فرہنگ سکندرنامہ نرشتہ مراد از آتش فروش است مؤلف گوید کہ طرز بیان و ترک سند ستم است بر تحقیق پسندان - مقصود خیز این نباشد کہ اطلس فروش راکہ فروشندۂ اطلس است فارسیان بہ آتش افروز تشبیہ دادہ اند و عیبی ندارد کہ اطلس فروش ہرگاہ طاقہ ہای اطلس را پیش مشتریان وا می کند آب و تابش آتش افروختن را ماند یعنی ہمچون تاب آتش جلای اطلس از ہر سو صورت گیرد - ازین تشبیہ ہیچ فرق در معنی حقیقی اطلس فروش نیامدہ - و نہ معنی اطلس فروش - آتش افروز شد حیف است کہ این نہ اصطلاحی قابل بیان بود و نہ طرز بیان انند قابل سکوت (اردو) اطلس فروش - اسم فاعل ترکیبی - اطلس بیچنے والا -

اطلس ہرچند کہنہ شود یا تا بہ نمیتو و - مثل صاحبان خزینہ و امثال و احسن ذکر این نکردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند فارسیان این مثل را بجای زنند کہ مقصود شان از بیان احترام محترمی باشد - یعنی کسی کہ محترم است اگر از تقدیری و گردش زمانہ ناہنجار حالتش زبون و مرتبہ دنیوی کم شود احترامش زائل نگردد (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "ہاتھی بیٹھ بھی جائے تو گھوڑے سے اونچا ہے" "شال اگر میلی بھی ہے تو جلی نہین جہاڑ سکتے" صاحب آصفیہ نے لکھا ہے "ہاتھی ہزار لٹے تو بھی سوا لاکھ ٹکے کا" یعنی امیر کیسا ہی غریب ہو جب بھی خلقت اوسکی قدر و منزلت کرتی ہے -

اطلسی بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ سکندرنامہ و فرہنگ فرنگ (۱) فلک نہم و (۲) خواجہ سرا را گویند حیف است کہ سندی پیش نشد - فارسیان یای نسبت در آخر اطلس زیادہ کردہ منسوب بہ اطلس کردند کہ فلک ہم ہمچون اطلس از سیارگان خالی است و تخصیص فلک نہم مجاز باشد و جا دارد

کہ آسمان نہم را کہ بقول بعض عرش و درخشان از نور الٰہی است ۔ فارسیان کنایۃً اطلسی نام کردند کہ ہم در جلا منسوب بہ اطلس است و از این کہ خواجہ سرایان شاہی اطلس پوش می بودند اطلسی	کنایہ شد از خواجہ سرا ۔ (اردو) (۱) نوان آسمان ۔ مذکر (۲) خواجہ سر بقول آصفیہ فارسی ۔ اسم مذکر ۔ وہ خصی غلام جو گھرمین آجا سکے ۔ جوامرا ۔ وزرا ۔ سلاطین ۔ اور رئیسوں وغیرہ کے محلسرا ڈیوڑھیون بطور دربان حاضر باش رہتا ہے ۔

(۱) اطماط | بقول برہان ۔ بفتح اوّل بروزن وطواط و مضبوط ۔ بندق ہندیست و آن را

(۲) اطموط | رتہ نیز گویند بکسر رای مہملہ و فتح و تشدید فوقانی ۔ اگر آرد آن را با سرمہ بیامیزند و در چشم کشند احولی را ببرد و بعضی گویند باقلای ہندیست و آن سخت بود و نقطہ ہای سیاہ دارد ۔ صاحب محیط بر اطماط بحوالۂ ابن بیطار گفتہ کہ اطموط و اطماط و اطیوط ۔ ہر سہ اسم بندق ہندیست و آن را رتہ معرب ریٹھہ و گویند نوعی از باقلای ہندیست گرم در دوم و تر در اوّل و مزیل بہق و مزید باہ ۔ صاحب انند ہر دو را بحوالۂ مخزن الادویہ لغت عربی گفتہ و صاحب محیط بر بندق ۔ ہندی می گوید کہ بلغت نبطی و فارسی رتہ و ببربری اطموط و اطماط و بہندی ریٹھہ و ارٹھہ نامند (اردو) ریٹھا ۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ۔ ایک قسم کے درخت اور اس کے پھل کا نام جس سے اونی ریشمی کپڑے اور بال وغیرہ صاف ہوتے ہین اور اس کے اندر سے کالی کالی گولیان نکلتی ہین ۔ صاحب ساطع نے تامی عربی کے ساتھ رتھا پر لکھا ہے کہ اسکا فارسی نام رتہ ہے اور عربی فندق ہندی ۔ صاحب برہان نے لفظ رتہ پر جو صراحت کی ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ وہی ریٹھا ہے جس کی تعریف صاحب آصفیہ نے کی ہے ۔ صاحب برہان فرماتے ہین کہ جب اسکو پانی مین ڈالکر ہاتھ سے ہلاتے ہین تو مثل صابون کے کف پیدا ہوتا ہے ۔ کپڑے اور خصوصاً

ریشمی کپڑے اس سے دہوئے جاتے ہین اور امراض چشم مین بہی نافع ہے۔

اطمیسا | بقول برہان بفتح اوّل وثالث بہ تحتانی رسیدہ وسین بی نقطہ بالف کشیدہ ولغت یونانی نوعی از بوی ماوران باشد۔ گویند گسترانیدن آن در خانہ گزندگان موذی را گریزانند وآنرا بالعربی قیصوم خوانند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ تعریف این بر ارطمیسا کردہ ایم (اردو) دیکھو ارطمیسا۔

اطناب | بقول بہار۔ دراز کردن سخن وبسیار گفتن وبالفظ آوردن و دادن و رفتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عربیست بقول منتخب بالفتح بمعنی مذکورۂ بالا۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی درازی سخن وبسیار گوئی کنند وبرای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (اردو) طولِ کلام۔ بقول آصفیہ۔ مذکر۔ بات کا پھیلاو۔ زیادہ گوئی۔

(۱) اطناب آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی طوالت پیدا کردن در تقریر است (والہ ہروی ؎) براین عمر کہ تا نگشودہ لب باید بستن ٭ کہ عجز طول امل در گفتگو اطناب می آرد ٭ بخیال ما ازین سند۔

(۲) اطناب آوردن در گفتگو | پیدا است کہ بمعنی طوالت پیدا کردن در تقریر گفتگو باشد

(اردو) کسی بات کو طول دینا۔ صاحب آصفیہ نے لفظ طوالت پر لکہا ہے کہ جیسے ”دو عبارت کو طوالت نہ دو“

(۱) اطناب دادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ ازان مصدر۔۔۔۔

(۲) اطناب دادن در تحمید | بمعنی طوالت دادن در حمد پیدا می شود (حسن دہلوی ؎)

ہر خطبہ را ای خطیب ایجاز واجب دیدہ ؛ امروز در رود پیش ایکر اطناب و تحمید را ؛ (اردو) حمد مین طوالت و بنا

اطیوط | بقول برہان بایای حطی بر وزن و معنی اطموط است کہ گذشت و ما تعریف کامل این ہمہ را انجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اطموط -

الف مقصورہ باظای معجمہ

اظہار | بقول بہار بمعنی واقف گردانیدن و پیدا گردانیدن و با لفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است بالکسر و بقول صاحب منتخب بمعنی پیدا کردن و فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر ظاہر کردن استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب شدہ کہ در ملحقات می آید (ظہوری ع) پی اظہار عجز ادیل گر شد فرصت جانی ؛ کہ چشم از عہدۂ ناز و تغافل بر نمی آید ؛ (ولہ ع) اظہار عمت بر فرو ایما ؛ بر چہرۂ کاہی خزان عرض ؛ (اردو) اظہار - بقول امیر - (عربی) مذکر - کھولنا - ظاہر کرنا - اغالبا آپکا مقصد ظاہر کرنے کے حاصل بالمصدر سے ہے) (نواب میرزا شوق ع) ہمسے اظہار تھا کہ مرتے ہین ؛ یان اسلئے تلّلے کرتے ہین ؛

اظہار توانستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی ممکن و در اختیار بودن اظہار و بیان است چنانکہ حزین گوید (ع) بوصل از خوی او نظارۂ دیدار نتوانم ؛ نگاہم گرد دل می گردد و اظہار نتوانم ؛ (اردو) اظہار کرسکنا -

اظہار چیزی کردن | استعمال - ظاہر کردن آن چیز است کہ بحث کامل این بر اظہار کردن می آید (اردو) کسی چیز کا اظہار کرنا کسی چیز کو ظاہر کرنا -

اظہار داشتن | استعمال - بمعنی ظاہر شدن

است چنانکه ظهوری گوید (ســ) مشکل که شود مانع رفتن تو گفتم ٭ بر بند ظهوری ره و اظهار ندارد ٭ (اردو) ظاهر ہونا۔

اظهار ساختن | استعمال۔ بمعنی ظاهر کردن باشد۔ صاحب آصفی ذکر این کرده (خان آرزو ســ) هنرهائی که دارم نیست غیر از عیب درواقع ٭ نازم گر همه اظهار عیب خویش می پوشم ٭ (اردو) اظهار کرنا۔ بقول امیر ظاهر کرنا۔ بیان کرنا۔ (سوز ســ) درد پنهان کو مین اظهار کرون یا نکرون ٭ یون بهی تسکین دل اے یار کرون یا نکرون ٭

(الف) **اظهار کردن** | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که مرادف اظهار ساختن است که گذشت مؤلف عرض کند که این متعلق است از اظهار چیزی کردن) که گذشت و همدرین داخل است (۱) اظهار تنگدستی کردن (۲) اظهار خجالت کردن (۳) اظهار درد کردن (۴) اظهار دوستی کردن (۵) اظهار شکایت کردن ٭ (۶) اظهار عشق کردن (صائب ســ) تلخ رو مکن اظهار تنگدستی خویش ٭ که از طپانچه بحر است روی مرجان سرخ ٭ صاحب روزنامه بحواله سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار سند (۲) آورده گوید که "او اظهار خجالت می کرد" (طالب آملی ســ) بآواز بلند اظهار درد می کنم طالب ٭ چو ابروی بتان آداب سرگوشی نمیدانم ٭ (ظهوری ســ) هر لحظه مدعی کند اظهار دوستی ٭ غافل که دوستی همه از دشمن من است ٭ (صائب ســ) فغان که آبله در پرده می کند اظهار ٭ شکایتی که مرا از برهنه پائی نیست ٭ (ظهوری ســ) در سر غبت صد غم پنهان تردد می کند ٭ کرده جائی ظهوری اظهار عشق ٭ و از همین قبیل است ------

(ب) **اظهار کردن چیزیرا** | چنانکه صاحب یوسف سراج گوید "علاج دفع آنرا اظهار نکرده است" (اردو) (الف و ب) کسی چیز کا اظهار کرنا۔ جیسے محبت کا اظهار کرنا۔

اظهار گردیدن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن است (قدرجی س) مہر کہ ظلم دارد در سینہ نہان از تو ٭ بر خلق جہان گردد ہر صبحدم اظہارش ٭ (اردو) اظہار ہونا۔ ظاہر ہونا۔ امیر نے اظہار کرنا کے ذیل میں اظہار ہونا کی سند دی ہے اور فرمایا ہے کہ اب فصحا نہیں کہتے (قلق س) میرا آنا جو ہو گیا اظہار ٭ پھر ملاقات ہے بہت دشوار ٭

است چنانکہ ظہوری گوید (س) بجنبش ہای مژگان صد حکایت در میان داری ٭ اگر گاہی بہم برہم زنی اظہار می گنجد ٭ (اردو) اظہار ممکن ہونا۔

اظہار نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ کہ مرادف اظہار کردن است کہ گذشت (نثر) براستی دروغ خواہش دل و شوق خاطر اظہار نمایم" (اردو)

اظہار گنجیدن | استعمال۔ بمعنی ممکن بودن اظہار دیکھو اظہار کرنا۔

الف مقصورہ با عین مہملہ

اعادت | بقول بہار بمعنی بازگردانیدن و بالفظ شدن و کردن مستعمل۔ مؤلف گوید کہ لغت عرب است بکسر اول و فتح دال مہملہ۔ صاحب منتخب ذکر این باتای مدوّرہ کردہ فارسیان بقاعدۂ خود این را بتای دراز بجای ہوز می نویسند و استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر و برای معنی مصدری بامصادر فارسی زبان می کنند (اردو) اعادہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ پلٹانا پھیرنا۔ کسی کام یا کسی بات کو دہرانا۔ مؤلف کہتا ہے کہ آپ کا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے (نوازش س) دل کا اس شوخ سے ہر بار تقاضا کیا ٭ بات جو ہو چکی پھر اس کا اعادہ کیا ٭

(۱) **اعادت کردن** | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی واپس شدن مستعمل است (سلمان ساوجی س) بالتفات تو باشد توان مشاہدہ کردن ٭ کہ چون کند بعظام رمیم روح

اعادت ؛ بخیال ما ازین سند مصدر مرکب -

(۲) **اعادت کردنِ روح** | بمعنی واپس شدن روح پیدا (اردو) (۱) واپس ہونا - (۲) روح کا واپس آنا - جیسے جسم مردہ مین روح کا واپس آنا -

(۱) **اعادہ شدن** | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام ظہوری سند آوردہ کہ

از ان مصدر - - - - - - - - - -

(۲) **اعادہ شدن مدّعا** | بمعنی اعادۂ عرض مطلب شدن پیدا است (ص) نشنیدنت ز عادت خود ہیچ برگشت ؛ ہرچند مدّعای ظہوری اعادہ شد ؛ (اردو) عرض مدّعا کا اعادہ ہونا - یعنی مقصد کی بات دہرائی جانا -

اعانت | لغت عربست بکسر اول و فتح چہارم بقول منتخب بمعنی یاری دادن فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب کہ در ملحقات می آید (اردو) اعانت - بقول امیر (عربی) مؤنث - مدد دینا - ہماری راے مین اسکا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے - یعنی مدد - معاونت -

اعانت کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مدد کردن است (تاثیر اصفہانی ص) مکن اعانت ظالم بخیر و شر تاثیر ؛ کہ رنج بہلہ ز بالای دست عصا داست ؛ (اردو) اعانت کرنا بمعنی مدد کرنا (منیر ص) ترے تیر نے ضعف مین کی اعانت ؛ عصا تھام کر دل سے ارمان نکلا ؛

اعتبار | بکسر اول و سوم بقول بہار عبرت گرفتن و بعبرت نگہ کردن و باندیشہ از پی چیزی فرا رفتن و چیزی را نیک نگاہداشتن و نیکو شمردن فرماید کہ بالفظ افتادن - رفتن - کردن - گرفتن مستعمل - مؤلف گوید لغت عربست - صاحب منتخب ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر

عبرت گرفتن و نیک انگاشتن و لحاظ و امتیاز کردن یعنی عبرت - اعتماد - و لحاظ و امتیاز استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظہوری س) رود برباد تر سہم آبروی اعتبار من ؛ چہ محتاجم بدشنامی اثر با در دعا پیچم ؛ سند معنی لحاظ و امتیاز بر اعتبار برخاستن آید و سند معنی عبرت بر اعتبار گرفتن (اردو) اعتبار - بقول امیر (عربی) مذکر - اعتماد بھروسا - لحاظ - نظر (برق س) حسن پر نخوت نہ کر اس کا نہیں کچھ اعتبار ؛ چار دن مہمان ہی دو ر قمر ہین چاندنی ؛ (فقرہ امیر) نسب کا کچھ پوچھنا نہیں - دولت کے اعتبار سے وہ تم سے اچھے ہین ۔

اعتبار افتادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتماد پیدا شدن و قائم شدن است (بدر چاچی س) ازین مطلع کہ در تشبیہ کلکش در خط آوردم ؛ برابنای زمانم تا قیامت اعتبار افتاد ؛ (اردو) اعتبار قائم ہونا -

(۱۹۶۲) **اعتبار باشیدن** استعمال - بمعنی اعتبار بودن و ماندن است و تعریف و سند این بر اعتبار بودن می آید (اردو) دیکھو اعتبار بودن -

(۱۹۶۳) **اعتبار بالیدن** مصدر اصطلاحی - بمعنی زیادہ شدن اعتبار است چنانکہ ظہوری گوید (س) بہ اختلاط ظہوری نہ کاہ عزت خود ؛ کہ اعتبار کس از احتراز می بالد ؛ (اردو) اعتبار بڑھنا کہ سکتے ہین اگرچہ امیر نے اسکو ترک فرمایا ہی -

اعتبار بایستن استعمال - بمعنی ضرورت اعتماد و لازم و درکار بودن اعتماد است چنانکہ ظہوری گوید (س) عشق را اعتبار می باید ؛ بیقراری قرار می باید ؛ (اردو) اعتبار لازم ہونا -

اعتبار بخشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار عطا کردن و دادن است (وحشی یا فقی س) بسگی بخشد آنسان اعتبار ...

کہ بر تاجش نشانند تاجداری ؛ (اردو) اعتبار عطا کرنا

(۱) اعتبار برخاستن استعمال صاحب آصفی ذکراین کردہ کہ بمعنی باقی نماندن اعتبار و امتیاز است (صائب ع) اعتبار از میان چو برخیزد بیضۂ مور مہرۂ مار است ؛ مخفی مباد کہ ازین سند مصدر (اعتبار از میان برخاستن) یا --- ۔

(۲) اعتبار برخاستن از میان پیدا میشود (اردو) ۱ و ۲ ۔ اعتبار باقی نہ رہنا ۔ جیسے "جب اعتبار باقی نہ رہا تو گھوڑا اور گدہا دونوں ایک ہین "

اعتبار بردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ کہ بمعنی بی اعتبار کردنست (بیدل ع) صورت پرستی از خلق بردا اعتبار معنی ؛ ہرچند کعبہ سنگ است تسکین برہمن کو ؛ (اردو) بے اعتبار کرنا ۔

اعتبار برگرفتن استعمال ۔ بمعنی حاصل کردن اعتبار و اعتماد است ۔ چنانکہ ظہوری گوید (ع) شوق از من اعتباری برگرفت ؛ چشم در پا شم نثاری برگرفت ؛ مخفی مباد کہ برگرفتن بقول صاحب بحرعجم بمعنی بر داشتن و قبول کردن و اختیار کردن آمدہ (اردو) اعتبار و اعتماد حاصل کرنا ۔

اعتبار بودن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ کہ بمعنی امتیاز حاصل بودن است (ظہوری ع) نباشد مرا گرچہ آن اعتبار ؛ کہ عفو ترا جرمم آید بکار ؛ مخفی مباد کہ باشد مضارع مصدر باشیدن است نہ بودن ۔ صاحب آصفی غلط کردہ است کہ باستناد این شعر مصدر مرکب اعتبار بودن قائم کردہ ازین سند مصدر اعتبار باشیدن بمعنی اعتبار و امتیاز ماندن پیدا میشود ازینجاست کہ ما این را بجایش قائم کردہ ایم (اردو) اعتبار ہونا ۔

اعتبار داشتن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ کہ بمعنی معتبر بودن و اعتبار و امتیاز داشتن است (مفید بلخی ع) عارضت مستغنی

(۱۹۷۵)

از خال است در اظهار حسن ؛ پیش دانا خط زنار از مهر دارد اعتبار ؛ (اردو) اعتبار رکھنا - معتبر ہونا -

اعتبار رفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی باقی نماندن اعتبار است (مفید بلخی ؎) ز رنگ گریہ من رفت اعتبار بہار ؛ فگند لالہ اشکم گره بکار بہار ؛ (اردو) اعتبار جاتا رہنا - اعتبار اٹھ جانا -

اعتبار شکستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی زائل کردن و بردن اعتبار است (حزین اصفهانی ؎) آن نکہت از کجاست نفسہای تیره را ؛ تا اعتبار نافہ تاتار شکند ؛ (اردو) اعتبار مٹانا - اعتبار باقی نہ رکھنا - بے اعتبار کرنا -

اعتبار کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی اعتماد کردن و مطمئن کردنست (اثر شیرازی ؎) بیک دل بود محتاج آن خم زلف از پریشانی ؛ من از اول باین طرار کردم اعتبار دل ؛ (اردو) اطمینان کرنا - بھروسا کرنا - بھروسا دلانا - مطمئن کرنا -

اعتبار گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که (۱) بمعنی حاصل کردن اعتبار و اعتماد باشد (ظهیر سمرقندی ؎) ملک بر بادشہ قرار گرفت ؛ روزگار آخر اعتبار گرفت ؛ (انوری ؎) القصہ از سخن بسخن شد چو یک زبان ؛ گفتیم ازین حدیث گرفتیم اعتبار ؛ (۲) عبرت گرفتن ہم (ولہ ؎) چون گشت از نسیم سحر گه عبیر بار ؛ ہیچ از گلاب گر نگرفت اعتبار گل ؛ (شفائی اصفهانی ؎) یکماه عشق بازی بکشتم که ہر که چون من ؛ ز تو چشم مهر دارد ز من اعتبار گیرد ؛ (اردو) (۱) اعتبار و اعتماد حاصل کرنا - (۲) عبرت پکڑنا

اعتبار ماندن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی اعتماد باقی ماندنست (فغانی شیرازی ؎) زبسکه داشتی ای گل ہمیشه خوار مرا

نمایند پیش کسان ہیچ اعتبار مرا ٭ (اردو) اعتبار رہنا جیسے "افسوس ہے کہ ان کے قول کا کچھ اعتبار نہیں رہا"

اعتبار یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار و امتیاز حاصل کردن است (اوحی نطنزی ؎) حریم گلشن کویت نشد نشیمن ما ٭ نیافتیم دریغ اعتبار خار و خسی ٭ (اردو) اعتبار حاصل کرنا - امتیاز پانا -

اعتدال لغت عرب است بکسر اوّل و سوم و بقول منتخب راست شدن و میانہ شدن - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی راستی و میانگی کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب نمایند کہ در ملحقات آید (انوری ؎) از اعتدال ہوائی کہ دولتت دارد ٭ باور راچو نبات انتہای نشو و نماست ٭ (ولہ ؎) ای راستی کہ در دل لیل و نہار یافت ٭ ماناکہ ز اعتدال مزاج بہار یافت ٭ (اردو) اعتدال - بقول امیر (عربی) مذکر - برابر اور یکسان ہونا - کمی نہ زیادتی - آپکا مقصد غالباً حاصل بالمصدر سے ہے - (غالب ؎) مضمحل ہوگئے قوائے غالب ٭ وہ عناصر میں اعتدال کہاں ٭

اعتدال داشتن استعمال - بمعنی داشتن میانگی است و معتدل بودن چنانکہ ظہوری گوید (؎) بہار گلشن ایام اعتدال ندارد ٭ دوام عیش محال است غم زوال ندارد ٭ (اردو) اعتدال پر ہونا - معتدل ہونا -

اعتدال طلبیدن استعمال - خواہان اعتدال و میانگی بودن (عرفی ؎) مباد لذت بیماری دل آنان را ٭ کہ اعتدال ز بہر مزاج می طلبند ٭ (اردو) اعتدال چاہنا -

اعتدال گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی میانگی اختیار کردن است (فیضی ؎) چون بر جنبش گذشت سالی بگلشن

(۱۴۷۶)

بگرفت اعتدالی :: (اردو) اعتدال قبول کرنا۔ اعتدال نگهدار کہ ہر دو طرفش افراط و تفریط است

مثل۔ صاحب محبوب الامثال باختلاف خفیف ذکر این کردہ و ما از معاصرین عجم ہمین الفاظ را شنیدہ ایم کہ ذکرش کردہ ایم سوا این بمعنی اندازہ نگهدار باشد۔ فارسیان این را بر موقع تعریف میانہ روی می زنند (اردو) صاحب محبوب الامثال نے ایک ہندی کہاوت کا ذکر کیا ہے جو قریب قریب اسی فارسی مثل کا ترجمہ خیال فرمایا ہے "اتی کا بھلا نہ برسنا اتی کی بھلی نہ دھوپ۔ اتی کا بھلا نہ بولنا اتی کی بھلی نہ چپ"۔ ہماری رائے مین دکن کی ایک کہاوت سے اس فارسی مثل کا حقیقی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ جو خیر الامور اوسطہا کا مصداق ہے "دوڑ چلے نہ گر پڑے نہ چیونٹی کی سی چال" اور صرف "دوڑ چلے نہ گر پڑے" بھی انہیں معنون مین مستعمل ہے دونون کا مقصد یہ ہے کہ میانہ روی اور اعتدال اچھی چیز ہے۔

اعتراض | بکسر اول و سوم لغت عربیت بقول منتخب (۱) بمعنی حائل شدن پیش چیزی و مانع شدن۔ فارسیان این را مجازاً بمعنی حاصل بالمصدر یعنی نکتہ چینی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند و (۲) در اصطلاح بلغا بقول صاحب حدائق صنعتیست کہ قبل از تمام شدن کلام لفظی را ذکر کنند کہ معنی مقصود بی او تمام باشد و این را حشو نیز نامند و این بر سہ قسم است یکی آنکہ کلام را از رتبہ بیندازد و دوم آنکہ موجب حسن کلام شود و سوم آنکہ در حسن و قبح متوسط باشد۔ اول حشو قبیح است و دوم حشو ملیح و سوم متوسط۔ فرماید کہ حشو قبیح در کلام بلغا نمی باشد۔ مثال حشو قبیح این است (ع) گرمی زسہم بہ خدمتت معذورم ؛ زیرا رمد چشم و صداع سرم است ؛ و مثال حشو ملیح چنانکہ انوری گوید (ع) گر بخندم دان پس از عمری ست

گو ید ز ہر خندہ و ر بگریم دا ن بہر روز بیست گو ید خون گری ٭ درین شعر لفظ پس از بہر بیست و بہر روز بیست حشو ملیح است زیراکہ معنی مقصود بی او تمام است و مقصود بیت آنست کہ اگر می خندم معشوق می گو ید کہ زہر خند بکن و اگر می گریم گو ید کہ گریہ خون کن۔ امّا حشو درینجا فائدہ دیگری بخشندہ وآن این است کہ با وجود کمتر خندیدن و بیشتر گریستن من چنین می گو ید و این مبالغہ در بیرحمی معشوق است و مثال حشو متوسط چنانکہ درین بیت (ﺷﻌ) مدوی تراکہ یوسف مصری غلام اوست آئینہ بندہ ایست کہ فولاد نام اوست ٭ درین شعر (یوسف مصری غلام اوست) حشو متوسط است مؤلّف گو ید کہ در فارسی زبان برای این صنعت اسمی از لغت فرس نیست ازینجا است کہ فارسیان استعمال ہمین لغت عرب کردہ اند (اردو) (۱) اعتراض۔ بقول امیر (عربی) نکتہ چینی (ناصر ﺷﻌ) ہوئی کلام کی اصلاح نکتہ چینی سے ٭ بڑا سلوک کیا جس نے اعتراض کیا ٭ (۲) صنعت اعتراض وہ صنعت ہے کہ کسی کلام مین ایک ایسا لفظ مذکور کرین کہ کلام بغیر اس کے بھی تمام ہو سکتا ہو اسکو حشو بھی کہتے ہین، اور حشو کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کلام اوس کے سبب سے بے لطف اور کم رتبہ ہو جاے اسکو حشو قبیح کہتے ہین اور یہ فصحا کے کلام مین پایا نہین گیا۔ اس صورت مین یہ محسنات کلام سے نہو۔ جیسے (ﺷﻌ) خوف میرا عفو کے قابل ہے چشم یار سے ٭ اوس کے جلوے سے صداع و درد سر ہو جائیگا ٭ اس شعر مین لفظ صداع حشو قبیح ہے اور اس لفظ کے نہونے سے معنی شعر مین کوئی نقصان نہین ہے۔ دوسری قسم یہ کہ کلام مین اس سے حسن اور لطف زیادہ ہو جاے اسکو حشو ملیح کہتے ہین اور یہ کلام بلغا مین کثیر الوقوع ہے (سودا ﺷﻌ) اس آستان فلک مرتبت کو تا بابد ٭ رہے کنیز شب قدر روز عید

نظام ۲ لفظا فلک مرتبت - کلام کے اتمام مین کچھ دخل نہین رکھتا - تیسری قسم یہ کہ نہ چندان قبیح ہو اور نہ چندان ملیح بلکہ حسن اور قبح مین متوسط ہو جیسے (س) تیرے رخ تابان کا جو مہر کو چمکائے ؎ آئینۂ فولادی شیدا ہو جو ہاتھ آئے ؎ اگرچہ یہ شعر معنی" کلام سودا کے مماثل ہو اور اس کے مصرع اول مین (جو مہر کو چمکائے) حشو متوسط ہے لیکن حسن معنی کے ساتھہ من وجہ قبح بھی ہے - لہذا اسکو متوسط کہنا چاہئے یعنے پہلے مصرع مین چمکانے کا لفظ اور دوسرے مصرع مین آئینۂ فولادی کی تشبیہ یہ دونون من وجہ معنی مین ذم کا پہلو بھی رکھتے ہین اس لئے کہ آئینۂ فولادی کی سیاہی مائل چمک تشبیہ روی یار کے لئے زیادہ مستحسن نہین ہے اور خورشید کا چمکانا خورشید کو ڈرانے کے معنون مین بھی مستعمل ہو سکتا ہے -

اعتراض رفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نکتہ چینی شدن است (صائب س) آسودہ اند مردہ دلان از سواد حشر ؎ این اعتراض باطل بیمار می رود ؎ (اردو) اعتراض ہونا

اعتراض کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نکتہ چینی کردن است (حافظ س) مرا بہ رندی و عشق آن فضول عیب کند ؎ کہ اعتراض بر اسرار علم غیب کند ؎ (اردو)

اعتراض کرنا - بقول امیر عیب نکالنا - نکتہ چینی کرنا - (ظفر س) لب نکالین گے ترے لعل یمن پہ اعتراض ؎ زلف ہی کرتی ہے کیا مشک ختن پہ اعتراض ؎

اعتراض نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف اعتراض کردن است کہ گذشت (ابوالفضل نثر) این ملتقط را آن حالت قیاس نمودہ اگر اعتراض نمایند بانصاف نزدیک خواہد بود ؎ (اردو) دیکھو اعتراض کرنا

اعتراف | بقول بہار بمعنی اقرار کردن بگناہ وجز آن وصبر کردن و رسیدن چیزی و شناختن -

فرماید که بالفظ آوردن و داشتن مستعمل مؤلف گوید که لغت عرب است و صاحب منتخب هم ذکر این کرده که بکسر اول و سوم باشد - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی اقرار استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات آید (اردو) اعتراف بقول امیر (عربی) مذکر - اقرار (میرزا والاجاه عاشق سے) زیب قصور خلد اگر ہو وہ رشک حور تو ہو اعتراف حور کو اپنے قصور کا ؛

اعتراف آوردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی اقبال کردن و معترف شدن است (واله هروی سے) بعجز عیسی و خضر اعتراف آری اگر زنی ؛ دمی در خاطرم آئی و غمهای نهان بینی ؛ (اردو) اعتراف کرنا معترف ہونا (تسلیم سے) ہم انکی وعدہ خلافی معاف کرتے ہین ؛ کہ وہ قصور کا اب اعتراف کرتے ہین ؛

اعتراف داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی معترف بودن و قبول کردن است (اسیر لاہیجی سے) ز آئینهٔ جمال تو دیدم هر آنچه بود ؛ عارف بود هر آنکه بدین دارد اعتراف ؛ (اردو) معترف ہونا - قبول کرنا

اعتراف کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی قبول کردن است (حافظ شیراز سے) دام حافظ بگو که باز دهد ؛ کرده اعتراف و ماگواهیم ؛ (اردو) اعتراف کرنا دیکھو اعتراف آوردن -

اعتراف نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده مرادف اعتراف کردن است که گذشت (نصیر همدانی نثر) اسپ چوبین قلم علی این بادیه نیارد نمود همان بهتر که از ان بعجز اعتراف نمایم " (اردو) اعتراف کرنا - دیکھو اعتراف آوردن -

اعتصام | بقول بہار بمعنی چنگ زدن در چیزی و فرماید که با لفظ کردن مستعمل مؤلف گوید که لغت عربست بکسر اوّل و سوم و بقول صاحب منتخب بمعنی چنگ در زدن و باز ایستادن از گناہ فارسیان این را بمعنی استمداد و مدد خواہی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات آید (انوری سہ) خود صلاح اہل عالم نیست اندر شرع رسم ؛ اعتصام الّا بحبل طاعت بعد از صلوات ؛ (اردو) دیکھو استمداد ۔

اعتصام آوردن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی پناه جوئی کردن و مدد خواستن است (حزین اصفہانی سہ) گر نا ورد بذیل تو لایش اعتصام ؛ در کارگاه صنع نیاید بکار دست ؛ (اردو) مدد چاہنا ۔ استمداد کرنا ۔

(۱) اعتصام کردن | استعمال ۔ ہر دو بمعنی

(۲) اعتصام نمودن | اعتصام آوردن باشد ۔ صاحب آصفی ذکر این کرده (انوری سلہ) در دین جو اعتصام بحبل المتین کنند ؛ آن به که مطالع سخن از رکن دین کنند ؛ (ابوالفضل ۔ نثر ۲) التجا و اعتصام بعروۂ وثقای عاطفت ما نموده ؔ (اردو) دیکھو اعتصام آوردن ۔

اعتقاد | بقول بہار ۔ در دل گرفتن و قرار دادن و سخت محکم شدن چیزی فرماید که با لفظ داشتن مستعمل و فارسیان گاہی یای معروف بدان نیز ملحق کنند مؤلّف گوید که بکسر اوّل و سوم لغت عربست ۔ صاحب منتخب ہم ذکر این کرده فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی عقیده و یقین استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظہوری سہ) شیخ بر خویش بند کو تعویذ ؛ رند را حرز اعتقاد بس است ؛ نسبت الحاق یای معروف ۔ بر لفظ اعتقادی بحث کنیم (اردو) اعتقاد ۔ بقول امیر (عربی) مذکر ۔ دل مین مضبوطی کے ساتھ کوئی بات

قائم ہونا ۔ عقیدہ ۔ یقین ۔ (غالب ؎) نہین کہ مجھکو قیامت کا اعتقاد نہین ؛ شب فراق سے روز جزا زیاد نہین ؛

اعتقاد افزودن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیادہ شدن عقیدت و یقین باشد (ظہوری ؎) کہ ہر روز افزاید این اعتقاد ؛ کہ کس نیست در حضرت از من زیاد ؛ (اردو) عقیدت بڑھنا ۔ اعتقاد زیادہ ہونا جیسے ”روز بروز انکی نسبت میری عقیدت بڑھ رہی ہے“ یا ”میرا اعتقاد زیادہ ہوتا جاتا ہے“

(۱) **اعتقاد باشیدن** استعمال صاحب

(۲) **اعتقاد بودن** آصفی ذکر (۲) کردہ کہ بمعنی قائم بودن عقیدت است و او سندی کہ پیش کردہ ازان مصدر (۱) پیداست نہ (۲) و او دانستہ تسامح کند در اشتقاق نمبر (۲) و باشد را مضارع نمبر (۲) می پندارد (سنجر کاشی ؎) زقتل ما چہ محابا کنند خوبان را ؛ چو اعتقاد بروز جزا نمی باشد ؛ (اردو) اعتقاد ہونا ۔ عقیدت ہونا

اعتقاد بہم رسیدن بہ کسی استعمال ۔ بمعنی عقیدت بکسی بدل پیدا شدن است ۔ سند استعمال این بر اعتقاد رسیدن می آید (اردو) کسی کے ساتھہ عقیدت پیدا ہونا ۔

اعتقاد داشتن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معتقد بودن و صاحب عقیدت بودن است (مخلص کاشی ؎) مریدم بہ پیر خرابات مخلص ؛ چو طفل اعتقادی بہ ملا ندارم ؛ (اردو) اعتقاد رکہنا ۔ بقول امیر معتقد ہونا ۔ جیسے (فقرہ) شاہ صاحب چاہے کچہ نہ ہون مگر ایک زمانہ اعتقاد رکھتا ہے ۔“

اعتقاد دیدن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مشاہدۂ اعتقاد کردن است چنانکہ ظہوری گوید (؎) در عشق بت کجاست برہمن بصدق دل ؛ زنار بستہ است مگر اعتقاد

بین ؛ بخیال ما ضرورت بیان این نبود پیروی
آصفی کرده ایم (اردو) اعتقاد پر نگاه کرنا۔

اعتقاد رسیدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده و سندی که پیش کرده متعلق باعتقاد
بهمرسیدن است نه رسیدن ؛ ازینجاست که ما
ذکرش بجای خودش کرده ایم (ابو الفتح گیلانی۔
نثر) بعد دیوان خاقانی و انوری و کمال آسمعیل
شاعری که روز بروز با و اعتقاد بهمرسد ابو الفرج
رونی است" (اردو) دیکهو اعتقاد بهمرسیدن

اعتقاد کردن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده که بمعنی معتقد شدن و باور کردن
است۔ (شانی مشهدی ؎) نه جیب عشق
چنان چاک کرده ام که بتر کش ؛ قبای مصحف
اگر پوشم اعتقاد کند کس ؛ (اردو) یقین کرنا۔
باور کرنا۔

اعتقادی | بهار بر لفظ اعتقاد ذکر این کرده
گوید که فارسیان گاهی یای معروف بلفظ اعتقاد
ملحق کنند چنانکه (شانی تکلو ؎) توئی مراد و توئی
مقصد و توئی مقصود ؛ همه توئی و همین است اعتقادی ما
مؤلف گوید که بخیال ما یای قابلیت یا مصدریست از قبیل
اعتمادی و خوش اعتقادی و بدعهدی چنانکه "این دو
اعتمادی من است" (اردو) دیکهو اعتقاد۔

اعتماد | بقول بهار تکیه کردن بر چیزی و فرماید که بالفظ داشتن و کردن مستعمل مؤلف گوید
که لغت عربست بکسر اول و سوم و بقول منتخب کار بکسی باز گذاشتن و تکیه کردن بر چیزی و قصد
کردن۔ فارسیان این را بمعنی یقین و اعتبار استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس
مرکب سازند که در ملحقات آید (صائب ؎) ز اعتماد یست که کرداست باعجاز نفس ؛ عیسی را
که به بیماریی پردازد ؛ فارسیان استعمال این بطور جمع با کلمه ها هم کرده اند (انوری ؎) زان
اعتمادهاست که چون روز و چون شبم ؛ بر مدت کشیده و روز نگاه تست ؛ (اردو) اعتماد۔ بقول

امیر (عربی) مذکر۔ اعتبار۔ بھروسہ۔ یقین (فقرہ امیر) بدچلنی سے اونکا اعتماد اٹھ گیا" (میر ؎) کہتے ہو اتحاد ہے ہمکو ٭ ہان مگر اعتماد ہے ہمکو ٭

(۱) **اعتماد باشیدن** | استعمال۔ بمعنی اطمینان

(۲) **اعتماد بودن** | و اعتبار ماندن و بودن است صاحب آصفی ذکر (۲) کردہ (ظہوری ؎) نتوان بھر بلا کش نقد بلا سپردن ٭ شاید کہ (ظہوری) ہم اعتماد باشد ٭ (نظامی ؎) نبود اعتمادش دران مرز بوم ٭ کہ ہست ایمن آباد رومی بروم ٭ (اردو) اعتماد رہنا۔ اعتماد ہونا۔

اعتماد داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار داشتن است (فیضی ؎) داشت چون اعتماد بر شعرا ٭ صلہ پیش از مدیح گفتن داد ٭ (ابو الفضل ؏) ازبس وفا بوعدہ او اعتماد داشت ٭ (اردو) اعتماد رکھنا۔ اعتماد کرنا۔

اعتماد دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار مشاہدہ کردن۔ لائق بیان نبود و بیروی۔ صاحب آصفی کردہ ایم (ظہوری ؎) صد بار گشت و گشتہ زبیداد خود خجل ٭ بگیرد تکلفش معذرتی اعتماد بین ٭ (اردو) اعتماد کو ملاحظہ کرنا۔ دیکھنا۔

اعتماد کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار کردن است (حافظ شیرازی ؎) بجان دوست کہ غم پردہ بر شما ندرد ٭ گر اعتماد بر الطاف کارساز کنید ٭ (اردو) اعتماد کرنا۔

اعتماد ماندن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ماندن اعتبار است (منشی صفہانی نثر) ہرچند موافق رضای خاطر اشرف نبود اما بی اختیار روی دادہ۔ دیگر اعتماد آن جماعت نماند (اردو) اعتماد رہنا۔

اعتماد نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کرده که مرادف اعتماد کردن است که گذشت (حافظ شیرازی ؎) اعتمادی بنما و بگذر بهر خدای ٭ تا به بینی که درین خرقه چه نادرویشیم ٭ (اردو) اعتماد کرنا۔

اعتمادی برآمدن | استعمال۔ بمعنی لائق اعتبار قرار یافتن و ثابت شدن است چنانکه ظهوری گوید (؎) نه بهر سینهٔ محرم راز گردد ٭ یکی از هزار را اعتمادی برآید ٭ (اردو) اعتمادی ثابت ہونا۔ قابل اعتماد قرار پانا۔ قابل بھروسہ ہونا۔

اعجاز | بکسر اول لغت عربیست بقول منتخب بمعنی عاجز ساختن فارسیان بمعنی معجزهٔ انبیاء استعمال کنند که مخالفین از اعجاز عاجز می شدند و با الفاظ فرس مرکب هم سازند که در تحفات آمده (ظهوری ؎) دریای عشق و صد خطر سکین ظهوری نوسفر ٭ دستی تواند زد مگر در دامن اعجاز ما ٭ (وله ؎) عشق را شان دگر از ناز ده ٭ سحر را همدوشی اعجاز ده ٭ (اردو) اعجاز۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ معجزہ۔ خرق عادت جو انبیا علیہ السلام سے ظہور میں آئے (آتش ؎) کام کرتی رہی وہ چشم فسوں ساز اپنا ٭ لب جان بخش دکھایا کئے اعجاز اپنا ٭

اعجاز آمدن | استعمال۔ بمعنی اعجاز واقع شدن چنانکه انوری گوید (؎) فقه دولت اندر الفاظ کلامش مضمر است ٭ گوئی آن الفاظ را اعجاز قرآن آمد است ٭ مخفی مباد که اعجاز قرآن درین شعر مرکب اضافی است یعنی الفاظ کلام فقه اعجاز قرآن واقع شده مقصود اینست که آنچه در الفاظ احکام فقه دولت مضمر است این معجزهٔ قرآن باشد (اردو) اعجاز ہونا۔ معجزہ ہونا۔

اعجاز آموختن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی تعلیم اعجاز کردن است۔ (حزین اصفهانی ؎) با وای سخنم گوش فرا دار حزین ٭ چشم جادو نگه آموخته اعجاز ببین ٭ (اردو)

اعجاز سکھانا۔

اعجاز داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی صاحب معجزہ و قادر بر معجزہ بودن است (صادق شیرازی ص) دم شمشیر تو اعجاز مسیحا دارد ؛ خضر گر کشتۂ تیغ تو شود جا دارد ؛ (اردو) صاحب اعجاز ہونا۔

(۱۹۸۰) (۱۹۸۱)

(۱) اعجاز سلیمان | اصطلاح۔ ہر دو مرکب
(۲) اعجاز عصا | اضافی است (۱) اشارہ بسوی اعجاز سلیمان علیہ السلام است کہ بر باد حکومت داشت و (۲) اشارہ بسوی اعجاز موسی علیہ السلام کہ عصای او بہ تعجیل حکمش اژدہا می شد (انوری سلہ) شعر یاد است و چو اعجاز سلیمان نبی ؛ سحر مطلق مین کہ بادی را مقید کردہ اند ؛ (ولہ سلہ) با عجاز عصا موسی عمران ؛ با عجاب دعا عیسی مریم ؛ (اردو) (۱) پیغمبر سلیمان علیہ السلام کا معجزہ جو ہوا پر حکومت کرتے تھے۔ مذکر۔ (۲) پیغمبر موسی علیہ السلام کا معجزہ جو عصا کو اژدہا بنا دیتے تھے۔ مذکر۔

(۱۹۸۲)

(۱) اعجاز کف | اصطلاح۔ ہر دو مرکب
(۲) اعجاز کف کلیم | اضافی است۔ اشارہ است بسوی معجزہ موسی علیہ السلام کہ ید بیضا داشت منقول است کہ چون دست وا می کرد نوری از کف دستش پیدا می شد چنانکہ انوری گوید (سلہ) از سحر بنان تو و اعجاز کف تست ؛ گر کار سگذار است قلم را و کرم را ؛ (ولہ ص) اعجاز کف کلیم عمران ؛ آثار دم مسیح مریم ؛ (اردو) ید بیضا۔ بقول صاحب آصفیہ۔ اسم مذکر۔ حضرت موسی علیہ السلام کا وہ ہاتھ جو آگ پر ڈالنے سے جل گیا تھا اور خدا وند تعالی نے اس داغ سوختہ مین وہ نور بطور معجزہ عطا فرمایا تھا کہ جب آپ اس ہاتھ کو بغل مین لیجا کر باہر نکالتے تو مثل آفتاب کی روشن ہو جاتا اور آنکھون مین چکا چوند آنے لگتی۔ مجازاً کرامات و خرق عادت پیاس کا

اطلاق ہونے لگا۔

(۱) **اعجازِ مسیح** | (۲) **اعجازِ مسیحا** | اصطلاح۔ ہر دو مرکب اضافی است و اشارہ بسوی معجزۂ عیسیٰ علیہ السلام کہ مردہ را زندہ میکرد یعنی بر سر مردہ قم باذن اللہ می گفت و جان در تنش می آمد (عرفی ؎) چون اثر در تو کند عشق کہ اعجاز مسیح ؂ مردہ را جان دہد آدم نکند حیوان را ؂ (ظہوری ؎) در تن مردہ بدشنام کشد جان چہ عجب ؂ کہ لبش رونق اعجاز مسیحا برد ؂ (اردو) اعجاز مسیحائی۔ بقول امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جس سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا (رشک ؎) مار استر بار ستر بار بہ زندہ کیا ؂ پھر تمہیں دعوای اعجاز مسیحائی نہیں ؂

اعجازِ نفس | اصطلاح۔ مرکب اضافی است و اشارہ بسوی اعجاز عیسی علیہ السلام۔ مرادف اعجاز مسیح کہ درین جا نفس استعارۃً دم عیسی را گفتہ اند کہ قم باذن اللہ می گفت (صائب ؎) ز اعتمادیست کہ کرد است با عجاز نفس ؂ عیسی ما کہ بہ بیمار نمی پردازد ؂ (اردو) دم عیسی کہہ سکتے ہیں۔ فارسیوں نے معجزۂ عیسیٰ کو دم عیسی کہا ہے۔ (مذکر)

اعجاز نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعجاز کردن است (ابن یمین فریوندی ؎) مجردی چو مسیحا کجا کہ از سر وقت ؂ بہر نفس کہ برآرد نماید اعجازی ؂ (اردو) دیکھو اعجاز کردن

اعجاز ور | استعمال۔ بقول بہار بمعنی صاحب اعجاز است کہ ور در فارسی زبان بقول برہان وقتی کہ با کلمۂ ترکیب شود افادۂ معنی صاحب و خداوند ہم می کند ہمچون دانشور و تاجور۔ و امثال آن (مرزا جلال طباطبا ؎) اعجاز ور ان سحر کارہ ؂ چون خورشید آسمان سوارہ ؂ (اردو) صاحب اعجاز۔ صاحب معجزہ۔

(۱) **اعجوبگی** | (۲) بقول غیاث بلغت عرب است بفتح اوّل بمعنی عجیب و آنچہ مردم را

(۲) اعجوبہ | در تعجب اندازد و فرماید کہ نباید کہ بغیر از ہمزہ مستعمل شود۔ صاحب ازاحتہ الاغلاط بحوالۂ قاموس گوید کہ بضمّ ہمزہ و سکون عین باشد و انچہ بعض محققین تخطیۂ ہمزہ کردہ اند نادرست شمس الدین فقیر در مثنوی والہ سلطان گوید (ص۵۴) اعجوبۂ عالم خیال است ٭ آئینہ طلعت کمال است ٭ و (۱) بقول بہار و انند بازیگری۔ مؤلف عرض کند کہ فارسیان در لغت (۲) ہای آخرہ را بقاعدۂ خود بہ کاف فارسی بدل کردہ و یای مصدری در آخرش آوردہ اند ہمچون ستادہ و ستادگی (وحید ص۵) باکہ باشند زنگی ہیری کہ از اعجوبگی ٭ از زنخ یکدم نتدریش سفید ادبپاے ٭ مؤلف عرض کند کہ فارسیان (۲) را با مصادر فرس ہم مرکب ساختہ اند ہمچون ــــــــــــــــــــ

(۳) اعجوبہ ساختن | بمعنی چیزہای تعجب خیز پیدا کردن و شعبدہ بازی کردن چنانکہ جامی فرماید (ص) زجد گرچہ ہزار اعجوبہ سازی ٭ نخندد طبع کودک جز ببازی ٭ (اردو) (۱) شعبدہ بازی۔ بازیگری۔ مونث (۲) اعجوبہ۔ بقول امیر۔ عجیب نادر۔ انوکھا۔ (ناسخ ص) ساق سیمین شاخ اعجوبہ ہے باغ حسن مین ٭ انگلیان انگور کی ہین سیب ترکی ایڑیان ٭ (۳) نادر چیزین پیش کرنا۔ شعبدہ بازی کرنا۔

اعدادی | بقول بہار و وارستہ کسی است کہ خانہای نقش مثلث و مربع وغیرہا با عداد پر کند برای حصول مقاصد چنانکہ شفیع اثر گوید (ص) یکی است مرتبۂ خشت مال واعدادی کہ ہر دو را شدہ پر کردن مربّع فن ٭ مؤلف گوید کہ بلفظ اعداد کہ بالفتح لغت عربی و جمع عدد است فارسیان یای نسبت زیادہ کردند و معنی لفظی این منسوب بہ اعداد

است وکنایہ از کسی کہ خانہای نقشہا را از اعداد پر کند (اردو) فارسیون نے اس ملّا کا اعدادی نام رکہا ہے جو تعویذون سے مثلّث اور مربّع نقشون مین مراد بر آنے کے لئے اعداد لکہتا ہے یعنی جفر کے قاعدے سے حروف خاص کے اعداد جمل سے خانہ پری کرتا ہے۔

اعراض | بقول بہار رو بر تافتن۔ فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است بکسر اوّل وبقول صاحب منتخب روی از چیزی گردانیدن باشد فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی روگردانی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) روگردانی۔ (منہ پھیر لینا۔ بمعنی حاصل بالمصدر) صاحب آصفیہ نے روگردانی کو ترک فرمایا ہے لیکن منہ پھیر لینا پر روگردانی کر لینا لکہا ہے۔ اعراض کا استعمال بہی اردو مین ہے اگرچہ امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے (میر ؎) کاہے کو یہ انداز تھا اعراض تبان کا ؛ جو دوڑ کے ملتے تھے سو اب لیتے ہین منہ پھیر ؛ صاحب تذکیر و تانیث نے اعراض کو مذکر کہا ہے (اختر ؎) جو دلبر نے اغماض مجھ سے کیا ؛ مرے دل نے اعراض مجھ سے کیا ؛۔

(۱۹۸۵) **اعراض داشتن** | استعمال۔ بمعنی ناگواری داشتن است و این معنی مجازی باشد چنان کہ ظہوری گوید (؎) از سر ہوس از دل آرزو بہت کردیم یہ بند ارد اعراض ؛ (اردو) ناگوار نہونا انکار نہ ہونا۔

(۱) اعراض کردن | **(۲) اعراض نمودن** | استعمال صاحب آصفی ذکر ہردو کردہ کہ بمعنی روگردانی کردن است (سلیم طہرانی ؎) بو سرخ آورد روی خاک از گلگون او ؛ بسکہ کرد اعراض از رشک سپہر چنبری ؛

(انوری ۵) عقل در کوی تو اعراض نمود از فردوس ؛ طبع بار وی تو بیزار شد از حور العین ؛ (اردو) اعراض کرنا - دیکھو لفظ اعراض جس پر اسکی سند ہے -

اعزاز بقول بہار بہ معنی گرامی داشتن - فرماید کہ بالفظ دادن و کردن مستعمل مؤلف عرض کند کہ بکسر اول لغت عرب است و بقول منتخب گرامی داشتن و قوی کردن - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (انوری ۵) زین پیش باندازۂ ہر طائفۂ مردم ؛ آوازۂ اعزاز قدم بود نعم را ؛ (اردو) اعزاز - بقول امیر - (عربی) مذکر - عزت - رتبہ - توقیر - (رشک ۵) رتبہ روز و شب وصل بتان کیا کہئے ؛ شام اعزاز سے آتی ہے تو اکرام سے صبح ؛

اعزاز دادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عزت و مرتبہ عطا کردن است (سنجر کاشی ۵) گرداغ غلامی تو بابا نمی داشت ؛ کس این ہمہ اعزاز نمی داد دم را ؛ (اردو) اعزاز عطا کرنا - عزت دینا معزز کرنا -

اعزاز کردن استعمال - بزرگی کردن و عزت دادن است چنانکہ ناظم ہراتی نوشتہ و صاحب آصفی ذکر این کردہ (۵) کرا کردند این اعزاز و اکرام ؛ ہمین بس آتش را فسردہ کام ؛

(انوری ۵) ہر کہ را دست تو بر داشت بسفر و ش عز ؛ جز کہ دنیا رکہ در عمر نکر دیش اعزاز ؛ (اردو) معزز سمجھنا - بزرگی کرنا -

اعزاز یافتن استعمال - بمعنی عزت یافتن و معزز شدن است چنانکہ شفائی اصفہانی گفتہ و صاحب آصفی ذکرش کردہ (۵) ہر کہ زی او برد بصدق و نیاز ؛ یابد او نیز ہمچو او اعزاز ؛ (اردو) عزت مند ہونا اعزاز پانا - عزت حاصل کرنا -

اعضا | لغت عرب است بفتح اول (۱) کہ جمع عضو باشد معاصرین عجم این را (۲) بمعنی اراکین استعمال کنند- صاحب روزنامۂ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و بمعنی اول ہم در فارسی زبان مفرد و مرکب مستعمل (انوری ۵) نظر بحیلہ ز اعضا جدا نمی کندش ؛ کراست بند بہ اعضا کہ آنہم از اعضا است ؛ (اردو) (۱) اعضا- بقول امیر (عربی) مذکر عضو کی جمع- بدن کے اجزا- ہاتھ پاؤن وغیرہ- (آتش ۵) اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر ؛ مرتا ہے کیا سمجھکے یہ انسان گناہ پر (۲) ارکان- بقول امیر (عربی) مذکر- رکن کی جمع- ستون جس پر کسی بنا کا مدار ہو- جیسے ارکان دولت وغیرہ-

اعضای رئیسہ | اصطلاح- مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر عجم دل و دماغ و جگر و معدہ- صاحب غیاث و انند ہم ذکر این کردہ گوید کہ دل و دماغ و جگر وغیرہ باشد **مؤلف** عرض کند کہ معنی حقیقی این عضوہای کہ سردار ہمہ اعضاست و باصطلاح طب کنایہ از دل و دماغ و جگر وغیرہ (اردو) اعضاے رئیسہ- بقول امیر دل اور جگر اور دماغ وغیرہ- نہ معلوم آپنے بعوض معدہ صرف وغیرہ پر کیون اکتفا فرمایا- صاحب آصفیہ نے اسکو ترک فرمایا ہے جہانتک ہم خیال کرتے ہین اردو مین اس کے لئے کوئی خاص لفظ نہین ہے بجز اسکے کہ یہی لفظ اردو مین مستعمل ہے-

اعضای مجلس | استعمال- مرکب اضافی- در روزمرۂ معاصرین عجم بمعنی اراکین مجلس مستعمل- صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و بمعنی اہل مجلس نوشتہ (اردو) ارکان مجلس یعنی وہ لوگ جو کسی جلسہ مین بطور رکن مقرر ہون-

اعلام | بقول بہار بمعنی آگاہانیدن و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل **مؤلف** گوید کہ بقول منتخب

بکسر اول لغت عرب است بمعنی آگاه گردانیدن (الخ) فارسیان بمعنی حاصل مصدر یعنی آگاہی استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصادر رفرس مرکب سازند که در ملحقات می آید۔ (اردو) اعلان۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ اطلاع۔ بقول امیر (عربی)۔ مونث۔ دیکھو اطلاع

اعلام بخشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی مطلع کردن و اطلاع دادن است (ابوالفضل ـ نثر) "انچه در هر باب بخاطر رسد اعلام بخشند" (اردو) اطلاع دینا آگاه کرنا۔ آگاہی بخشنا۔

اعلام دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده مرادف اعلام بخشیدن است که گذشت (عطار نیشاپوری ـ) شیخ را اعلام دادند از درون ﴿ کامد آن دختر ز ترسائی برون (انوری ـ) نور رایت نجوم گرد تراﷺ از جواد ث همیدهد اعلام ﴿ (اردو) اطلاع دینا۔

اعلام فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده مرادف اعلام بخشیدن است که گذشت (خسرو ـ نثر) قاضی عالم علما را اعلام فرمود تا در مجلس علم حاضر شوند" (اردو) دیکھو اعلام بخشیدن۔

اعلام کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده۔ مرادف اعلام دادن است که گذشت سلمان ساوجی ـ) جای آنست که بر حال منش رحم آید ﴿ حالت من بخیالش اگر اعلام کنند (انوری ـ) فیض عقلت نفوس انجم را ﴿ بر سعادت همی کند اعلام ﴿ (اردو) دیکھو اعلام بخشیدن

اعلام نامه استعمال معاصرین عجم کاغذی را باین نام موسوم کنند که بنام حکام مقامی بطور اطلاعنامه بفرستند۔ صاحب یوسف تبارج استعمال این کرده "تمامی ولایت حکام اعلام نامه و حکم موکد بفرستند که بعد ازین هرگز بدون تجویز شرع شریف مسلمانی را بمو رد مواخذه

نیا ورند" (اردو) فرمان - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - شاہی حکم - حکمنامہ - منشور -

اعلان بکسر اول - لغت عرب است - بقول منتخب بمعنی آشکارا کردن - فارسیان این را بہ معنی حاصل بالمصدر یعنی اشتہار استعمال کردہ اند کہ معنی مجازی است و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب ساختہ اند کہ در ملحقات می آید (اردو) اشتہار - بقول امیر - عربی - مذکر - اعلان - نوٹس فرمایا ہے کہ اوس چھپے ہوے کاغذ کو بھی کہتے ہین جس مین کسی امر کا اعلان ہو

اعلان یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مشہور شدن و شہرت یافتن است (نصیر ہمدانی نثر) ہر ستایش کہ اعلان یافتہ بہ سجل قاضی القضاۃ مسجل " (اردو) اعلان ہونا - شہرت پانا - امیر نے لفظ اعلان کے ذیل مین اسکی سند دی ہے (ناصر ۹) قتل مجھکو کیا اچھا ہوا احسان ہوا ؛ پر برا ہوگا ترے حق مین جو اعلان ہوا ؛

(۱) اعمای فطری اصطلاح - صاحب غیاث ذکر (۱) کردہ گوید کہ بفتح اول و میم مفتوح **(۲) اعمی فطری** و فای مکسور بمعنی کور مادرزاد است و صاحب بحر عجم (۲) را بہ ہمین معنی آوردہ مؤلف گوید کہ اعما بقول منتخب بالکسر لغت عرب است بمعنی کور کردن و اعمی بالفتح و میم مفتوح و در آخر الف بصورت یا بمعنی نابینا - صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ فارسیان بحالت اضافت اگر در آخر مضاف الف یا واو یا ہای مختفی یا یای معروف باشد در صورت اول و ثانی بعد از الف و واو یای مکسور زیادہ کنند چنانکہ سرای من ، خوی او و در صورت ثالث و رابع بعد ہا و یا - ہمزۂ مکسور زیادہ نمایند چنانکہ پیالۂ مس و انگشتری سیم (الخ) مؤلف عرض کند کہ صاحب تحقیق در قاعدۂ آخر الذکر تسامح فرمودہ است ہر گاہ در آخر مضاف یای معروف باشد

باشد۔ ضرورت از دیاد ہمزہ بر یا اصلا نیست کہ اضافت کسرہ کافی است چنانکہ انگشتری سیم
اگر ہمزہ بر یا زیادہ کنیم لازم آید کہ در رسم الخط ہم صورت یای دیگر پیدا کنیم ہمچون (ئی) و این قسم یا
کہ فی الحقیقت شکل دو یا دارد در رسم الخط انگشتری سیم اصلا دخل ندارد و صراحت کامل این قاعدہ
بر لفظ مرکب آید کہ بذیل لفظ اضافت وعدہ کردہ ایم بالجملہ آنانکہ در (۱) یای اول بعد الف مقصورہ
اعمی زیادہ کردہ اند بقاعدۂ اول رفتہ اند و آنانکہ در (۲) یای اول را اضافت بشکل کسرہ دادہ اند
یای اصلی را نگاہداشتہ اند و بر تسامح صاحب تحقیق کاربند نشدہ اند ولیکن بخیال ما در رسم الخط
(۳) الف کوچکی بر یای اعمی نوشتن خطاست باید کہ (اعمی فطری) ہمچون (موسی عمران)
نویسیم یا پابند رسم الخط (۱) شویم فتامل (اردو) (او ۲) جنم اندھا۔ صاحب آصفیہ نے
اس کا ذکر کیا ہے۔ کور مادر زاد۔ پیدائش کا اندھا۔

اعیان | لغت عرب است بفتح اول وبقول صاحب منتخب بمعنی بزرگان وچشمان و اشیائے
ذوات موجودہ در خارج۔ فارسیان این را مجازاً بمعنی مخصوصان استعمال کنند و بالغات دیگر
مرکب ہم کہ در ملحقات آید (انوری ــہ) بارگاہش ز بزرگان وز اعیان پر شد؛ او نہ بر عادت
خود روی نہان کردہ چرا است؛ (ولہ ــہ) در گہت مقصد ارکان ور و بار حجاب؛ محلست
ملجا ر اعیان وور در مدح و غزل؛ معاصرین عجم ہم در رزم و خود بہمین معنی بر زبان دارند مثال صاحب
رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار این را بمعنی معززین نوشتہ و صاحب لنگران ہم استعمال
این کردہ "از دو طرف اعیان و نجبای لنگران صف کشیدہ اند" (اردو) مقربین اور معززین۔

(۱) اعیان دولت	استعمال۔ مرکب	(۲) اعیان روزگار	اضافی است۔

(۱۵۸۶)

(۱) بقول صاحب آنند بحواله فرہنگ فرنگ بالفتح ارکین سلطنت و وزرا و امرای ریاست و (۲) استادان و مشاہیر روزگار چنانکه انوری گفته (ع) ای در ہنر مقدم اعیان روزگار	در نظم ونثر اخطل وحسان روزگار ﴿(اردو) (۱) اعیان دولت - ارکان دولت - امرا اور وزرا کو کہتے ہیں (۲) استادان فن مشاہیر زمانہ - مذکر -

الف مقصوره با غین معجمه

(الف) اغار	(الف) بقول برہان و ناصری بروزن شرار (۱) بمعنی برانگیخته
(ب) اغارد	و تحریک کرده و (۲) نم کشیده وخیسیده و (۳) آمیخته و (۴) سرشته
(ج) اغاردن	مؤلف گوید که (الف) در ممدوده گذشت و به تحقیق ما اسم جامد
(د) اغاریدن	زبان فارسی است به معنی نم وصاحب رشیدی هم ذکرش کرده ممدوده

ومقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب ولہجهٔ مقامی است وسندی که برای این معنی از حکیم عنصری ہمدرانجا مذکور است در مصرع ثانیش آغار را به ممدوده ومقصوره ہردو توان خواند (و ہو ہذا ع) عقیق وار بود این زمین زبس کز خون ﴿ بروی دشت و بیابان فرو شده است اغار ﴿ پس معنی دوم حقیقی است ومعنی سوم وچہارم مجاز آن که نم کشیدن پارچه یا زمین من وجه تعلق دارد از ہردو معنی مذکور نسبت معنی اول خیال ما این است که فارسیان این را از لغت عرب اَغارة گرفته باشند که بالکسر بمعنی تاخت وتاراج کردن آمده و اَغرا بالکسر در عربی بمعنی برانگیخته کردن ہم - پس جا دارد که فارسیان از اَغارة تای آخر را حذف کردند یا اَغرا را به تقدیم وتاخیر دو حرف آخر اغار کرده بمعنی تحریک وبرانگیختگی استعمال کردند و اختلاف حرکت

اوّل چیزی نیست و معنی اوّل متعلق است از ہمین - ولیکن آنچہ محققین بالا در ہر چہار معانی بالا
معنی مفعولی گرفته اند تسامح ایشان مبنی نباشد که آغار را مخفف آغاره و آغاره را مخفف
آغارده خیال کرده باشند و خیال شان بسوی اسم جامد نرفت و سندی پیش نه شد که تائید
دعوی شان می کرد بالجملہ تحقیق ما ہمین است که (الف) (۱) بمعنی تحریک و اغوا و (۲) بمعنی نم
وخیسیدگی و (۳) بمعنی آمیزش و (۴) بمعنی سرشت است اگر سندی بدست آید که در آن
استعمال آغار بمعنی مفعولی باشد در آن صورت می توانیم خیال کرد که بدین معنی مخفف آغارده
باشد که مفعول مصدر آغاردن است - حالانیست (ب) عرض کنیم که اگر رای مهمله را ساکن
گیریم ماضی مطلق است از (ج) و اگر مفتوح گیریم مضارعش و (ج) و (د) مصدریست
که از اسم جامد آغار ساخته اند یعنی بر (الف) علامت مصدر (دن) زیاده کردند و در (د)
یای معروف قبل علامت مصدر ہم که مطابق قاعدۂ فارسیان است که ذکرش بر اسم مصدر گذشت
پس (ج) و (د) بقول صاحب بحر بر ہر چہار معنی مصدری اسم مصدر شامل است یعنی (۱)
برانگیختن و تحریک کردن و (۲) نم کشیدن و خیسیدن و (۳) آمیختن و (۴) سرشتن و ہر دو مصدر
(کامل التصریف) صاحبان ضمیمہ برہان و شمس و مؤید ذکر (ج) کرده اند و صاحب مؤید ذیل
(ج) ذکر (د) ہم باختصار معانی - پس امر ہر دو آغار و حاصل بالمصدر ہر دو بر وزن امر باشد -
(اردو) الف (۱) برانگیختگی - ابہارنا - اکسانا کا اسم - امیر نے ابہار کا ذکر فرمایا ہے بمعنی اُٹھان
اُسچائی اور اکساؤ کو ترک فرمایا ہے - اغوا اور برانگیختگی کہ سکتے ہین - صاحب آصفیہ نے تحریک
برانگیختگی کا ذکر کیا ہے - اور امیر نے اغوا کا ذکر کیا ہے (۲) نم - مذکر - نمی - مؤنث - بقول آصفیہ (فارسی)

رطوبت - گیلاپن - تری (۳) آمیزش - بقول امیر - مؤنث - میل - آمیختن سے حاصل بالمصدر (ظفر ۵) خدا جانے کہ سینے مین مرے کیا زنگ ہے دل کا ٭ نظر آتی ہے کچھ آمیزش خون آج آنسو مین ٭ (۴) سرشت - بقول آصفیہ - مؤنث - خمیر (ب) ماضی یا مضارع اون تمام معنون مین جو (ج) پر بیان ہونگے - (ج) (۱) برانگیختہ کرنا - ابھارنا - اکسانا - (۲) گیلا ہونا - بھیگنا نمناک ہونا (۳) ملنا - ملانا - (۴) گوندھنا -

اغاز بقول برہان دجامع بروزن نماز بازای ہوز (۱) بمعنی قصد و ارادہ و (۲) صدا و ندا و (۳) ابتدای ہر کار - صاحب جہانگیری گوید کہ ہمانست کہ در ممدودہ گذشت صاحب ناصری بر معنی اول و دوم قانع صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است آغاز را بمعنی سوم لغت فارسی گفتہ و صاحب شمس بمقصورہ و ممدودہ مؤلف عرض کند کہ سند این ہرسہ معنی بالا بر ممدودہ گذشت حیف است کہ سند استعمال این بمقصورہ پیش نشد معاصرین عجم در عجلت مکالمہ البتہ استعمال این بمقصورہ کنند ولیکن در تحریر و تقریر شان اکثر بممدودہ می آید جز این نیست کہ اسم جامد زبان فارسی است و معنی اول حقیقی و سوم مجاز آن یا بالعکس آن یا اول و سوم ہردو را حقیقی گیریم و نسبت معنی دوم عرض کنیم کہ مبدل آواز است کہ بقاعدۂ فارسی واو بہ غین معجمہ بدل شود ہمچون کاوشہ و کاغنہ کہ بقول برہان جانوریست سرخ و زہر دار کہ فالیز را ضائع کند و ہمدر آنجا پیدا شود بالجملہ متحقق شد کہ این اسم جامد و اسم مصدر اغازیدن است کہ می آید و (۴) صیغۂ امر ہم باشد از ہمین مصدر (اردو) دیکھو آغاز -

اغازدہ بقول صاحب شمس لغت فارسی است بہ معنی جائۂ تنگ پارہ پارہ دیگر کسی از محققین

با او نیست و این معنی مفعولی صحیح نه شود تا آنکه آغاز دن با مصدری بمعنی پاره پاره کردن جامه نگیریم و این نیاده و کسی از محققین فرس ذکر این نه کرده و نه سندی از برای استعمالش بنظر نگذشت معاصرین عجم بر این لغت خنده می زنند و گویند که صاحب شمس آفریده است اعتبار را نشاید (اردو) پھٹا ہوا تنگ لباس - مذکر -

اغازه | بقول برہان و ناصری و جامع بر وزن نمازه (۱) افزاریست کفش دوزان را - مصاحب شمس فرماید که در بعض از فرہنگہا مرقوم است که (۲) دوالی را گویند که کفشگران و موزه دوزان در میان درز روی کفش و موزه نهاده دوزند تا آب و خاک درون کفش و موزه در نیاید به تحقیق ما که در ممدوده بر لغت آغاره به رای مهمله کرده ایم ثابت شد که به زای معجمه است بمعنی اوّل و دوم هردو - ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است و آغاز و اغاز بمعنی ابتدای هر کار گذشت پس آغازه آلتی را که نام کردند که بعد از آنکه کفش درست شود کفشگران آنرا توی کفش گذارند که بعوض پا داخل کفش می باشد و صورتش را درست کند و آغازه استعمال آن از همین آغاز می شود و اہل ہند این را سانچہ گویند - صراحت کامل این و تعریف کامل معنی دوم هم در ممدوده بر آغاره مذکور شد که آغاز کفش پوشیدن از همین آغازه می شود یعنی اوّل پای داخل آغازه شود و پس از آن در کفش و آغازه جزو کفش است (اردو) دیکھو آغاره -

اغازیدن | بقول صاحب بحر عجم مخفف آغازیدن است که در ممدوده گذشت مؤلف گوید که شامل بر همه معانی آن یعنی قصد و اراده کردن و ابتدا کردن (کامل التصریف) و مضارع این اغازد و امر این اغاز و حاصل بالمصدر این بر وزن امر - اگرچه این مرکب است از اسم مصدر

(اغاز) و یای معروف و علامت مصدر رد آن و آغاز کہ گذشت شامل است بر معنی آواز ہم ولیکن در مصدر استعمال معنی مذکور یافتہ نشد۔ صاحب شمس بر معنی دوم قانع (اردو) دیکھو آغازیدن۔

| اغ اغ | بقول صاحب بحر عجم بضم ہر دو الف۔ آواز گلو کہ در وقت غرغرہ یا غوطہ خوردن |

ظاہر شود۔ بہار گوید کہ بضم ہر دو ہمزہ و تشدید غین اول آوازیکہ در گلو گردد در وقت غرغرہ کردن و مانند آن (ملا فوقی یزدی ؎) بود تکرار نیت در وضو نیت بکشی در آب تا صد بار رویت بکنی از غسل تا خود را نمازی بہ نوای اغ اغ را کوک سازی: خان آرزو ہم در چراغ ذکر این کردہ مولف گوید کہ ماخذ این صدای فطری است دیگر ہیچ و فارسیان این صدا را بلفظ کشیدہ اند (اردو) اغ اغ ایک فطرتی آواز جو غرغرہ یا غوطہ کے وقت گلے سے نکلتی ہے جس کو فارسیون نے ملفوظ اور استعمال کیا ہے

(الف) اغال	(الف) بقول ضمیمۂ برہان بر وزن وبال امر بشورانیدن و تحریص نمودن
(ب) اغالش	بجنگ و خصومت۔ صاحب دری و پہلوی ہمد ودہ فرماید کہ بمعنی اغوا است
(ج) اغالید	یعنی کسی را باکسی بخصومت افگندن و صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است
(د) اغالیدن	اغالق را کہ مصدر زبان ترکی است بمعنی اغویہ نوشتہ بخیال ما این مبدل

اغار است کہ گذشت یعنی اسم جامد۔ فارسیان رای مہملہ را بلام بدل کنند چنانکہ چپارہ و چپال و ماخذ اغار بجایش ذکر کردہ ایم۔ پس بخیال ما (الف) را بر ہمہ معانی اغار شامل توان گرفت ولیکن استعمال این صرف برای معنی اوّل آمدہ کہ صراحت آن بر معنی اول اغار کردہ ایم و ہمین معنی بر معنی اوّل و دوم آغال در ممدودہ ہم گذشت و ہم اغال صیغہ امر است از (د) حالا عرض می شود نسبت (ب) کہ این حاصل بالمصدر (د) است و اغالید یعنی (ج) ماضی مطلق از (د) و (د) مصدر یست کہ

بقاعدۂ فارسی بزیادت یای معروف و علامت مصدر بر (الف) وضع کردہ اندکہ بقول صاحب بحر عجم مخفف آغالیدن است کہ در ممدودہ گذشت (کامل التصریف) ومضارع این آغالد بالجملہ این قدر تحقیق شد کہ الف مبدل اغارد (د) مبدل اغاریدن است ومخفف آغال وآغالیدن چنانکہ اغار مخفف آغار در ممدودہ گذشت ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب ولہجۂ مقامی است اگرچہ بر آغال بالف ممدودہ معانی متعددہ بیان شد ولیکن صاحبان تحقیق برای (الف) بر یک معنی قناعت کردہ اند احتیاط شان است کہ سند ہمین یک معنی تحریک واغوا برای الف یافتہ باشند یا استعمال فرس ہمچنین باشد کہ با ممدودہ بمعانی متعددہ آمدہ ومقصورہ صرف برای یک معنی مخصوص وہم ازین قبیل است فرق معانی آغار واغار بمقابلہ آغال واغال واین چیزی نیست وموثر بر ماخذ نباشد کہ صراحت آن بر آغار گذشت زیرا کہ درین ہر چہار اسما معنی حقیقی تحریک واغوا وبرانگیختگی بلا لحاظ ممدودہ ومقصورہ وتبدیل حروف موجودہ است پس در لغاتیکہ ورای این یک معنی۔معانی دیگر ہم باشد آن را مجاز توان گرفت بالجملہ الف اسم جامد واسم مصدر است بمعنی تحریک واغوا (ب) حاصل بالمصدر (ج) ماضی مطلق و (د) مصدر ش بمعنی برانگیختن ودیگر معانی کہ صراحت آن در ممدودہ بر آغال وآغالیدن گذشت محاورہ آن (اردو) (الف) دیکھو آغال (ب) آغالش (ج) مصدر اغالیدن کا ماضی (د) دیکھو آغالیدن۔

اغانی سرای	اصطلاح۔بقول صاحب بحر عجم وضمیمہ برہان بمعنی خوانندگی وسرودگی

وخوش خوانی صاحب انند فرماید کہ سرودگوی وخوش خوان باشد ہم او بر اغانی گوید کہ

بالفتح وکسر نون لغت عرب است جمع اغنیه و سازمی را گویند که بی نفخ دم می نوازند مثل چنگ و رباب برخلاف مزمار که آنرا بنفخ دم نوازند مثل نی و موسیقار پس فارسیان اغانی سرای را که اسم فاعل ترکیبی است کنایةً بمعنی سرود خوش گوی و خوشخوان استعمال کرده اند وصاحب هفت هم ذکر این کرده اگر یای تحتانی دوم را معروف و بر و همزه گیریم در انحالت بمعنی خوش خوانی باشد (اردو) اچھا گانے والا - خوش آواز - گویا - مذکر -

اغرا | بهار ذکر این کرده از معنی ساکت و بر حاشیه اش نوشته که بر انگیختن سگ را به صید و بر آغالیدن میان دو سگ باشد مؤلف گوید که بالکسر لغت عرب است - و بقول صاحب منتخب بر انگیختن و بر غلانیدن ﷺ بهار از میر خسرو سندی بدست آورده که در ان استعمال ----------

اغرا کردن | بمعنی بر انگیختن است (ــ۵) چند مژگان را بخون اغرا کنی ؛ خانه زنبور شورانیده گیر ؛ انچه صاحب حاشیهٔ بهار بطبع آزمائی خود تلافی مافات کرده است محتاج غور است (اردو) دیکھو (۱) اغار (۲) اغاریدن -

اغراض | بالفتح بقول صاحب بول چال بمعنی اسباب و فرنیچر است معاصرین عجم استعمال این کنند مؤلف عرض کند که لغت عربی است و بقول صاحب منتخب جمع غرض بدینوجه که اسباب و تخت و کرسی متعلق به اغراض خانه داریست فارسیان این را مجازاً بدین معنی استعمال کردند (اردو) خانه داری کا سامان - میز - کرسی - فرنیچر - وغیره -

اغرسطس | بقول برهان بفتح اول و ثانی و سکون را و فتح سین بی نقطه و کسر طای حطی

وسین سعفص ساکن بلغت رومی وبقول بعض بلغت یونانی حرشف است کہ بفارسی بید گیاہ و کز نارک خوانند وبعربی ثمر الطرفا - صاحبان ہفت وانند ہم ذکر این کردہ اند - صاحب محیط گوید کہ ثیل باشد و برثیل فرماید کہ لغت عرب است بحوالہ حواشی عراقیہ نوشتہ کہ لغت فارسی است و ہم بفارسی بید گیاہ و بیونانی اغرسطس وبہندی مجھیچی - اہل طبرستان بید واش نامند نبات معروف است سرد وخشک در اوّل باقوت قابضہ وگویند معتدل طبیع آن جہت قروح شانہ وعسر البول نافع ومنافع بسیار دارد (الخ) (اردو) صاحب جامع الادویہ نے مجھیچی پر لکھا ہے کہ ایک جھیتہ دار گہانس ہے نہایت چھوٹی پتی کی قابض اور کوڑھ کو مفید اور امراض جلدی کو فائدہ بخش ہے - طبیعت مین سرد - وثمرۃ الطرفا پر بڑی مائین کا اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ سرد وخشک - قابض - نافع اورام - صاحب محیط نے مجھیچی پر ثیل کا حوالہ دیا ہے اور ثمر الطرفا اور طرفا پر اثل کا اشارہ فرمایا ہے - پس ہماری راے مین اسکا ہندی نام مجھیچی ہی صحیح ہے -

اغرہ بقول صاحب برہان وہفت بضم اول بروزن نقرہ (۱) ریشی باشد کہ در شکم وگردن مردم بہم رسد وآنرا بعربی نکفہ گویند وبفتح اوّل (۲) مجمع سلاطین وحکام واشراف باشد و (۳) بمعنی بادگیر و (۴) جائیکہ باد بسیار بود خان آرزو در سراج بر معنی اول قناعت کردہ نسبت معنی دوّم گوید کہ خالی از تردد نیست صاحبان رشیدی وسروری تصدیق معنی اوّل کنند - صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی است - صاحب جامع این را بہ زای ہوز نوشتہ و ذکر ہر سہ معنی کردہ بخیال ما غلطی کتابت باشد وبس کہ صاحب ہفت رای مہملہ را

بصراحت نوشته وکتابت دیگر همه محققین هم بار است مؤلف عرض کند که محققین ترکی وعربی
ازین لغت ساکت اند جز این نیست که این اسم جامد زبان فارسی باشد بمعنی اول ومعنی سوم
مجاز آن که غرفه وسوراخ دیوار هم زخم دیوار را ماند ومعنی چهارم مجاز معنی سوم ولیکن معنی دوم
هیچ تعلق از معنی حقیقی ومجازی ندارد ومعنی دوم البته درست می شود بازای هو چنانچه
صاحب جامع نوشته حیف است که سند استعمال هم پیش نشد وبجز صاحب برهان وهفت و
جامع دیگر کسی از محققین فرس ذکر دیگر معانی نکرد وجا دارد که فارسیان غرّه را که بالضم
لغت عرب بمعنی ماه وسید قوم (وسپیدی پیشانی اسپ بزرگتر از درمی) واول بهتر از هر چیز است
بزیادت الف وصلی در اولش اغره کرده مجازاً بهر سه معنی اول الذکر گرفته باشند که در معنی
اوّل جراحت خاص هم مشابه داغ سپید پیشانی اسپ است ودر معنی دوم مجمع سلاطین
وحکام واشراف مجاز ماه وسید قوم ودر معنی سوم غرفه وبادگیر هم مشابه ماه وداغ سپید پیشانی
اسپ ومعنی چهارم مجاز معنی سوم باشد والله اعلم (اردو) (۱) فارسیون نے گردن اور پیٹ
کے زخم کو اغره کہا ہے (۲) شرفا اور سلاطین اور حکام کے مجمع کو بھی فارسی مین اغره کہتے ہین
(۳) دریچہ - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - کھڑکی - غرفہ - چھوٹا سا دروازہ - (۴)
بہت ہوادار جگہ - مؤنث -

(الف) **اغری** | بقول بہار وارستہ بالضم وغین معجمہ ورای مہملہ ویای معروف بترکی دزد
باشد چنانچہ از نصاب ترکی واہل زبان بتحقیق پیوستہ وبآز اغری بمعنی کہ تعلیم توشیچیان برای صید
مرغابی سر آب فرو بردہ بر روی آب رود ومرغابیان جنس خود راشمردہ آگاہ نشوند وچون نزدیک

رسد ناگہان چنگل بخون مرغابیان ترکند (داراب بیگ جویا ؎) ای شوخ تو تیچی کہ زبیم
خوی تو بپا اغری دویدہ بازنگاہم بسوی تو۔ مؤلف گوید کہ بقول صاحب لغات ترکی اوغری بہ
تفخیم ضمۂ ہمزہ و سکون غین معجمہ و بکسر رای مہملہ و سکون یای تحتانی بمعنی وزد باشد و صاحب مؤید
ہم بذیل لغات ترکی ذکر آغری بالضم بدون واو علامت ضمہ کردہ و بخیال ما (ب اغری دویدن)
کہ از کلام داراب بیگ جویا۔ حاصل می شود۔ مصدر مرکب و بمعنی مخفی دویدن و وزدانہ دویدن است
پس ما را در فارسی از لفظ مجرد اغری کاری نیست فارسیان این لغت را با مصدر دویدن مرکب
کردہ بمعنی خاص گرفتہ اند و ہمین استعمال مرکب مقصود ماست نہ مفرد اغری (اردو) (الف) چور
مذکر (ب) چھپ کر دوڑنا۔ چوری سے دوڑنا۔

اغریا بقول برہان و ہفت بر وزن صفیا بلغت یونانی کوہ را گویند کہ بعربی جبل خوانند (اردو)
پہاڑ۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ جبل۔ کوہ۔

اغریث بقول برہان بکسر اول و ثالث بتحتانی رسیدہ و رای بی نقطہ مفتوح بثای مثلثہ
زدہ نام برادر زادۂ افراسیاب بن پشنگ بن تور بن آفریدون است کہ بجہت موافقت ایرانیان
بر دست برادر کشتہ شد۔ خان آرزو در سراج بذکر این فرماید کہ بہ تای فوقانی باشد کہ ثای مثلثہ
در فارسی نیامدہ و آنچہ وجودش در دو کلمۂ فارسی گفتہ اند بہ تحقیق نرسید۔ صاحب ناصری ہمچنانش
و صاحب شمس این را لغت عرب گوید بخیال ما ہم این لغت غیر زبان فرس است (اردو)
اغریث۔ برادر افراسیاب کا نام ہے جو ایرانیون کی موافقت کی وجہ سے اپنے
بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اغریوس بقول برہان وانند بفتح اول وضم واو وسکون سین بی نقطہ یونانی صحرا وبیابان را گویند (اردو) جنگل۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ صحرا۔ بیابان۔ مذکر۔

اغسطوس بقول برہان وہفت بفتح اول وثانی وسکون سین بی نقطہ وطای حطی بواو رسیدہ وسین سعفص نام بادشاہ اول است از بادشاہان قیاصرۂ روم واورا ازان جہت قیصر گفتند کہ مادرش بوقت ولادت بمرد وشکمش را اشگافتند واورا برآوردند وبزبان رومی این چنین شخصی را قیصر خوانند۔ بسقوط سین اول ہم بنظر آمدہ وبہ تحقیق ما لغت یونانی است (اردو) اغسطوس۔ قیاصر روم سے پہلے بادشاہ کا نام تھا۔

(الف) اغشتن (ب) بقول برہان وہفت باول وثانی مفتوح وسکون شین قرشت وفتح

(ب) اغشتہ فوقانی بمعنی آمیختہ وآلودہ وترکردہ۔ صاحب جامع گوید کہ مخفف آغشتہ باشد کہ در ممدودہ گذشت **مؤلف** عرض کند کہ اسم مفعول (الف) است ازینجاست کہ ما (الف) را قائم کردہ ایم کہ مصدر (ب) باشد۔ صاحبان تحقیق ومحققین مصادر این را با الف مقصورہ ذکر نکردہ اند وبممدودہ گذشت وصراحت معانی متعددہ ہم ہمدرانجا مذکور۔ ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب ولہجۂ مقامی است۔ بخیال ما آغشتن بحذف الف ثانی مخفف آغاشتن است یا آغاشتن را بزیادت الف دوم مزید علیہ آغشتن گیریم ہر دو یکی است واغشتن بمقصورہ ہم مرادف یا مخفف آغشتن باشد واسم این مصدر ہمان لفظ آغار است کہ ذکرش با مصدر آغاردن گذشت کہ بمعنی نم آمدہ۔ فارسیان آغار را بحذف الف دوم اغر کردند ورای مہملہ را بقاعدۂ خود با شین معجمہ بدل ساختند۔ چنانکہ در انگاردن وانگاشتن کہ می آید وپس ازان (تن) علامت مصدر را

بہ وزیادہ کردہ آغشتن یا اغشتن مصدری ساختند بمعنی حقیقی (۱) ترشدن وکردن و (۲)
آمیختن و (۳) آلودہ شدن وآلودہ کردن و (۴) سرشتن و (۵) پرکردن چیزی بزور
در بجائی۔ این ہمہ معانی بر آغشتن گذشت ومخفی نیست کہ معانی (۲ تا ۵) بر سبیل مجاز متعلق
بمعنی (۱) توان گرفت فتامل۔ وواضح باد کہ یک مصدر را بمعنی لازم مخصوص کردن یا بمعنی لازم
ومتعدی ہردو گرفتن متعلق بہ استعمال فرس است کہ قیاس را دخلی درو نیست وخصوصیت
علامت مصدر دن بمقابلہ تن یا بالعکس آن مبنی بر قاعدہ ایست کہ ذکرش بر تن ودن آید لاردو
(الف) دیکھو آغشتن (ب) دیکھو آغشتہ۔

اغل | بقول برہان وناصری بفتح اول وکسر ثانی وسکون لام جائی باشد در کوہ وصحرا کہ
بجہت خوابیدن گوسفندان سازند۔ صاحب جامع فرماید کہ مخفف آغل است۔ صاحب
جہانگیری از مولوی معنوی سند آوردہ (ص) غم مخور ید ہر شتررہ نبرد درین اغل ؛ زانکہ
بہ پستی اندو ما بر سر کوہ بر شرف ؛ صاحب کنز این را لغت ترکی گفتہ کہ با یای اظہار کسرۂ اغیل
است بمعنی حظیرہ وبحذف تحتانی آغل ہم آمدہ بہ کسر غین معجمہ وحظیرہ بقول منتخب لغت عربیست
بمعنی جائیکہ خرما خشک کنند ومحوطہ از چوب ونی خاریست کہ از برای حیوانات سازند صاحبان
انند وشمس این را لغت فارسی گفتہ اند مؤلف گوید کہ ہمین لغت ورممدودہ گذشتہ است
وآغال ہم بہمین معنی ہمدرانجا مذکور وبعضی از محققین آغول را ہم بہ ہمین نوشتہ اند کہ ذکرش
در ممدودہ کردہ ایم بالجملہ آغیل ومخفف آن آغل لغت ترکی است بمعنی عام محققین فرس
تصرف خفیف درمعنی کردہ اند ولیکن سندی کہ پیش شدہ ہست از ان تخصیص گوسپندان ظاہر نمیشود انخصوصیت

تعمیم معنی بیان کردۂ صاحب کنز را در فارسی هم گیریم پس آغال مبدل آغل و آغول مبدل آغال باشد یا آورا و آغول نیز اندگیریم همچون شغل و شغول که فارسیان یای تحتانی را بالف و الف را به واو بدل کنند همچون ریمان و ارمغان و تاغ و توغ (اردو) دیکهو آغل اور بلحاظ تعمیم معنی وہ جگہ جو چارپایون کے قیام کے لئے بنا دیتے

اغلانیدن | بقول صاحب شمس سخت پر شور انیدن فرماید که بد و قصر هر دو آمده دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که بخیال ما یا اینکه در کتابت تسامح شده که آغالانیدن را اغلانیدن نوشته یا بحذف الف دوم مخفف آغالانیدن است که گذشت بهر دو صورت اسم مصدر این آغال باشد و مصدر این آغالیدن و بقاعدۂ متعدی آغالانیدن ما بر آغال حقیقتش بیان کرده ایم که مبدل آغار است و صراحت کامل معنی این بر آغالیدن کرده ایم ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است باقی حال استعمال اغلانیدن را سندی باید (اردو) دیکهو آغالانیدن کے پہلے معنی -

اغلیسون | بقول برہان و ناصری و جامع و سراج و ہفت باسین بے نقطه بر وزن افریدون قوس قزح را گویند - صاحب جہانگیری این را در خاتمۂ کتاب بذیل دستور نہم در لغات غریبه نوشته - صاحب انند صراحت کرده که این لغت فارسی است مؤلف گوید که از وضع لغت می کشاید که لغت یونانی باشد یا ترکی ولیکن در لغات ترک و یونانی یافتیم چارۂ نیست جزین که اسم جامد زبان فارسی گیریم (اردو) قوس قزح - بقول آصفیہ (عربی) اسم - مؤنث - وہ کمان جو ابرمین رنگ برنگ کے رنگون سے بنی ہوئی دکھائی دیتی ہے - آفتاب کے رنگ برنگ شعاعون کے بخارات آبی مین رکہنے سے جو قوسی صورت

پیدا ہوتی ہے اسے قوس قزح کہتے ہین۔ کمان شیطان۔ کمان رستم۔ دھنک۔

اغلیقی | بقول برہان وہفت بفتح اول وقاف تحتانی رسیدہ بلغت یونانی ترکیبی است کہ آن را بفارسی پختہ جوش گویند و آن شرابیست کہ با اجزای چند جوشانیدہ اند و میفختج ہمانست و بکسر اول نیز آمدہ و برپختہ جوش فرماید کہ شیرۂ انگور نفیس را باگوشت برہ فربہ در دیگ کنند و تاثی ادویہ را نیم کوفتہ در کیسہ کنند و در دیگ اندازند و بجوشانند تاگوشت مہرا شود و صاف کردہ بنوشند۔ صاحب محیط بر اغلیقی گوید کہ آن اغلیقن است و بر اغلیقن نوشتہ کہ بیونانی بمعنی شیرین وہ مراد ازان میفختج معروف بدوشاب باشد و بر دوشاب فرماید کہ اسم فارسی است و گویند کہ میفختج باشد یا آب انگور چون نخین گردد و گویند شیرۂ خرما بالجملہ شامل دوشاب انگوری است وخرمائی و توت سفید و امثال آن و از مطلق آن انگوری وخرمائی (و ترکیب تیاری این ہم می نویسد) و فرماید کہ گرم در دوم و تر در آخر اول۔ مولد خون صالح و مسمن بدن و مفتح سدد و منافع بسیار دارد و ہم او برپختہ جوش لفظ بلفظ نقل عبارت برہان کند و صراحت آن ادویہ نکند کہ در کیسہ کنند و بر میفختج نوشتہ کہ معرب می پختہ فارسی است و بیونانی اغلیقن بمعنی عقید العنب و آن انگور است کہ در جوش کردن زیادہ اند و ثلث آن بسوزد و مائل تبرشی باشد و گاہی دران ہیل و جوز بوا و قرنفل و امثال اینہا اضافہ می نمایند گویند طبیعت ان گرم و خشک در اول است موافق سینہ و ریہ و چیچک و حصبہ و ملین طبع و محرک باہ (اردو) فارسیون نے پختہ جوش اوس انگوری شراب کو کہا ہے جو اور ادویہ کے ساتھہ گوشت کو شریک کرکے بنائی جاتی ہے۔

اغماض بکسر اوّل لغت عربست وبقول منتخب چشم پوشیدن وآسان گرفتن در معامله فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی چشم پوشی و بی پروائی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکّب سازند (اردو) اغماض - بقول امیر- عربی - مذکر- چشم پوشی - بے پروائی (ظفر ۵) دم آیا میرا آنکھوں میں نہ دیکھا آنکھ بھر تو نے ؛ تغافل اسقدر اغماض اتنا مہربان او ہو

اغماض بود ز عفو بالا مثل - این مثلی است که معاصرین عجم برای اظهار خوبی اغماض می زنند و مرادف و بالاتر از (ع) در عفو لذتیست که در انتقام نیست نو باشد - صاحبان امثال ایرا ترک کرده اند که بر محاورهٔ زمانهٔ حال کم توجه کنند (اردو) دکن مین کہتے ہین ” درگزر انتقام سے بڑھکر “ یہ لفظ بلفظ ترجمہ ہے - مصرع فارسی جس کا بیان اوپر ہوا - یہ کہتے ہین ” سزا بخشش سے شرمگی

اغماض نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی چشم پوشی کردن است چنانکه ابوالفضل گوید ” از زلات اقدام و اغماض نمایند “ (اردو) اغماض کرنا - امیر نے لفظ اغماض پر اسکی سند لکھی ہے (فقرہ امیر) مین او ر آپکے کام مین اغماض کردن - استغفر اللہ -

اغول بقول برهان بر وزن ملول - از روی خشم و قهر بگوشهٔ چشم نگریستن باشد و ما خیال خود نسبت معنی این در ممدوده بآغول ظاهر کرده ایم - خان آرزو در سراج گوید که آنچه صاحب برهان معنی این نوشته است خطاست بلکه اغل و اغول بقصر همان آغل است بمده و ضم غین - بمعنی جائیکه در کوه و صحرا برای گوسفندان وغیره سازند و فتح غین خطاست که در اصل آغول بود بمده و بی مده و عجب که در برهان اغل بفتحتین بمعنی جائیکه در صحرا و کوه برای گوسفندان سازند و اغول بمعنی از روی خشم نگریستن نوشته و حالانکه در جهانگیری آغیل و آغول هر دو

بیک معنی است پس مخفف آغال بمعنی جای مذکور بنیا مده ازینجاست که هیچکس سند این معنی نیاورده پس اغل بالفتح مخفف اغال باشد که اغیل اماله آنست و معنی آن بگوشهٔ چشم نگریستن از روی خشم و بضم بمعنی جای گوسفندان بود و این مخفف اغول بواو است و حق تحقیق آنست که اغل بضم غین ترکی است که بواو نیز نویسند چنانکه قاعدهٔ ترکی نویسان است و لهذا قوهی گفته که اغل در ترکان مشهور است پس در حقیقت همه اهل فرهنگ خطا کرده اند (انتهی) مؤلف عرض کند که بیچاره برهان اغل را بفتحتین نه نوشت چنانکه خان آرزو ذکرش کرده بلکه بفتح اول و کسر ثانی نوشته است و ما بجایش صراحت کرده ایم که اصلش لغت ترکی اغیل است پس کسرهٔ عنین معجمه در فارسی بعوض همین یای تحتانی است که در اصل لغت ترکی موجود است و آنانکه اغول را معنی اغل گرفته اند ما وجهش بر اغل بیان کرده ایم که مبدل آغال یا مزید علیه اغل است و ما قول خان آرزو را تسلیم نمی کنیم که اغل مخفف اغال باشد که اغال بدون مد بمعنی جای گوسفندان در صحرا یا معنی از روی خشم نگریستن نیا مده و هم تسلیم نه کنیم که اغیل اماله اغال است زیرا که اغیل لغت ترکی و اصل اغل است بمعنی جای محوط برای حیوانات چنانکه ذکرش بر اغل کرده ایم و نه معنی اغیل و اغال بگوشهٔ چشم نگریستن است چنانکه ادعای اوست و نه اغل را بالضم بمعنی جای گوسفندان صحیح دانیم چنانکه ادعای اوست زیرا که بلحاظ اصلش که اغیل است فتح اول و کسر ثانی صحیح است چنانکه ادعای برهانست و نه اغل را مخفف اغول دانیم چنانکه ادعای اوست بلکه اغول مبدل آغال یا مزید علیه آغل باشد چنانکه بر اغل صراحتش کرده ایم و آنچه خان آرزو نتیجهٔ التحقیق خود می بر آرد که اغل بضم غین معجمه ترکی است از بی

اختلاف داریم که بقول محقق ترکی زبان یعنی صاحب کنز آغیل و آغل بکسر غین معجمه لغت ترکی باشد لله العجب در تحقیق لغات چه اختلافات بمیان آمده و طبع آزمائی ها شده - بخیال ما چیزی که خانه آنه زور انبلط اند اخست آغال بمدوده که بهدرین کتاب معنی پنجم آن بقول برهان و ناصری و جهانگیری بمعنی جای در صحرا بجهت خوابیدن گوسفندان و چارپایان دیگر نوشته حیف است که در اینجا سند استعمال پیش نشد و اگر این معنی را برای آغال تسلیم کنیم تو ایم گفت که هم مبدل اغیل است که لغت ترکی است به همین معنی - فارسیان بقاعدهٔ خود یای تحتانی را بالف بدل کرده همچون اکدش و یکدش و مقصوره را ممدوده کردند که این قسم تبدیل در لب ولهجهٔ شان دائماً بنظر می آید و آنچه صاحبان تحقیق آغل را ممدوده مرادف آغال گفته اند نسبت آن عرض می شود که مخفف است نه مرادف و آنچه صاحبان تحقیق آغول و آغیل را ممدوده بمعنی نگریستن گوشهٔ چشم از روی غضب نوشته اند ما تحقیقش همدرانجا کرده ایم که بمعنی مطلق گوشهٔ چشم است سامانی هم همین معنی نوشته و صاحب رشیدی بر آغیل ذکر این کرده و هرد و اسم جامد فارسی زبان است و درینجا معنی آغول بمقصوره هم همانست و بس که ممدوده و مقصوره نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است و دیگر هیچ وجا دارد که فارسیان آغول را از اغلال اخذ کرده باشند که در عربی زبان بقول منتخب بمعنی تیز نگریستن آمده و تصرفی که در لفظ کرده اند خلاف قیاس است اندرین صورت معرّب باشد - نتیجهٔ این همه بحث آنست که آغول (۱) مرادف اغل است که گذشت و (۲) مرادف آغول که در ممدوده مذکور شد - صاحب جهانگیری ذکر این بمعنی اول کرده و صاحب ناصری و جامع بمعنی دوم نوشته :- (اردو) (۱) دیکھو آغل (۲) دیکھو آغول -

اغیار | بالفتح۔ بہار گوید کہ جمع غیر است و فارسیان بجای مفرد استعمال کنند (کاشی ؎) گرنیم از ناکسان از من کسان را عار چیست ٭ دوست دشمن آشنا بیگانہ یار اغیار چیست ٭ (طاہر وحید ؎) غافل از ما صحبتی با یار میداری وحید ٭ رسم یاری برطرف اغیار را بودن چرا ٭ مؤلف گوید کہ لغت عربیست۔ صاحب منتخب ذکر این کردہ و در کلام فارسیان بمعنی جمع ہم بنظر آمدہ (ظہوری ؎) بہ نیک و بد سر و کاری نمی خواہم با غیار ش ٭ با یشان کینہ گر روز محبت بر نمی تابد ٭ (اردو) اغیار۔ بقول امیر غیر کی جمع۔ بیگانے جو عزیز یا دوست ہون دشمن۔ رقیب (فقرۂ امیر) "اونکے پاس اغیار بیٹھے تھے مین آپکا پیام نہ کہہ سکا" (آتش ؎) دیکھتا ہے ٹکٹکی باندھے رخ یار آئینہ ٭ رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آئینہ ٭

اغیچ | بقول خان آرزو در سراج بفتح و یای مجہول و جیم فارسی بوتہ ایست مانند کاتیرہ و گلی دارد باندک زمانی خشک شود و چون باد برآن وزد او را از ہم فرو ریزد۔ صاحب رشیدی از مولوی معنوی سند آوردہ (؎) ہیچ بن ہیچ۔ ہیچ ہیچم من ٭ راست چون بوتہ اغیچم من ٭ صاحب شمس این را لغت فارسی گوید صاحب محیط ذکر این نکرد حیف است کہ ثابت این لغت از تحقیق مزید قاصریم (اردو) اغیچ ایک بوٹے کا نام ہے جس کا پہول بہت جلد سوکھ جاتا ہے اور ٹہنڈی ہوا سے اوسکی پتیان جہڑ جاتی ہین افسوس ہے کہ اس کا ہندی نام خاصیت اور طبیعت کا حال معلوم نہ ہو سکا۔

اغیرس | بقول برہان و جامع و ہفت بفتح اول و ثانی بتحتانی رسیدہ و کسر رای قرشت و سکون سین سعفص جوز رومی است و آن بار درختی باشد کہ صمغ آن کہربا ست و بعضی گویند

چوب آن کہرباست - صاحب ناصری ذکر این کردہ طالب برہان است - صاحب محیط گوید کہ اسم جوز رومی است و بر جوز رومی فرماید کہ شیخ این را در حرف جیم و نیز در حرف حا نوشتہ و بر جوز نوشتہ کہ بفتح حا و سکون زای ہوّز بیونانی اغرس و طریقیون و کردفس و در اندلسی سہر آولہ و بفارسی توز نامند و صمغ آن کہرباست - گرم و خشک در سوم و رومی آن گرم در سوّم و خشک در اول صمغ آن در مراہم جالیہ مستعمل و آشامیدن صمغ آن با سرکہ نافع خفقان و صرع و تقطیر البول است و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلّف گوید کہ اغیرس لغت یونانی یافتہ می شود کہ صاحب محیط اغرس را بدون تحتانی یونانی نوشتہ و فارسیان در استعمال خود بعد غین معجمہ یای تحتانی زیادہ کردہ باشند (اردو) درخت جوز جس کا گوند کہربا ہے صاحب محیط نے کہربا پر اس کا ذکر کیا ہے اور جوز غالباً زبان عربی کا لفظ ہے - عربون نے کہربا کو صمغ الجوز کہا ہے - اس کا متعارف دوسرا نام نہین ملا بعضون نے اسکو جوز کہا ہے اور صاحب محیط نے جوز پر اسکا ذکر کیا ہے -

اغینس | بقول برہان و جامع و ہفت بروزن نفیس تخمی است کہ آنرا شیرازی تخم دل آشوب گویند و بعربی حب القفد خوانند و صاحب محیط بر اغینس و حب القفد گوید کہ اسم ینجنگشت است و این ہمان ست کہ ذکرش بر اثلق وارتد گذشت و ما بر اثلق اسم یونانی این اغینس نوشتہ ایم بہ تحتانی سوّم و نون چہارم - بخیال ما تسامح صاحبان تحقیق اول الذکر است کہ نون چہارم را در کتابت ترک کردند - صاحب محیط اغیس را بدون نون چہارم ذکر نکرد (اردو) دیکھو اثلق -

الف مقصورہ با فا

اف بقول صاحب منتخب لغت عربیست و بالضم و تشدید فا کلمہ ایست کہ در وقت تنگدلی و زجر گویند۔ صاحب انند فرماید کہ این لفظ بہ کسی گویند کہ از وی تنگدل و سرگردان شدہ باشند **مؤلف** عرض کند کہ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند (۱) بہمان معنی کہ گذشت و در فرہنگ خان لنکران ہم استعمال این موجود است و بخیال ما این لفظ را با مخاطب تنگدل تعلقی نیست بلکہ صوت فطری است کہ بحالت تنگدلی از زبان تنگدل برآید و استعمال این در فارسی بہ سکون فاست و (۲) صوتی است کہ در وقت دمیدن باد از دہن برآید و لیف مراد این صوت است (اردو) (۱) اف۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ اوہ۔ آہ۔ یہ کلمہ تکلیف اور بے چینی کی حالت مین آدمی کے منہ سے نکلتا ہے (داغ سہ) اف نہ کی ہم نے تہ تیغ جفا اے ظالم ٭ اس سے بڑھ کر تسلیم و رضا کونسی ہے ٭ (۲) ہماری راے مین اُف وہ آواز بھی ہے جو پھونک مارنیکے وقت منہ سے نکلتی ہو۔ مؤنث۔

(۱) **افادہ** بالکسر و تای مدوّرہ۔ بقول صاحب منتخب لغت عرب است بمعنی فائدہ دادن فارسیان بقاعدۂ خود تای آخر را ہای ہوز گیرند و بمعنی حاصل بالمصدر یعنی فائدہ رسانی استعمال کنند و با مصدر بودن مرکب کردہ ---------

(۲) **افادہ بودن** بمعنی فائدہ رسانی بودن استعمال کردہ اند چنانکہ ظہوری گوید (سہ) بدرس عشق و جنون بود افادہ از مجنون ٭ کنون حوالہ بمن گشتہ فارسی عربی است ٭ (اردو) افادہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر (۱) فائدہ نفع۔ (۲) فائدہ پہنچانا فائدہ رسانی۔

افیونتن بقول صاحب ضمیمۂ برہان با اوّل مفتوح ثانی زدہ و بای عجمی مضموم و واو معروف و نون مکسور و تای فوقانی مفتوح بمعنی پختن باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب در دستور چہارم بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ جز این نباشد کہ افیون اسم جامد ژند و پاژند باشد بمعنی پخت و چونکہ علامت مصدر (تن) بر او زیادہ کردہ مصدری ساختہ اند درین صورت نون اوّل را مکسور گرفتن ضرورت ندارد ازینجاست کہ صاحب جہانگیری در بیان اعراب حروف ذکرش نہ کردہ۔ حالا عرض می شود نسبت افیون کہ مرکّب است از اَف کہ صدای فطری پف زدن و دمیدن است و یون بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی باد آمدہ و اجتماع این ہر دو لغت با علامت مصدر اشارہ ایست برای رساندن باد بدیگدان و کنایہ از پختن و استعمال این حالا متروک است (اردو) پکانا۔

افت بضم اول و سکون مابعد بقول صاحب انند (۱) بمعنی افتادن بمیان داری یعنی در کشتی دو کس را از ہم جدا کردن۔ صاحب غیاث بحوالۂ شرح گل کشتی ہنر بانش مؤلف گوید کہ این اسم جامد زبان فارسی است بمعنی حقیقی (۲) سقوط۔ پس معنی اوّل مجازیست و (۳) امر از مصدر افتادن کہ می آید بعض محققین این را حاصل بالمصدر افتادن ہم گیرند چنانکہ صاحب موارد نوشتہ بخیالش مخفّف افتاد باشد یا حاصل بالمصدر بر وزن امر (اردو) (۱) دو کشتی لڑنے والون کو ایک دوسرے سے جدا کرنے مین حکم واقع ہونا۔ بمعنی حاصل بالمصدر۔ کشتی بازون مین بیچ بچاو۔ بیچ بین پڑنا۔ ثالثی (۲) گرپڑنا کا اسم مصدر جس سے مصدر بنایا گیا۔ سقوط۔ (۳) گرپڑ۔ امر حاضر۔

اُفتاد | بضمّ اوّل - بقول انند (۱) ماضی افتادن یعنی از پا در آمدن و دور شدن و شدن ما عرض کنیم که بہمہ معانی مصدر افتادن که می آید ماضی آنست و (۲) بقولش مجازاً بمعنی اتفاق و (۳) تحقیق ما حاصل بالمصدر افتادن ہم - بیان کامل این بر مصدر افتادن کنیم - صاحب برہان گوید که از پای در آمد و کنایه از دور شد و خان آرزو در سراج فرماید که مخفف اُفتاد بمعنی معروف و بفتح اوّل خطاست و بعضی بمعنی دوَر شدن ہم گفته اند و این سند می خواہد (انتهی) **مؤلّف** عرض کند که اوفتاد بزیادت واو مزید علیه این است نه این مخفف اوفتاد - چنانکه خان آرزو گوید و فتاد بدون الف اوّل مخفف این باشد (اردو) (۱) گرا - گرنا کا ماضی مطلق (۲) افتاد - بقول امیر - اتفاقیه - سانحه (موتی) (سحر ؎) گرتے ہین کوه الم اور فلک ٹوٹتے ہین ؛ ایسی ہی ہوتی ہے اس عشق کی افتاد آیا ؛ (۳) گرنا کا حاصل بالمصدر -

افتادگان | بقول برہان و ہفت کنایه از مظلومان و پریشان شدگان - **مؤلّف** گوید که مجاز معنی حقیقی است و جمع اسم مفعول افتادن صاحب جامع ہم ذکر این کرده (ظہوری ؎) نشان سرافرازی افتادگان را ؛ گدای در عشق شاہانه گردد ؛ (وله ؎) ز افتادگان جہان خویش را ؛ بافتادگی به سر آورده ام ؛ (صائب ؎) دلیر بر صف افتادگان عشق متاز ؛ که جای گرد ازین خاک مرد می خیزد ؛ (اردو) مظلوم - یعنی مظلوم کی جمع - جیسے مظلوم لوگ - مظلومون کی آه بہی کہہ سکتے ہین -

افتادگی | بقول بہار و خان آرزو در چراغ (۱) کنایه از مسکنت و افلاس (میرزا طاہر وحید ؎) نیامیزند با ہم مردمان از نخوت دولت ؛ پس از افتادگی از ہم جدائی نیست یاران را ؛ **مؤلّف** گوید که چون مرتبه و عروج باقی نماند

وزوال رود بہ افتادگی است وبقول ضمیمہ برہان (۲) بمعنی فروتنی مؤلف گوید کہ حاصل بالمصدر افتادن است ومخصوص بہ معنی تمنشر کہ می آید۔ اگرچہ صاحب موارد برافتادن ذکر این نکردہ ما دربحث افتادن صراحت این کنیم (صائب ۵۲) افتادگی برآورد از خاک دانہ را ٭ گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را ٭ (اردو) (۱) بدقسمتی۔ صاحب آصفیہ نے نکبت پر لکھاہے (مؤنث) بدحالی۔ افلاس (۲) افتادگی۔ بقول امیر۔ مؤنث۔ عاجزی۔ خاکساری۔ (ناسخ ۵) جو کرے احسان اسکو چاہئے افتادگی پیش ٭ پائے شمع دیکھاہے سر گلگیر کو ٭

افتادن بالضم مصدریست مرکب از اسم جامد افت (کہ گذشت) وعلامت مصدر دن یعنی فارسیان بقاعدۂ خود افت را بزیادت الف زائد درآخر افتا کردند واین قاعدہ عام است در فارسی وبرآخرش علامت مصدر زیادہ کردہ مصدری وضع کردند وجا دارد کہ این را مرکب از افتاد وآن گیریم اندرین صورت باید کہ از دو وال یہلہ کہ در افتاددن جمع آید یکیش را حذف کنیم تا افتادن شود۔ مخفی مباد کہ او فتادن بزیادت واو بعد الف اول فریدعلیہ باشد ہمچون مغل ومغول وفتادن بحذف الف اول مخفف افتادن چنانکہ استخوان و ستخوان۔ آنچہ خان آرزو برافتاد نوشتہ کہ مخفف او فتاد است تسامحش بیش نباشد کہ اصلیت اوفتادن ثابت نمی شود۔ باقی حال این مصدر لازم وبقول صاحب بحر عجم کامل التصریف و مضارع این افتد وحاصل بالمصدر این بہ تحقیق ما افتاد وافتادگی بلحاظ معانی مختلفہ کہ می آید۔ آنچہ صاحب موارد افت را ہم حاصل بالمصدر قرار دہ محل تامل است کہ اسم مصدر یعنی اسم جامد وحاصل بالمصدر را فرقی نکرد وعجبی نیست کہ او محاورۂ افت وخیز را سند خود گیرد ولیکن افت وخیز

ابقاعده فارسی مرکب است از دو امر چنانکه بجای
خودش بحث کنیم بالجمله افتادن معنی کثیره دارد
(۱) افتادن - بقول موارد بمعنی از پا فتادن
چیزی و بقول صاحب بحر از پای درآمدن
ضد برخاستن مؤلف گوید که معنی حقیقی است
و متعلق باشد بکسی یعنی خصوصیت با ذوی الارواح
همچون در چاه افتادن کسی و از بام افتادن کسی
و برای غیر ذوی الارواح هم که ذکرش بمعنی
هیجدهم آید - (اردو) گرنا -
(۲) افتادن - بقول صاحب موارد بمعنی
واقع شدن - صاحب بحر عجم هم ذکر این کرده
مؤلف گوید که این مجاز معنی اول است
(گلستان سعدی) در ایام جوانی چنانکه افتد
و بدگهر افتادن متعلق است از همین معنی که بجای
خودش می آید (اردو) واقع ہونا -
(۳) افتادن - بقول موارد بمعنی شدن مؤلف
گوید که مجاز معنی اول است همچون مفید افتادن
(اخلاق محسنی) زاری آغاز کرد مفید نیفتاد -
و کارگر افتادن و صلح افتادن - و مقبول
افتادن - و رغبت افتادن و غافل افتادن
و مائل افتادن و لاتعقل افتادن - و پیش
افتادن - و بدنام افتادن - و نیک سرانجام
افتادن - و طلاق افتادن و تنگ افتادن
کار متعلق از همین است مخفی مباد که بعض ازان
ازین مصادر مرکبه متعلق به معنی دوم هم توان
کرد (اردو) ہونا -
(۴) افتادن - بقول موارد بمعنی بودن مؤلف
گوید که اینهم مجاز معنی اول است چنانکه بی خبر
افتادن (منه ۵) نمی آئی نمی خوانی نمی جوئی
نمی پرسی چرا از آشنایان این قدر کس بیخبر افتد
صاحب نوادر هم ذکر این کرده (اردو)
ہونا - رہنا -
(۵) افتادن - بقول موارد بمعنی رسیدن چنانکه
بولایت افتادن مؤلف گوید که مجاز معنی اول

است (اخلاق محسنی) ازان شہر سفر کردہ
بولایت دیگر افتاد" د نوبت افتادن بمعنی
نوبت رسیدن د فریاد افتادن بمعنی فریاد
رسیدن و سروقت کسی افتادن بمعنی سروقت
کسی رسیدن سازہمین و سند این بجای خودش مذکور
شود - صاحب نوادر ذکر این کردہ (اردو)
پہنچنا - آنا -

(۶) افتادن - بقول موارد بمعنی اتفاق افتادن
چنانکہ کم افتد و بسا افتد (گلستان سعدی) چگونہ افتادہ
است کہ با ہیچکدام ازیشان میلی و محبتی ندارد"
مؤلف گوید کہ سند گلستان سعدی متعلق و چسپان
تر بامعنی دوم است - حیف است کہ سندی
دیگر پیش نشد - باقی حال این ہم مجاز معنی اول
است (اردو) وقع ہونا - اتفاق ہونا -

(۱۹۶۱)
(۷) افتادن - بہ تحقیق ما بمعنی منتقل شدن
است و این ہم مجاز معنی اول باشد چنانکہ
حزین گوید و صاحب موارد ہمین سند بہ این معنی
چہارم آوردہ (حزین اصفہانی ؎) زہر
غم ہجر تو بجان کارگر افتاد ؛ امید وصال تو
بعمر دگر افتاد ؛ (اردو) موقوف رہنا - رہنا
دکن مین جا پڑنا کہتے ہین - جیسے "آج کی بات
کل پر جا پڑی"

(۱۹۶۰)
(۸) افتادن - بہ تحقیق ما بمعنی قرار یافتن و قائم
شدن ہم آمدہ و این ہم مجاز معنی اول
است چنانکہ برای افتادن کہ بجای خودش
می آید و صاحب موارد سند این بہ معنی چہارم
نقل کردہ (فرخی ؎) شہان بشیبین فرہای
بردندی ؛ زبہر فال ہر کس کہ شان فتادی برای
و سند دوم این بہ معنی سی و نہم از خسرو می آید
کہ دران استعمال افتادن رسم است (اردو)
قرار پانا - قائم ہونا -

(۹) افتادن - بقول موارد بمعنی گرفتار شدن
است مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اول باشد
(حافظ ؎) کس نیست کہ افتادہ آن زلف

ود تانیست ؎ در رہ گذری نیست کہ دامی زبلا
نیست ؎ مخفی مباد کہ در دام افتادن کہ بجای
خودش می آید متعلق از ہمین معنی است (اردو)
گرفتار ہونا پھنسنا۔

(۱۰) افتادن۔ بقول موارد بمعنی لائق و در
خور بودن و زیب دادن است۔ صاحب
بحر عجم بمعنی زیبائی نوشتہ تسامح اوست کہ بعوض
معنی مصدری حاصل بالمصدر نوشت و صاحب
نوادر ہم ذکر این کردہ است مؤلف گوید کہ
اینہم مجاز معنی اول باشد (کلیم ؎) جامہ در خون
شہیدان کش و بخرام بناز ؎ بتو ای شاخ گل
این رنگ قبا می افتد ؎ (محسن تاثیر ؎) بتوان
یافت کہ مقبول طبائع شدہ ؎ کہ ببالای تو ہر رنگ
قبا می افتد ؎ (اردو) موزون ہونا۔ سزاوار
ہونا۔ زیبا ہونا۔

(۱۱) افتادن۔ بقول موارد بمعنی موقوف ماندن
چیزی بر چیزی مؤلف گوید کہ باختلاف لفظی
این ہمان است کہ ذکرش بر نمبر ہفتم کردہ ایم
یعنی منتقل شدن و این ہم مجاز است از معنی
اول و ضرورت ندارد کہ معنی انحصار پیدا کنیم
(صائب ؎) امسال ہم نداد بہم دست خنکی
یار ؎ مشق جنون من بہ بہار دگر فتادہ ؎ (اردو)
دیکھو ساتوین معنی۔

(۱۲) افتادن۔ بقول موارد بمعنی دور شدن
است مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اول
باشد (صائب ؎) ز داغ کعبہ سیاہی نمی
فتد ہرگز ؎ ز دل چگونہ غبار ملال برخیزد ؎ (کلیم
؎) بنا مدی و سیاہی ز داغہا افتاد ؎ سفید شد
بر ہست چشم انتظار افسوس ؎ و از ہمین متعلق است
از دولت افتادن ؎ (از جوش افتادن دیگ
کہ گذشت) و امثال آن (گلستان سعدی)
اگر ہنرمند از دولت افتد غم نباشد" (خواجہ
حافظ ؎) گر نبودی شاہ یحیی نصرۃ الدین باز
کرم ؎ کار ملک و دین ز نظم و اتفاق افتادہ بود

(صائب ؎) ہنوز می کنم انبار یک جہان حیرت
اگرچہ کشت تمنا ز حاصل افتاد است ۞ (وله ؎)
چنان بعشوه مکن گرم سرد مہران را ۞ که دیگ آرزوی
خام شان ز جوش افتد ۞ (علی ترکمان ؎) ماچو
خضریم درین بادیۂ بی سر و بن ۞ ہر که از راه فتد
بار بر راه اندازیم ۞ صاحب نوادر فرماید که اغلب
که معنی دور شدن و نابود شدن برای (بر افتادن)
است نه افتادن مؤلف عرض کند که اغلب
که اسناد بالا در نظرش نیفتاد (اردو) دور
ہونا۔ گرنا۔ جیسے ''سیاہی دور ہونا۔ رتبہ سے گرنا''
(۱۳) افتادن۔ بقول موارد بمعنی غارت
شدن است از قبیل آه افتادن که بمعنی زیان
رسیدن و غارت شدن می آید و این معنی ہم
مجاز معنی اول باشد (میر خسرو ؎) دلم را
در سر زلفت ره افتاد ۞ غریبان را بہندستان
ره افتد ۞ (اردو) لٹنا۔ تاراج ہونا۔
(۱۴) افتادن۔ بقول موارد بمعنی پیش آمدن
مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اول است
چنانکه واقعۂ افتادن (اخلاق محسنی) مشہور است
که طلحة الطلحات را واقعۂ افتاد که تنہا بقبیلۂ بنی قیس
نزول کرد ؛ وسندی که بر معنی ہجدہم از ملا جامی
می آید در مصرع اولش ہم سند این معنی موجود است
(اردو) پیش آنا۔
(۱۵) افتادن۔ بقول موارد بمعنی فرو رفتن مؤلف
گوید که این ہم مجاز معنی اول است و از فرو رفتن
مقصودش مبتلا شدن باشد۔ چنانکه در فکر افتادن
(اخلاق محسنی) در فکر دور و دراز افتاد (صائب
؎) در خطر گاہی که باریک است ہم پرواز کوه
ماعبث در فکر تعمیر جہان افتاده ایم ۞ (اردو)
پڑنا۔ مبتلا ہونا۔
(۱۶) افتادن۔ بقول موارد بمعنی گنجیدن مؤلف
گوید که مقصودش از پیدا شدن و جا گرفتن باشد
چنانکه در دل افتادن و این ہم مجاز معنی اول
است (منه ؎) ندانم تا ترا در دل چه افتاد ۞

کہ وادی صحبت دیرینہ بر باد۔ (اردو) سمانا۔ آنا۔ پیدا ہونا۔

(۱۷) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خراشیدہ شدن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اول است چنانکہ آواز افتادن بجایش گذشت و ما درین جا افتادن بمعنی پست شدن وکم شدن گیریم کہ فارسیان آواز افتادن را بمعنی پست وکم شدن آن گیرند کہ بلندی آواز باقی نباشد و بہ پستی گراید وخراشیدن آواز ورای آن است کہ ہر دو فرقی نازک دارد (امیر خسرو سہ) موذن قرص صوفی را زدہ کاز زعلو خوردنش افتاد آواز۔ صاحب نوادر ہم ذکر این کردہ (اردو) پڑنا۔ بیٹھ جانا۔ جیسے آواز پڑنا۔ آواز بیٹھ جانا۔ دیکھو آواز افتادن۔

(۱۸) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خراب گردیدن ودور شدن است سندی پیش نکرد مؤلف گوید کہ مقصودش از سقط شدن باشد کہ صاحب بحر ہم ذکرش کردہ ہمچون افتادن خانہ وافتادن دیوار وافتادن چیزی در چاہ یا از بام واین معنی حقیقی است وبتعلق بمعنی اول (جامی سہ) کہ وا ویلا عجب کاریم افتادہ بسر نا بہرہ دیواریم افتادہ (اردو) گرنا۔

(۱۹) افتادن۔ بقول موارد بمعنی صادر شدن است مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ بہ معنی دوم گذشت ومجاز معنی اول۔ چنانکہ خطا افتادن در نشانہ کہ برای این وقوع بہتر از صدور است۔ باعتبار محاورۂ فارسی (ظہوری سہ) در رصید وصل ناوک تدبیر غلطان با این ہمہ ملاحظہ آخر خطا افتاد (اردو) واقع ہونا جیسے نشانے مین خطا یا غلطی واقع ہوئی۔

(۲۰) افتادن۔ بقول موارد بمعنی عجز وانکسار کردن۔ صاحب بحر عجم تواضع کردن نوشتہ مؤلف گوید کہ مقصود از عاجز آمدن باشد و این ہم مجاز معنی اول است ہمچون افتادن سرکش وافتادن دشمن۔ مخفی مباد کہ افتادگی وافتادہ

که بمعنی خاص گذشت و می آید متعلق است از
همین معنی (غنی ؎) زنهار مکن تکیه بر افتادن
سرکش ؛ افتادن سرکش بود افتادن آتش ؛
(اردو) عاجز ہونا - انکسار کرنا - تواضع کرنا
(۲۱) افتادن - بقول موارد بمعنی مشغول شدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول است چنانکه
بخود افتادن - و درنماز افتادن (نقی کمره ؎)
تا خط رخش سر زده با من سخنش نیست ؛ چندان
بخود افتاد که پروای منش نیست ؛ (غنی ؎)
چو شیخ شهر ترا دید در نماز افتاد ؛ دمی اگرچه بپا
ایستاد باز افتاد ؛ (اردو) مشغول ہونا -
(۲۲) افتادن - بقول موارد بمعنی برپا شدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی حقیقی است و
من وجه متعلق به معنی دوم - صاحب موارد
بلحاظ لفظ فتنه که در فتنه افتادن است معنی
برپا شدن قائم کرده (گلستان سعدی ؎)
وقتی افتاد فتنهٔ در شام ؛ هر کس از گوشهٔ فرا
رفته ؛ (اردو) برپا ہونا -
(۲۳) افتادن - بقول موارد بمعنی غرض و
مصیبت عائد حال شدن و از حافظ شیراز
سند می پیش کرده (؎) بر و بکار خود ای واعظ
این چه فریاد است ؛ مرا فتاده دل از کف ترا
چه افتاد است ؛ بخیال ما (چه افتاد است)
در مصرع ثانی متعلق از معنی دوم است که گذشت
و معنی غرض خود بخود از معنی واقع شدن پیدا
می شود و اینهم مجاز معنی اول است (اردو)
پڑنا - جیسے "تجھکو کیا پڑی ہے جو خواہ نخواہ
اصرار کرتا ہے"
(۲۴) افتادن - بقول موارد به معنی آویختن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول است
همچون فتادن لب (ظفر نامهٔ هاتفی ؎) فتادن
لبانند و دندان درازند ؛ شتر لب دو اتمند و دندان
گرازند ؛ (اردو) لٹکنا -
(۲۵) افتادن - بقول موارد بمعنی آمدن

مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اوّل است
همچون افتادن کار (بدر الدین ؎) چو یک
برج هزار استون تو صد بی ستون آمد؛ بلند
در او کوه را دعوی چه کار افتد؛ و افتادن رحم
در خاطر (سعدی ؎) شکار انداز مارا تا کی
افتد رحم در خاطر؛ رگی داریم و شمشیری سری
داریم و فتراکی؛ و افتادن بدست (گلستان
سعدی) پارسازاده را نعمت بیکران بدست
افتاد'' و افتادن معنی درخاطر و نادر افتادن
(جامی ؎) ترا چون معنی درخاطر افتد؛ که در
سلک معانی نادر افتد؛ در مصرع دوم افتادن
را متعلق بمعنی هشتم یعنی قرار یافتن باید گرفت۔
(اردو) پڑنا۔ جیسے کام پڑنا۔ آنا۔ جیسے
رحم آنا۔ دل مین آنا۔ خیال مین آنا۔

(۲۶) افتادن۔ بقول موارد بمعنی لاحق شدن مؤلف گوید
که مجاز معنی اوّل است چنانکه تب لرزه افتادن (نظامی ؎)
چنان زد به تندی بر و گرز را؛ که تب لرزه افتاد
البرز را؛ (اردو) لاحق ہونا۔ واقع ہونا۔

(۲۷) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خوردن
مؤلف عرض کند که این هم متعلق به معنی
دوم و مجاز معنی اوّل است و بخیال ما افتادن
را بمعنی خوردن نوشتن درست نباشد (امیر حسن
دہلوی ؎) چشم ہمیز د حسن از چشم زخم؛ زخم
دگر بر دگرے او فتاد؛ زخم بر زخم افتادن بجائے
خودش می آید۔ (اردو) پڑنا۔ جیسے زخم پر
زخم پڑا۔

(۲۸) افتادن۔ بقول موارد بمعنی کم شدن چیزے
از بہا افتادن و از قیمت افتادن مؤلف گوید
که این هم مجاز معنی اوّل است و از بہا افتادن
بجایش گذشت (صائب ؎) بعد غربت
زندان بساز چون یوسف؛ مرو بجانب کنعان
که از بہا افتی؛ (اردو) اترنا۔ جیسے بہا و اترنا
دکن مین گرنا کہتے ہین جیسے " بہا و گرنا قیمت
گرنا بھی کہتے ہین۔

(۲۹) افتادن - بقول موارد بمعنی بیجا شدن مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول است چنانکه ناف افتادن یعنی چون بار بسیار بر پشت شتر اندازند فارسیان گویند که "این چه می کنید که نافش بیفتد" و بعربی این را سقوط السرة گویند و ناف افتادن و افتادن ناف بجای خودش آید (اردو) ٹلنا - جیسے "ناف ٹلی ہے"

(۳۰) افتادن - بقول موارد - بمعنی آفریده شدن و مصور گردیدن همچون نقش افتادن بخیال ما جا دارد که با معنی شانزدهم که پیدا شدن و جا گرفتن است متعلق کنیم (خواجهٔ شیراز ؎) حسن روی تو بیک جلوه که در آئینه کرد * این همه نقش در آئینهٔ اوهام افتاد * نقش افتادن - یا افتادن نقش بجای خودش می آید - مخفی مباد که خان آرزو بر لغت افتاده که اسم مفعول همین مصدر است معنی مخلوق شده را ذکر کرده و سندی از ملا جامی هم آورده که همدرانجا مذکور است - عجبی نیست که صاحب موارد باستناد همان شعر جامی این معنی را در این جا قائم کرده باشی حال افتادن بخیال ما بمعنی صورت گرفتن باشد (اردو) پڑنا - بیٹھنا قائم ہونا - جیسے نشان پڑنا - نقش بیٹھنا - صورت پکڑنا - مخلوق ہونا -

(۳۱) افتادن - بقول صاحب موارد متوجه شدن - چون بحال کسی و با حال کسی افتادن مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول است (سمرقندی ؎) چون لمی افتد بحال من کسی آن به که من * بعد ازین در گوشهٔ افتم بحال خویشتن (جمال الدین سلمان ؎) کی چشم تو با حال من افتد که شب و روز * او خفته و مست است مرا کار خراب است * (اردو) متوجہ ہونا -

(۳۲) افتادن - بقول موارد بمعنی سهو شدن همچون از قلم افتادن حرف که به معنی نوشته شدن است مؤلف گوید که درین جا افتادن بمعنی حقیقی و مجازاً بمعنی نوشته شدن است بشرطیکه

آنرا الصلہ از با قلم مرکّب کنیم یعنی حرف از قلم
افتادن بمعنی نوشتہ شدن حرف۔ ما را با معنی
بیان کردۂ صاحب موارد اختلاف محض است
(صائب ؎) پایۂ عزت بلندی گیرد از
افتادگی ۞ از قلم چون حرف افتد در کنارش
جا دہند ۞ افتادن حرف از قلم بجای خودش
می آید و از قلم افتادن حرف بجای خودش
گذشت (اردو) نکل پڑنا۔ جیسے "وہ قلم سے
لفظ نکل پڑا"

(۳۳) افتادن۔ بقول موارد بمعنی مستقیم شدن
چنانکہ اعتبار افتادن مؤلف گوید کہ این ہم
مجاز معنی اوّل است و متعلّق است با معنی ہشتم
یعنی قرار یافتن و قائم شدن کہ گذشت و ضرورت
ندارد کہ معنی مستقیم شدن پیدا کنیم (بدر چاچی ؎
ازین مطلع کہ در تشبیہ کلکش در خط آوردم ۞ برآید
زمانم تا قیامت اعتبار افتاد ۞ افتادن اعتبار
بجای خودش می آید و اعتبار افتادن گذشت
(اردو) قائم ہونا۔

(۳۴) افتادن۔ بقول موارد قرار و انس
گرفتن است ہمچون افتادن دل بجائی مؤلف
گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است (اشرف
؎) چون دلم در تنگنای این قفس افتد کہ من ۞
بیضۂ افلاک را در زیر پا دارم ہبا ۞ (مخلص
کاشی ؎) در جہان فکر اقامت کی کند پا در
گلم ۞ سرو تصویریم درین گلشن نمی افتد دلم ۞
(اردو) لگنا جیسے "اس کام مین تو ہمارا
دل نہین لگتا"

(۳۵) افتادن۔ بقول موارد بمعنی بیزار شدن
چنانکہ افتادن دل از چیزی مؤلف گوید کہ
اینہم مجاز معنی اوّل است و بخیال ما بمعنی شکستن
اولی است کہ بمعنی انس قائم نبودن است
(کمال خجند ؎) افتاد دل از یار ندانیم
چہ افتاد ۞ فریاد زشوخی کہ ملول است ز فریاد ۞
(اردو) ٹوٹنا۔ پھرنا جیسے "وہ اون سے

ہمارا دل ٹوٹ گیا - یا بھر گیا"

(۳۶) افتادن - بقول موارد بمعنی حاصل شدن ہمچون انتخاب افتادن مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اول است (نظیری نیشاپوری ۵) مراز سنت و حریت سه انتخاب افتاد * امام ساده رخ و عشق و باده صافم * افتادن انتخاب و انتخاب افتادن بجای خودش می آید صاحب نوادر ذکر این معنی کرده از شیخ شیراز سندی پیش کند (۵) تراہمچو من بنده افتد بسی * مرا چو تو خواجه نباشد کسی * (اردو) ملنا - حاصل ہونا -

(۳۷) افتادن - بقول موارد بمعنی بر آمدن چنانکه تبخاله افتادن مؤلف گوید که آبله افتادن ہم توان گفت و این ہم مجاز معنی اول است (آصفی ۵) تبخاله ترا بر لب شیرین زتب افتاد * بر رشتۂ جانم گرہی بو العجب افتاد * افتادن تبخاله و تبخاله افتادن بجای خودش می آید (اردو) پڑنا - نکل آنا - جیسے "تمام جسم پر چھالے پڑ گئے ہیں یا دانے نکل آئے ہیں -

(۳۸) افتادن - بقول موارد بمعنی مشہور شدن چنانکه خبر افتادن مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اول است (کمال اسمعیل ۵) این طرفه که راز تو بخود نیز نگفتم * تا شد خبرم در رہ شہر این خبر افتاد * خبر افتادن بجای خودش می آید (اردو) مشہور ہونا - پھیلنا -

(۳۹) افتادن - بقول موارد بمعنی ثابت شدن ہمچون خون بر کسی افتادن مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اول است (خسرو ۵) چنین گویند کین رسم نو افتاد * که شیرین کشت و خون بر خسرو افتاد * افتادن خون بر کسی و خون بر کسی افتادن بجای خودش آید (اردو) ثابت ہونا - دکن کی بول چال میں جا پڑنا کہتے ہیں جیسے "ہمارے ذمه کا الزام ان پر جا پڑا" اس کی بلا اس پہ جا پڑی -

(۴۰) افتادن - بقول موارد بمعنی مصروف شدن چنانکه درکارکسی سرگرم افتادن مؤلف گوید که سندی که از میر معزی پیش کرده است ازان استعمال گرم افتادن درکار بمعنی گرم شدن درکار پیدا است پس معنی افتادن درین استعمال شدن است که بر نمبر سوم گذشت و مصروفیت را ازین تعلقی نیست (میر معزی ؎) بار دیگر باز گرم افتادم اندر کار او ؛ باز تسلیم همین یک ساعت از دیدار او ؛ (اردو) دیکهو افتادن کے تیسرے معنی -

(۴۱) افتادن - بقول موارد بمعنی پیدا شدن چنانکه درد افتادن وخلل افتادن - مؤلف گوید که این معنی من وجه متعلق با معنی دوم است و ما ذکر معنی پیدا شدن بضمن معنی شانزدهم کرده ایم (مولوی معنوی ؎) اینچنین مرآنچنان را سجده کرد ؛ کز سجودش در تنم افتاد درد ؛ (طغرا ؎) خلل گرچه می افتدم در دماغ ؛ ولی سرخوشی می پذیرد چو باغ ؛ افتادن درد - وخلل در دماغ و درد وخلل افتادن بجای خودش می آید -
(اردو) هونا - پیدا هونا -

(۴۲) افتادن - بقول موارد بمعنی ریختن دزد درجائے بقصد غارت وتاراج چنانکه دزد افتادن درخانه وبخانه مؤلف گوید که داخل شدن دزد بخانه یا رادهٔ دزدی باشد (ابو طالب کلیم ؎) غم زمانه ز ما بیدلان ندارد رنگ ؛ بسان دزد که درخانه گدا افتد ؛ (علی خراسانی ؎) بگزید وبرد حادثه یکدانه گوهری ؛ در روز جل بمخزن صاحبقران فتاد ؛ افتادن دزد بخانه و درخانه و دزد افتادن بجای خودش آید -
(اردو) پڑنا - جیسے "رات اون کے گهر مین چور پڑا - یا ڈاکه پڑا"

(۴۳) افتادن - به تحقیق ما بمعنی اثر کردن ودر گرفتن است چنانکه آتش افتادن که بمعنی در گرفتن واثر کردن آتش بجایش گذشت وشد این هم

همدر آن جا مذکور (اردو) لگنا- جیسے آگ لگی ۔

افتادنِ آتش مصدر اصطلاحی - همان آتش افتادن است که در ممدوده گذشت متعلق بمعنی چهل وسوم لفظ افتادن - صاحب بحرعجم ذکراین کرده (اردو) دیکهو آتش افتادن -

افتادنِ آفتاب (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی است بمعنی پرتو مهر افتادن ودرینجا افتادن من وجه متعلق بمعنی دوم و پنجم لفظ افتادن است این همان است که به آفتاب افتادن در ممدوده گذشت (علی خراسانی ۵) گر پهلوم زناله چو پروانه شود هنوز ۔ در خانهٔ دلم نه فتد آفتاب عشق ۔ (اردو) دهوپ پڑنا- دیکهو آفتاب افتادن -

افتادنِ آواز مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی است و این همان است که در ممدوده به آواز افتادن گذشت (اردو) دیکهو آواز افتادن

افتادنِ احتیاج (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی بمعنی واقع شدن حاجت است واین متعلق است بمعنی دوم افتادن و احتیاج فتادن بجایش گذشت و سند این هم همدر اینجا مذکور (اردو) دیکهو احتیاج افتادن -

افتادن از چیزی (مصدر اصطلاحی) واین همانست که بر از چیزی افتادن مذکور شد ومن وجه متعلق باشد بمعنی دوازدهم لفظ افتادن که گذشت (اردو) دیکهو از چیزی افتادن -

افتادن از دست افتادگان (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ناصری و رشیدی وضمیمهٔ برهان کنایه از خراب شدن به دعای مظلومان - مؤلف گوید که درین مصدر اصطلاحی افتادن بمعنی اوّل وحقیقی است و افتادگان متعلق به معنی بستم ومعنی مجازی این بجای خود گذشت ومن حیث المجموع این مصدر مرکب کنایه است دبس (اردو) مظلوموں کی دعا سے خراب ہونا- نقصان اٹھانا-

افتادنِ اعتبار (مصدر اصطلاحی) مرکب

اضافی بمعنی قائم شدن اعتبار۔ است و این متعلق
است بمعنی سی وسوم لفظ افتادن وسند این ہم
ہمدرانجا مذکور (اردو) اعتبار قائم ہونا۔

افتادنِ انتخاب (مصدر اصطلاحی)
مرکب اضافی است بمعنی حاصل شدن انتخاب
و منتخب شدن و این متعلق است بمعنی سی و ششم
لفظ افتادن وسند این ہم ہمدرانجا مذکور (اردو)
منتخب ہونا۔

افتادن بحال کسی (مصدر اصطلاحی) بمعنی
متوجہ شدن بحال کسی باشد و این متعلق است
بمعنی سی و یکم لفظ افتادن کہ گذشت وسند
این ہم ہمدرآنجا مذکور (اردو) توجہ کرنا متوجہ
ہونا کسی کے حال پر۔

افتادن بخود (مصدر اصطلاحی) بمعنی مشغول
شدن بخود و از دیگری خبر نداشتن و این متعلق
است بامعنی بست و یکم لفظ افتادن وسند
این ہمدرآنجا مذکور (اردو) اپنے مطلب سے
کام رکھنا۔ دوسرے کی خبر نہ رکھنا۔

افتادن بسجود مصدر اصطلاحی۔ بمعنی
سجدہ کردن و این متعلق است بہ معنی بست و یکم
لفظ افتادن (عرفی سے) در بتکدہ نادیدہ
بت افتم بسجود ٭ در مصطبہ ناخوردہ می آیم
بسماع ٭ (اردو) سجدہ کرنا۔

افتادن بندہ مصدر اصطلاحی۔ مرکب
اضافی بمعنی گیر آمدن و حاصل شدن بندہ و این
متعلق بہ معنی سی و ششم لفظ افتادن است
وسند این ہم ہمدرانجا مذکور (اردو) غلام
ملنا۔ حاصل ہونا۔

افتادنِ تب مصدر اصطلاحی۔ مرکب
اضافی است بمعنی عارض شدن تب و این
متعلق است بہ معنی بست و ششم لفظ افتادن۔
سند این ہم ہمدرانجا مذکور۔ (اردو) تپ آنا
بخار آنا۔

افتادنِ تبخالہ مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی

معنی برآمدن و پیدا شدن تبخاله و مماثل آن
باشد و این متعلق به معنی سی و هفتم لفظ افتادن
است و سند این هم در انجا گذشت (اردو)
آبلے پڑ جانا - آبلے نکلنا - آبلے نکل آنا -

افتادن چشم بر چیزی (مصدر اصطلاحی)
مرکب اضافی - بقول صاحب بحر عجم بمعنی نظر
کردن بر چیزی مؤلف گوید که این متعلق به معنی
پنجم لفظ افتادن است یعنی رسیدن نظر بر چیزی
(اردو) آنکھ پڑنا - بقول امیر نظر پڑنا - دیکھنا
(ناسخ ؎) تار نظر اپنا جو بہ رنگ رگ گل ہے ۔
اس غیرت گلزار پہ آج اپنی پڑی آنکھ (آتش
؎) شاعر و نمین کوئی آتش سا ہو گا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا ۔

افتادن چیزی بچیزی مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی - بقول بہار بمعنی موقوف ماندن
این چیز بر آن چیز دیگر - مؤلف گوید که این متعلق
است به معنی هفتم لفظ افتادن و ضرورت ندارد
که معنی انحصار یعنی موقوف ماندن گیریم که معنی
منتقل شدن یک چیز بر چیز دیگر است همچون "
وعده امروز بر فردا افتاد" یعنی بر فردا منتقل شد
سند این به معنی هفتم هم گذشت (اردو) موقوف
رہنا - جا پڑنا جیسے " آج کا وعدہ کل پہ
جا پڑا" جا پڑنا دکن کا محاورہ ہے -

افتادن حرف از قلم مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی است کنایه از نوشته شدن و این
متعلق است به معنی سی و دوم لفظ افتادن
سند این هم در انجا گذشت (اردو) لکھنا جانا

افتادن خبر مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی است بمعنی شائع و مشهور شدن خبر و این
متعلق است با معنی سی و هشتم لفظ افتادن و سند
این هم در انجا مذکور (اردو) خبر مشہور ہونا

افتادن خلل در دماغ مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی بمعنی پیدا شدن خلل در دماغ و
متعلق به معنی چهل و یکم لفظ افتادن است و سندش

ہمد رانجا مذکور (اردو) دماغ مین خلل آنا- خلل واقع ہونا خلل ہونا-

افتادنِ خون برکسی | مصدر اصطلاحی- مرکب اضافی- بمعنی ثابت شدن خون برکسی است و این متعلق است بہ معنی سی و نہم لفظ افتادن- سند این ہمد رانجا مذکور (اردو) خون کسی پر ثابت ہونا- سر ہونا جیسے "ایک کا خون دوسرے کے سر ہوا"

افتادنِ درد | مصدر اصطلاحی- مرکب اضافی است بمعنی پیدا شدن درد متعلق بہ معنی چہل ویکم لفظ افتادن سند این ہمد رانجا گذشت (اردو) درد پیدا ہونا-

افتادن در دام | مصدر اصطلاحی بمعنی گرفتار شدن در دام است و متعلق بہ معنی نہم لفظ افتادن- سند این ہم ہمد رانجا گذشت (اردو) دام مین پہنسنا- پہندے مین پڑنا-

افتادن در دل | مصدر اصطلاحی بمعنی جاگرفتن وگنجیدن در دل باشد و این متعلق بہ معنی شانزدہم افتادن است و سند این ہم ہمد رانجا مذکور (اردو) دل مین آنا- سمانا-

افتادن در فکر | مصدر اصطلاحی بمعنی مبتلا شدن در فکر باشد و این متعلق است بمعنی پانزدہم افتادن و سند این ہم ہمد رانجا گذشت و در فکر افتادن بجای خود می آید (اردو) فکر مین پڑنا- متفکر ہونا- فکر مین مبتلا ہونا-

افتادن در نماز | مصدر اصطلاحی بمعنی مشغول شدن در نماز است و مجاز ادر کہ کنایۃً بمعنی سجدہ کردن ہم گیریم و این متعلق است بمعنی بست ویکم افتادن و سند این ہمد رانجا گذشت (اردو) نماز پڑنا- سجدہ کرنا-

افتادنِ دزد بخانہ | مصدر اصطلاحی- بمعنی دزدی شدن بخانہ و واقع شدن سرقہ باشد و این متعلق است بمعنی چہل و دوم افتادن و سند این ہم ہمد رانجا مذکور (اردو)

گھر میں چور پڑنا۔ چوری ہونا۔

افتادن دشمن مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی۔ بمعنی عاجز شدن دشمن و تواضع کردن است و متعلق بہ معنی بستم افتادن و سند این ہمہ ز انجا گذشت (اردو) دشمن کا عاجز آنا۔ عاجز ہونا انکسار کرنا۔ تواضع کرنا۔

افتادن دل از چیزی مصدر اصطلاحی بمعنی بیزار شدن و برگشتن دل از چیزی است متعلق بمعنی سی پنجم افتادن و سند این ہم ہمہ ز انجا گذشت (اردو) کسی چیز سے دل پھرنا۔ ٹوٹنا۔

افتادن دل از کف مصدر اصطلاحی این ہمانست کہ بہ (از کف افتادن دل) گذشت و تعریف و سندش ہمانجا مذکور شد و متعلق است بار معنی دوازدہم افتادن (اردو) دیکھو از کف افتادن دل۔

(۱) افتادن دل بجائی مصدر اصطلاحی

(۲) افتادن دل در جائی و مرکب اضافی صاحب بحر ذکر (۱) کردہ فرماید کہ بمعنی قرار و آرام گرفتن دل در انجاست و فرماید کہ (۲) دل افتادن در جای۔ ہم بہ ہمین معنی آمدہ و صاحب بہار ہم ذکرش کردہ و سند (۲) بمعنی سی و چہارم لفظ افتادن گذشت مؤلف گوید کہ افتادن دل در کاری۔ ہم از ہمین قبیل است (اردو) دل لگنا جیسے ”اس مکان میں ہمارا دل نہیں لگتا۔ اس کام میں ہمارا دل لگا ہوا ہے“ صاحب آصفیہ نے دل لگنا کا ذکر کیا ہے۔

افتادن دیگ از جوش مصدر اصطلاحی این ہمان است کہ بہ (از جوش افتادن دیگ) گذشت و سند این ہم ہمہ ز انجا مذکور و متعلق است بہ معنی دوازدہم لفظ افتادن (اردو) دیکھو از جوش افتادن دیگ۔

افتادن دیوار استعمال۔ مرکب اضافی بمعنی خراب گردیدنش و این متعلق است بمعنی ہیجدہم لفظ افتادن۔ سند این ہمہ ز انجا مذکور شد

(اردو) دیوار گرنا۔

افتادنِ راہ | مصدر اصطلاحی۔ بمعنی (۱) گم شدن راہ و بی راہ شدن وکنایہ باشد از غارت شدن۔ صاحب بحر عجم بر راہ افتادن ذکر این کردہ و متعلق است بامعنی سیزدہم لفظ افتادن و جا دارکہ این را متعلق بہ معنی دوم ہم گیریم اندرین صورت افتادن راہ (۲) واقع شدن راہ باشد یعنی رفتن چنانکہ عرفی گوید (ش) تا از در محنت کدہ دل ریشان ٭ افتادہ رہم بکوی راحت کیشان ٭ از ہر طرفم طعن ملامت زدہ صف ٭ چون حلقۂ کلام سہو اندیشان ٭ (اردو) (۱) لٹ جانا۔ (۲) جانا۔

افتادنِ رای | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی قرار یافتن و قائم شدن رای باشد و این متعلق است بامعنی ہشتم لفظ افتادن و سند این ہم ہمد را انجا مذکور شد (اردو) رای قرار پانا رای قائم ہونا۔ رائے ہونا۔

افتادنِ رحم در خاطر | مصدر اصطلاحی بمعنی آمدن و پیدا شدن رحم بدل است و متعلق بامعنی بست و پنجم لفظ افتادن و سند این ہمد را انجا مذکور (اردو) دل مین رحم آنا۔

افتادنِ رسم | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی قائم شدن رسم است و متعلق بامعنی ہشتم لفظ افتادن و سند این بمعنی سی و نہم مذکور (اردو) رسم و رواج قرار پانا۔ رسم و رواج ہونا۔

افتادنِ رغبت | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی پیدا شدن رغبت باشد کہ متعلق است بمعنی چہل و یکم لفظ افتادن و سند این ہم ہمد را انجا مذکور (اردو) رغبت ہونا

افتادنِ زخم | (مصدر اصطلاحی) و مرکب اضافی۔ بمعنی واقع شدن زخم و مجروح شدن و این متعلق است بمعنی دوم افتادن۔ صاحب موارد کہ این را متعلق بہ معنی بست و ہفتم کند قائل

غور است - سند این بمعنی بست و ہفتم گذشت
(اردو) زخم پڑنا -

افتادن شیشہ از طاق مصدر اصطلاحی
بقول صاحب بحر عجم کنایہ باشد از شکستن آن
چنانکہ (ع) بروز شنبہ توبہ ام را شیشہ از طاق
او فتادہ ؛ و این متعلق است بامعنی ہجدہم (اردو)
شیشہ کا ٹوٹ جانا -

افتادن صلح مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی
معنی واقع شدن صلح باشد و متعلق بمعنی دوم
و سوم لفظ افتادن - سند این بمعنی سوم مذکور
(اردو) صلح ہونا -

افتادن طلاق مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی معنی واقع شدن طلاق باشد متعلق
بمعنی دوم لفظ افتادن (حافظ ے) از سر مستی
دگر با شاہد عہد شباب ؛ رجعتی می خواستم لیکن
طلاق افتادہ بود ؛ (اردو) طلاق ہونا - طلاق
واقع ہونا -

افتادن فتنہ مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی بمعنی برپا شدن فتنہ باشد و متعلق بمعنی
بست و دوم لفظ افتادن سند این ہمدر انجا
مذکور (اردو) فتنہ برپا ہونا -

افتادن فریاد مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی بمعنی فریاد رسیدن متعلق بمعنی پنجم افتادن
است (نظامی ے) نیفتد درین طشت
فریاد کس ؛ کہ بربستہ شد راہ فریاد رس ؛ (اردو)
فریاد پہنچنا - جیسے "ہماری فریاد ان کے
کانون تک نہین پہنچ سکتی "

افتادن کار مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی بمعنی بکار افتادن و کار آمد شدن و بکار
آمدن است متعلق بمعنی بست و پنجم افتادن
و سند این ہمدر انجا مذکور (اردو) کار آمد ہونا
کام آنا -

افتادن لب مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی بمعنی آویختن لب است متعلق بمعنی

نسبت وچہارم لفظ افتادن وسند این ہمدر انجا
مذکور شد (اردو) ہونٹ لٹکنا۔ جیسے "دو حبشیوں
کے ہونٹ اکثر لٹکے ہوئے ہوتے ہین"

افتادن بمعنی درخاطر | مصدر اصطلاحی

بمعنی آمدن معنی در خیال وخاطر است متعلق
بہ معنی بست وپنجم لفظ افتادن وسند این
ہمدر انجا گذشت وجا دارد کہ این را متعلق
بہ معنی ہشتم افتادن ہم گیریم (اردو) معنی
سمجھ مین آنا۔ خیال مین آنا۔

افتادن ناف | مصدر اصطلاحی۔

مرکب اضافی بمعنی بیجا شدن ناف یعنی
برجای خود نماندنش ومتعلق بہ معنی بست و
نہم لفظ افتادن وبحث این ہمدر انجا گذشت
ومعاصرین عجم ہم در روزمرۂ خود بزبان
دارند (اردو) ناف ٹلنا۔

افتادن نقش | مصدر اصطلاحی۔ مرکب

اضافی۔ بمعنی صورت گرفتن نقش باشد
متعلق بہ معنی سی ام لفظ افتادن وسند این
ہمانجا مذکور (اردو) نقش بیٹھنا۔ نقش
قائم ہونا۔

افتادن نوبت | مصدر اصطلاحی۔

مرکب اضافی بمعنی رسیدن نوبت است متعلق
بہ معنی پنجم لفظ افتادن (عرفی ع) نوبت من
افتاد بگوئید کہ دوران نہ (اردو) نوبت آنا۔

افتادن واقعہ | مصدر اصطلاحی۔ مرکب

اضافی بمعنی پیش آمدن واقعہ متعلق بہ معنی
چہاردہم لفظ افتادن۔ سند این ہمدر انجا مذکور
شد (اردو) واقعہ پیش ہونا۔ واقعہ ہونا۔

افتادہ | بقول برہان وجامع (۱) بمعنی عاجز

و (۲) سقط وخراب شدہ وزبون گردیدہ۔
بہار گوید کہ کنایہ باشد از عاجز وزبون چنانکہ
سعدی گوید (سلہ) سعدی افتادہ است
آزادہ ٭ کس نیاید بجنگ افتادہ ٭ خان آرزو
در سراج فرماید کہ (۳) کنایہ از مخلوق شدہ ہم

رجامی سنه بدان پاکان کز ایشان زاده ام
من ؛ بدین پاکیزگی کافتاده ام من ؛ و فرماید
که بمعنی خاکسار و نامراد هم که متعلق به معنی اول
است- صاحب ناصری بذیل لفظ افتاد ذکر
معنی اول این هم کرده و صاحب سروری
گوید (۴) بمعنی ضد برخاسته (سعدی سنه)
ز سعدی شنو کین سخن راست است ؛ نه
هر بار افتاده برخاست است ؛ و (۵) متواضع
و (۶) واقع شده- صاحبان رشیدی و جهانگیری
بر معنی اول قانع- مؤلف عرض کند که
محققین نازک خیال اسم مفعول مصدر افتادن
را گرفته همچو اسم جامدی تعریفش کرده اند و بدین
وجه که از معانی متعدده مصدر که اصل است کار
نگرفته اند بسیاری از معانی مفعولی را هم ترک
کرده اند- چهل و سه معانی بر مصدر افتادن
مذکور شده و افتاده بهمه معانی مذکوره اسم مفعول
آنست و ازانجمله معنی اول این متعلق است
بمعنی بستم مصدر و معنی دوم این متعلق به معنی
هیجدهم و معنی سوم این با معنی سی ام مصدر
تعلق دارد و معنی چهارم این متعلق بمعنی اول
مصدر و معنی پنجم این هم با معنی بستم مصدر
متعلق و معنی ششم این از معنی دوم و باقی
معانی بوجه ترک اصول محققین بپردهٔ خفاست
و ما پرده را از روی این برداشته ایم- کم ترک
الاولون للآخرین- واضح باد که معنی چهارم افتاده
یعنی ضد برخاسته اصل است و معنی دوم یعنی
سقط و خراب شده من وجهٍ متعلق آن و باقی
معانی بسبیل مجاز باشد (اردو) افتاده-
افتادن کا اسم مفعول ہے جس کے تینتالیس
معنوں کا ذکر اوس کے مقام پر ہوا ہے پس
ان کل معانی مصدری کا اسم مفعول اس لفظ کا
ترجمہ ہے-

افتاده شو | بقول صاحب شمس لغت
فارسی است بمعنی متواضع شو مؤلف عرض کند

که بیچاره صاحب شمس میخواهد که چیزی را بیان کند که دیگران ترکش کرده اند ولیکن بطریقی میگوید که مقصودش حاصل نمی شود - فارسیان از مصدر افتادن اسم مفعولش را گرفته با مصادر دیگر مرکب کرده بمعانی خاص استعمالش کرده اند چنانکه (افتاده شدن) بمعنی عاجز و متواضع شدن و (افتاده کردن) که بجایش می آید و افتاده شو امر است از همین (افتاده شدن) می بایست که تعریف مصدر مرکب کنیم که ذکر یک صیغه از از مشتقاتش مقصود ما حاصل نمی کند بالجمله مصدر افتاده شدن مرادف افتادن باشد بهمه معانیش

(اردو) گرجا - امر ہے گرجانا کا -

(۱۶۹۲)

افتاده کردن مصدر اصطلاحی معاصرین عجم اسم مفعول مصدر افتادن را با مصدر کردن مرکب کرده بمعنی ویران کردن استعمال کنند - صاحب خان لنگران ذکر این کرده فرماید که "حال همه شهر و خانها را آدم افتاده می کردند" یعنی خراب می کردند - مخفی مباد که افتادن بمعنی خراب و سقط گردیدن بر معنی هجدهمش گذشته است پس بترکیب مفعول این با لفظ کردن معنی متعدی حاصل می شود دیگر هیچ (اردو) گرانا - ڈھانا - ویران کرنا -

(الف) افتار
(ب) افتاریدن
(ج) افتال
(د) افتالیدن

(الف) بقول صاحب رشیدی بالفتح مرادف (ج) بمعنی پاشنده وفشاننده و امر بپاشیدن و برین قیاس است (ب و د) و افتارید و افتالید و فتار و فتال و فتاریدن و فتالیدن و فتالید و فتارید بحذف الف و فتلید و فتر و فتل بحذف الف دوم نیز - صاحب برهان نسبت (ج) گوید که بکسر اول بروزن اقبال بمعنی پراگنده و پاشیده و شگافته و دریده و فرماید که (د) بکسر اول مصدر آنست - صاحب ناصری هم بانش برضا صاحب

رشیدی شمس نسبت (ج) گوید که بمعنی پاشنده و پراگنده کننده باشد چنانکه استاد قطران
فرماید (ـه) ازین بهار شده دست جود در افشان زان بهار شده دست ابر در افتال
وصاحب بحر عجم نسبت (د) نوشته که کلاه ال بالتعریف) و بالکسر بمعنی (۱) پاشیدن و برافشاندن
و (۲) شگافتن و دریدن و مضارع این افتالد و در ردیف فا - فتاریدن و فتالیدن را
بدون الف اوّل مرادف یکدیگر بهر دو معنی بالا گفته - خان آرزو در سراج بذکر (د) فرماید
که (ب) اصل این باشد و ازین ماخوذ است (ج) بمعنی فشانیده و امر بپاشیدن و گوید که بحذف
الف اوّل و نیز هر دو الف آمده - صاحب جهانگیری بر ذکر (د) قانع و صاحب موارد که محقق
مصادر است بر (ب) و (د) بذکر هر دو معنی بالا گوید که (ج) امر و حاصل بالمصدر (د) و
صاحب نوادر هم زبانش **مؤلف** عرض کند که این است تحقیق محققین سلف و تحقیق ما
اینست که (ج) افتال بدون الف اوّل اصل است بمعنی شگاف و صاحب ناصری و انند
ذکر این کرده و هم بمعنی پراگنده و از هم گسسته - صاحب برهان هم ذکر این کند و این اسم جامد فارسی
زبان است و (الف) مبدلش که فارسیان لام را به رای مهمله و بالعکس آن بدل کنند همچون
چنال و چنار و آگنده و آرونده - پس بزیادت یای مکسور و علامت مصدر مصدری ساختند
که بر (ب و د) مذکوره (۱) بمعنی شگافتن و دریدن و (۲) پاشیدن و افشردن و الف اوّل
وصلی است و افتار و افتال امر و بحالت ترکیب با کلمهٔ همچون دُر افتال که در کلام قطران گذشت
اسم فاعل ترکیبی و هم حاصل بالمصدر بر وزن امر و آنچه فتریدن و فتلیدن به همین معنی می آید
مخفف فتاریدن و فتالیدن است (اردو) (الف و ج) (۱) چیر پهاڑ - (۲) چهڑکاو

(ب و د) (۱) چیرنا - پھاڑنا (۲) چھڑکنا -

(الف) **افتان وخیزان** بقول صاحب بحر و برہان و سراج و ناصری و ہفت و انند کنایہ از آہستہ و دیر براہ رفتن مؤلف گوید کہ ہر دو اسم فاعل ترکیبی است از افتادن و خاستن فارسیان این ہر دو را با مصدر مفرد فرس مرکّب کردہ مصدر مرکّب ساختہ اند ہمچون

(ب) **افتان وخیزان بردن** (ب) بحالت بدحواسی وکشان کشان بردن کہ دیر

(ج) **افتان وخیزان بودن** براہ رفتن نتیجۂ آنست وہم ازین قبیل است (د)

(د) **افتان وخیزان رفتن** یعنی بحالت بدحواسی رفتار کردن کہ گاہی از پا فتد وگاہی برمیخیزد و (ج) یعنی بودنست بحالت تزلزل ولغزش (ظہوری ب ۵) باتن چون کاہ کوہ غصہ برجان می برم ؛ در دسری آدم افتان وخیزان می برم ؛ (عرفی ج ۵) اونہ شخص دولت اند وزرہ نظم جہان ؛ بی ثباتست دولت از افتان وخیزان بودن است ؛ پس معنی الف حالت بدحواسی وتزلزل ولغزش باشد وبس وتخصیص آن با رفتن نیست وبنابر عجب است از محققین بالا (اردو) (الف) افتان وخیزان - بقول امیر گرتے پڑتے - بدحواسی کی حالت مین (فقرہ) یہ آپ کہان سے افتان وخیزان چلے آتے ہین (ب) افتان وخیزان لیجانا (ج) بدحواس رہنا - حالت تزلزل اور لغزش مین رہنا (د) افتان وخیزان جانا -

افتتاح بقول بہار کشودن وآغاز کردن است مؤلف گوید کہ بکسر الف وتای فوقانی اوّل لغت عربیت وصاحب منتخب ذکر این کردہ نمیدانیم کہ بہار برخلاف موضوع خود چرا ذکر این کرد (ظہوری ۵) قصۂ طولانی کو افتتاح گفتگوست ؛ زانکہ می بیند ظہوری

(۱۶۹۳) (۱۶۹۴) (۱۶۹۵) (۱۶۹۶)

اختتام داستان ۔ مؤلف گوید کہ معاصرین عجم این را برای تقریبی استعمال کنند کہ تعلیم گاہی وکارگاہی جدیدرا تیمناً وتبرکاً بدست یکی از مشاہیر وقت بکشایند مثلاً گویند کہ "افتتاح فلان مدرسہ بدست مبارک ملک معظم شد" (اردو) افتتاح ۔ بقول امیر (عربی) مذکر کھولنا ۔ شروع کرنا تعلیم گاہ اور کارگاہ وغیرہ مین کسی تاریخ مقررہ پر ابتدائے کار کی رسم ادا کرنے کو معزز لوگ جمع ہوتے ہین اور ایڈرس دیا جاتا ہے جیسے "آج مدرسہ کا افتتاح ہونے والا ہے" "۴ ۔ اپریل کو لفٹننٹ صاحب تشریف لاکر شفا خانے کا افتتاح کرینگے"

افتخار ۔ بقول بہار نازیدن بچیزی فرماید کہ با لفظ کردن مستعمل ۔ مؤلف عرض کند کہ بکسر اول وسوم لغت عربست صاحب منتخب ذکر این کردہ وخصوصیت با لفظ کردن ندارد فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر استعمال این کنند وبرای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (انوری ؎) صاحب عادل افتخار جہان ۔ کہ جہانش بطبع مامور است ۔ (اردو) افتخار ۔ بقول امیر (عربی) مذکر ۔ فخر ۔ عزت ۔ بڑائی (داغ ؎) وہ بات کر جو کبھی آسمان سے ہو نہ سکے ۔ ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا ۔

افتخار داشتن ۔ استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی فخر کردن است (نوعی یزدی ؎) ہمیشہ گو ز بیالا پای خود زنم ز عقل ۔ چو این خران بہ زر وسیم افتخار ندارم ۔ (اردو) فخر کرنا ۔ ناز کرنا ۔

افتخار زیبیدن ۔ استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیبا بودن نازو افتخار باشد (حزین اصفہانی ؎) ابنای روزگار عیال من اند ومن ۔ می زیبدم بغیرت مردانہ افتخار ۔ (اردو) افتخار وناز زیبا ہونا ۔

افتخار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فخر کردن است (معزی نیشاپوری ؎) در عدل حزبد ونکند عالم افتخار ؎ در جود جزبد ونزند ملک داستان ؎ (اردو) افتخار کرنا امیر نے لفظ افتخار پر اس کی سند دی ہے سودا ؎) ایسا یہ خاندان ہے کہ نہ پشت سے فلک ؎ کرتا ہے جس جگہ کی غلامی کا افتخار ؎

افتخار گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن افتخار است (ظہیر سمرقندی ؎) ملکا خسروا خدا وندا ؎ این سہ نام از تو افتخار گرفت ؎ (اردو) افتخار پانا۔ فخر حاصل کرنا کہہ سکتے ہیں۔

افتد بقول برہان وجامع بفتح اوّل وکسر ثالث بروزن مسجد (۱) بمعنی ستایندہ و ستایش کنندہ و (۲) بمعنی شگفت وعجب وتعجب ہم آمدہ خان آرزو در سراج گوید کہ اینچہ برہان ذکر معنی اوّل کردہ اصلی ندارد وصرف بمعنی دوم است ومصدر این افتدیدن کہ می آید وافد مخفف این وافدیدن مخفف افتدیدن۔ صاحبان ناصری وجہانگیری و سروری ہم بر معنی دوم قانع مؤلف عرض کند کہ اسم جامد زبان فرس واسم مصدر باشد وباتفاق محققین بر معنی دوّم است حقیقت معنی اوّل جزین نباشد کہ نزد بعض محققین ہمین اسم مصدر بمعنی مجاز ستایش ہم آمدہ کہ مجاز معنی دوم است کہ از شگفت وتعجب ہم ستایش چیزی ظاہر می شود وبدین وجہ کہ این بروزن امر مصدر افتدیدن است صاحبان برہان وجامع معنی اسم فاعل ہم درین پیدا کردند کہ در اسم فاعل ترکیبی این ہمین لغت را مشاہدہ کردہ باشند وخیال نمی فرمایند کہ افادہ معنی فاعلیت بغیر ترکیب حاصل نمی شود (اردو) (۱) ستایش۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ تعریف۔ توصیف (۲) حمد۔ ثنا۔

افقدستا | بقول برهان و ناصری و سروری و جامع کلمه ایست مرکب از (افقد که گذشت) و (ستا) که ستایش و بندگی باشد و بخیال ما مخفف ستایش - پس معنی این (۱) ستایش عجب و نیکوترین ستایش و بندگی و (۲) حمد خدای تعالی صاحبان سراج و رشیدی و جهانگیری بر معنی اول قانع مخفی مباد که همین لغت در شمس (افقدیستا) با یای تحتانی بعوض تای فوقانی دوم آمده بخیال ما سهو کتابت باشد - حالا استعمال این متروک است و معنی دوم کنایه (اردو) (۱) بهترین تعریف - مؤنث (۲) حمد الهی - مؤنث

افقدن | بقول صاحب انند بحواله فرهنگ فرنگ بحذف الف دوم مخفف افتادن است که گذشت دیگر کسی از محققین مصادر فرس ذکر این نکرد و نه سند استعمال پیش شد (اردو) دیکهو افتادن -

افقدی | بقول صاحب شمس بفتحتین لغت فارسی است بمعنی معز بیان خدا دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید که غلطی کتابت پیش نباشد و مقصود صاحب شمس غیر از حمد گو نباشد که یای نسبت بر لغت افقد زیاده کرده اند و فتح قاف هم درست نباشد که در افقد نیست ضعیف است که سندی پیش نکرد (اردو) حمد کرنیوالا -

افقدیدن | بقول موارد مصدریست بمعنی تعجب کردن و (افقدیدن) که می آید مرادف این و افقد و افقد حاصل بالمصدر - صاحب نوادر هم ذکر این هر دو مصدر کرده مؤلف عرض کند که فارسیان این را بزیادت یای معروف و علامت مصدر بر آخر لغت افقد مصدری ساخته اند پس بالفتح و کسر سوم باشد و افقدیدن بدون تحتانی مخففش که افقد هم مخفف افقد آمده بخیال ما مصدر اصلی است که از اسم جامد فارسی زبان ساخته شد و بقول محققین فرس جعلی است که موضوع است ما فرق اصلی و جعلی به اسم مصدر بیان کرده ایم (اردو) تعجب کرنا

افترا بکسر اول وسوم بقول منتخب دروغ گفتن برکسی مؤلف گوید که فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی تہمت استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظہوری ؎) چند تکرار افترای غیر را ٭ تہمت است ای بیمروت تہمت است ٭ (اردو) افترا۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بہتان۔ تہمت۔ (آتش ؎) بوئے گل آتش کہیں ہوتی ہے محسوس نظر ٭ افترا ہے روز محشر یار کے دیدار کا ٭

افترا آمدن از کسی استعمال۔ عادت تہمت داشتن و تہمت کردن کسی باشد چنانکہ ظہوری گوید (؎) بطاقت نسبت دل دور تر از من بہ بیتابی ٭ بگفت مصلحت بین افترا از من نمی آید ٭ (اردو) تہمت کرنا۔

افترا انگیختن استعمال۔ بمعنی تہمت کردن است صاحب آصفی ذکر این کرده (نثر خسرو) در حق آن بزرگ افتراهای چہار ر و بیہ چون مسئلہ چہار قولی می انگیزد" (اردو) افترا جوڑنا۔ افترا باندھنا۔ بقول امیر افترا کرنا۔ تہمت کرنا۔ (رشک ؎) کلاه پاره پاره سے جو موی سر نکل آئے ٭ تو اس پر حاسدوں نے افترا سنجاب کا جوڑا ٭

(رند ؎) افترا مجھ پہ کیا ہے یہ درانداز وں نے ٭ بخدا میں نے کبھی نہیں اصلا دیکھا ٭

(الف) افتراکار استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بہتان گو و افترا کننده فرماید که ــــــــــ

(ب) افتراکاری بمعنی بہتان گوئی ہم آمده مؤلف عرض کند که (الف) اسم فاعل ترکیبی است و در (ب) یای مصدری در آخرش زیاده شده دیگر ہیچ (اردو) الف۔ افترا پرداز بقول امیر تہمت لگانے والا۔ مفسد مؤلف عرض کرتا ہے کہ (ب) افترا پردازی کہ سکتے ہیں۔

(الف) افت و انداز اصطلاح۔ بقول

صاحب بحر حرکات خوش آینده کردن. بہار عجم باشد (طالب آملی ع) افت و اندازتی رانبده ایم ہنوز(ظہوری ع) زخمها سراز جگر برکرده ومن بخیر ہ افت و انداز نگاه تیغ ناز کی است ہ مؤلف گوید که این مرکب است از دو امر یعنی افت از افتادن و انداز از انداختن و اجتماع ہر دو در محاورۂ فرس بمعنی ناز و ادا حرکات عام معشوق است که دل ربا باشد و سند اول متعلق این است و از سند دوم —

(ب) **افت و انداز چشم و نگاه** مرکب اضافی است بمعنی کرشمه و غمزه که از چشم متعلق —

(ارد و) (۱) لٹک - بقول آصفیه مؤنث ناز و ادا - چٹک مٹک - آن بان - آن انداز (ب) غمزه و عشوه - رمز و ایما - (مذکر)

(الف) **افت و خیز** اصطلاح - بقول صاحب بحر نشیب و فراز و بر یک قرار نماندن بہار بذکر معنی بالا گوید که عبارت از حالت بین بین شتاب رفتن و آہسته رفتن است خان آرزو در چراغ با معنی بحر متفق مؤلف گوید که این مرکب است از دو امر یعنی افت از افتادن و خیز از خاستن و اجتماع ہر دو افاده معنی حاصل بالمصدر ہر دو ہ مؤلف گوید که معنی لفظی این ظاہر است و در محاوره فرس کنایه از پریشانی و ته و بالائی باشد ہمچون افت و خیز نبض بشاری گاہی سست میشود و گاہی تیز چنانکه طالب آملی گوید (ع) نفس ببینهٔ اعدا ز ہیبت تو کند ہ بافت و خیز تردد چو نبض بشاری ہ و

(ب) **افت و خیز داشتن** بمعنی از نشیب و فراز واقف بودن یعنی اگر از پا فتد برخیزد ہم در اینهم کنایه باشد چنانکه محسن تاثیر گوید (ع) به بین مدار مه و مهر و بیوفائی گلها ہ ز دولتی مشو ایمن که افت و خیز ندارد ہ مقصود شاعر اینست که در گل افت و خیز نیست چنانکه در مهر و ماه است از ینجاست که گل بی وفاست. عرض می شود که افت و خیز زمانه بمعنی نشیب و فراز زمانه بر زبان

معاصرین عجم است (اردو) (الف) تہ و بالائی - پریشانی - مونث (ب) تشیب و فراز سے واقف ہونا -

افتیمون بقول برہان بفتح اوّل دوائیست معروف و آن شگوفۂ نباتی باشد که بسبزی مانند و سر شاخهای آن باریک است و طبع آن گرم و خشک کوفت و صرع را نافع و آنرا بعربی سبع الشعر خوانند و بعضی گویند زیرہ رومی است و آن سرخ رنگ و تیز طعم می باشد - صاحب جامع ہم ذکر این کردہ صاحب ناصری از رشید وطواط سند استعمال این آوردہ (ص) اگر عدوی ترا درسر است سودائی ٭ بدفع سود آتیغت بس است افتیمون ٭ صاحب محیط فرماید که این اسم یونانی است بمعنی دوا، الجنون و بعربی شجر الصبیع و بسریانی سوزمور دہفور نور و ترکی شیوتن و سبع الشعیر و ہندی اکاس بیل ولایتی و امر بیل ولایتی گویند و این نباتیست باریک مثل رشتہ که بر اشجار می تند - گرم در سوم و خشک در اول - محلّل و ملطّف و مخرج سودا و بلغم و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) اکاس بیل بقول صاحب آصفیہ (مونث) امر بیل افتیمون - ایک قسم کی بیل ہوتی ہے جو زرد زرد سوت سی اکثر درختوں پر لپٹی رہتی ہے اسکی جڑ زمین پر نہیں ہوتی اور نہ اس میں پتّے ہوتے ہیں جن کے بال کم بڑہتے ہیں وہ اسے سر میں ڈالا کرتے ہیں - یونانی حکیم امراض سوداوی میں اسکا استعمال کرتے ہیں جس درخت پر اسے ڈالدیتے ہیں اسے تو جلا دیتی اور آپ سرسبز ہو جاتی ہے -

افچہ بقول برہان و جامع و سراج و ہفت و اننداصم اوّل بروزن بقچہ علامتی است که در غلہ زارہا و کشت و زراعت بجہت رمیدن مرغان سازند و بفتح اول ہم گفتہ اند صاحب سروری فرماید که بضم اول و فتح جیم فارسی - چیزی که در کشت نصب کنند برای

رمیدن مرغان - صاحب مؤید گوید کہ بہندش دہوکہ نامند وبقول صاحب شمس دو کہہ بوکف
عرض کند کہ فلاحان درکشت زار بالای ستونہا کہ بلندتر از قد درختان کشت زار می باشد
سلسلۂ قائم کنند از رسن ہای باریک کہ سر آخر آن برمقام فلاح بدست باشد وبر آن سلسلۂ
رسن درجا ہای متعدد تکہ ہای پارچہ بیرق نما آویزند - چون کشت بہ خوشہ رسد ودانہ
پیدا شود وطیور بر خوشہا تاخت کند ودانہ می خورد درین وقت فلاح بجای خود می نشیند
وسر آن سلسلہ را دائما حرکت دہد تا ہمہ بیرق ہا بحرکت آید وہوا وحرکت مصنوعی طیور را
می پراند وخوشہ ہا محفوظ ماند وافچہ مرکب است از اف وچہ اف بمعنی دمش کہ گذشت
وچہ در آخر لفظ آمدہ افادۂ تصغیر کند ہمچون باغچہ وطاقچہ پس معنی لفظی افچہ صوت صغیر
کہ ہنگام پف زدن از دہن بر آید وبدین سبب کہ این بیرقہا طیور را می پراند وہوا را بحرکت
آرد فارسیان این را افچہ نام نہادند واین کنایہ باشد - مزارعان دکن بعوض بیرقہای
پارچہ شاخہای کوچک درختان بابرگہای خشک آویزان کنند کہ از حرکت سلسلۂ رسن
آوازی ہم ازین آویزہ ہا پیدا وزیادہ تر موثر شود برای پرانیدن طیور (اردو)
دکن کے کاشتکار ڈگہ اون سوکہی ہوئی شاخون کو کہتے ہین جو خشک پتون کے ساتہہ
کہیتون مین ایک بلند لکڑی اور رسی کے سلسلہ پر لٹکا دیتے ہین اور اوس رسی کے
ایک گوشہ کے ہلانے سے وہ شاخین حرکت کرتی ہین اور خشک پتون کی کہڑکہڑاہٹ سے
پرندے جو خوشون کو چٹ کرنے کے لئے کہیت پر اتر آتے ہین فوراً اڑ جاتے ہین - ڈگہ
دہوکا کا بگڑا ہوا لفظ ہے جو ہندی مین بقول صاحب ساطع اوس شکل کا نام ہے جو طیور کو

ڈرانے کے لئے کھیتوں میں قایم کی جاتی ہے۔

افد | بقول برہان بفتح اول وکسر ثانی بمعنی افند کہ گذشت۔ صاحبان رشیدی وجہانگیری وسروری وجامع وناصری ہم ذکراین کردہ اند مؤلف گوید کہ این مخفف افند باشد (اردو) دیکھو افند۔

(الف) افدر | بقول برہان وسروری بروزن صفدر (۱) برادر پدر را گویند کہ بعربی عم خوانند وبمعنی (۲) برادرزادہ و (۳) خواہرزادہ نیز آمدہ۔ صاحب مؤید این را ذیل لغات فارسی نویسد۔ وذکر معنی دوم وسوم کند صاحب جامع وجہانگیری بر معنی اول قانع صاحب رشیدی بذکر ہر سہ معنی صراحت کند کہ معنی اوّل اصح است وصاحب ناصری بر معنی اوّل ودوّم قناعت کند۔ صاحب شمس بذکر ہر سہ معانی فرماید کہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) افدرہ | بزیادت ہای ہوز در آخر ہم آمدہ وصاحب ضمیمۂ برہان گوید کہ بمعنی برادرزادہ وخواہرزادہ فقط مؤلف عرض کند کہ بخیال ما (۴) معنی حقیقی این پدر است واستعمال این معنی در کلام شعرای فرس یافتہ ایم (بوشعیب ؎) سنبلہ جعدی بنفشہ عارضی پ کت سیاوش افدر و پرویز جد پ پس افدر بدین معنی مزید علیہ ومبدّل پدر باشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی درا وّلش آوردند وبای فارسی را بہ فا بدل کردند ہمچون تپل وفیل وتپید وسفید و معنی اوّل ودوّم وسوم مجاز آن وجا دارد کہ مجازاً عم را پدر یا افدر گوئیم کہ بجای پدر است ولیکن برادرزادہ وخواہرزادہ را افدر گفتن محل تامّل وطالب سند باشیم کہ از نظر ما نگذشت اندرین صورت لازم آید کہ پدر را اصل این لغت واسم جامد فارسی زبان گیریم بمعنی اب ولیکن عجب است از صاحبان برہان وجہانگیری وسراج وجامع وسروری و دری وپہلوی وشمس

و رشیدی که لفظ پدر را ترک کرده اند و آفرین بر هفت و مؤید و انند و غیاث که ذکرش کرده اند۔
استعمال لفظ پدر بمعنی اب در کلام متقدمین و متاخرین و معاصرین عجم بسیار آمده و لیکن ترک محققین
معتبر و کثیر التعداد ما را بحیرت انداز د خیال می کنیم که این لغت فارسی الاصل نباشد و عجمی نیست
که اصل این فادر است که بقول منتخب در عربی زبان بمعنی نره گوهی کلان سال و فدر هم بمعنی نره
گوهی جوان آمده و فارسیان آن را مفرس کرده به تبدیل فا با بای فارسی پدر کرده بمعنی اب استعمال
کرده باشند که نره کلان سال۔ پدر گلهٔ گوسپندان باشد و در انگلیسی زبان هم پدر را فادر گویند و
عجبی نیست که ماخذ آن هم لغت عرب باشد و وجود افدر در استعمال فرس بمعنی پدر بزیادت الف
وصلی در اولش تائید خیال ما می کند و الله اعلم بحقیقة الحال۔ مخفی مباد که در افدره های نسبت
بر آخر افدر زیاده کرده اند بمعنی منسوب به پدر و موافق قیاس است که عم و برادر زاده و خواهر زاده
را افدره گفتند بر سبیل مجاز (اردو) (الف) و (ب) (۱) چچا۔ مذکر۔ (۲) بھتیجا۔ مذکر (۳) بھانجا
مذکر (۴) باپ۔ مذکر

افدستا بقول برهان با تای قرشت بروزن مجلسها بمعنی افدستا۔ صاحبان ناصری و سراج و جهانگیری و رشیدی و جامع و ادری و پهلوی ذکر این کرده اند که مخفف افدستا بحذف تای فوقانی اول باشد (شمس فخری ۵) بدین کتاب اعانت نمود طبع مرا ۞ که جمله بندگی شاه را است افدستا ۞ (دقیقی ۵) ببد ایزد توهم خداوندی ۞ زان کنم بر تو اول افدستا ۞ (اردو) دیکھو افدستا۔

افدیدن بقول برهان و نواد رو سروری بروزن فهمیدن شگفتی کردن و تعجب نمودن صاحب بحر هم بانش و فرماید که سالم التصریف است که تقریفش

بر اسم مصدر کرده ایم۔ صاحب موارد گوید که
حاصل بالمصدر این آفد باشد مؤلف عرض کند
که یا اینکه این را مخفف مصدر افتدیدن گیریم
که گذشت یا مرکب از آفد و یای معروف و
علامت مصدر (دن) پس آفد اسم جامد
زبان فارسی مخفف آفتد و اسم مصدر و صیغۂ
امر و حاصل بالمصدر بروزن امر باشد (اردو)
دیکھو افتدیدن۔

افرا بقول برہان بروزن صفرا (۱) بمعنی آفرین و تحسین باشد۔ صاحب ناصری
بذکر معنی اول فرماید که (۲) نام درختی معروف که آن را افراغ ہم نامند چنانکه شاعر
مازندرانی گوید (۵۵) شمشاد و چنار دارس و افرا؛ افراخته قامت دل آرا؛ صاحب
جامع و جہانگیری بر معنی اول قانع و فرماید که افری ہم بہمین معنی آمده صاحب انند
فرماید که بالکسر زبان عرب بمعنی اصلاح کردن و نیکو سیدن است مؤلف گوید که
آفرین اصل است که در ممدوده گذشت و آفری بمقصورۂ اول و حذف نون بہمین
معنی مخفف آفرین که می آید و افرا مبدل افری بہ تبدیل تحتانی بہ الف چنانکه بگدش
و اگدش و یرمغان و ارمغان۔ نسبت معنی دوم حیف است که محققین فرس با صاحب
ناصری اتفاق نمی کنند و او صراحت مزید این نکرده است و صاحب محیط ہم این را
ترک کرده (اردو) (۱) دیکھو آفرین کے دوسرے معنی (۲) ایک مشہور درخت کا
نام جس کو فارسیون نے افرا اور آفراغ کہا ہے افسوس ہے که اسکی مزید تعریف
ہمکو معلوم نہ ہوسکی کچھ عجب نہین که یہ وہی درخت ہو جس کو سنسکرت مین بقول صاحب
ساطع آپراجتا جس کو کوئیل اور کو ہینیٹھی بھی کہتے ہین صرف دو شاخ کا پودہ ہے

(الف) افراخ | صاحب منتهی الارب نسبت (الف) فرماید که بالکسر بمعنی آشکارا
(ب) افراخت | شدن راز وظاهر کردن پنهانی است وبخیال ما مبدّل ومزید علیه
(ج) افراختن | فراز که بمعنی بلند اسم جامد زبان فارسی است که فارسیان الف
(د) افراخته | وصلی در اول این آورده‌اند وبقاعدۀ خود زای منقوطه را بخای

معجمه بدل کردند همچون آویزه وآویخت ـ پس اسم مصدر افراختن است چنانکه فراز اسم مصدر فرازیدن و (ب) ماضی مطلق (ج) و (ج) مصدریست که وضع کردند از (الف) بزیادت کلمۀ تن که علامت مصدر باشد وبقول برهان بروزن پرداختن بمعنی (۱) برداشتن وبلند ساختن است وبقول صاحب بحر عجم بپای کردن و (۲) برکشیدن وبرآوردن هم (کامل التصریف) مضارع این افرازد مؤلف گوید که مضارع این افراخد بود به همان قاعدۀ تبدیل که ذکرش بالا مذکور شد خای معجمه را به زای منقوطه بدل کردند صاحب مؤید بر معنی اول قانع وفرماید که افراز امر این ونیز حاصل بالمصدر بروزن امر ـ صاحبان نوادر وجامع وجهانگیری وسروری صرف معنی اول را ذکر کرده‌اند (عمید الدین ؎) افراخت لوای بادشاهی ٭ بگرفت سپیدی وسیاهی ٭ مخفی مباد که بقول مقننین فرس این مصدر اصلی است وسماعی وبر اصول ما که بر اسم مصدر گذشت اصلی وقیاسی که از اسم جامد فارسی زبان وضع شده است حالا عرض میشود نسبت (د) واین بقول برهان وسروری بمعنی برداشته وبلند گردانیده (خاقانی ؎) پرچم زشب پرداخته مه طاس پرچم ساخته ٭ بیرق ز صبح افراخته روزش سپهدار آمده مؤلف عرض می‌کند که اسم مفعول است از (ج)

دیگر ہیچ (اردو) (الف) بلند (ب) بلند کیا (ج) (۱) اٹھانا۔ بلند کرنا۔ کھڑا کرنا (۲) نکالنا (د) بلند کیا ہوا۔ نکالا ہوا۔ جیم کا اسم مفعول ۔

افراز بقول برہان و رشیدی و جامع بر وزن پرواز (۱) بمعنی بلند و بلندی۔ خان آرزو در سراج گوید کہ فراز بدون الف اول مخفف این است و صاحب ناصری فرماید کہ ذریع معانی فراز مراد فش و افراز یدن مصدر این صاحب سروری از استاد لبیبی سند آوردہ (ﮯ) زبس رفعتش شاہباز خرد ٭ نیارد برافراز او پر زد ٭ مؤلف عرض کند کہ فراز بدون الف اول اصل است و اسم جامد زبان فارسی بمعنی حقیقی بلند۔ الف وصلی در اولش آوردہ افراز کردند و ہمین است اسم مصدر افرازیدن کہ می آید پس افراز مزید علیہ فراز است نہ فراز مخفف افراز چنانکہ خان آرزو گفتہ مخفی مباد کہ سندی کہ بالا گذشت متعلق بہ معنی پانزدہم است کہ حاصل بالمصدر افرازیدن باشد و در مصرع دومش افراز بمعنی بلندی است نہ بلند از وی دیکھو افراخ ۔

(۲) افراز بقول برہان و جہانگیری و سراج و جامع بمعنی منبر (حکیم زجاجی ﮯ) خطیبان پس از نام پاک امام ٭ برافرازین شاہ بردند نام ٭ مؤلف عرض کند کہ این مجاز معنی اوّل است کہ منبر ہم بلند باشد و فراز بدون الف اول ہم بدین معنی توان گرفت ولیکن استعمالش در کلام فرس یافتہ نشد از ینجا کہ صاحب برہان در معانی فراز این معنی را ترک کردہ (اردو) منبر۔ بقول صاحب آصفیہ عربی۔ اسم مذکر۔ مقام بلند۔ اونچی جگہ۔ کاٹھ یا چونے وغیرہ کا سیڑھی دار بنا ہوا اونچا مقام جس پہ خطیب کھڑا ہو کر خطبہ سناتا ہے۔ وعظ کہنے کا مقام۔ اسپیچ کا چبوترہ (ناسخ ﮯ)

نہ فلک انکو سمجھنا کہ برای حیدر ٭ سات زینون
کا کیا حق نے یہ منبر پیدا ٭
(۳) افراز بقول برہان وجہانگیری وسروری
وجامع بمعنی جمع کہ مقابل فرد است (سیف
اسفرنگی سے) روح اقسام شادمانی را ٭
از پی بزم تو کند افراز ٭ خان آرزو در سراج
گوید کہ بمعنی جمع کردہ وبہم آوردہ مؤلف
گوید جمع کردن وبہم آوردن معنی افراز کردن
است نہ مجرد افراز بخیال ما این متعلق است
بہ معنی ششم کہ می آید یعنی پیش ونزدیک
ضرورت ندارد کہ باستناد کلام سیف اسفرنگی
معنی جمع گیریم وتعدد معانی را وسیع کنیم واین ہم
مجاز معنی اول باشد کہ چیزی کہ بلند شود قریب
وپیش نظر شود از برای بینندگان برخلاف
چیزی کہ بلند نیست مخفی مباد کہ اصل این ہم
بدون الف وصلی اول وصاحب برہان بر فراز
این معنی را ہم ذکر کردہ (اردو) دیکھو چھٹے معنی

(۴) افراز - بقول برہان وجہانگیری وسروری
وجامع بمعنی بستہ - خان آرزو در سراج گوید کہ
فراز کردن در بمعنی فروبستن یعنی پیش آوردن
ہر یکی جدا است ولہذا در فراز کردن بمعنی بستن
است مقابل باز کردن (سعدی سے) بروی
خود در اطماع باز نتوان کرد ٭ چو باز شد بدرستی
فراز نتوان کرد ٭ مؤلف عرض کند کہ این ہم
مجاز معنی اول باشد زیرا کہ در زمانہ سلف صورت
در ودریچہ ہا نہ چنان می بود کہ در زمانۂ حال
است بلکہ تختہ را برای در بہ پائین آستان
بوسیلۂ زمادہ آہنین نصب می کردند وچون در را
باز می کردند آن تختۂ چوبین بر زمین فرش می شد
وچون می خواستند کہ در را بند کنند آن تختہ را
فراز یعنی بلندی کردند وباحصۂ بالائی دریواس
یعنی چارچوب ودہلیز واصل کردہ قفل می زدند
ازینجاست کہ در محاورۂ عجم افراز بمعنی بستن ہم
آمدہ ولیکن تخصیص این با در ودریچہ ومماثل آن

باشد و بزبانہ حال ہم دری را که دو تختہ دارد
چون خواہند کہ بند کنند یک تختہ آن را بر
تختۂ دومش بلند می کنند ازینجاست کہ
فراز بمعنی حقیقی بلند مجازاً بمعنی بند مستعمل شد۔
(اردو) بند۔ بقول آصفیہ مسدود مقفل۔
(۵) افراز۔ بقول برہان و جہانگیری و سراج
و سروری و جامع بمعنی کشادہ و پہن شدہ
صاحب شمس گوید کہ در عربی بمعنی جدا کردن
چیزی از چیزی مؤلف گوید کہ این مبدل
و مزید علیہ فراخ است کہ اسم جامد فارسی
زبان باشد بہمین معنی فارسیان بقاعدۂ خود
خای معجمہ را بہ زای ہوز بدل کردند چنانکہ
بر لغت افراخ ذکرش کردہ ایم۔ فراز شد۔
و فراز بہ ہمین معنی آمدہ (کذا فی البرہان) و
پس ازان الف وصلی در اولش آوردہ
افراز کردند۔ اندرین صورت این مجاز
معنی اوّل نباشد (اردو) فراخ۔ بقول

آصفیہ (فارسی) وسیع۔ کشادہ۔ چوڑا۔
دیکھو ایارہ۔
(۶) افراز۔ بقول برہان و جہانگیری و سراج
و سروری و رشیدی و جامع بمعنی قریب و نزدیک و
پیش مؤلف گوید کہ این ہمان است
کہ ذکرش بر معنی سوّم گذشت۔ مجاز معنی
اول است و سند این از کلام سیف اسفرنگی
ہمدرانجا مذکور۔ (اردو) قریب۔ نزدیک
آگے۔ سامنے۔
(۷) افراز۔ بقول برہان و سراج و رشیدی
و جامع و جہانگیری بمعنی نشیب کہ مقابل فراز
است۔ حیف است کہ سند این پیش نشد۔
صاحب برہان این را بدون الف اوّل
ہم بہمین معنی گفتہ فرماید کہ از لغت اضداد
است و طالب سند استعمال باشیم شک
نیست کہ این مجاز معنی اوّل نسیت و ہیچ
تعلق باما خذش ندارد و بر زبان معاصرین

ہم استعمال این نیافتیم (اردو) نشیب۔
بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ نچان۔ پستی۔
(۸) افراز۔ بقول برہان وجامع بمعنی ازین
باز و بعد ازین۔ خان آرزو در سراج گوید کہ
ہمچون ازین فراز و از امروز فراز چنانکہ فرخی
گفتہ (فرخی ؎) مراد دل او بودم من دی
و پری ٭ مراد دل خود باشم از امروز فراز ٭
مؤلف عرض کند کہ در لفظ فراز معنی مجرد
بعد و پس است نہ بعد ازین انہم من وجہ
مجازہ معنی اول باشد یعنی بالای امروز کنایہ
باشد از فردا و پس فردا یعنی روز یکہ بعد از
امروز آید و ہمین معنی بقول برہان بر لغت
فراز ہم می آید (اردو) آگے۔ بعد۔
(۹) افراز۔ بقول برہان وجہانگیری بمعنی
سرکش و سرکشیدہ۔ خان آرزو در سراج
گوید کہ سرکش بمعنی سرفراز است نہ تنہا فراز
و بقول جامع سرکشندہ۔ مؤلف عرض کند

کہ محققین بالا درین معنی تسامح کردہ و از
سرفراز و سرآفراز این معنی را پیدا کردہ اند
و غور نفرمودہ اند کہ سرفراز و سرآفراز اسم
فاعل و اسم مفعول ترکیبی است و بدینوجہ
کہ افراز از مصدر افرازیدن امر است بحالت
ترکیب افادہ معنی فاعلی و مفعولی کند و مجرد
افراز اصلاً بمعنی سرکش و سرفراز نیست
خان آرزو اشارتاً اختلافی کہ با محققین دیگر
کردہ است درست است حیف است کہ
مدعیان این معنی سند استعمال این پیش نکردند
(اردو) سرکش۔ بقول آصفیہ۔ باغی۔
نافرمان۔ متمرّد۔
(۱۰) افراز۔ بقول برہان وجہانگیری وجامع
بمعنی خرزہ یعنی آلت تناسل است۔ خان آرزو
در سراج گوید کہ بہ تقدیم زای معجمہ بر رای مہملہ
باشد و آن ترجمہ آلت است۔ صاحب سروری
فرماید کہ بمعنی اوزار باشد و صاحب رشیدی

گوید که اوز آز به تبدیل فا با واو به رای مهمله
سوم وزای هوز پنجم هم به همین معنی آمده و
صاحب ضمیمهٔ برهان هم صراحت کرده که افراز
و آفزار به تقدیم و تاخیر رای مهمله وزای هوز
هر دو مرادف یکدیگر است مؤلف گوید که
افراز به رای مهمله سوم وزای معجمه پنجم بمعنی
مقلوب افزار به زای هوز سوم و رای مهمله
پنجم است که فارسیان این را مقلوب بعض
گویند همچون اسطخر و اسطرخ که گذشت و افزار
به فای دوم وزای معجمهٔ سوم و رای مهمله
در آخر مبدل اوزار باشد که فارسیان بقاعدهٔ
خود واو را به فا بدل کنند همچون وام و فام و
معنی حقیقی این مطلق آله باشد و مجازاً برای آله
تناسل استعمال کرده باشند و اوزار بقول صاحب غیاث
اسند و ر عربی زبان هم بمعنی سلاح و ساز آمده
حیف است که سند استعمال این بدین معنی
مجازی از نظر ما نگذشت و اگر افزار را بدین معنی
مجاز بمعنی اول هم گیریم جا دارد که بلندیش بجاست
نعوظ با معنی اول تعلق دارد (اردو) آلهٔ تناسل
مذکر - دیکھو ابو الحیّه -

(۱۱) افراز - بقول برهان و سراج و سروری
و رشیدی و جامع بمعنی بردار و بلند ساز مؤلف
گوید که امر است از مصدر افرازیدن و شامل
بر همه معانی آن که می آید (اردو) اٹھا - بلند
کر - امر حاضر -

(۱۲) افراز - بقول برهان بمعنی بلند کننده و بقول
رشیدی بلند گردانند خان آرزو در سراج
فرماید که این ماخوذ است از افرازنده و صاحب
سروری گوید که بلند گردانیده چنانکه ابو عاصم
فرماید (ــه) ای در همه علمها سرافراز ٭ دایم
ز جهانیان سرافراز ٭ مؤلف عرض کند که
تسامح محققین بالا بیش نیست که مجرد افراز که امر
حاضر مصدر افرازیدن است معنی فاعلی - یا
مفعولی ندارد تا آنکه مرکب نشود با اسمی دیگر و در ترکیب

صورت اسم فاعل یا مفعول ترکیبی باشد (اردو) بلند کرنے والا۔ بلند۔

(۱۳) افراز۔ بقول خان آرزو در سراج بحوالہ نسخہ وفائی بمعنی خون۔ فرماید کہ این خیلی غریب است و صاحب برہان ہمین معنی را بحوالہ نسخہ وفائی بر فراز نوشتہ و بر افراز ترک کردہ مؤلف عرض کند کہ ہمہ اہل تحقیق ازین معنی ساکت اند و سندی ہم پیش نشد و اگر استعمال این بمعنی خون در کلام فرس بہ تصدیق نسخہ وفائی یافتہ شود بالوجود این معنی در فراز تائید کند توانیم عرض کرد کہ ہم مجاز است از معنی اوّل کہ چون رگ کشادہ شود خون ہمچون فوارہ بلند شود (اردو) خون۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر لہو۔

(۱۴) افراز۔ بقول صاحب انند و غیاث بمعنی مصالح طعام مثل کشنیز و قرنفل و زیرہ وغیرہ و این مخفف بوافراز باشد مؤلف عرض کند کہ اگر سند استعمال این بدست آید توانیم گفت کہ مخفف بوافراز است و بوافراز اسم فاعل ترکیبی باشد (اردو) مصالح۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ پیاز لہسن۔ ادرک دہنیا وغیرہ جو گوشت مین ڈالا جاتا ہے۔ اور جب لونگ۔ الائچی۔ زیرہ سیاہ۔ سیاہ مرچ وغیرہ ڈالتے ہین تو گرم مصالح کہتے ہین۔ اردو مین اسکو سالاہی کہتے ہین۔

(۱۵) افراز۔ بقول صاحب موارد حاصل المصدر افرازیدن است بمعنی بلندی بر وزن امرو ظاہر است کہ فرقی نازک کہ در معنی بلند و بلندی است ہمین فرق است درین و نمبر اول (اردو) بلندی۔ مؤنث۔

افرازپا استعمال۔ بقول صاحب شمس ہرچہ در پای پوشند۔ صاحب مؤید فرماید کہ ہندی این کہوسرہ باشد کذا فی العلمی۔ صاحبان بحر و ضمیمہ برہان این را بہ زای معجمہ سوم و رای

مہملۂ پنجم آوردہ اند بمعنی کفش و پاپوش نوشتہ۔ مؤلف عرض کند کہ مرکب اضافی است و متعلق بہ معنی دہم لفظ افراز کہ بزای معجمۂ سوم و رای مہملۂ سوم ہردو آمدہ و معنی حقیقی آن آلت است پس آلت پا معنی حقیقی این باشد و کنایہ از کفش و پاپوش یا چیزی کہ در پای پوشند۔ (اردو) جوتی۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ کفش۔ پاپوش اور بلحاظ معنی عام وہ چیز جو پاؤن مین پہنی جائے یعنی پاتابون پر بھی اس لفظ فارسی کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

افراز دان استعمال۔ بقول صاحب آنند و مؤید بازای موقوف آوندی مانند نمکدان چوب و مماثل آن کہ در آن حوائج دیگ محفوظ کنند و بہ تازیش سفرجہ خوانند مؤلف گوید کہ درین لغت لفظ افراز بمعنی چہاردہمش باشد کہ مخفف ابوافراز است و دان کلمہ ایست در آخر لفظی آمدہ افادۂ معنی ظرفیت کند ہمچون قلمدان دہوہ دان (اردو) مصالح رکھنے کا صندوق یا ٹوکری یا ظرف۔

افراز کردن استعمال۔ بمعنی پیش کردن و حاضر آوردن است سند این بر معنی سوم افراز از کلام سیف اسفرنگی گذشت (اردو) پیش کرنا۔ حاضر کرنا۔

افرازیدن بقول صاحب برہان بمعنی (۱) بلند ساختن و افراختن و (۲) بمعنی آراستن و زیب دادن و (۳) خوش کردن صاحب بحر ہم متفق با برہان و فرماید کہ کامل التصریف است و مضارع این افرازد و صاحب موارد بر معنی اول قانع و فرماید کہ افراز امر و حاصل بالمصدر این و صاحب نوادر ہم بر معنی اول قناعت کردہ مؤلف گوید کہ مرکب است از اسم مصدر افراز و یای معروف و علامت مصدر دن و بقول ما مصدر جعلی کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و بقول محققین فرس مصدر جعلی است

(۵۹۷)

و فرق و تعریف هر دو بر لفظ اسم مصدر گذشت
بالجمله معنی اوّل حقیقی است و معنی دوّم و سوّم
من وجهٍ متعلق به معنی دهم لفظ افراز است که
که ساما ان پوشانیدن کنایه باشد از آراستن
و زیب دادن و خوش کردن حیف است که شد
معنی دوّم و سوّم پیش نه شد (اردو) (۱)
بلند کرنا۔ کھڑا کرنا (۲) سنوارنا۔ (۳)
خوش کرنا۔

افراس بقول برهان بر وزن کرپاس خیمه و قنات را گویند و بقول ناصری چشمه و قنات
سنجیال ما غلطی کتابت بیش نباشد که خیمه را چشمه نوشت۔ صاحب جامع فرماید که بمعنی خیمه و طناب
باشد۔ خان آرزو در سراج باتفاق معنی بالا فرماید که ظاهرا تصحیف است صحیح به شین معجمه باشد
جمع فرش۔ صاحب انند گوید که فرس لغت عرب است بمعنی اسپ و افراس بالفتح بقول
صاحب منتخب جمع فرس یعنی اسپان مؤلف عرض کند که فارسیان افراس عربی را بمعنی
واحد گرفتند یعنی استعارةً خیمه را اسپ گفتند که قیام آن با طناب و قنات مشابه به اسپ است
و بهتر ازین است که این را مبدل افراز گیریم که معنی اولش بلند است و خیمه هم بلند باشد فارسیان
زای معجمه را بسین مهمله بدل کنند همچون آیازه و ایاس و هرمزد و هرمس۔ خیال خان آرزو نسبت
تصحیف این لغت موجه نیست زیرا که افراش جمع فرش نیامده و اگر باشد دران صورت هم فرش
را بخیمه استعاره کردن خوش نمی نماید و اتفاق صاحبان تحقیق به سین مهمله که چهارم است و ماخذ
بیان کرده ما قابل تسکین (اردو) خیمه۔ مذکر۔ دیکھو اتاق۔

افراس آب اصطلاح۔ بقول برهان
بکسر سین بی نقطه بمعنی سواران آبست که حباب
باشد۔ صاحب بحر فرماید که باضافت حبابها
که بوقت بارش بر روی آب پدید آید صاحب

جامع گوید که تبه حباب معروف و بقول مؤید
سوارگان آب که افراس سواران را گویند صاحب
شمس همزبانش مؤلف عرض کند که افراس
در عربی زبان بمعنی سواران قابل غور محققین فاضل
از لفظ فرس که در عربی زبان اسپ را گویند
در غلط افتاده اند بخیال ما معنی حقیقی این خیمهٔ
آب است که افراس بمعنی خیمه گذشت و ما غلط
آن هم همدرا نجاند کور پس افراس آب کنایه
باشد از حباب که همچون خیمه بالای سطح آب
قائم می شود دیگر هیچ صاحب جهانگیری
این را در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور پنجم بتحت
لغات غریبه نوشته (حکیم سوزنی ره) ای بتاج
تخت شاهی وارث افراسیاب ۞ کرد فتح و نصرت
از نعل سم افراسیاب ۞ عکس ماه نو فلک بر آب دریا
افگنده ۞ تا همه مشعل شوند از بهر تو افراس آب ۞ دارد
حباب بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر - پانی کا بلبلا گنبد آب

افراسیاب بقول برهان و هفت نام بادشاه ترکستان است و کنایه از هموار و براه
رونده هم چه آب بمعنی راه و هموار است (فردوسی ره) شود کوه آهن چو دریای آب ۞
اگر بشنود نام افراسیاب ۞ صاحب مؤید فرماید که همین پادشاه جادو بوجود آورد و بعد کشتن نوذر
بادشاه ایران زمین دوازده سال ملک ایران را فرو گرفته و همیشه با ایرانیان منازعت
داشت پس طهماسپ پادشاه ایران زمین او را از ایران بیرون کرده باز بترکستان فرستاد
مؤلف عرض کند که شک نیست که این مرکب از افراس و آب است و در اسمای شاهان
ترک اکثر لفظ اسپ را یافته ایم و وجه تسمیهٔ آن بجایش ذکر کرده ایم که ترکان اسپ را وقیع
می داشتند و در اسمای سلاطین نسبت یا اضافت شاه بآن کنند بخیال ما افراسیاب در اصل
افراس آب بود اسم فاعل ترکیبی یعنی آب و رونق و قدرت اسپان دارنده و جا دارد که

ہموارہ براہ روندہ کنایہ باشد از ہمین معنی حقیقی پس از و والف ممدودۂ آب کہ در رسم الخط قدیم
بود یک الف بقاعدۂ فارسی مبدل شد بہ یای تحتانی ہمچون تاز آنہ و تازیانہ۔ افراسیاب شد
وانچہ برہان ارادہ بیان وجہ تسمیہ کردہ است سکندری خوردہ است وخود آب بمعنی ہموارہ
براہ روندہ آمدہ کہ بجایش گذشت و در معانی مختلفۂ آب معنی راہ و ہموار نیست د نباشد
و ہیچ ذکر نکردہ کہ ترکیب افراس با آب چہ طور معنی ہموارہ براہ روندہ پیدا کرد فتامل۔
(اردو) افراسیاب۔ بقول امیر توران کے ایک عظیم الشان بہادر بادشاہ کا نام ہے
جو ایران کے کیانی بادشاہون کے ساتھہ مدتون لڑتا رہا اور آخر کار کیخسرو بن سیاوش
کے زمانہ مین مارا گیا۔

(الف) افراش	(الف) بقول انند بالکسر لغت عربست بمعنی ایستادن ومعانی دیگر ہم
(ب) افراشت	دارد بخیال ما در فارسی زبان این مبدل افراز است بالفتح بمعنی
(ج) افراشتن	بلند کہ فارسیان زای ہوز را بہ شین معجمہ بدل کنند ہمچون زلوک
(د) افراشتہ	وشلوک کہ بقول برہان بمعنی کرم معروف است سیاہ رنگ

کہ خون از بدن بمکد پس (الف) اسم جامد فارسی زبان واسم مصدر (ج) باشد و
(ب) بقول برہان وناصری وسروری بمعنی برداشت وبلند ساخت وبالا برد سراج الدین
راجی از سروری سہ) رایت جود آنچنان افراشت ؛ کز جہان نام فقر را برداشت
مؤلف گوید کہ ماضی مطلق است از مصدر (ج) و (ج) بقول برہان بروزن بمعنی
برداشتن وبلند ساختن۔ صاحب بحر عجم گوید کہ کامل التصریف ومضارع این افراشد

و اصل این افراختن - صاحب موارد فرماید که بدون الف اول فراشتن هم آمده و حاصل بالمصدر این افراز (شیخ شیراز سے) چه می خواهی از طارم افراشتن ؛ همینت بس از بهر بگذاشتن ؛ صاحبان رشیدی و جامع و سراج و جهانگیری و نوادر هم ذکر این کرده اند و مرادف افراختن گفته ۔ (د) بقول برهان و ناصری و سروری و نوادر بمعنی برداشته و بلند ساخته و بالا برده (استاد لبیبی سے) دل از حرص و از کینه انباشته ؛ سر کبر بر چرخ افراشته ؛ مؤلف عرض کند که اسم مفعول (ج) است و بس (اردو) (الف) دیکھو افراخ (ب) افراخت (ج) افراختن (د) افراخته کے پہلے معنی -

افراشته قد اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم و مؤید مرادف آخته قد (که در ممدوده گذشت) شامل بر هر دو معنایش یعنی (۱) بلند قد و (۲) نام آور - مؤلف عرض کند که معنی اول موافق قیاس است و معاصرین عجم هم اتفاق دارند و لیکن تسبت معنی دوم طالب سند باشیم (اردو) دیکھو آخته قد -

افراه بقول برهان و جامع و سراج و هفت بر وزن همراه طعامی را گویند که بجهت محبوسان پزند - صاحب سروری هم بحوالهٔ تحفه ذکر این کرده - صاحب انند این را لغت فارسی گوید خبر این نیست که اسم جامد باشد وحیف است که سندی پیش نشد (اردو) قیدیون اور محبوسون کی غذا (مؤنث)

افربیون بقول صاحب برهان بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و کسر بای ابجد و یای حطی بواو رسیده و بنون زده دوائی است که آنرا فربیون هم نامند - صاحب سوار السبیل گوید که این را بیونانی او فوربیان نام است صمغ ماذریون و نزد قوم هندی

باشد - و صاحب محیط گوید که ہمان فرفیون و بر فربیون ہم حواله فرفیون داده و بہ
فرفیون فرماید که ابرببیون و افربیون ہم آمده که معرب آن بربیون فارسی باشد و بعربی
اکل بنفشه و قاتل بنفشه و حافظ النحل و کروش الغنم و حافظ اطفال و بہ بربری ناگوت و برومی
فوطلبیوس و افنیبن و بیونانی لخاالیون و حالاس و قوانوس و اہل مصر و شام آنرا لبانهٔ مغربیه
خوانند و اکثر لبن اسود را و بقول بعض صمغ نباتی است شبیه به نبات کاہو و کاسنی و شیر دارد
گرم و خشک در اول چہارم و گویند در آخر سوم - حاد - اکال - ملطف - جالی - محرق باسنجان
شدید خصوصاً تازهٔ آن و منافع کثیر دارد (اخ) صاحب مخزن ذکر افربیون کرده فرماید که
ابرفیون ہم گویند و بمغربی بتانه (اردو) ایک درخت کا گوند ہے جو کاہو اور کاسنی سے
مشابہ ہوتا ہے افسوس ہے کہ اسکا اردو یا مشہور نام نہ معلوم ہو سکا - صاحب جامع الادویه
نے اسکو ترک کیا ہے اور صاحب محیط اور مخزن نے اس کا معرب نام افربیون لکھا ہے اور یہ
بقول سواء السبیل ماذریون کا گوند اور زقوم ہندی - صاحب محیط نے زقوم پر لکھا ہے کہ سینڈ -

افرسب | بقول صاحب سروری بکسر ہمزه و سکون فا و سین مہمله و فتح رای مہمله چوبی باشد
که بام خانه را بآن پوشند چنانکه شاعری گوید (ع) از گرانی اگر شوی به بام ٭ بام و افرسب
جمله خورد کنی ٭ صاحب رشیدی و سراج فرماید که چوب بزرگ بام خانه که آنرا شاه تیر ہم گویند
و بدون الف فرسب ہم آمده و صاحب برہان بر فرسب فرماید که بہ بای فارسی ہم مستعمل و
صاحب شمس این را لغت فارسی گفته و ببای فارسی نوشته مؤلف عرض کند که جز این نیست
که فارسیان این را مرکب کرده اند از لفظ فر و اسب ٭ فر بمعنی رفعت و شان می آید و اسب

بمعنی خود است پس فرسپ بحذف الف اعم ازینکه با بای عربی گیریم یا فارسی بمعنی رفعت وشان اسپ دارنده - اسم فاعل ترکیبی است می بایست که اسپ را بر فر مقدم آرند ولیکن اسم فاعل ترکیبی بدین ترکیب هم آید چنانکه کمان ابرو ابر وکمان پس چیزی که رفعت وشان اسپ دارد کنایه باشد از شاه تیر سقف مکان که بلند هم باشد وحامل وزن سقف هم - بالجمله فرسب اصل است وافرسپ بزیادت الف وصلی در اولش مزید علیه آن وجا دارد که بای فارسی وعربی هردو خوانیم که اسپ هم بهر دو گذشت (اردو) شاه تیر - بقول آصفیه فارسی اسم مذکر - بڑی کڑی - شہتیر - سقف خانه -

افرنجمشک بقول برہان مرادف فرنجمشک نباتی است که آنرا بشیرازی بالنگوی خودرو گویند - بواسیر را نافع است ودر فرنجمشک فرماید که نام این در عربی بقلة الغضب وصاحب محیط گوید که ہمان فرنجمشک ودر فرنجمشک صراحت کند که معرب پلنگ مشک فارسی است وآنرا افرنجمشک وفلنجمشک وابرنجمشک نیز نامند واین ہمه اسمای معرب از اسم فارسی است وبعربی اصابع قنیان هم نامند وبسریانی فلنمشکا وبرومی امیوکوفراس وبیونانی اقلیمس - و اوقلیس وبهندی رام تلسی گویند وانجل هم واین نوعی از ریحان است خوشبوی شبیه بوی قرنقل واز قرنقل بستانی همین مراد است وگویند بوی آن شبیه بمشک است - گرم وخشک در آخر دوم - خوردن وشمیدن وطلا کردن آن مفتح سدد دماغی وجہت دردسر بارد نافع وخوش کننده بوی دهان وبغایت مقوی ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب برهان پلنگ مشک فرماید که وجه تسمیه آنست که گل این به گلهای پشت پلنگ وبرنگ آن می ماند وبوی مشک میدهد

(اردو) صاحب آصفیہ نے تلسی پر فرمایا ہے کہ اسم مونث ایک پودے کا نام جسے ہندو لوگ پوجتے ہیں۔ ریحان۔ بالنگو۔ نیازبو۔ صاحب جامع الادویہ نے رام تلسی پر افرنجمشک کا ذکر کیا ہے ایک قسم کا ہندی ریحان اور تلسی پر نازبو اور شاہسفرم کا اور جنگلی تلسی پر ریحان البری لکھا ہے اسکا خالص ترجمہ رام تلسی ہے جس کی کافی صراحت جامع الادویہ میں ہے۔

افرنجہ | بقول برہان بفتح اول ۔ سرینجہ (۱) نام شہریست کہ نوشیروان آباد کردہ بود در کنار دریای مصر وما در عذرا از ان شہر است و (۲) نام ولایتی است از زنگبار و (۳) نام زمینی ہم ہست در بلاد عرب۔ بخیال ما این مبدل و مرکب است از افرند کہ لغت فارسی است بمعنی نیکوئی و زیبائی وحشمت کہ می آید دال مہملہ مبدل شد با جیم عربی بر سبیل تعریب ہمچون زکند و زکنج و ہای نسبت در آخرش زیادہ کردہ نام شہری و ولایتی و زمینی نہادہ باشند کہ منسوب بہ نیکوئی و زیبائی است وبیان ماخذ او زند بحالیش می آید۔ صاحبان ناصری و جامع و رشیدی و جہانگیری و سروری و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند (نظامی ۵) ز مصر و ز افرنجہ و روم و روس بیار است لشکر چو چشم خروس ۔ صاحب ناصری ہم گفتہ کہ افرنجہ معرب می نماید و بقول رشیدی فرنجہ بدون الف اول ہم آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ انچہ صاحبان تحقیق نسبت این نوشتہ اند ہمہ بی تحقیق است و اکثر علما چنان افرنجہ بمعنی ملکی است کہ در تصرف فرنگیان است چنانچہ توسی گفتہ و مبدل افرنگہ کہ ہای نسبت بر افرنگ زیادہ کردہ و گفتہ اند نام شہر بود کہ نوشیروان بشکل و صورت انطاکیہ در مدائن بنا کردہ و تفصیلش در رومیہ خواہد آمد پس صاحب برہان را اشتباہ افتاد و شہر مذکور را بر کنار دریای مصر تصور کردہ پس برین تقدیر کلمہ ہا جای نسبت خواہد بود و آنکہ بمعنی ولایت زنگیان نوشتہ غلط محض است و تکذیب این قول شعر خواجہ نظامی کہ (بالا مذکور شد) زیرا کہ آرایندہ این لشکر سکندر

(۶) مقابل فرنگیان بود (الخ) مؤلف عرض کند که خان آرزو بتردید قول محققین زحمت فرید برداشت حیف است تسکین ما نکرد از کلام نظامی تردید قول اہل تحقیق نمی شود و لازم نمی آید که اگر افرنجه نام شهری باشد ولایتی دیگر یا زمینی دیگر بدین نام موسوم نباشد و لازم نمی آید که ذکر شهری که در کلام نظامی است از ان تصدیق عدم وجود شهری بهمین نام در زنگبار شود خان آرزو این را مرکب از فرنگ گرفته است و غالباً الف را وصلی قرار داده و های نسبت را در آخر نهاده وجیم عربی را بضرورت تعریب مبدل کاف فارسی کرده مگر نمی داند وحیرانمی دانده دانده که افرنگ مبدل اورنگ هم هست که بمعنی زیبائی وتخت می آید وافرنگ بحالت خود بمعنی فرنگ هم که ترجمهٔ آن بعربی نصاری است پس چه خصوصیت دارد که افرنجه را مخصوص به فرنگیان کنند ومنسوب بتخت وزیبائی نکنند. وحقیقین این نام دانند که مقصود شان چه بود. پس جا دارد که شهر مقبوضهٔ فرنگیان را متعلق از ماخذ فرنگ گیریم و دیگر ولایت وزمین را که همین نام دارد متعلق از معانی دیگر لفظ افرنگ کنیم و باشد که ولایت مذکور درزمانی پای تخت باشد و بزیبائی معروف باشد واحال دلیل خان آرزو بی تحقیقی محققین را ثابت نمی کنند (اردو)

(۱) ایک شهر کا نام افرنجه ہے جس کو نوشیروان نے دریای مصر کے کنارے آباد کیا تھا۔

(۲) ایک ولایت زنگبار کا نام افرنجه ہے (۳) بلاد عرب سے ایک زمین کا نام افرنجه ہے۔

(الف) افرند (الف) بقول برہان بروزن فرزند بمعنی نیکوئی وزیبائی وحشمت باشد صاحب رشیدی بر لفظ افرنگ فرماید که همین معنی افرند و

(ب) افرندیدن

اورند نیز آمده وبقول جامع بمعنی فره نیکو وزیبا وحشمت صاحب مؤید گوید که همان ارند

کہ بمعنی فروزیبائی و بہتری گذشت (ما ذکر ہمین بمعنی ہفتم ارونڈ کردہ ایم) پس افرند بخیال ما مبدل اورنگ و مرادف آورند و آروند باشد کہ بقاعدۂ فارسی دا و بہ فا بدل شود ہمچون وام و فام و یاوہ و یافہ و کاف فارسی بہ دال مہملہ تبدیل یابد چنانکہ اورنگ و اورند و معنی حقیقی این زیبائی و حشمت و آنچہ در اورنگ و اورند و آروند دیگر معانی مجازی ہم ہست بلحاظ استعمال فرس در افرند نیست باتی حال این اسم جامد زبان فارسی و اسم مصدر است کہ مصدر (ب) از ہمین اسم جامد وضع شد و (ب) بقول برہان بمعنی (۱) ترتیب دادن و زینت کردن و آراستن صاحب بحر زیادت معنی حشمت داشتن فرماید کہ سالم التصریف است و ما تعریف سالم التصریف بر اسم مصدر کردہ ایم۔ صاحب موارد نوشتہ کہ افرند حاصل بالمصدر این باشد و افرندیدن بمعنی (۲) فریب دادن ہم و صاحب نوادر ہمزبانش و سندی کہ برای معنی دوم آوردہ اورندیدن راست پس ما معنی دوم را در افرندیدن تسلیم نکنیم تا آنکہ سندی از نظر ما نگذرد۔ صاحب رشیدی بر معنی اول قانع و صاحب سروری ہمزبانش و خان آرزو در سراج باتفاق معنی اول این را مبدل اورند گوید کہ می آید و ما تصفیہ این بر (الف) کردہ ایم۔ صاحبان موید و ہفت دانند ہم بر معنی اول اکتفا کردہ اند (اردو) (الف) زیبائی آرایش۔ مونث (ب) سنوارنا آراستہ کرنا دیکھو آراستن۔

افرنگ بقول برہان و سروری و جہانگیری بر وزن و معنی اورنگ است کہ (۱) تخت پادشاہان باشد و (۲) فرونیکوئی و زیبائی و حشمت و (۳) بمعنی فرنگ ہم کہ بعربی نصاری گویند۔ صاحب ناصری بر معنی اول و دوم قانع (حکیم فرخی ۵ے) خدایگان جہان خسرو

بزرگ او رنگ ؛ بر آورندہ نام و فرد پرندہ رنگ ؛ صاحب رشیدی بذکر ہر سہ معنی بالا
برای معنی دوم سند منصور شیرازی آوردہ (ﷺ) زخاک پای تو دارد سر فلک افسر ؛
زحسن رای تو دارد عروس ملک افرنگ ؛ (دقیقی ﷺ) فرد اورنگ از تو گیرد دین پیغمبر
از خطبۂ تو آرایۂ خان آرزو در سراج بذکر ہر سہ معنی فرماید کہ معنی سوم مجاز است و گوید
کہ اورنگ و آورند و افرند نیز بدین معنی است مؤلف عرض کند کہ اصل این اورنگ باشد
کہ بمعانی متعددہ بجایش می آید و بقول برہان معنی عقل و دانش ہم دارد و مکر و فریب ہم و استعمال
افرنگ بمعنی عقل و دانش و مکر و فریب بنظر نیامدہ از ینجاست کہ محققین بالا این معنی را برین
لفظ ترک کردہ اند و معنی سوم ہم در لفظ اورنگ منیت از ینجاست کہ خان آرزو آنرا مجاز
گفتہ یعنی ملجا از زیبائی و حشمت کہ معنی حقیقی است نصاری را ہم افرنگ گفتہ باشند یا اصل این
بمعنی سوم فرہنگ باشد کہ بحذف ہای ہوز از کثرت استعمال فرنگ شد و بزیادت الف وصلی
در اولش افرنگ و بدین وجہ کہ قوم نصاری در عقل و دانش ممتاز بود ۔ فارسیان بزیادت
یای نسبت در آخر ایشان را افرنگی گفتند و با الف وصلی افرنگی چنانکہ مولوی معنوی گوید (ﷺ)
او ہمی زارید صد قطرہ روان ؛ کہ در افتادم بجلا دو عوان ؛ تا نمیرد ہیچ افرنگی چنین ؛ ہیچ ملحد را
مباد این چنین ؛ پس یای نسبت در استعمال حذف شد و افرنگ بمعنی سوم باقی ماند چنانکہ مولوی
معنوی گوید (ﷺ) خواہی برو صدیق شو خواہی برو افرنگ شو ؛ (اردو) (۱) اورنگ ۔
بقول امیر (فارسی) مذکر تخت شاہی (غالب ﷺ) اے شہنشاہ آسمان اورنگ ؛ اے
جہاندار آفتاب آثار ؛ (۲) دیکھو اروند کے گیارہویں معنی (۳) افرنگ ۔ بقول آصفیہ

(فارسی) اسم مذکر۔ نصاری۔ عیسائی۔ انگریز۔ فرنگی۔ آپ فرماتے ہین کہ فرنیگ سے فرنگ ہوا کیونکہ جرمن کی ایک قوم کا نام فرنیگ تہا جس نے پانچوین صدی مین گال یعنی فرانس کو تہ و بالا کرکے فتح کیا اور اسی سبب سے فرانس اسکا نام پڑا۔

(الف) افروخ | (ب) بقول صاحب موارد بمعنی (۱) روشن کردن و روشن شدن

(ب) افروختن | و (۲) جلا دادن لازم و متعدی ہردو آمدہ و افروز حاصل بالمصدر این است بمعنی روشنی و جلا (جامی ؎) ز حسرت آتشی در جانش افروخت ؛ بداغ نا امیدی سینہ اش سوخت ؛ (نظامی ؎) چو افروختندش غرض برشناست ؛ در و پیکر خود ندید ند راست ؛ فرماید کہ مرادف افروزیدن و اوروختن است۔ صاحب بحر عجم بر معنی اول قانع و ذکر معنی لازم ہم نکند و این را مخصوص کند با چراغ و آتش و فرماید کہ کامل التصریف و مضارع این افروزد۔ صاحبان سروری و نوادر بہ معنی اول قناعت کنند و بقول جامع و ناصری و برہان و (خان آرزو در سراج) بمعنی اول بہ تخصیص متعدی خان آرزو فرماید کہ فروختن بحذف الف اول مخفف این و معنی مجازی این سوختن است چنانکہ سوختن بمعنی افروختن ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ آنانکہ در معنی اول لازم را ترک کردہ اند و نیز معنی دوم را نوشتہ اند تسامح او شان است کہ سند استعمال ہردو مذکور شد و تخصیص صاحب بحر با چراغ بہ معنی حقیقی است و برای آتش بمجاز آن و استعمال این با آئینہ و جام و عالم و ہوس ہم آمدہ و افروختن کسی۔ ہم معنی مجازی باشد کہ در لحقات می آید و در مرادفات این افروزدن ہم آمدہ کہ بجایش مذکور شود حالا عرض میشود نسبت ماخذ این کہ این مرکب است با اسم مصدر فروغ کہ بمعنی شعاع

و روشنی می آید و این اسم جامد فارسی زبان است و عجمی نیست که فارسیان این اسم را از فروغ
بزیادت واو و ریان رای مہملہ و غین معجمہ وضع کردہ باشند کہ در عربی زبان بقول منتخب نام دوستارۂ
روشن است۔ از زیاد این قسم واو میان کلمہ در قواعد فارسی آمدہ چنانکہ منقل و منقول و اوفتادن
و اوفتادن بالجملہ فارسیان از فروغ مصدری نساختند بلکہ بقاعدۂ خود غین معجمہ را بہ خای
معجمہ بدل کردند چنانکہ چرغ و چرخ ازینجاست کہ ما این را بر الف قائم کردہ ایم و پس از ان
علامت مصدر تن در آخرش آوردند فروختن شد و با الف وصلی در اولش افروختن گردید
پس اصل این فروختن است و مزید علیہ آن افروختن۔ باقی ماند افروزدن و افروزیدن ما دو
ہمہ مبدل این کہ بصراحت کاملش بجای خودش کنیم۔ انچہ خان آرزو افروختن را اصل و
فروختن را مخفف این گفتہ درست نیست حقیقت بر عکس آنست کہ بالا مذکور شد محققین
فرس این را مصدر اصلی و سماعی و غیر موضوع گفتہ اند و بقول ما باصولیکہ ذکرش بر اسم مصدر
گذشت اصلی و قیاسی و موضوع است (اردو) (الف)۔ روشنی۔ بقول آصفیہ (فارسی)
اسم مؤنث۔ نور۔ چمک۔ دمک۔ تجلّی۔ (ب) (۱) روشن کرنا۔ روشن ہونا (۲) جلا دینا چمکانا

(۱۶۹۹)

(الف) افروختن آتش — استعمال۔
(ب) افروختن آتشکدہ — مرکب اضافی

قلب (الف) در مصدر گذشت و (ب) بمعنی روشن کردن آتش کدہ از آتش باشد و متعلق بہ معنی حقیقی اول مصدر افروختن چنانکہ

عرفی گوید (ع) سجدۂ برہمن اینجا نہ حرام است
بیا تا کہ صد آتش کدہ در کنج غم افروختہ ایم
(اردو) الف۔ دیکھو آتش افروختن (ب)
آتشکدہ کو روشن کرنا۔ سلگانا۔

(۱۷۰۰)

افروختن جام — مصدر اصطلاحی مرکب

اضافی است بمعنی روشن کردن و فروغ
دادن جام وشهرت وعزت دادنش وکنایه
از شراب در ساغر کردن هم واین مجاز معنی
اوّل افروختن باشد که گذشت چنانکه عرفی
گوید (ف) گشته ایم از سخن پیر مغان روشن
دل ؛ بفروغ نفس جام جم افروخته ایم ؛
(اردو) جام کو روشن کرنا - جام جم کو شهرت
دینا - شراب ساغر مین ڈالنا -

(۱۰۷) **افروختنِ چهره** | مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی است بمعنی روشن شدن چهره از سرور
ومسرت چنانکه صائب گوید (ف) تازمی چهره
گلرنگ تو افروخته است ؛ جگر لاله عذاران چمن
سوخته است ؛ واین مجاز معنی اوّل افروختن
باشد که گذشت (اردو) چهره روشن هونا - کھلنا

(۱۰۸) **افروختنِ شعله** | (استعمال) مرکب اضافی
است بمعنی بلند کردن شعله و روشن کردنش
واینمعنی حقیقی افروختن باشد که گذشت چنانکه
انوری گوید (ف) از دل این شعله چو داغ
صنم افروخته ایم ؛ آتش غمکده را در حرم
افروخته ایم ؛ (اردو) شعله بلند کرنا - روشن کرنا

(۱۰۹) **افروختنِ شمع** | استعمال - مرکب اضافی
است بمعنی روشن کردن شمع وافروختن
درینجا بمعنی حقیقی است (عرفی ف) تا بهر
غمکده عرفی که گذر داشته ایم ؛ شمع مقصود
زمین قدم افروخته ایم ؛ (اردو) شمع روشن کرنا

(۱۱۰) **افروختنِ عالم** | مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی است بمعنی روشن کردن وزیب و
رونق دادن - عالم را (سعدی شیرازی
ف) بلند اختری عالم افروخته ؛ زوال اختر
دشمنت سوخته ؛ صاحب آصفی همین شعر را
بسند اختر افروختن آورده فتامل (اردو)
جهان کو روشن کرنا - عالم کو روشن کرنا -

(۱۱۱) **افروختنِ کسی** | اصطلاح - مرکب اضافی
است بمعنی خوشدل شدن وسرور پیدا کردن

و بمعنی زیب دادن و روشن کردن ہم و این مجاز معنی اوّل افروختن باشد کہ لازم و متعدی ہر دو آمدہ (عرفی ؎) کی بر اہل کرم روی طلب زود کنیم ؛ تا کہ از جرعۂ جام کرم افروختہ ایم ؛ (اردو) خوشدل ہونا۔ سرور پیدا کرنا۔ زینت دینا۔ روشن کرنا۔

افروختنِ ہوس مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی۔ بمعنی زیادہ کردن ہوس و ہوسناک شدن و از ہمین مصدر است اسم فاعل ترکیبی این ہوس افروز۔ و این مجاز معنی دل افروختن باشد (عرفی ؎) گاہی ہوس افروز نعمت بنیم ؛ گہ مضطر از ہجوم جمعیت بنیم ؛ (اردو) ہوس بڑھانا۔

(الف) افروز — (الف) بقول برہان بر وزن سرود بمعنی روشن و روشن

(ب) افروزانیدن — کردن و روشن کنندہ و امر بدین معنی یعنی روشن کن۔ و

(ج) افروزدن — بقول سروری روشن کنندہ و امر بہ روشن کردن و بقول

(د) افروزہ — جامع اسم فاعل از افروختن۔ و روشن و روشنی۔ صاحب

(ہ) افروزیدن — موارد بمصدر افروختن این را حاصل بالمصدر گفتہ مؤلف عرض کند کہ اصل این فروغ باشد کہ اسم جامد فارسی زبان است و ما ذکر این با افروختن کردہ ایم۔ فارسیان بقاعدۂ خود غین معجمہ را بہ زای ہوز بدل کردند ہمچون گریغ۔ و گریز و آمیغ و آمیز۔ پس ازان الف وصلی در اولش آوردہ افروز کردند کہ بمعنی روشنی باشد مرادف افروغ کہ می آید۔ پس بہ تحقیق ما الف (۱) اسم مصدر افروختن است و مصادر (ب) و (ج) و (ہ) از ہمین اسم جامد وضع شدہ و (۲) جا دارد کہ حاصل بالمصدر (ج) و (ہ) ہم گیریم کہ بر وزن امر است و (۳) امر حاضر ہر دو مصادر (ج) و (ہ) ہم انچہ صاحب برہان

این را بمعنی روشن کردن نوشته درست نیست و آنچه صاحبان برهان و سروری و جامع این را
اسم فاعل نوشته اند در غلط افتاده اند که افادهٔ اسم فاعل ترکیبی بدون ترکیب صیغهٔ امر با اسمی
حاصل نمی شود- حالا عرض می شود نسبت (ب) که این مصدر متعدی باشد بقول صاحب
موارد بمعنی روشن کردن فرمودن که بقاعدهٔ فارسی از (ه) ساخته اند که ذکر قاعدهٔ این بر
لفظ اسم مصدر کرده ایم- صاحب بحر عجم صراحت کند که متعدی افروختن و کامل التصریف
و مضارع این افروزاند مؤلف عرض کند که معنی حقیقی این افروختن بواسطه غیری باشد ولب مل
و (ج) بقول صاحب بحر عجم مرادف (ه) کامل التصریف و مضارع این افروزد و (ه) بقول
بحر و موارد بمعنی روشن کردن و بقول نوادر بمعنی روشن شدن هم و صاحب بحر صراحت کند که
این هم کامل التصریف است و مضارع این هم افروزد مؤلف عرض کند که فارسیان
(ج) را وضع کرده اند- بزیادت علامت مصدر بر (الف) و در وضع (ه) یای معروف هم
بقاعدهٔ فارسی قبل علامت مصدر زیاده شد بالجمله (ج) بقول محققین فرس مصدر اصلی است
و (ه) بقول شان مصدر جعلی و بقول ما (ج) و (ه) هر دو مصدر اصلی است که از اسم جامد
فارسی زبان وضع شد و ما تعریف اصلی و جعلی را بر لفظ اسم مصدر بیان کرده ایم که گذشت
حالا باقی ماند (د) که بقول صاحب نوادر روشن‌شمس بمعنی فتیلهٔ چراغ است و همین لفظ به همین
معنی در ممدوده هم گذشت و بخیال ما مخفف افروزده و افروزیده باشد که هر دو اسم مفعول
افروزدن و افروزیدن است بمعنی روشن کرده شده و کنایه از فتیله- حیف است که سند
این پیش نشد و استعمال این از نظر ما نگذشت (اردو) (الف) دیکھو افروغ (ب) روشن کرنا

(ج) دیکھو افروختن (د) دیکھو افروزہ (ہ) دیکھو افروختن -

افروسالئین | بقول صاحب برہان و هفت باسین مهمله بالف کشیده و کسر لام و یای حطی به تحتانی رسیده و بنون زده بلغت یونانی سنگی است که او را بعربی حجر القمر خوانند و آن سفید و شفاف می باشد و در شبها می افزونی ماه می یابد اگر بر گردن مصروع به بندند شفا می یابد - صاحب محیط بذیل افروسالیس و افروسالیون گفته که حجر القمر است و بر حجر القمر نوشته که آنرا بزاق القمر و زبد القمر و مهر نیز گویند و بسریانی افروسالیتون و بیونانی افروسالیس نامند و معنی آن زبد القمر است و بفارسی و ترنجف و بهندی چندر کانت نامند و آن سنگی است که نقره را جذب می کند گویند که شفیمی است که بر سنگهامی افتد و متحجر می گردد سرد در دوم و گویند معتدل و خشک در اول و از خواص آنست که چون بر درخت آویزند ثمر بسیار آورد و بر مصروع از اله صرع کند و منافع دیگر هم دارد (انتہیٰ) (اردو) چندر کانت - بقول صاحب محیط ایک پتھر کا نام ہے جس کو درخت پر لٹکانے سے بار زیادہ آتا ہے اور صرع کے بیمار کے گلے میں ڈالنے سے بیماری دفع ہوتی ہے - معتدل اور پہلے درجہ میں خشک -

افروشہ | بقول برہان بفتح اول و شین نقطه دار نام حلوا ئیست و تعریف بیان کردہ برہان در ممدودہ گذشت و بقول ناصری حلوا ئیست که فروشه نیز گویند - خان آرزو در سراج گوید که همان افروشه که در ممدودہ مذکور شد و در ممدودہ صراحت کند که ترجمهٔ خبیص است که اهل عرب بعوض شهد خرما در آن کنند و این اصطلاح بالغت مردم گیلان است هیس هم حلوا و نان خورش شیرین را افروشه نتوان گفت - صاحبان سروری و جامع

وجہانگیری ہم ذکر این کردہ اند وصاحب برہان بر فروشہ ہم کہ بدون الف اول می آید اشارہ
این کردہ بخیال ما اصل این بدون الف وصلی است وبہای لیاقت بمعنی لائق فروش کہ در
عجم بسیار بفروش میرود کہ حلوای لذیذ است (اردو) دیکھو آفروشہ

افروغ | بقول برہان بفتح اول بمعنی فروغ در روشنی وتابش وپرتو باشد اعم از روشنی و
پرتو آفتاب وماہ وآتش وامثال آن صاحبان رشیدی وجامع وسروری وجہانگیری وسراج
ذکر این کردہ اند (ابوشکور از سروری ۵) چو بر رویت از پیری افتاد انجوغ ، نہ بینی دگر
در دل خویش افروغ ، مؤلف گوید کہ اصل این فروغ است بدون الف وصلی کہ اسم
جامد زبان فارسی و اسم مصدر افروختن وافروزیدن وافروزدن است چنانکہ ذکرش بجایش
گذشت فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اول این آوردہ افروغ کردند دیگر ہیچ ۔
(اردو) دیکھو افروغ وافروز ۔

افرہنج | بفتح اول وثالث وہا وسکون ثانی ونون وجیم دوائیست کہ آنرا کشوث وتخم
آن را بزر الکشوث خوانند ۔ فواق را نافع است ۔ صاحب محیط بر افرنغج بہ غین معجمہ بجای ہای
ہوز فرماید کہ کشوث است وبر کشوت نوشتہ کہ اسم عربی است وبیونانی بسر وطوس و
وبسریانی ونا وزغبا وبرومی کشموریں وبفارسی برش وفرہنج وزرجول ودر ہندی امر بیل
واکاس بیل وآن گیاہی است مانند ریسمان بر درختہای پیچد ۔ بقول شیخ گرم در اول اولی
وخشک در آخر دوم مقوی احشا منقی ومجفف رطوبات ومنافع بسیار دارد (الخ) مؤلف
عرض کند کہ صاحب محیط بر افتیمون کہ گذشت نوشتہ کہ امر بیل واکاس بیل ولایتی ترجمۂ

افتیمون است درین جا ترجمہ ہندی لفظ ولایتی را حذف کرد و بر افتیمون فرماید کہ نباتی باریک
است ہمچون رشتہ کہ بر اشجار می تند و در ینجا می فرماید کہ گیاہی است مانند ریسمان کہ بر درختہا
می پیچد و در اسمای السنۂ غیر در ہر دو اختلاف است و در طبیعت ہر دو ہم اختلاف واقع امّا
صاحب مخزن در ترجمہ این و افتیمون ذکر اکاس بیل و آکاس بیل کردہ و ہیچ فرق ولایتی وغیر ولایتی
نفرمودہ و ما بیشتر ازین در تحقیق قاصریم ترجمۂ ہندی گوید کہ ہر دو یکی است و از تعریف صاحب
محیط و مخزن می کشاید کہ در ہر دو فرق است این قدر تحقیق شد کہ فرہیج اسم جامد فارسی زبان
است و صاحب برہان ذکرش کردہ کہ می آید فارسیان الف وصلی در آخرش زیادہ کردہ افریہیج
کردند و افرنجغ مبدل این باشد کہ بقاعدۂ فارسی ہای ہوز با غین معجمہ بدل شود ہمچون ملہم و
ملغم کہ بمعنی مرہم آمدہ (اردو) دیکھو افتیمون۔

افری | بقول برہان و جامع و ہفت و انند بر وزن سفری مخفف آفرین است ما اشارۂ
این بر آفرا کردہ ایم کہ گذشت و افرا مبدل ہمین است کہ ذکرش ہمدر انجا کردہ ایم و آفرین
کہ اصل ہر دو است اسم جامد زبان فارسی باشد کہ در ممدودہ گذشت و ممدودہ و مقصورہ چیزی
نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است حیف است کہ ما بر لفظ آفرین خبری از ماخذ نگرفتیم و بر اسم
جامد قناعت کردہ ایم و در ینجا تلافی مافات می کنیم بخیال ما اصل آفرین بدون الف فرین است مرکب
بہ لفظ فر و یا و نون نسبت بمعنی منسوب بہ زیبائی و زیبندگی کہ فر بمعنی زیبائی و زیبندگی آمدہ و ہم برین
قیاس است فری کہ درین صرف یای نسبت با لفظ فر مرکب باشد فارسیان بر موقع تحسین استعمال
آفرین کنند بزیادت الف وصلی در اولش کہ در لب و لہجۂ فارسیان ممدودہ شد خطاب شبان بنجاطب

انیست کہ کلام تو یا کار تو منسوب بہ زیبائی است یعنی زیبائی دارندہ و بسیار خوب و نیکو از قبیل شاہ باش کہ دعا ایست کہ بر موقع تحسین و آفرین گویند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) تحسین۔ آفرین کے دوسرے معنی۔

افریدون صاحبان برہان و رشیدی و جامع ذکر این کردہ اند ہمان آفریدون است کہ در ممدودہ گذشت اصل این فریدون بدون الف باشد فارسیان الف وصلی در اولش آوردند و نتیجہ لب و لہجہ بعض مقامات مقصورہ را بہ ممدودہ بدل کرد بخیال ما مرکب باشد از فرید و دون فرید لغت عربست بقول منتخب بمعنی یگانہ و ہر جوہر نفیس و دون کلمہ ایست در فارسی بفتح دال بمعنی شبیہ و نظیر و بقول خان آرزو در سراج کلمہ نسبت است چون آنرا با این مرکب کردند واو ساکن شد و معنی لفظی این منسوب بہ جوہر نفیس و مثل آن و کنایہ از پادشاہی کہ بدین نام موسوم شد و بعض اہل لغت فریدون را اسم جامد فارسی زبان گرفتہ اند و نام عقل فلک ششم گفتہ پس جا دارد کہ این پادشاہ را بہ ہمین نام موسوم کردہ باشند نظر بر حشمت و بلندی مرتبہ اش واللہ اعلم (اردو) دیکھو آفریدون۔

افریدین بقول صاحب شمس بمعنی زیب دادن و آراستن و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ ہمان افرندین است کہ بہ نون بجملہ گذشت صاحب شمس نون را یای تحتانی خواندہ غلطی کتابت نباشد بلکہ تسامح اوست کہ بر ماخذ غور نکرد از سلسلہ ردیف می کشاید کہ مقصودش بہ تحتانی چہارم بود نہ نون۔ افرید بمعنی زیبائی نیامدہ و جز این نیست کہ او در نسخۂ بغلطی کتابت یافتہ و در تالیف خود بدون تحقیق جا دادہ (اردو) دیکھو افرندین۔

اعلان وقف کتب

ہماری تالیفات کی (۱۵) جلدین جن کی تفصیل اس کتاب کی آخر ورق پر ہے
قیمی لعہ مختلف مواقع اور تقاریب پر ہندوستان کی کل پبلک لائبریریز اور مدارس خانگی
کو لئے وقف اور اسوقت تک (۷۰) لائبریریون اور مدارس پر حسب درخواست روانہ ہو چکی ہین
اور آیندہ بھی جس پبلک لائبریری اور مدرسۂ غیر سرکاری سے اوسکی درخواست پیش ہوگی اور
ہمکو صاحب ضلع یا مشاہیر مقامی کی تصدیق سے اطمینان کرا دیا جائیگا۔ اوس کے سکرٹری کے
نام پندرہ جلدین بلا معاوضۂ قیمت صرف خرچ ٹپہ کے ویالیو پر جو مجموعی پارسل کے لئے تین
روپیہ ہے روانہ کی جائینگی۔ عام شائقین سے جن حضرات کو یہ کتابین بدون معاوضۂ قیمت صرف
خرچ ٹپہ پر لینا مقصود ہو اونکو لازم ہے کہ محمڈن علیگدھ کالج کو عسہ چندہ ادا فرماکر اوسکی رسید
ہمارے پاس بھیجدین ہم اونکی خدمت مین کل کتابین صرف خرچ ٹپہ (سے) کے ویالیو پر
بھیجدینگے اور آیندہ آصف اللغات کی ہر ایک جلد مطبوعہ وقت بوقت اونکی خدمت اور
نیز پبلک لائبریریز اور مدارس مذکورہ پر صرف ۸ر خرچ ٹپہ کے ویالیو پر روانہ ہوا کریگی۔ باشندگان
کلکتہ پریسیڈنسی اگر بھی رقم عسہ کی انجمن مفید الاسلام کلکتہ کو عطا کر کے آنریری سکرٹری صاحب
انجمن کی باضابطہ رسید ہمارے پاس بھیجدین تو اونکے ساتھ بھی رعایت بالا کی جائیگی۔

راقم خاکسار

عزیز جنگ۔ مؤلف

فہرست تالیفات خان بہادر شمس العلماء - نواب عزیز جنگ بہادر

(۱) تاریخ النوائط - یہ فن تاریخ کی کتاب ہے ۲۹۶ صفحہ پر
شامل - زبان اردو قیمت پانچ روپیہ خرچ ٹپہ ۸/

(۲) عطیات سلطانی - یہ شاہان سلف کی عطایای
نقدی و اراضی کی تاریخ ہے ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان اردو
قیمت تین روپیہ خرچ ٹپہ ۶/

(۳) محبوب السیر - یہ فرمانروایان دکن کی تاریخ ہے
تا زمانۂ حضرت غفران مکان میر محبوب علی خان بہادر نور اللہ
مرقدہ مع ضمیمہ نگارستان آصفی - ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان
فارسی قیمت تین روپیہ خرچ ٹپہ ۵/

(۴) سیاق دکن - یہ عربون کے سیاق قدیم کی تاریخ
ہے جسمین حیدرآباد کے دفتری سیاق کا بھی بیان ہے ۱۸۰ صفحہ پر
شامل زبان اردو قیمت سے خرچ ٹپہ ۴/

(۵) فلاحۃ النخل - یہ فن زراعت مین کاشت کھجور سے متعلق اور
۲۸۸ صفحہ پر شامل - زبان اردو قیمت عصہ خرچ ٹپہ ۵/

(۶) کاشت انگور - یہ فن زراعت مین انگور سے مخصوص ہے
اور ۲۴۴ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت [illegible] روپیہ خرچ ٹپہ ۶/

(۷) کاشت ترکاری - یہ فن زراعت مین ترکاریونکی کاشت
سے متعلق اور ۱۵۷ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصہ خرچ ٹپہ ۴/

(۸) غرائب الجمل - یہ فن تاریخ گوئی سے متعلق ہے اور ۴۸۰ صفحہ
پر شامل - زبان اردو قیمت سے خرچ ٹپہ ۷/

(۹) حیوۃ الحمام - یہ فن طیور سے متعلق کبوتر سے مخصوص اور
۱۴۳ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عہ خرچ ٹپہ ۷/

(۱۰) کلیات نظم ولا - یہ فن شعر و سخن مین ہماری قصائد و غزلیات
اور رباعیات و قطعات تاریخ کا مجموعہ ہے جسکے دیباچہ مین مؤلف کی
مختصر سوانح عمری ہے ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی قیمت عصہ خرچ ٹپہ ۵/

(۱۱ تا ۱۵) آصف اللغات - یہ فن لغت مین ایک مبسوط
کتاب جو ۲۸ جلد پر شامل ہے جسمین صرف پانچ جلدین چھپی اور باقی
جلدین چھپ رہی ہین - فارسی اردو زبان کا لغت مطبوعہ
چارون جلد ۴۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی مع ترجمہ اردو
پانچ جلدونکی قیمت عـہ خرچ ٹپہ عـ/

مندرجۂ بالا کل کتب پبلک لائبریریز کے لئے صرف خرچ ٹپہ پر وقف ہین

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس [illegible]

۲- [illegible]

۳- [illegible]

۴- [illegible]

۵- کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنایا جانا ممنوع ہے۔

۶- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جاسکیں گی۔ فقط